URDUPDFNOVEL

عزیزِ من

از قلم پریشے بیگ

41episodetolastepisode

"!اسلام و علیکم"

بھاری سرد و نرم سی آواز لاؤنج میں بیٹھے تمام نفوس کی سماعتوں سے ٹکرائی ی

آواز پہ وہاں موجود نہلیت حمانی صاحب اور ناز پروین صاحبہ نے اپنے سامنے لاؤنج کی دہلیز پہ کھڑے اپنے خوبرو نوجوان بیٹے وجدان زید کو دیکھا --------

اپنے ماں باپ کے دیکھنے میں دو اور معصوم ڈری سہمی گرین ہیزل کانچ سی آنکھیں شامل تھیں ۔ جنہیں دیکھ بے ساختہ اسکا دل دھڑکا تھا ۔ جسے سنبھال پانا اسکے لیئے مشکل تھا لیکن جیسے تیسے اپنی اتھل پتھل ہوتی تیز دھڑکنوں کو ڈانٹ ڈپٹ ان پہ قابو پاہی لیا تھا ۔

اب اس نے سوٹ بوٹ ، اوور رال میں ملبوس اپنی سحر انگیز پرسنلٹی لیئے ان سب پر اپنی ایک پیار بھری نظر ڈال آگے کو قدم بڑھائے ---------

وہ اپنے مضبوط قدم اٹھاتا ان سب کے درمیان پہنچا --------

میری آل ٹائم کیوٹ اینڈ بیوٹی فال مام کیسی ہیں اور کول اینڈ ہینڈسم ڈیڈ آپکے کیا حال ہیں ؟ آج آپ دونوں ہی ہاسپٹل نہیں آئے ۔ وائے ؟

اپنی ماں نازپروین بیگم کےگلے میں لاڈ سے اپنا استھتھوسکوپ ڈال ان کے ماتھے پر بوسہ دیئے اپنے ڈیڈ پہ محبت بھری نظر ڈال وہی ان سب کے مقابل سنگل صوفے پہ براجمان ہوگیا ---------

اور ساتھ ہی ساتھ اپنے سامنے بیٹھی سرسری سی نظر اس دوشیزہ پہ ڈالی سادہ سے پنک اور وائی ٹ کمبنشن سوٹ میں ملبوس اپنے بے پہناں حسن سے غافل اپنی لمبی گلابی انگلیاں ایک دوسرے میں الجھائے وہ گھبرائی ی لرزتی اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی ی ---------

دھڑکنوں نے پھر یکدم شور سا مچایا اور اکسانے لگی اسے یونہی دیکھتا رہے

لیکن جلد ہی خود کو کمپوز کیا اور سر جھٹک یہاں وہاں دیکھنے لگا ----------

میں ہمیشہ کی طرح فٹ اینڈ فائن ۔ "ناز پروین صاحبہ اسکے وجہی خوبصورت چہرے کو" دیکھ بولیں --------

ہاں برخوردار میں بھی ٹھیک ۔ "نہایت حمدانی صاحب نے بھی اپنے بھرپور وجاہت" کے شکار لمبے چوڑے بیٹے کو دیکھ کہا ---------

اور بیٹا آج میری کوئی ی او پی ڈی نہیں تھی میری جگہ کارڈیو اسپشلیسٹ ڈاکٹر تنویر او پی ڈی کررہے ہیں اور آپکی ماما کی بھی آج ڈیوٹی آف تھی انکی جگہ بھی کوئی ی لیڈی دوسری ڈاکٹر انکا کام انجام دے رہی ہیں ۔

نہایت حمدانی صاحب اسکی دوسری باتوں کے جواب میں مزید بولے --------

آہ گڈ ----"!!سانس باہر خارج کر بھاری آواز میں کہتا ایک بار پھر سامنے بیٹھی" صنف نازک پر اپنی نظر ڈالی ۔ جو کنفیوز سی بیٹھی کبھی جھجکتی اپنی سیاہ خمدار پلکیں اسکے جانب اٹھا رہی تھی کبھی جھکا ----------

اسکی جادوئی ی کانچ سے پلکوں کا رقص دیکھ وہ مہبوت سا اسے دیکھے گیا ۔ اسے لگا شاید اسکے وہ پتیوں سے سرخ لب اسے دیکھ کچھ بولنے یا پوچھنے کے تگ دو میں تھے ۔

وہ وہ ۔ آپ نن ۔ نے مم ۔ میرے بھ ۔ بھائی ی کا معلوم کیا ؟

وہ ہمنائی ی تھی اسے سمجھ نہیں آئی ی وہ مقابل بیٹھے لمبے چوڑے وجدان زید کو کس طرح مخاطب کرے بہرحال اسنے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے کرہی دیا تھا

کیونکہ وہ اپنے بھائی ی کے پاس جلد از جلد پہنچنا چاہتی تھی ---

یکدم اسے بیٹھے بیٹھے ہی یونہی اپنے بھائی ی کے خود سے کسی موضوع پر کہے جملے یاد آئے ---

مہمل بھائی ی کی گڑیا !دیکھو اگر ہمیں کچھ چاہیئے وہ شے جاندار ہو یا بے جان جب تک ہم اس شے کے لیئے ایفرٹ ہی نہیں کرے گے تب تک ہمیں وہ چیز کیسے حاصل ہوگی ؟

مہمل نے سنتے اپنی تمام حس و سماعت اپنے آن بان شاندار سی شخصیت لیئے بھائی ی کی باتوں پر لگادی ۔ جو دھیمے گھمبیر بھاری سادہ سے لہجے میں گویا تھا اسے کچھ سمجھا رہا تھا ۔

پتہ ہے میری گڑیا وہ چیز جو ہم اللہ سے مانگ رہیں ہیں ہم چاہتے ہیں وہ ہمیں بیٹھے بیٹھائے ہی حاصل ہوجائے ؟

ہلانکہ ایسا کچھ نہیں ہوتا ۔ جب تک ہم اپنی تمام تر محنت اس شے کو پانے میں منصب نہیں کرے گے تب تک ہمیں اس شے کا ملنا ناممکن ہی ہے ۔

اب دیکھو ہمیں بھوک لگتی ہے ۔ جب ہمارا پیٹ مانگتا ہے کھانا تو ہم خود کیچن میں جاتے ہیں کھانا نکالتے ہیں خود کے لیئے ۔ پھر کھاتے ہیں ۔ اب کھانا خود چل کر تو ہمارے پیٹ میں نہیں آجاتا ناں ؟

آئی ی کچھ سمجھ یا اوپر سے گزر گیا سب ؟ اسے اپنی قریب کیئے اسکے بالوں پہ اپنے عقیدت سے بوسہ دیے بولا ۔۔۔۔۔۔

آگ ئی بھائی ی ۔ آپ کتنا اچھا سمجھاتے ہیں ۔ دنیا کا سب سے بیسٹ بھائی ی میرے پاس ہے ۔ کہتی اسکے چوڑے سینے سے لگ گ ئی ۔

ہاہاہا ۔ اور وہ شے جاندار ہو یا بے جان اگر وہ ایفرٹ پوری جان لگانے سے بھی نہ ملے تو اسکی خواہش کرنا چھوڑ دینی چاہیئے کیونکہ شاید اس میں اس رب کی کوئی ی مصلحت ہوسکتی ہے ۔

ہمیں اس وقت تو سمجھ نہیں آرہا ہوتا کہ ہمیں یہ نہیں ملا ۔وہ نہیں حاصل ہوا لیکن پھر بعد میں ہمارے دماغ میں اسے شے کے متعلق بات سماتی ہے کہ وہ چیز ہمارے لیئے کیوں بہتر نہیں تھی ۔آہستگی سے مسکراتے مزید کہا --------

یہی سب سوچتے یکدم ہی مہمل نے فیصلہ کیا کہ وہ خود ہی کیونہ وجدان زید سے پوچھ لے اور اب وہ اسکے جواب کے انتظار میں سہمی اپنے لب کاٹے اپنی گود میں رکھے دونوں گلابی ہاتھوں پہ اپنے نظرے ٹکائے سکون سے بیٹھی تھی ----------

یہ جانے بغیر کے مقابل کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو اور بدن سے خون نہ نکلنے والی ۔ ایک منٹ میں وہ اسکا سکون غرق کرچکی تھی -------

اسکی شہد رنگ آنکھوں میں چھایا تبسم اب سنجگی میں تبدیل ہوچکا تھا --------

اپنی پیشانی مسل وہ اب اسکے کیئے سوال پہ خود پر اپنے ماں باپ کی زیرک نگائیں ٹکے دیکھ اپنی نگائیں ان دونوں کے جانب اٹھائیں جنکی آنکھوں میں وہی سوال تھا

میں نے معلوم کیا تھا مگر اب اس گاؤں میں وہ لوگ نہیں رہتے ؟ کہیں چلے گئے" ہیں وہ لوگ شا ۔ شاید "کہتے کہتے اسکی زبان لڑکڑائی ی تھی --------

نن ۔ نن ۔ نہیں بھائی ی بھلا کہاں جاسکتے ہیں ؟ آپ ایک بار اور پتہ کروائے ؟ پلیز مم ۔ میں نہیں رہ سکتی ۔ بولتی وہ یکدم بلکتے تڑپتے رونے لگی -------

اسکی آنکھوں سے لب با لب گرم سیال بہتے اسکے سرخ رخسار کو نم کرتے بھگونے لگے

ہے شش !مائی ی لولی برڈ ۔ میں ڈھونڈ لوگا انہیں آپ پریشان نہیں ہو ۔"کھڑا ہوتا" اسکے اپنے بیچ کا دو قدموں کا فاصلہ مٹائے اسکے قدموں میں ایڑیوں کے بل بیٹھ غیر

ارداى طور پر اپنى بھارى لمبى انگليوں سے اسكى نم آنكھيں آہستگى سے نامحسوس طريقے سے صاف كرتا اسكے معصوم گلابى چہرے كو ديكھ گويا ہوا --------

اسكے رونے پر جہاں وجدان ششدر تھا وہى اسكے ماں باپ كے دل ميں بھى اس پيارى لڑكى كو اسطرح ديكھ ہونك سى اٹھى تھى اور وہ بھى اٹھتے اسكے پاس آئے كھڑے ہوئے تھے -------

"نہايت حمدانى صاحب اسكے سر پر پيار سے ۔ "بيٹا ايسے خود كو رو رو كر ہلكان مت كرو ہاتھ ركھتے گويا ہوئے ۔ ساتھ ہى ساتھ نازپروين صاحبہ بھى اپنا سر ہلاتى اسكى خراب حالت كو افسوس بھرى نگاؤں سے تكتے اسكے تڑپتے وجود كو ديكھنے لگيں ---------

"ناز پروين صاحبہ نيچے بے خودى ميں ٹرانس كى كيفيت ميں اپنے ۔ "وجدان ہٹو بيٹا بيٹے كو اس نازك سى گڑيا كو ديكھ بوليں اور خود اسكے برابر ميں بيٹھ گ ئى يں -------

جج ۔جی مام !!!!بے ساختہ اسکا سکتا ٹوٹا تھا ہوش کی دنیا میں آتا خجل سا وہاں سے اٹھا اور سائیڈ ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے دو منٹ کے لیئے سمجھ نہیں آئی ی کہ اسکے ساتھ ہوا کیاہے ؟ ایسے کیسے اس نے خود پر سے کنٹرول کھو دیا تھا ۔

اسنے سر جھٹکا اب وہاں سے اس چھوٹی سی خوبصورت آفت پر اپنی ایک نظر ڈالے وہاں سے باہر لان کے طرف اپنے قدم اٹھائے ۔۔۔۔۔۔۔۔

وجدان بیٹا کچھ بھی انفارمیشن نہیں ملی ۔ ابکی بار نہلیت حمدانی صاحب نے اسے دیکھ پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

انکی آواز پہ وہ ایڑی کے بل مڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جی ڈیڈ کوئی ی بھی انفارمیشن نہیں ملی ۔ "سنجدگی سے گھمبیر لہجے میں کہتا وہاں سے" اپنے بھاری ہوتے قدموں کو گھسٹتا باہر لان میں پل سائیڈ کی طرف چل دیا

جبکہ اسکی چوڑی پشت پر اپنی جانچتی زیرک نگائیں ٹکائے نہایت حمدانی صاحب کسی سوچ میں پڑھ گئے ------

باہر وہ پل سائیڈ پہ آتا بے چینی کے عالم میں یہاں سے وہاں ٹہلتا اپنی گردن کو مسلتا بے حال سا تھا معاً ایک جگہ ٹھہرا اور پل کے صاف شفاف گہرے ٹھہرے پانی پہ اپنی نگائیں ٹکائے پر سوچ سا مونچھوں تلے لب آپس میں بھینچے پیوست کر گیا ۔ آج پہلی بار اسنے جھوٹ بولا تھا خود سے اپنے ماں باپ سے اور اس دوشیزہ سے

آغر فون پہ کسی سے محو گفتگو ہوتا حویلی میں لاؤنج میں چلتا آیا کہ ابرار کو ٹی وی پر نیوز دیکھتے دیکھا ۔ ابرار آج صبح ہی شہر سے گھر واپس آیا تھا --------

ناظرین ایک تازہ ترین خبر سے آپ کو اگاہ کرتے چلیں ابھی ابھی خبر آئی ہے زرائے سے دشمن ملک کی جانب سے وگاہاں باڈر پہ حملہ !

پاک افواج بھرپور دشمن کا مقابلہ کرتے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے میں ہمتن کوشاں!!

ٹی وی اسکرین پہ چلتی یہ خبر چنگاری کی طرح ہر جگہ تیزی سے پھیلنے لگی -------

آغر --- "ابرار نے اپنے پیچھے کسی کے ہونے کا احساس محسوس کیئے اپنی گردن کو مڑا" ۔ جہاں لمبے چوڑے آغر کو دیکھ ٹھٹکا -------

ایم گوئنگ ٹو امیجیٹلی" !!اپنی گھمبیر نظریں سامنے لگی بڑی سی اسکرین پہ چلتی بار بار"
کی اس خبر پر ٹکائے زیر لب بڑبڑایا اور ابرار کی سنے بغیر وہاں سے نکلتا چلا گیا --------

پیچھے موبائل پہ موجود شخص نے بھی اسکی زیر لب بڑبڑاہٹ سن فون ڈسکنیکٹ کیا ۔ جو
وہ اسے بتانے چاہتے تھے وہ خبر اسکے کانوں میں پڑ چکی تھی ---------

پیچھے ابرار کو بھی اسکا جانا ٹھیک لگا تھا ---------

جاری ہے ----------

منِ عزیزم

قسط نمبر 42

پریشے بیگ

اس تڑپتے سسکتے وجود کے گلے سے گو گو کی آوازیں نکل رہی تھیں ۔ دھڑکنیں سست روی سے مدھم مدھم رواں دواں تھیں ۔ پورے بدن میں خوف و ڈر کی ایک لہر سی دوڑ رہی تھی --------

آنکھوں سے بہتے گرم سیال اسکی ازیت میں ہونے کا پتہ دے رہے تھے مگر گلے پہ دو مضبوط ہاتھ سختی سے اسکے گلے کو اپنی گرفت میں لیئے ہوئے تھے ۔ اپنے کیئے جانے والے ظلم پہ جنہیں کوئی ی ڈر و مبالغہ نہ تھا سامنے پڑپڑاتے مرنے کے در پہ اس وجود سے --------

میں کہہ رہی ہوں رضیہ تجھے ماردونگی اگر تونے اپنا منہ زرا سا بھی کھولا ۔ "حمیدہ بیگم" اپنے سونے کے بھاری گنگنوں سے بھرا ہاتھ رضیہ اپنی سالوں کی پرانی ملازمہ جو انکے ہمراہ ہر جگہ پیش پیش رہتی تھیں انکے گلے کو دباتی اسکے منہ پر غرائی ی ---------

مم ۔ میں سب کو اس با۔ بات سس ۔ سے آشنا با خبر ک۔ کردونگی تونے پہلے اپ ۔" "اپنے پہلے شوہر سس ۔ سے بچے کا قتل پھر سرکار کی بیوی شہ ۔ شہلا کا قت ۔ قتل ۔

وہ دبی دبی اپنی گھٹتی سہمتی لرزتی آواز میں کہتی سامنے اپنے جاؤ جلال سے کھڑی حمیدہ بیگم کی پوری ہستی ہلا گ ئی انہیں لگا پوری چھت ان پر ان گری ہو --------

تت ۔ تو ۔ ایسے نہیں مانے گی ۔ پیسے چاہیئے تجھے پیسے ۔ لیکن تجھے ایک آنا نہیں ملے" گا سمجھی ۔ تجھے مجھے پہلے ہی مروا دینا چاہیئے تھا بھول ہوگ ئی تجھ جیسی سپولی کو زندہ "رکھا ۔ اب تو مجھے بلیک میل کرے گی کمینی --

کہتی اسکے گلے پر مزید زور دیا کہ اسکی آنکھیں باہر آنے کو ہوگ ئی اور گو گو کی آوازوں میں مزید فروانی آگ ی ---------

یہ ملازمہ وہی حمیدہ بیگم کی پرانی ملازمہ تھی جس نے اس رات آغر اور حمیدہ بیگم کی گفتگو حویلی کے داخلے دروازے پہ کھڑے ہوئے سنی تھی جسنے سوچ لیا تھا کہ وہ بھی اسطرح حمیدہ بیگم کو بلیک میل کیئے انکا سب کچھ اپنے نام کروالے گی ----------

وہ بہت پہلے ہی انہیں بلیک میل کر انہیں اپنے شکنجے میں قید کر کامیاب ہوجاتی لیکن اسے اپنی جان کی فکر تھی جو حمیدہ بیگم جیسے نفسیاتی مریضوں کے لیئے لینا کوئی ی مشکل بات نہیں تھی ----------

پر اب اس نے بھی سوچ لیا تھا یا تو آر یا پار --- اسلیئے وہ ملازمہ اب پورے مقابلے کے ساتھ میدان میں اتر آئی ی تھی ------

والدہ ۔ "انکے سماعتوں سے ابرار کی بھاری آواز ٹکرائی ی جو شاید انہیں ہی ڈھونڈ رہا تھا" اور ادھر ہی آرہا تھا ---------

ہا ۔ہاں میرے بیٹے میں یہاں ہوں ۔ "لڑکڑاتی آواز میں بولیں -------"

ایک لفظ نہیں نکلنا چاہیئے تیرے منہ سے ورنہ تیرے ہزاروں ٹکڑے کاٹ کر کہیں دفن کر دوگی ۔ نخوت سے چنگاڑتی دھمکی آمز کہتیں اسکا گلہ اپنی سخت ترین گرفت سے آزاد کیا ------

انکے چھوڑنے پہ وہ ملازمہ اپنے لمبے لمبے سانس لیتی اپنا سانس بحال کرنے کی کوشش کرنے لگی اور ایک کاٹدار نظر ان پر ڈال اپنا سر جھٹکتی سیدھی کھڑی ہوئی ی لیکن سانسیں اب تک بری طرح سے پھول رہی تھیں -------

والدہ وہ ----،،، وہ وہاں آتا بولتا رکا --------"

اور انکے ہمراہ کھڑی اسی ملازمہ پہ اب اپنی ایک گہری نگاہ ڈالی جسکے عجیب و غریب تاثرات ناٹ کرتا اسنے کچھ جانچنا چاہا جسکی حالت قابل رحم لگ رہی تھی ---------

آپا آپ ٹھیک ہیں ؟؟ "انہیں گھمبیر حالت کے زیر اثر اسنے پوچھا ------"

عمر اور تقاضوں میں یہاں کافی پرانی ملازمی ہونے کے باعث سارے ملازم ہی انہیں آپا کہتے پکارتے تھے اسلیئے ابرار باقی گھر کے فرد بھی انہیں اس طرح مخاطب کرنے لگے تھے ----------

"جج ۔ جی ہاں بیٹا میں ٹھیک ہوں ۔ مم۔ میں چلتی ہوں زرا کیچن میں دیکھ لوں ۔" ہڑبڑاہٹ میں گھبراتے جلدی جلدی کہتیں وہ اپنے بوڑھے قدم اٹھاتی وہاں سے فوراً غائب ہوئی یں ----------

جاتے انکی پشت کو اسکی دو آنکھوں نے بڑی غور سے دیکھا تھا ---------

ہاں بیٹا تمنے کچ ۔ کچھ کہنا ہے ؟ حمیدہ بیگم نے اپنے سر پر اوڑھے ڈوپٹے کو مزید اپنا ہاتھ بڑھا کر سیٹ کیا خود کو کمپوز کرتی دھیمے لہجے میں سامنے کھڑے ابرار سے گویا ہوئی یں

مجھے میری براؤن شال نہیں مل رہی ؟ آپ بتا سکتی ہیں کہاں ہے ؟ "اسکی آنکھیں" انکے چہرے کا طواف کرنے لگیں جہاں اس نے سکون ڈھونڈنے کی کوشش کی جو اسے زرا برابر بھی نہیں ملا ----------

وہ ہاں میں نے دھونے میں ڈلوا دی تھی ۔ دھول گ ئی ہوگی رکو میں کسی سے کہتے"
ابھی منگواتی ہوں ۔ "کہتی اس سے نظریں چراتی اپنے ڈگماتے قدم اٹھائے وہاں سے
یکدم ہی رفو چکر ہوئی یں --------

جانم کیا ہورہا ہے ؟ آج آپ کیچن میں خیریت ؟ اپنے شوہر کی پسند کے کھانے "
بنائی یں جارہے ہیں ؟ "رف ٹف سے سادہ سے حلیئے میں کیچن میں آئے گل کے
کان پہ جھکتے گھمبیر بھاری شرگوشیانہ بولا -------

آہہہ "!اسکے اچانک یہاں آنے اور بھاری سرگوشی پہ گل کا حلق اچھل کر باہر آنے کو"
ہوا --------

اسے دیکھ نکاح کی پہلی رات کا ہر ایک ایک لمحہ اسکے سامنے کسی مووی کی طرح گھمنے لگا
وہ سب یاد کر اسکا حسین چہرہ یکدم خون چلکانے جیسا ہوگیا --------

"کیا ہوا جانم ڈر گ ئی یں آپ ؟"نیچے اسکے مد مقابل بیٹھ اپنے بھاری ہاتھ کی پشت سے اسکے گلابی گال سہلائے وہ بولا -------

جبکہ شہد رنگ نگاہی یں مکمل اسکے ہوش ربا سراپے کا طواف کر رہی تھی ۔ ایک پیاس سی تھی حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے تھے جو طلب اپنی آنکھوں کو اسکے وجود کے پور پور کو دیکھنے سے بھی سیراب نہیں ہو پارہی تھیں --------

"کک ۔ کیوں دیکھ رہے ہو ایسے ؟ "وہ اپنے گلابی ہاتھ میں چوکلیٹ کیک کے بیٹر کو مکسر سے مکس کر اپنے مخصوص لہجے میں بولی -------

ہلانکہ اسکی آنکھیں کچھ اور ہی بول رہی تھیں جن سے وہ ناآشنا سی خود ہی اپنی نظریں چراتی اپنے کام میں مصروف رہی ---------

باقی یہاں کیچن میں کام کرنے والی ملازمہ کو بھی وہ تھوڑی دیر کے لیئے یہاں سے دوسرے کام کرنے کے لیئے بھیج چکی تھی کیونکہ اسے اکیلے ہی کیچن میں کام کرنا پسند تھا اور آج بس ایسے ہی دل کیا چوکلیٹ کیک بنانے کا جسکی وہ تیاری کررہی تھی

سارے چوکلیٹ کیک کے اجزہ ملازمہ اسے نیچے چھوٹی ٹیبل پہ نکال کے دے کے جاچکی تھی اور رہا اوون بیکنگ کے لیئے تو وہ نیچے ہی بڑی سی دیوار پہ اسٹائی لش طریقے سے بنایا گیا تھا تو اسے بیکنگ میں تو مشکل ہرگز نہیں ہونے والی تھی --------

ویسے مجھے ایمپریس کرنے کے لیئے یہ سب کیا جارہا ہے ۔ شروعات میٹھے سے ؟ واؤ" نائی س ---- پسند آیا مجھے آپکا یہ انداز -- "کہتا چوکلیٹ کے بیٹر میں اپنی انگلی ڈُبا کر اسکی چھوٹی سی تھیکی سرخ ناک پہ لگائی ی جس کی حرکت پہ گل نے اسے اپنی ایک گھوری سے نوازا -------

تم پہلے ہی متاثر ہو ۔ تمہیں مزید متاثر کر اپنی جان پہ عزاب تھوڑی کرنا ہے ۔ "دل" ہی دل میں بڑبڑائی ی ---------

ہمم رائٹ !متاثر تو ہوں میں آپ سے ۔ بلکہ پورا کا پورا آپ کے عشق کی چاشنی" میں ڈبا ہوا ہوں ۔۔۔۔۔ ویسے ایک بات ہے ۔ سنا ہے عورت اپنے شوہر کو قابو کرنے کے لیئے کہیں لاکھوں کڑوڑوں جتن کرتی ہے ۔۔۔۔۔۔ کبھی بابوں، ملاؤں، نجومیوں کے چکر لگاتی ہیں ۔ کبھی اپنی اداؤں سے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے شوہر بیچارے کو اپنے پیار کے شکنجے میں بری طرح سے قید کرلیتی ہیں ۔۔۔۔۔۔ تو میں کہہ رہا تھا آپ بھی اپنا حق استعمال کرسکتی ہیں ۔ "جھکتا آہستگی سے اسکی ناک پہ اپنے لبوں سے چاکلیٹ کا لگا بیٹر چننے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ وہ تو اسکی چلاکی پہ عش عش کر اٹھی تھی کس قدر تیز کان تھے وہ تو بس بڑبڑائی ی تھی اور اسکے تیز کانوں نے سنتے اس پہ ایک لمبا تبصرہ چھیڑ اسے باتوں میں الجھائے اپنے مطلب پر اتر آیا تھا ۔ اب وہ خود میں سمٹی تھی بیٹر کے باؤل پہ اسکی گرفت مضبوط ہوئی ی ۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

منِ عزیزم

قسط نمبر 43

پریشے بیگ

"کک ۔ کونسا حق ؟"

یکدم اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا اور اسے کندھوں سے پکڑے خود سے دور کرنے کی کوشش کی ---------

وہی جو میری زوجیت میں آنے کے بعد سے آپکے پاس اب محفوظ ہے "۔ خمار آلودہ" لہجے میں کہتا اسکی گلابی ناک پہ ہلکا سا بائیٹ کیا ----------

آہہہ !!اس کے پیار بھرے ظلم پہ اسکی ہلکی سے کراہ نکلی --------

مم ۔ میں ایسی ویسی عورت نن ۔ نہیں جو اپنے شوہر کو قابو کرنے کے لیئے یہ" سارے فضول اور گھٹیا ہتھکنڈے ازمائے "۔ اسکے جادوئی ی حصار سے خود کو نکالتے تڑک کر بولی --------

آہستہ آہستہ ہی صیح لیکن گل کو لگا وہ اسے اپنے شکنجے میں قید نہیں بلکہ آغر اپنے دہکتے حصار میں اسے ضرور جکڑنے لگا ہے یا شاید یہ تین بولوں کا اثر تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آیا ۔ وہ اپنا سر جھٹک گ ئی ----------

چلیں مانتی تو ہیں میں آپکا محترم شوہر ہوں "۔"

اسی بوجھل لہجے میں کہتا اسکے ہاتھ سے مکسر سمیت باؤ ل لیتا وہاں بنی سلب پر رکھا

گل نے اسکی ایک ایک حرکت ازبر کرتی ہڑبڑاتی تھوگ نکلا -------

اب کیا ہے ؟؟ "وہ خاصی چڑ چکی تھی -------"

محبت ۔ الفت ۔ شدت ۔ میری جنونیت "۔"

دوبدو اسی کے انداز میں مگر بھاری محبت سے لبریز لہجے میں بولتا یکدم اسکی لہراتی پتلی کمر میں اپنا مضبوط بازوں ڈالے جھٹکے سے اپنے مقابل کھڑا کرگیا ----------

آہہہ !ی ۔ یہ یہ ۔ مم ۔ میں گر جاؤں گی "۔"

اس سے لپٹتی وہ سہمتی لرزتی کہتی ڈرو و خوف سے اپنے دونوں ہاتھ سختی سے اسکی گردن میں باندھ گ ئی اور لمبے لمبے سانس لینے لگی جیسے وہ اسے ابھی چھوڑے گا تو گویا وہ زمین بوس ہوجائے گی ----------

ایسا کرے گی تو معاملہ گھمبیر ہوجائے گا ۔ اگر میرے ان تمام پیار بھرے رنگوں میں" اور کہیں شدت بھرے رنگ شامل ہوگئے تو بہت مشکل ہوجائے گی آپ کے لیئے بیگم ۔ سمجھ تو گ ئی ہوگی آپ ۔۔۔ "اسکا نازک وجود تھر تھر کانپ رہا تھا ۔ آغر نے اپنا دوسرا مضبوط ہاتھ اسکے گرد ڈالا اور خود میں سختی سے اسے سینے میں بھینچتے محبت سے چور لب و لہجے میں بولا ---------

آہہہ "!وہ اسکے مضبوط حصار میں تڑپتی یکدم ہی مچلی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

تت ۔ تم مجھ سے چھوٹے ہو ۔ ایسے بے بس نہیں کرسکتے مجھے "۔ اسے کہنا تو کچھ" تھا کہہ کچھ اور گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جانم !بے بس ایسے نہیں کرتے ۔ کسی دن کرے گے آپ کو بے بس ۔۔۔ آپ " چاہے جانے کے قابل ہیں فرصت سے سہرائے گے آپ کو ۔ آپکی دھڑکنوں سے اپنی دھڑکنوں کا ملاپ کرے گے اپکی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھائے گے ۔ اپکی روح سے اپنی روح کو یکجا "۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔

"شش !چپ ۔ پلیز ۔"

آگے اسکی بے باکی پہ وہ اپنے کانپکپاتا گلابی ہاتھ اسکے منہ پر جماگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پہلے ہی اسکی قربت میں اسکے پسینے چھوٹ رہے تھے اب گہرے گہرے سانس لیتی اسکا گلا خشک ہونے لگا --------

ہاہاہا !ہمت میری شدتوں کو برداشت کرنے کی نہیں آپ میں ---- اور چلی ہیں" نفرت کرنے "۔ اسکے دوپٹے کو سر سے ہٹایا جو گر کر اسکے شانوں پر آٹھرا اسکے بالوں کو کیچر سے آزاد کیئے اسکی گردن میں اپنا منہ دیئے بولا --------

باقی وہ اسکے بڑے ہونے کا رعب جھاڑنے کو بعد کے لیئے چھوڑ گیا تھا اسنے سوچ لیا تھا یہ بڑے چھوٹے کا بت اپنے طریقے سے ہی اتارے گا ---------

محبت کرلیں مجھ سے "۔"

ہلکی سی سرگوشی کر اسکے کندھے پر اپنے دہکتے لب ثبت کیئے کہ گل کی ریڑھ کی ہڈی میں اسکے لمس پہ سنسناہٹ دوڑ گ ئی ---------

! "آغر پلیز لیو می"

اسنے یہ کس طرح اسکے سخت سے سخت ہوتی گرفت میں بولا تھا بس وہی جانتی تھی ۔
اسکی دہکتی قربت میں اسکا روحا روحا سلگ اٹھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کرلیں محبت "۔"

وہی گہری سرگوشی کیئے اسکے کان کی لو کو چوم گیا ۔۔۔۔۔۔۔

سسس ۔۔۔۔ "!!اسکے منہ سے سسکاری برآمد ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ای ۔ ایسے زبردستی نہیں کروائی ی جاتی محبت ۔ میں کبھی نہیں مانوں گی "۔ لڑکڑاتی"
بھاری آواز میں کہتی اسکے پشت پہ گردن پر اپنے ناخون گاڑھ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے ستم پر آغر کے لبوں پہ گہرا تبسم چھایا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہونٹوں پہ ہونٹ رکھوں یا پیر پر ۔ کس طرح مانے گی آپ"۔ کہتا اسکے رہے سہے اوسان" بھی خطا کرگیا ۔ جبکہ وہ اسکی بے شرمی معنی خیزی پہ شرم سے دھری ہوئی ی اب ساکت سے اسکے نرم گرم حصار میں قید تھی ----------

تت ۔ تمہیں بے حیا ، بے شرم مرد ۔ کیا کہوں تمہیں ---؟ "بڑبڑاتی اسکی گردن پہ" اپنے موتی جیسے دانت گاڑھ گ ئی ۔ یہ حرکت وہ کیوں کرگ ئی تھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی --------

ہائے یہ لطف ہی الگ ہے "۔ اسکی جواب کاروئی ی میں کہتا خود بھی اسکے بال" سیمٹ دوسرے کندھے پر کر اپنے دانت اسکی صاف شفاف گردن پہ ہلکے سے گاڑھ گیا لیکن پھر آہستگی سے وہاں اپنے ہونٹ رکھ گیا ---------

آہہہ !!آغر کے دانت گاڑنے پہ اسکی سسکی نکلی اور اپنی کی حرکت پہ اب خود کو" کوسنے لگی ----------

کیونکہ یہ اسکی حرکت کا ہی رد عمل تھا --------

اب اسے نیچے سے اپنی مضبوط پناؤں میں اٹھائے آگے بڑھ گیا ----------

کک ۔کہاں لے جارہے ہو ؟ "گل نے اسے دیکھ پوچھا --------"

آپ کے کمرے میں ؟ "کہتا کمرے کے قریب پہنچ اپنی بھاری ٹانگ کی ٹھوکر سے "
دروازہ وا کیا اور اندر داخل ہوتے دروازہ ویسے ہی پاؤں کی مدد سے بند کیا ----------

اسے لائے بیڈ پہ لٹائے خود بھی بلکل اسکے برابر میں اپنے بوٹ سے پیروں کو آزاد
کرواتے لیٹا ----------

وہ اسے خود کے نزدیک دیکھ تھوگ نکلتی سہمتی اپنے دونوں ہاتھ سیدھے کیئے بیڈ شیٹ
کو مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں جکڑ گ ئی اور سختی سے اپنی آنکھیں میچ گ ئی

مم ۔مجھے ڈر لگ رہا ہے ۔پپ پلیز "۔"

وہ تھوڑی سی اپنی آنکھیں کھول کر التجائی ی لہجے میں گویا ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تو کچھ نہیں کر رہا پھر کیوں ڈر لگ رہا ہے ۔۔۔ کہا تھا وقت دوں گا اس رشتے کے"
"لیئے تو پھر؟

اسکا رخ اپنی طرف کیئے اسکے گرد مضبوط حصار باندھتے اپنے ساتھ لگائے وہ اسے دونوں شانوں سے پکڑ اپنے قریب کرتے پوچھنے لگا اور اب آواز نا نکلے میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں یہاں رہنے کا اور پھر قسمت کا کیا بھروسہ پھر ملیں یا نا ملیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ لفظ خونخود اسکے منہ پر آنے لگے ۔۔۔۔۔۔۔۔

زندگی کا بھی بھروسہ نہیں جس طرح آپکی نفرت ہے اور جس طرح کا میرا کام ہے یہ دونوں کبھی بھی میری سانسیں لے سکتی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پر جانتا ہوں یہ دونوں حق پر ہیں ----------

پتا نہیں کیوں دل کی عجیب حالت تھی کہ اسکا جنونی دل تڑپ رہا تھا ایسے مچل رہا تھا جیسے کوئی سانسیں چھیننے والا تھا وہ مجبور ہوکر اسے اور خوفزدہ نا کرتے ہوئے آنکھیں اور ہونٹ بھینچ گیا سارا درد اپنے اندر اتار کر گہرا سانس لینے لگا ---------

اندر یہ احساس اٹھ رہا تھا کہ وہ چیخے چلائے ----------

گل اچانک اسکے سرخ بھینچی آنکھوں میں دیکھنے لگی ۔ چہرے پر ہی درد کے سائے لہرا رہے تھے ۔اسنے ہمت کرکے ہاتھ بڑھایا ----------

"آتت ۔ تم ٹھ۔۔ٹھیک ہو ؟"

اسکے بازوں کو چھوتی اٹک اٹک کر پوچھنے لگی --------

ڈر تھا کہ سانسیں لے رہا تھا ---------

ہاں ٹھیک ہوں "۔"

آغر مسکرا کر اسکی گال پر اپنے ہاتھ کی پشت پھیر کر بولا ۔اسکے پوچھنے پر وہ خوش ہوگیا ۔ پھر سارے احساسات کو دباکر جھکتے اسکے نرم گرم گداز لبوں کو اپنے ہونٹوں سے چھولیا ۔گل کا سانس اور گلا خشک ہونے لگا ----------

پور پور میں کرنٹ سا پھیل گیا ۔ اسنے گھبرا کر آغر کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیئے ----جہاں سے اسکی دھڑکن اپنے ہاتھوں میں منتقل ہوتی محسوس ہوئی ----------

کچھ دیر دونوں کی سانسوں کے علاوہ فسوں خیز خاموشی تھی اور اسکو آغر کی گھمبیر آواز نے توڑا ----------

جانم !!!میں صرف ایک ماہ کے لیے جارہا ہوں ۔ اسے لگا وہ اس سے پوچھے گی کہاں" جارہا ہے ؟ مگر یہ اسکا ابہام ہی رہا کہ وہ کچھ کہے گی یا پوچھے گی ؟

ابھی اسنے ایکدم بیڈ سے اٹھنا ہی چاہا تھا جب آغر نے لیٹے ہی اسکے کھلے جھولتے بالوں کو مٹھی سے پکڑ کر اپنے اوپر گرایا ---------

آہہ "!!!اسکی نکلتی چیخ آغر کے چوڑے ہاتھ نے گلے میں ہی دبالی -----"

کک ۔ کیوں اتنے جنونی ہو ۔ مم۔ میں مرجاؤں گی تو ؟"ہچکیوں کے درمیان کہتی" ہاتھوں میں منہ چھپاگئی --------ناجانے کیوں اسے رونا آنے لگا ----------

چپ ---ایکدم چپ ----وہ غصے میں اس پر غرایا ۔خبردار جو آئندہ مرنے کی بات کی " ۔ایسا لفظ دوبارہ آنے پر میں آپکی زبان کاٹ دونگا "----------

وہ ایک میجر مضبوط جگر کا ہونے کے باوجود ۔ مجرموں پر اپنے ہاتھوں سے روح کانپے والی سزا دینے پر بھی اسکے اندر کچھ بھی نہیں ہوتا تھا ۔وہ انکی ایسی شکلیں کر دیتا تھا ظلم سے کہ انسان دیکھے تو سانسیں گلے میں اٹک لے پر پھر بھی اسے کچھ نا ہوتا تھا ۔ پر

گل کی بچوں جیسی مرنے والی بات اسکے اندر کو ہلاکر رکھ گئی ۔اس سے الگ یا اسے کھونے کا وہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا ۔کیسے وہ ایسا لفظ برداشت کرتا اسکی سانسیں جیسے بند ہونے والی ہوگئی ----------

اسکی تیز آواز پر وہ اچھل کر ایکدم چپ ہوگئی اور اسکے بازو میں منہ چھپا گئی پر ابھی بھی مدہم ہچکیاں وہ محسوس کررہا تھا ---------

وہ گہرا سانس لیکر غصہ ختم کرنے لگا ---------

کیوں بچوں جیسا بی ہیو کر رہی ہیں ؟ اچھا آپ نے پوچھا تھا ۔ میں کون ہوں ؟ کیا لگتا" ہوں آپکا ؟؟ اب بھی کوئی ی وہم و گمان ، شک و شہبات ہیں میرے لیئے ۔ معلوم ہوگیا ناں اب تو شوہر ہوں ۔ اب تو آپ نامحرم کے تانے نہیں دے گی ناں؟ "اسکے کانپتے روتے وجود کو خود میں آہستگی سے بھینچے کچھ دیر پہلے کی باتوں سے اسکے دماغ کو ہٹانا چاہا ---------

"کیا ہوں میں آپکا بتائی یں ؟"

اسکی کمر پہ اپنا انگھوٹا سہلایا ۔ وہ اسکے لمس پہ خود میں سمٹی --------

بولیں "۔ دوبارہ سے اپنی بات پہ زور دیتا اسے اپنے بھاری پناہوں میں چھپائے اسکے" سر کو چوم گیا --------

شش۔ شوہر "۔"

کہتی اسکی چلتی دھڑکنیں مدھم ہوئی یں اور اتھل پتھل ہوتی ایک عجیب سا شور برپا کرنے لگی ۔ الگ ہی لمحے تھے جن میں وہ خود کو غرق کرتی محسوس کررہی تھی ۔ اپنا دامن بچانا چاہا بھی رہی تھی تو بچا نہیں پارہی تھی --------

اور برستی آنکھیں کب بوجھل ہوتی نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے پتا بھی نا لگا

وہ اسکے نرم گرم چھاہوں میں سو گئی تھی ۔

آغر بغیر سانس لیے بہت قریب کیئے اسکی مدہم نرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کررہا تھا۔اسے بغیر پلکیں جھپکائے اپنی آنکھوں میں جزب کر رہا تھا ----------

پھر آہستہ سا اسکا سر بازو سے ہٹا کر اٹھا اور تکیہ ٹھیک کرکے اسے اٹھا کر سر اس پر رکھ ٹھیک سے لیٹایا اور نظریں اسکے بھیگے چہرے پر جمائے اس پر کمفرٹر ڈالا --------

آغر کی ملکہ !فنا کر دوگی مجھے "۔"

وہ بڑبڑاتا اسکے چہرے سے بال ہٹا کر اپنے ہونٹ اسکے ماتھے پر رکھ لیے ----------

کبھی مت بھولنا جانم اگر نا آیا اور نا ہی دور ہونے کی کوشش کرنا"۔ سرگوشی میں کہتے" ایک آخری نظر اس پر ڈالکر ماتھے پر ہاتھ پھیرتا روم سے نکل کر دروازہ بند کرتا چلاگیا

اسے نہیں پتا تھا اتنے خوبصورت پل گذارے گا کہ اسکا رواں رواں سرشار تھا

کسی ہلچل مچاتے احساس کے تحت اسکی نظر اپنی شرٹ پر گئی ۔ جہاں اسکے آنسوں سے بھیگی ہونے کے ساتھ اسکے لمس اور خوشبو آرہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ پہلے ہی اسکے عشق میں پاگل تھا اور نکاح کرتے اسنے کبھی یہ سوچا نہیں تھا کہ وہ اس قدر اتنا دیوانہ ہوجائے گا کہ اسکے بغیر سانسیں لینا بھی محال لگے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔

پر کچھ بھی تھا جیسا بھی تھا کہ اپنی سانسیں پہلے پاک ذات پر وارنے کے بعد اپنی رگوں میں بسے وطن کی مٹی اور اس میں بسنے والے کے بعد ۔۔۔۔ گل کے پاس اپنے سب اختیار دے دیے تھے ۔۔۔۔ اپنے دریا دل کی ڈوریاں تھما دی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"آپ جھوٹ بول رہی ہے ناں ؟؟"

وہ معصوم بے یقینی سے اپنے سامنے کھڑی دوسری ملازمہ کو دیکھ بولی ۔ جیسے شاید وہ اسے ایک امید کی کرن تھما دے گی اور کہے گی کہ یہ سراسرا جھوٹ ہے ۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

😍 سرپرائی ز

منِ عزیزم

قسط نمبر 44

پریشے بیگ

نہیں یہ سچ ہے آغر سر کا نکاح ہوگیا ہے اور اب وہ اس گھر کے داماد ہیں ۔ اس روز" ہوا جس دن تم چھٹی پر تھیں "۔ وہ ملازمہ اسکی دلی کیفیت سمجھ سکتی تھی اسے دیکھ دکھ سے بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

نسرین مم ۔ میں نن ۔ نہیں جی سکتی ان کے بغیر ۔ باخدا مم ۔ میں پاگل ہوجاؤ گی یا" مرجاؤ گی ۔ بہت پپ ۔ پیار کرتی ہوں ان سے ۔ میری سانسوں میں وہ زندگی کی طرح شامل ہیں "۔ وہ تڑپتی روتی نیچے بیٹھتی چلی گ ئی --------

جبکہ وہ اسکی حالت پہ افسردہ سی خود بھی نیچے اسکے مقابل بیٹھی ----------

فائی کہ صبر کرو یار ۔ آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہوجائے گا تم سب بھول جاؤ گی ۔" اسطرح خود کو تکلیف مت دو "۔ دوسری اسی کی ہم عمر ملازمہ نے اسے سمجھایا بجھایا

نن ۔ نہیں !نسرین مجھے دیکھو کیا میں اچھی نہیں دیکھتی ۔ ہاں تھوڑی پڑھی لکھی" نہیں گل میڈم کی طرح --- لیکن اس میں میرا کیا قصور ؟؟

دیکھو ناں میں خالی ہاتھ رہ گ ئی ہوں ۔ میرا دل پھٹ جائے گا ۔ مجھے سکون نن ۔ نہیں مل رہا نسرین "۔ کہتی بلکتی ہچکیوں سمیت تڑپتی روتی اپنے بال نوچنے لگی

اسے ایسے دیکھ سامنے بیٹھی نسرین جو ایک مضبوط اعصاب کی مالک تھی خود اسکا دل بھی دہل اٹھا لیکن وہ اسکے لیئے دعا کرنے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتی تھی

نسرین مجھے لگتا ہے آغر جی نن ۔ نے گل میڈم پہ ترس کھا کر شاید شادی کی ہے ۔ وہ" آپا ۔ آپائی ج جج ۔ جو ہیں اوپر سے انکی عمر اور گل میڈم کی عمر میں کتنا فاصلہ ہے ۔ ،انہوں نے ضرور --------

شٹ آپ جسٹ شٹ آپ یور ماؤ تھ !تمہاری زبان گدی سے کھینچ لوں گا میں ۔ آئی ندہ" تمہارے منہ سے اگر گل کا نام بھی نکلا "۔ اچانک ہی وہاں آغر نمودار ہوتا یہ سارا ماحول دیکھ دھاڑا --------

وہ معصوم اسے یہاں دیکھ یکدم سہمتی چپ ہوئی ی اور سہمی خوفزدہ ہرنی کی طرح اپنے گھنٹوں میں سر دے گ ئی ----------

جبکہ نسرین فوراً ہی وہاں سے کھڑی ہوتی سائیڈ ہوئی ی --------

وہ آہستہ سے اسکے طرف چل کر آیا اور نیچے گھنٹوں کے بل بیٹھا --------

گل میری بیوی ہے ۔ میری جان ۔ میری زندگی ۔ محبت کرتا ہوں ان سے ۔ میرے" خیال میں تمہارے لیئے اتنا بہت ہے "۔ ٹھہر ٹھہر کر چبا چبا کر بولتا اسکے سر کو دیکھ وہاں سے اٹھا اور جیسے یہاں آیا تھا ایکدم ویسے ہی وہاں سے نکل باہر گم ہوگیا

آغر کو ابھی کہ ابھی نکلنا تھا ۔ باہر اسکا کپڑوں سے پیک لگیج پڑا تھا ۔ وہ تیار سا سوٹ بوٹ میں ابرار سے کچھ کہنے آیا تھا وہ اسکے کمرے کے جانب ہی جارہا تھا کہ کیچن سے

فائیکہ کی رونے کی آواز اور اسکی گل کے لیئے گلفشانیاں سن ناچاہتے ہوئے بھی اس نے اپنا رخ کیچن کی طرف کردیا ----------

فائیکہ ابھی ہی اپنی چاچی کے گھر سے آئی ی تھی جسکاچچا اسے یہاں چھوڑ کر گئے تھے اور آتے ہی جو خبر اسے سننے کو ملی وہ اسکے پورے وجود کو زلزلوں کے جھٹکوں کی نظر کر گ ئی اور خود کو نا سنبھال پائی ی ---------

نسرین اور آغر کی صاف گوئی ی پر تو اسکا دل کیا زمین پھٹے اور اس میں سماں جائے

وہ آغر کے جانے کے بعد پھوٹ پھوٹ کر رودی ---------

فائیکہ میری جان !ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے ۔ کیوں یہ روگ پال کرگلے سے لگا کر" بیٹھ رہی ہو ؟ وہ تمہارا کبھی تھا ہی نہیں ۔ بھول جاؤ اسے ۔ دیکھنا تمہارے لیئے کوئی ی شہزادہ آئے گا جو تمہیں شہزادی کی طرح رکھے گا اور بیاہ کر لیکر جائے گا --"نسرین دوبارہ

نیچے بیٹھی اور بہت پیار سے اسے اپنے ساتھ لگایا جسکا سہارا ملتے اسکے رونے میں مزید تیزی آئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نسرین پہلے ہی جانتی تھی فائی کہ آغر کو پسند کرتی ہے لیکن اسنے اس بات کو کوئی ی بڑھاوا نہیں دیا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی ۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ شہزادہ اسکا تھا ہی نہیں کبھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے پیچھے بھاگنے سے اسکے پیر جسم تھک کے چور ہی ہوتا اور اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔ مگر اسے یہ کون سمجھائے بھلا ؟

اس کے دل نے بھی غلط جگہ پہ اسے دگا دی تھی ۔ وہ اپنا سر افسوس میں ہلاتی اسکی کمر سہلاتی اسے چپ کروانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ مجھے تو یہی لگتا ہے یقینا ان پر ترس ہی کھایا ہے ۔ اگر مم ۔ میں آپائی ج"
ہوجاؤں ۔۔۔۔۔۔۔ تو کیا وہ مجھے اپنالے گے ۔"اسکا دماغ اسکا ساتھ چھوڑ چکا تھا اور وہ
بہکی بہکی باتیں کر نسرین کا حصار تھوڑا اٹھتی حویلی کی سیڑھیوں کی جانب بھاگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فائی کہ فائی کہ !بے وقوف لڑکی ۔ کہاں جارہی ہو ؟ روکو "۔ کہتی وہ بھی اٹھتی اسکے پیچھے"
بھاگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فائی کہ !چٹاخ !اسے چھت پر گریل پر چڑھے دیکھ وہ حواس باختہ سی اس تک پہنچی
۔۔۔۔ وہ وہاں سے کودنے ہی والی تھی۔۔۔۔۔۔۔ کہ اسکا ہاتھ تھام اسے نیچے کھینچا اور
اسکے گلابی گال پر ایک زناٹے دار کھینچ کر تھپڑ مارا کہ اسکا گال لال سرخ ہوگیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت بلکل بھی نسرین کو اپنے ہوش و حواس میں نہیں لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسطرح سے وہ تمہیں مل جائے گا ؟ بتاؤ مجھے ؟ آپائی ج ہوکر بیٹھنے سے اچھا ہے تم" مرہی جاؤ ؟

اچھا اور کیا معذوری کے بعد تمہارے چچا چاچی تمہیں اپنالے گے ؟ جنہیں انکے جوان لڑکوں کے ہوتے سوتے ۔ شرم نہیں آتی ۔ تم سے ملازمت کرواتے ----------

اور آغر تم نے سنا نہیں وہ محبت کرتے ہیں گل سے ۔ اس سے بڑی تمہیں شادی کی وجہ کیا چاہیئے بولو ؟

چلو مان لیا اسنے تمہیں اپنا بھی لیا ------ تو وہ گل میڈم کی جگہ تمہیں کبھی نہیں دے پائے گا ۔ ہوش میں آؤ فائی کہ ------ اپنے اردگرد دیکھو ہوش کرو کچھ "------

وہ اسے سن ساکت کھڑے اپنے گال پر ہاتھ رکھ دیکھ چیخنے کے انداز میں بولی

فائی کہ "!!اسنے اسے کندھوں سے جھنجھوڑا کہ وہ ہوش میں آئے اور وہ اپنے حواس" میں بھی لوٹی لیکن اسکے گلے لگ اسطرح روئی ی جیسے اسکی جان آہستہ آہستہ جسم سے کوئی ی نکال رہا ہو ۔

اس کی خوفناک ، دلخراش، دل دہلانے والی چیخیں تھی آنسوں ہمتن کانچ سی آنکھوں سے تواتر بہتے اسکے گلابی چہرے کو بگھو رہے تھے ---------

یہ کپڑے ---- تمہارے ہاسٹل کے سامنے سے گزر ہوا تو جاکر یہ بیگ بھی لے آیا" تمہارا "۔ وہ الماری میں ازمیر کے استری شدہ کپڑے سیٹ کررہی تھی کہ اپنی پشت سے ازمیر کی بھاری آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی ----------

"جج ۔ جی ۔ یہ بیگ کسنے دیا آپ کو ؟"

الماری بند کر اسکے جانب پلٹی جو بکھرے بال بکھرے حلیے میں وائی ٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس تھکا تھکا سا بہت ڈیشینگ لگ رہا تھا ----------

زرتشہ پلک جپکائے اسے ہی دیکھے گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہارا ہی ہوں تسلی رکھو "۔"

اسے خود کے قریب کیئے اسکی نازک کمر میں اپنا بھاری بازوں ڈال بھاری سرگوشی کی اور دوسرے ہاتھ میں تھاما بیگ کمرے میں موجود بیڈ پہ پھینکا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ہوش کی دنیا میں آتی اپنی بے خبری پر خود کو کوستی تھوک نکلتی گھبراتی اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس کے وجود سے اٹھتی مردانہ کلون کی خوشبو اسکے حواس سلب کررہی تھی ۔ دونوں ہتھیلیاں بھیگ چکی تھی ۔ سانسیں اسکی مہک اور قربت میں مدھم مدھم چل رہی تھیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

منِ عزیزم

قسط پنتالیس

پریشے بیگ

کاپی کرنا سختی سے ممنوع ہے ----------

وہ وہ ---- "زرتشہ منمائی ی --------"

کیا وہ آگے بھی تو بولو ؟ "ازمیر اسے تنگ کرنے والے انداز میں چھیڑ چھاڑ کرنے لگا"

"بیگ کس نے دیا میرا ؟"

اسنے اسکی قربت اور معنی خیزی سے بچنے کے لیئے اپنا وہی سوال دھرایا ---------

تمہاری دوست زونی نے ۔ اسنے یہی نام بتایا تھا غالباً مجھے ۔"سانس خارج کیئے اپنی خمار" آلودہ نگائی یں اس کے معصوم گلابی چہرے پر ٹکائی ی ۔ جسکا چہرے کا ایک ایک نقش اسے بری طرح سے الجھا رہا تھا اور وہ خود کو روکنا بھی نہیں چاہتا تھا بس اسکی روح میں اتر کر خود کو گم کردینا چاہتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچ ۔ اچھا ۔۔۔۔ "اٹک اٹک کر منہ سے نکلا ۔ کیونکہ ازمیر کے ہاتھ کی انگلیاں اسکی کمر" پر بے باکی سے سفر کرتی رینگ رہی تھیں ۔ وہ پزل سی ہوتی لرزتی تھوگ نکلنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔

جھٹکے سے کمر پر زور دیئے اسے اپنے مزید نزدیک کیا ۔ جسکا جارعانہ انداز دیکھ وہ گڑبڑائی ی ۔ آج کچھ الگ ہی سرشاری فاتحمندی تھی اسکی شہد رنگ آنکھوں میں

۔۔۔۔۔۔۔۔

پلیز ! مجھ ۔ مجھے ۔۔۔۔۔،،، زرتشہ نے کچھ بولنا چاہا کہ ازمیر نے اسکی بات کاٹی"

۔۔۔۔۔۔۔

تم نے امی سے وعدہ کیا تھا میرا ساتھ تا ازل تک نبھاؤ گی ۔ کیا وہ سچ کہا تھا یا یونہی " اس وقت کی نزاکت سمجھتے کہہ دیا تھا ۔۔۔ "اسکی خمدار پلکوں پر پھونک مار گویا ہوا

آ ۔ آپ کو کک ۔ کیا لگتا ہے ؟ "اسکی شرٹ کے بٹن سے چھیڑ چھاڑ کرتی اپنی لرزتی" میٹھی آواز میں بولی ----------

ہائے مائے کیوٹ بے بی مار ڈالوں گی ۔ کیا ادا ہے ۔ صدقے جاؤں ۔۔۔۔۔"اسے" اپنی شرٹ کے بٹن سے چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھ یکدم اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکے چہرے کو اپنے گرفت میں لیئے اسکے سرخ گال چٹا چٹ چوم ڈالے ۔ بلکل ایسے جیسے کسی بچے کے چومے ہو ----------

وہ پل میں چونکی بھوکلائی ی اس افتاد پہ ---- اسنے تو بس ایسے ہی یہ حرکت کی تھی ۔ لیکن وہ کیا جانے اسکی بے خیالی بے دماغی میں یا بچپنیں میں کی گ ئی یں حرکتیں ازمیر کے دل میں کیا تلاطم برپا کردیتی تھیں ----------

مجھے تو لگتا ہے زرتشہ میڈم آپ میری محبت میں گرفت ہوچکی ہیں "۔ اپنی دو انگلیوں" سے اسکی ٹھوڑی پکڑے کہتا اسکی خون چلکاتے چہرے کو دیکھا ---------

نن ۔ نہیں تو ---- "یکدم ہی اسکی بات کی نفی کرتی اپنا سر ہلایا -------"

ہاہاہا ریلکس جاناں !میں کونسا کہہ رہا ہوں ابھی اظہار محبت کردو ۔ جب دل چاہے کردینا ۔کوئ ی جلدی نہیں ہے مجھے ---- اور اگر نہیں بھی کرو گی------- تو کوئ ی مس ئ لہ نہیں ہے ---- کیونکہ میں تمہیں جانتا ہوں ۔ تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں میں ---- "بھاری لہجے میں کہتے اسکی بھوکلاہٹ دیکھ اسکے نفی میں ہلتے سر کو تھامے چوما --------

آ۔ آپ بہت بہت گندے ہیں ۔ مجھے صرف تنگ کرتے رہتے ہیں ۔۔۔ "اسکی باتوں" کو سرے سے نظرانداز کرتی کہتی اسکے سینے پہ اپنے نازک ہاتھوں کا زور دیتی اسکی ڈھیلی گرفت سے خود کو آزاد کرواتی باہر لاؤنج میں بھاگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی کیا ہی کہاں ہے تنگ ۔۔۔۔ "نجانے کیوں اسے مزہ آنے لگا تھا ۔ کہتا خود بھی" اسکے پیچھے بھاگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہہہ۔۔۔۔۔ "!!ازمیر نے اسکا نازک ہاتھ اپنی بھاری گرفت میں لیتے اسے جھٹکے سے" کھینچا کہ وہ معصوم کچی ڈالی کی طرح اسکے چوڑے سینے سے آلگی ۔۔۔۔۔۔۔

پلیز !از ۔ ازمیر ۔۔۔۔۔ "ٹوٹ ٹوٹ کر اسکا نام اسکے لبوں سے پھسلا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

پھر لو نام میرا ۔۔۔۔ "محبت سے چور بھاری لہجے میں کہتا اسے خود کے ساتھ پیچھے دیوار" سے جھٹکے سے لگاتا اسکے دونوں ہاتھ اسکے سر پر پن کیئے اور ان پر اپنے بھاری ہاتھ کی گرفت جمائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آ ۔ آپ یہ کک ۔ کیا کر رہے ؟ شششش !نام لوں میرا ۔۔۔۔ "اسکے لبوں پر اپنی انگلی" رکھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

از ۔ ازمیر ۔۔۔۔۔ "کہتی اپنے لب دانتوں تلے کچلتی اپنے سامنے کھڑے اس دیو نما" شخص کو دیکھا اور یکدم ہی اپنی نگاہیں پھیر لیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسی معصوم حرکتیں کر کے کہتی ہو گندہ ہوں "۔"

سرگوشی نما کہتے اسکے لبوں پر جی جان سے جھک گیا ۔۔۔ اور آہستہ آہستہ اسکی سانسیں پیتا اسکے ہوش اڑانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنا ہاتھ اسکی کمر میں ڈال پاس کیا کہ مزید اسکے عمل میں شدت در آئی ۔ اسکے ہاتھ اپنے ہاتھ سے آزاد کرتا اپنے گردن میں ڈالے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اس کہ نازک ہونٹوں پہ اپنی شدتیں لٹاتا اسے لیئے دیوار کے سہارے ہی نیچے بیٹھتے چلا گیا ---------

زرتشہ کی یکدم ہی گرنے کے ڈر سے اسکی شرٹ پر گرفت سخت ہوئی ی ----------

اسکے لمس میں اس قدر شدت تھی کہ اسکے پورے جسم میں سنسناہٹ دوڑ گ ئی --------

وہ نڈھال ہوتی اسے خود سے دور کرنے لگی مگر سامنے والے پر اسکی نازک مزاحمت کا کوئی ی اثر تک نہ ہورہا تھا --------

وہ خود ہی اپنے جان لیوا لمس سے اسے آزادی بخشتا پیچھے ہوا ---- اور اسکے شرم سے دھرے ہوئے چہرے اور پھولی گرم سانسوں میں اپنی سانسیں لینے لگا --------

مجھے یہ خوشبو بہت پسند ہے ۔۔۔۔ "کہتا اسکی سرخ ناک سے اپنی مغرور ناک رگڑی"

کک ۔ کونسی ؟ "لڑکڑاتی پھولی سانسوں کے درمیان انجانے میں اسکے لبوں سے پھسلا"

تمہاری سانسوں کی ۔۔۔۔ جنہیں محسوس کر میں بہک جاتا ہوں ۔۔۔۔ "ایک جزب کے عالم میں اسکی دہکتی قربت کی نشے میں قید بڑبڑایا ----------

زر پہلے میں زندگی کاٹ رہا تھا ۔ اب جی رہا ہوں ۔۔۔۔ تمہارے ساتھ زندگی گزارنے کا" تصور ہی کیا تھا ۔ جسکا پورا ہونا ناممکن ہی لگا تھا -------

اور اب بھی باخدا ایسا ہی لگتا ہے ------ یہ ایک حسین خواب ہے کہ جیسے آنکھیں کھولوں گا تو ٹوٹ کر بکھر کر ریزہ ریزہ ہوجائے گا --------- مگر جو بھی ہے ------ میں نہیں چاہتا اس خوبصورت خواب سے باہر آنا ------ "وہ مزید بولا ----------

"تمہاری زندگی میں ۔ میری کیا اہمیت ہے ؟ "بوجھل لہجے میں پوچھتے اسکے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا --------

اسکی گرم سانسیں چھبتی داڑھی اپنے کندھے پر محسوس کیئے اسنے اپنا حلق تر کیا --------

"مج ۔ مجھے نن ۔ نہیں پتہ ---- "جلدی جلدی کہتی اس دیو کے حصار سے خود کو آزاد کروانا چاہا ----- جسکی قربت کسی آگ کے مانند ہی تھی جسے جھیل پانا کہاں اس معصوم کے لیئے آسان تھا --------

"ہمم ---- "!ایک لفظی کہتے اسکے کندھے سے ہلکی سی شرٹ کھسکائی ی تھی کہ وہ تڑپ کر مچلی ---------

اب وہاں اپنے دہکتے لب رکھے ہلکا سا اپنے دانتوں کا زور دیا کہ وہ کانپتی لرز اٹھی -----

پپ - پلیز -------

my love ! I can't describe in words, but will always tell you with my passionate action to see what your importance is in my life.....

میرے پیار !میں لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا ، لیکن تمہیں ہمیشہ اپنے جنون خیز (عمل سے بتاتا رہوں گا کہ میری زندگی میں تمہاری کیا اہمیت ہے

بھاری سرگوشی کیئے اب اسکے کانوں میں رس گھولنے لگا ----------

وہ اسکے لیئے اس قدر پاگل تھا کہ اگر وہ اسکی سوچوں کو پڑھتی تو ضرور اپنے حواس کھو بیٹھتی -----اسکی اتنی شدتیں تھیں زرتشہ کے لیئے ---- وہ اسکی دیوانگی بن چکی تھی --- اسکا جنون تھی ---------

اسکے بنا شاید زندگی کا تصور کرنا ہی محال تھا ۔۔۔۔۔ اور جو تصور کرتا تو خود کے زرے زرے کردیتا ۔۔۔۔۔ نوچ لیتا خود کو ۔۔۔۔ اور اگر زرتشہ ایسا کرتی تو نجانے وہ کیا کرتا

@@@@@@@@

میجر آپ دونوں کو یہاں بلوانے کا مقصد ۔۔۔۔ تو آپ جان ہی چکے ہوگے ۔۔۔ اجکل" ٹی وی، انٹرنیٹ ہر جگہ پہ نیوز عام ہے ۔۔۔۔۔"جنرل آفتاب رائی نڈ مقابل کھڑے دونوں لمبے چوڑے وجاہت کا شکار نوجوان جانبازوں کو دیکھ گویا ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یس سر ۔۔۔۔"!!دونوں نے یکجا ہوتے اپنی بھاری آواز میں کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

میجر یہ ضوریز لاشاری ۔۔۔ اس فیلڈ میں یہ کچھ ہفتوں پہلے ہی شامل ہوئے ہیں" ۔۔۔۔۔۔۔۔ جن کی قابلیت و بھرپور محنت کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں بھی میجر کے

عدے پر فائز کردیا گیا ہے ۔"جنرل آفتاب رائیڈ سپاٹ گھمبیر لہجے میں میجر آغر چوہدری کو دیکھ بولے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم ہمیں اس پوسٹ تک آنے میں اتنے پاپڑ بیلنے پڑے ۔۔۔۔ اور اس لڑکے کو ایک" منٹ میں اس آفرین تمغے سے نواز دیا گیا ۔۔۔ آخر کار رشتدار جو ٹھہرا ۔۔۔۔۔۔ "آغر نے دل ہی دل میں سوچیں بُنی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے یہاں آنے پر اس نوجوان کے بارے میں پتہ لگا تھا کہ وہ جنرل آفتاب رائیڈ کا جاننے والا ہے ۔۔۔۔۔ جسکا سوچ وہ اسکے کے لیئے یہ سوچنے پہ مجبور تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔

منِ عزیزم

قسط نمبر 46

پریشے بیگ

جنرل افتاب رائی نڈ کے تعارف کروانے پہ اس نے اپنا مضبوط ہاتھ مقابل الرٹ کھڑے لمبے چوڑے ضوریز لاشاری کے سامنے بڑھایا --------

اسنے ایک اپنی زیرک نگاہ اسکے بڑھے ہاتھ پہ ڈال --- کچھ دیر بعد اپنا بھی ہاتھ آگے کر مصافحہ کیا ---------

مصافحہ کیئے دونوں نے واپس اپنے ہاتھ کھینچ لیئے -------اور پھر ایک بار الرٹ ہوتے سیدھے کھڑے ہوگئے ----------

#########

ہیلو !!!کہاں ہو تم یار ؟ کب سے فون کررہا ہوں لیکن کوئی ی رسپونس ہی نہیں "۔" مقابل اسکے فون یس کرتے ہی اپنی بھاری سرد آواز میں شروع ہوگیا ---------

افف اوو !سائیلنٹ پر تھا موبائل ۔ امی آتی رہتیں ہیں روم میں تو کسی دن ان کے ہاتھ لگ گیا ناں ------ تو میری شامت آجائے گی ۔ اسلیئے ابھی کمرے میں آئی ی ہوں تو دیکھا ہے بجتے موبائل "۔ وہ اپنی ازلی سریلی آواز میں کہتی سامنے والے کو مطمئن کرنے لگی ---------

آہ !اوکے ٹھیک ہے بس میں ایسے ہی پریشان ہوگیا تھا ۔ تمہیں معلوم ہے ناں کتنی محبت کرتا ہوں تم سے "۔ مقابل کی آواز پھر اسکے کانوں میں گونجی --------

ہاں ہاں !!جانتی ہوں میں "----- اپنی جان چھوڑوانے والے انداز میں بولی ۔ یہ شخص رائی مہ کے لیئے سر درد بنتا جارہا تھا ۔ جس سے پیچھے چھوڑوانا اسے مشکل ہی لگ رہا تھا --------

تو ---- تم آرہی ہو "--- میرے آباں کی طبعیت ناساز ہے تھوڑی --- تو وہ اجکل ڈیوٹی پر نہیں جارہے اور گھر پر ہی ہیں ----- مورے سے تو جھوٹ بول آجاتی ہوں --- مگر آباں کی نظروں سے نہیں بچ پاؤں گی ------ نہیں آسکتی میں ----- "کہتی اسے منع کیا ----------

تمہیں ہمیشہ مجھ سے ٹرسٹ ایشوز رہیں ہیں --- اسلیئے تم نہیں آنا چاہتی "-----"
مقابل نے اسے آڑے ہاتھوں لیتے اپنی باتوں سے اسے راضی کرنا چاہا ---------

اگر تمہیں لگتا ہے مم ۔ میں جھوٹ بول رہی ہوں---- تو ایسا ہرگز نہیں "---- ایک"
ادا سے اپنے ہاتھوں میں لگی تازی تازی نیل پینٹ پہ پھونک مار بولی ----------

آئی ی کمپلٹلی ٹرسٹ یو !!بٹ مجھے لگتا ہے اب تک تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہوا"
؟ "بھاری آواز میں کہا گیا ---------

تھا بروسہ تبھی آئی ی تھی اس دن "---- دوبدو اسی کے انداز میں کہتی اپنی سانس"
باہر خارج کی ----------

تو بس اسی طرح ایک بار پھر بھروسہ کرکے آجاؤ ۔۔۔ آئی ی ایم ویٹنگ فور یو اینڈ بلیو"
اٹ ویل نیور بریک یور ٹرسٹ !!! "وہ اپنی خوبصورت گھمبیر آواز کا سور پھونکتا بولا

کک ۔۔ کیا معلوم اس نے ۔۔۔۔ اتنا مہنگا موبائل گفٹ کیا تھا شاید اب کچھ اور گفٹ"
کرنا ہو "۔۔۔ وہ اپنی لالچی طبعیت کے زیر اثر سوچتی تانے بانے بننے لگی ----------

اوکے !آجاؤ گی مم ۔۔ میں اب فون رکھو ۔۔۔۔ کوئی ی بھی آسکتا ہے یہاں "۔۔۔۔۔"
کہتی دروازہ کے جانب دیکھا جہاں سے یہاں آنے کی کسی کی ہلچل سی اسے محسوس
ہوئی ی ---------

لوکیشن وہی ہے جان "۔۔۔۔ نرم گہری سرگوشی نما کہتے مقابل کے جانب سے کال"
ڈسٹرکٹ ہوگ ئی ----------

کال کٹتے دیکھ وہ موبائل کو جلدی سے ٹیبل کی دراز میں چھپا گ ئی ---------

########

ان فزو خیز لمحات کے اثرات کو اسکے جیب میں اچانک موبائل کی بیپ نے توڑا

جسکی بیپ سن اسنے جھنجھلا کر موبائل نکالا ---- دل کیا کال کرنے والے کا سر دھڑ سے الگ کردے ------ لیکن اسکرین پہ ڈی ایس پی کا نام چمکتے دیکھ اسکے ماتھے پر بل آئے ---------

یس کرتے فون کان سے لگایا ----- پیچھے سے جو سننے کو ملا وہ اسکے توانا وجود کو ہلا کر رکھ گیا ----------

دشمن ملک نے اسکے جان سے پیارے ملک پر اپنی گندی میلی کچیلی نظر ڈالی تھی ---
اب جب تک وہ اسکے ٹکرے ٹکرے نہ کردے اسے سکون میسر نہیں آنے والا تھا

ڈی ایس پی کی بھاری کھردری سپاٹ آواز میں کچھ اور مزید ہدایت سن کال ڈسکنکٹ کرتا
--- اپنی شہد رنگ آنکھیں موند خود کو پرسکون کرنے لگا ---------

زرتشہ نے اسکے بدلتے تاثرات اور اس کے چہرے پر پریشانی ناٹ کرتی ۔ اسکا موبائل پہ
دھیان دیکھ آہستگی سے اسکے حصار سے نکلنے کی پھر کوشش کی ----------

کہاں ؟ دھیان بٹا ہوا ہے مگر اتنا بھی غافل نہیں ---- ویسے بھی تمہاری موجودگی ان"
سرسری لوگوں یا چیزوں کے آگے سب سے اوپر ہے ۔ نایاب ہے "----- گھمبیر
بوجھل لہجے میں کہتا موبائل دوبارہ جیب میں رکھا ----------

اور اسے کھینچ کر اپنے دوبارہ مضبوط حصار میں لے گیا ---------

اب اسے گھما کر اسکی پشت اپنے چوڑے سینے سے لگائی ی ۔۔۔کہ وہ یکدم سہمتی لرزی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آخر اس آدمی پہ کسی شے کا اثر کیوں نہیں ہوتا تھا ۔ اسے لگا اس گوند سے تھوڑی دیر بخشش ہوجائے گی ۔۔۔ مگر اسکی یہ خام خیالی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس سے ازمیر نے اسے جھٹکے سے کھینچ کر نکالا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آ ۔ آپ کو جانا نہیں "۔۔ زرتشہ موبائل پہ اسکے جانے کی بات سن اپنی میٹھی آواز میں" بولی ۔۔۔۔ جو اسکی نازک کمر کو اپنے سینے میں بھینچے مدہوش سا اسکی گردن پر اپنے جانجا لب رکھے اسے بھوکلانے، سٹپٹانے پر مجبور کررہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اسکے بال سائیڈ کر اسکے کان کی لو کو چوما ۔۔۔ اسکی مونچھوں کی چبھن پر اسکی ہتھیلیاں نم ہوئی ی اور سیاہ پلکیں لرزتی سایہ فگن ہوئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچانک وہ اسکی ڈھیلی گرفت سے نکلتی اس سے دور ہوتی پلٹی اور دیوار سے اپنی پشت ٹکائے لمبے لمبے سانس لیتی اپنے سامنے بیٹھے ازمیر کو اپنی جھکتی اٹھتی لرزتی سیاہ خمدار پلکوں کی جالروں سے دیکھنے لگی ----------

اسے یکدم خود سے دور ہوتے ازمیر ہوش میں آیا اسکے لمس سے اسے سکون مل رہا تھا کہ ایک منٹ میں اس دوشیزہ نے اسے برستی بارش سے تھپتی دھوپ میں لا پھینکا

اسے بلکل نہیں بھایا تھا اسکا دور ہوجانا -------- وہ اپنی سخت نگاؤں سے اسکے اپنی قربت میں بکھرے سراپے، چہرے پر چھائی ی گلالی جو اسکی قربت کی وجہ سے ہی تھی ---- دیکھ ازمیر کے چہرے پر یکدم گہرا تبسم چھایا ----------

وہ اس سے بیزار نہیں ۔ بس اسکی دہکتی انگارہ سی قربت کو شاید برداشت نہیں کرپارہی تھی ----------

اسے تادیر ایسے ہی اپنی پیار بھری نیم وا نگاؤں سے تکتا رہا --------

اسکے فرصت سے تکنے پر وہ پزل سی ہوتی اپنے دونوں ہاتھ آپس میں مسلنے لگی

سامنے بیٹھی زرتشہ کے پائی نچوں سے اسکے مرمرائی ی مخملی سفید سرخ پینڈلیاں جھانکتی اسکا ایمان ڈگمانے لگی تھی --------

جن پر اپنی بہکتی نگائی یں ٹکائی یں اپنے بھاری پیر کے انگھوٹے سے اسکے پائی نچے کو آہستگی سے اوپر کیئے انگھوٹے سے اسکی صاف شفاف پنڈلی سہلائی ی --------

سس "--- اسکی سسکی نکلی ---- زرتشہ کی اب سچ میں جان ہتھیلی میں آئی ی" تھی ------ وہ تھوگ نکلتی کانپکپاتی ------ آنکھیں اسکی بے باک نگاؤں سے بچنے کے لیئے سختی سے میچ گ ئی ------ جیسے ایسا کرنے سے وہ دیو کہیں غائی ب ہوجائے گا ---------

جبکہ ازمیر کا صبر اب جواب دے رہا تھا --------

آہہہ -- "!آنکھیں واکیئے اسکی پھنسی پھنسی سی چیخ نکلی ---------"

ازمیر نے اسکے سرخ پاؤں کو جھٹکے سے کھینچ اسے بے باکی سے اپنے بے حد نزدیک کیا ----کہ اسکے سینے میں دھک دھک کرتی دھڑکنوں نے اتنی تیزی پکڑی کہ شاید ازمیر کو بھی اسکی دھڑکنیں صاف سنائی دینے لگی ----------

اسکے گال دہکتے نازک سرخ لب پڑپڑانے لگے نجانے اب کیا کرے گا وہ -------

مجھے پیار کرو "--- اسکی معنی خیزی پہ وہ تڑپتی اسکے سینے میں اپنا منہ دیئے گہرے" سانس لیئے اپنی بکھری سانسیں بحال کرنے لگی ----------

"اسکی بہکی تڑپتی بھاری آواز پھر اسکے کانوں میں پڑی ---- جو اسکا ڈوپٹہ !!!!! جاناں اپنی انگلی سے نیچے زمین پر گرا چکا تھا ---------

زرتشہ کا دل اچل کر اسکے حلق میں آیا ---- "پپ ۔ پلیز "---- بے ساختہ اسکے منہ سے جاری ہوا ---------

"کہتے اسکی نازک کمر کو اپنے مضبوط بازوں میں جکھڑا اور دوسرے ہاتھ ----- پیار کرو کا انگھوٹا اسکی کمر پر پھیرا ------- وہ مچلتی تڑپ اٹھی ----------

"جھٹ سے انکار کر اسکی شرٹ پر اپنی گرفت ----- نہیں آتا "--- مجھے نن -- وہ وہ تیز کی اور لب آپس میں سکڑے ---- جبکہ شور کرتی دھڑکنوں نے الگ ادھم برپا کر رکھا تھا ---------

!!! "میں سیکھا دوں گا ازمیر کی جان"

میں تجھ کو سکھاؤں گا محبت کے وہ نغمے

تو خود ہی کرے گی مجھے آداب ;لگا شرط ------

کہتے اسکے لمبے ریشمی بالوں میں اپنی انگلیاں الجھائے جھٹکے سے اسکا سر اپنے چہرے کے سامنے کیا ------- اور اسکی دونوں آنکھوں پر باری باری اپنے لب رکھے -------

تمہارے اور اپنے بیچ کا یہ فاصلہ مٹادینا چاہتا تھا میں --- تمہاری اور اپنی روح کو ایک" کرنا چاہتا تھا ---- پر ہائے یہ ڈیوٹی "------ اسکے گلابی شرم وہ جھجک سے دھرے ہوئے چہرے کو دیکھا اور آہستہ سے اسکے چہرے پر آتے بال سمیٹے ----------

جاناں !آگے یہی سے کنٹنیو کرے گے "-------- اپنی لمبی بھاری انگلی اسکے ماتھے" سے کھینچ کر اسکے گلے سے نیچے تک لایا کہ یکدم زرتشہ نے اسکا ہاتھ تھاما --------

وہ سچ میں ایک بے باک انسان تھا وہ اچھی طریقے سے جان گ ئی تھی --------

########

یہ واگاں بارڈر کا دل دہلانے ، روح لرزانے والا خوفناک منظر تھا ۔ جہاں مقابل دشمن تمام ہتھیاروں سے لہس حملے پر حملہ کرنے میں جاری تھے ---------

اور پاک افوج اپنے بھاری دستے سمیت انکا بھرپور مقابلہ کرتے انکے ہر وار کو ناکام کرتے اپنا ڈر انکے دلوں میں بیٹھانے میں کوشاں ---------

جنکی جانب سے بھرپور انکی بربریت و ظلم پر پاک فوج کو ڈٹتے مقابلہ کرتے دیکھ سامنے یکدم سکوت سا چھایا تھا ----------

شاید مقابل دشمن سمجھ چکا تھا ملک کوئی ی لاوارث نہیں جس کا کوئی ی واحد وارث نہیں ۔ بلکہ وہ ایسے نڈر، بہادر نوجوانوں کے ہاتھ میں تھا کہ اگر انکے پیارے ملک پر کسی نے اپنی گندی آنکھ بھی اٹھائی ی تو یہ جانباز انہیں ایک منٹ میں چھیڑ پھاڑ ، کاٹ کے رکھ دے گے ----------

جاری ہے ----------

منِ عزیزم

اپیسوڈ نمبر 47

پریشے بیگ

کاپی کرنا سختی سے ممنوع ہے ----------

دفتاً فلحال دشمن ملک کے جانب سے سکوت چھایا ہوا تھا ایک گہرا سکوت --------

موسم کے اچانک تیور بدلنے کی وجہ سے ، ہوا کے تیز ہوتے جونکے چارو اور دھول مٹی کے ساتھ رواں دواں تھے ۔ جن میں سانس لیتے مقابل اوٹ میں چھپے دشمن اور یہاں پاک باز ہٹے کٹے پر اعمتاد نوجوان سپہ سلار ایکدم ڈٹے ہوئے ---------

کہ دشمن کوئی ی زرا سی حرکت و سکونت انجام دے ------ اور وہ انہیں بھون کے رکھ دیں ----------

ہوا کے خطرناک دوش پہ پتوں کی سرسراہٹ ، دور دراز ویرانوں سے آتی جنگلی جانوروں کی گھمبیر ماحول میں پیدا کرتیں بھیانک ترین آوازیں --------- جو یکدم کسی معمولی انسان کا دل پل میں ہلا کر رکھ دیں ---------

کچھ ہی دیر میں اس وحشت ناک ماحول میں آڑتائی ش سی پیدا ہوئی ی ---------

دفتاً ایک کے بعد ایک فورسز ، پولیس ، فائر برآگیڈ جنگی سازوں سامان ، فوجی دستوں کی مزید گاڑیاں بھاری نفری میں وہاں پہنچی ۔ انکے ہمراہ جنرل آفتاب رائٹ سمیت مزید پاک فوجی سپہ سلار اور میجرز آغر اور ضوریز بھی پہنچے ----------

جنہیں دیکھ یہاں موجود پہلے سے ہی عظیم بھرپور جنگ لڑتے آرمی آفسرز الرٹ ہوئے

سب کے چہروں پر ایک الگ ہی عظم و رونق آئی ی ------ ایسے کہ ایک دوسرے کو دیکھ خود سے وعدہ کر رہے ہوں ----- ہمارا وطن ہمیں دل و جان سے عزیز ہے ------- اسکے لیئے ہم اپنے خون کا ایک ایک قطرہ بھا دے گے ------- لیکن اس ملک پر غلط غلیظ نظریں اٹھانے والوں کو دنیا میں ہی جہنم وصل کردے گے

کن انکھیوں سے ایک دوسرے کو الرٹ ہونے کا اشارہ کر یکدم سب کے سنجیدہ چہروں کے نین نقوش یکدم تنے ----------

سر انکے آفسرز کی ایک وسیع تعداد معلوم ہورہی ہے ۔ جبکہ ہمارے آفسرز کی انکے" برعکس کم شمولیت ہے ------- آپ جانتے ہیں کہ کچھ آفسرز دور دراز چھٹیاں لیکر اپنے اپنے آبائی ی علاقے پہنچے ہوئے ہیں ------ جنکا یہاں آنا نا ممکن تھا اسلیئے وہ یہاں حاظر نا ہوسکے "---------

ان میں سے ایک آفسر مقابل کھڑے رعب دار شخصیت لیئے جنرل آفتاب رائی نڈ کو دیکھ بولا ---------

جس کی بھاری آواز انکے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے مضبوط وجہیہ توانا وجود کے مالک آغر اور ضوریر کے کانوں تک بازگشت ہوئی ی ----------

"کیپٹن اسناد کیا آپ ڈر گئے ہیں دشمن ملک کی ٹیم سے "؟؟ "نن ۔ نہیں سر" ------ اسنے لڑکڑاتے بھاری آواز میں انہیں دیکھتے کہا ----------

متمنہ طور پر مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے "----- تمسخرا طنزیہ سے بھر پور لہجے میں" سامنے کھڑے جانباز قابل آفسر کو دیکھ بولے ---------

بلکل نہیں سر ----- "!!ایک ارداہ عظم باندھ کر کہتا انہیں سلوٹ مارا"

اوکے دین !پھر اسطرح کی باتیں کیوں "؟؟ جنرل نے اپنی آئی برو اچکاتے گھمبیر" سنجیدہ لہجے میں پوچھا ---------

وہ کافی باہمت نڈر قابل تحسین آفسر تھا ۔ مگر نجانے یہ مایوس کن باتیں کیوں خود با خود اسکے عنابی لبوں پر آگ ئی تھی ---------

سر ایسے ہی بس !!!اس میں خطرہ ہوسکتا ہے ---------، اسکے مزید بولنے سے" پہلے جنرل آفتاب سرد آواز میں بولے -------

کیپٹن آپ بھول رہے ہو کہ ہم اس پاک وطن کے رکھوالے ہیں ۔ ہمارا جینا مرنا" سب اس سے جڑا ہے ۔ کوئی ی بھی بڑا سا بڑا خطرہ یا دشمن ہمیں نہیں ہرا سکتا ۔

اسلیئے اگر ہمیں اپنی سانسیں بھی وارنی پڑیں ، تو اس سے بھی ہم گریز نہیں کرتے --------- تو آپ بتائیں آفسر ؟ آپ کس خطرے کی بات کر رہے ہیں ؟؟ اگر اتنا ہی خطرہ محسوس ہورہا ہے تو جاکر گھر بیٹھ جائیں "---------

انہوں نے اسے سمجھاتے ایک گہرا سانس بھرا جیسے ناپسندگی سوال ہضم کررہے ہو

سر ایوری تھنگ از ال رائٹ !!!دماغ میں سب ایکدم کلیر ہوچکا ہے ---- کسی" قسم کا کوئی ی خطرہ محسوس نہیں ہورہا اب "-------- اپنے دھیمے سپاٹ لہجے میں کچھ دیر پہلے کے جزبوں کو لیکر جواب دیا --------

آفسر جب ہم اس فیلڈ میں آتے ہیں ۔ اپنے وطن کی رکھوالی اپنے کاندھوں پر لیتے ہیں ۔ تو پہلے ہی سر پر کفن باندھ دیتے ہیں ------

کیپٹن اسناد !اگر آپ کو خود اور وطن میں سے کسی ایک کو چننا پڑے تو، آپ کس کا" انتخاب کرے گے ؟؟ "--------- جنرل نے اسے دیکھ مزید خرکت لہجے میں کہا

افکورس ہنڈریڈ پرسنٹ سر !!!!اپنے وطن کا "--------- بنا سوچے سمجھے بے دھڑک" انہیں دیکھتے کہا ----------

ہمم !!"--- اسکے جواب پہ انہوں نے ہنکار بھر ا ---------"

سو اینی ادر کوئی چشن ؟؟ "انہوں نے پھر اسے دیکھ پوچھا جس پر اسنے نو سر کہا"

اس کے بعد وہ میجر آغر اور ضوریز کی جانب متوجہ ہوئے ------ ان سے کچھ باتیں کر انہوں نے وہاں موجود ایک ایک انسان پہ اپنی گہری زیرک نگاہ ڈالی ---------

سر ہم ریڈی ہیں "------ آغر اور ضوریر یکجا ہوتے سنجیدہ سرد سپاٹ لہجے میں بولے" ----- جنہیں دیکھ کیپٹن اسناد باقی دیگر لوگوں نے بھی یہی بولا ----------

****

والدہ آپ رضیہ آپا کو یہاں ملازمات کرنے سے پہلے جانتی تھیں کیا ؟؟ "سیٹنگ ایریا" میں صوفے پر اپنی شاندار پرسنٹلی لیئے بیٹھے ابرار نے سامنے اپنے پورے جاؤ جلال سے بیٹھیں حمیدہ بیگم کو دیکھ کچھ سوچتے بولا ----------

جس کے اچانک سوال پہ وہ چونکی، انکا چہرہ چند سیکنڈ میں پھیکا زرد پڑا ---------

نن ۔ نہیں تو "------"

حواس بھوکلائے آنکھیں پوری پھیلائی یں جلد خود کو کمپوز کر بولیں ----------

اچھا بہرحال !!مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے "۔"

اسنے اپنی بات کی خود تردید کر انکا رخ اپنی دوسری بات پر مبذول کروایا --------

کک ۔ کیا بولنا ہے "------ وہ اب بات بات پہ ڈری سہمی رہنے لگیں تھیں ۔ جیسے" کوئی ی آئے گا اور انہیں زندہ زمین میں گاڑھ دے گا ۔ ہر وقت انکے چہرے پہ ایک

خوف کا درد بھرا سایہ سا منڈلاتا رہتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ سب سامنے بیٹھا ابرار بڑی توجہ سے ناٹ کرتا جارہا تھا ۔۔۔۔ انکی اڑی رنگت، بھکلائے گڑبڑائے تاثرات ، حواس جھنجھلائے ، سلب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے کہا تھا آپ سے ۔ جلد بتاؤ گا اس لڑکی کے بارے میں ، جس سے مجھے شادی" کرنی ہے "۔۔۔۔۔۔۔ کہتا صوفے پہ ٹیک چھوڑ انکے چہرے پر اپنی نگاہیں جمائی ی

۔۔۔۔۔۔۔۔

ہا ۔ ہاں کہوں بی ۔ بیٹا ۔ کون ہے وہ ؟؟ "اسے دیکھ پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

والدہ !!!گاؤں میں آپکے ڈرائیور ہمارے سالوں پرانے ملازم شریف احمد کی بیٹی" ۔۔۔۔۔۔ وہاں میرا رشتہ لے جائیں آپ "۔۔۔۔۔۔۔ شریف احمد کنزیش کا ماموں اور رحیم دونوں ہی اس گھر کے چھوٹے موٹے کام کیا کرتے تھے ۔ جبکہ رحیم اکثر گاؤں کے کاموں میں بھی ابرار کے ہمرا ہوتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرار نے فون پر دنستہ طور پر کنزیش سے پوچھ لیا تھا کہ شریف احمد سے تمہارا کیا رشتہ ہے ؟ جس پر کنزیش نے بتایا وہ اسکے ماموں لگتے ہیں چونکہ اسنے بچپن میں انہیں انکے گھر کبھی آتے جاتے نہ دیکھا تھا تو، وہ شریف احمد سے لاعلم ہی تھا۔ بس وہ یہ جانتا تھا وہ اپنے چاچا چاچی کے گھر رہتی تھی اور ماں باپ اسے تن تنہا چھوڑ اس دنیا سے کوچ کرچکے تھے ----------

اسنے غیراردای طور پر کنزیش کو شریف احمد کی بیٹی بتا دیا ۔ جو اسے کہنے کے فوری بعد یاد آیا ۔ وہ انکی بھانجی ہے ----- فلحال اسنے اس بات کو جھٹک دیا ---------

"بیٹا کیا کہہ رہے ہو ؟"

ان کے آنکھوں میں رائی مہ کا خوبصورت چہرہ گم گیا ----- وہ جب گاؤ ں کی عورتوں کے مس ئی لے مسائی ل حل کرتیں تھیں تو وہ دونوں ماں بیٹیاں بھی اکثر آجایا کرتی تھیں ----------

اور شریف احمد نے انکا تعارف کروایا ہوا تھا اسلیئے جانتی تھیں وہ ان دونوں کو

بیٹا یہ نامناسب ہے --- انکے اور ہمارے اسٹیٹس میں زمین آسمان کا فرق ہے اور" ذات وہ بھی ہم سے بلکل الٹ -------- ہمارا عالیشان اونچا گھرانہ اور وہ لوگ سادہ غریب سے لوگ ------ کوئی ی میل ہی نہیں ہے "۔

انہوں نے اسے اپنی رائے دی ۔ دل ہی دل میں تو وہ خوش ہورہی تھیں کیونکہ وہ اسکے لیئے ایسی ہی کوئی ی چھوٹے گھرانے کی لڑکی لانا چاہتی تھیں بلکل کسی گائے جیسی ---- جسے کہے کھڑی ہوجائے تو کھڑی ہوجائے ، جسے کہے بیٹھ جائے تو بیٹھ جائے ۔ وہ بلکل اپنے اشاروں پہ کٹ پتلی بنا کر اسے ٹریٹ کریں --- اور وہ انکے سامنے اپنی آواز اونچی کرنا تو دور ------ چوں چاں بھی نہ کرسکے -------- ابرار نے تو پھر انکی مشکل آسان کردی تھی --------

رائی مہ کو وہ جانتیں تھیں --- وہ تھوڑی سی تیز چلباز قسم کی لڑکی معلوم ہوتی تھی --- مگر کوئی ی نہیں اسے اچھی طرح سیدھا کرنا جانتیں تھیں ----------

یہ سب ناٹک تو کرنا ہی تھا ۔۔۔۔ اسٹیٹس ذات وغیرہ وغیرہ کا ۔۔۔ اس طرح ابرار کو لگے وہ اسکے لیئے پوزسیو ہیں اور اسکے لیئے ایسی ویسی کوئی ی لڑکی ہرگز نہیں بیاہ کے لائی یں گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"والد آپ ان سب فوملیٹز میں کب سے پڑنے لگیں ؟ مجھے پسند ہے وہ لڑکی اور میں شادی کرنا چاہتا ہوں اس سے ۔۔۔۔ کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے ؟ اسٹیٹس کیا ہے ؟ مجھے اس سب سے قطعًا کوئی ی فرق نہیں پڑتا "۔۔۔۔۔۔۔۔ رعبدار بھاری لہجے میں انہیں دیکھ فرصت سا بولتا اپنی ٹانگ پہ ٹانگ چھڑائے پیر جھلایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

منِ عزیزم

قسط نمبر 48

By parishy baig

کاپی کرنا سختی سے ممنوع ہے ----------

...☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆...

دان رات پر لگا کر یونہی گزر رہے تھے اور رات کے لگ بگ ساڑھے دس کا وقت تھا ۔ نہایت حمدانی صاحب اور نازپروین صاحبہ ہاسپٹل سے اپنی اپنی ڈیوٹی پوری کر گھر آچکے تھے ۔ کھانا بھی مل کر مہمل کے ساتھ خوشی خوشی ڈائی ننگ ٹیبل پہ کھایا گیا تھا ۔ جس کے بعد وہ ہلکی پلکی مہمل سے چند باتیں کیئے اسے بھی سو جانے کی ہدایت کیئے اپنے کمرے کے جانب بڑھ گئے تھے ۔ جبکہ وجدان زید کا وہ اسے بتاچکے تھے کہ اسکی نائٹ ڈیوٹی ہے ---------

مہل کو وہ بھرپور انگشت سخت نگرانی میں ملازم و ملازمین پر چھوڑ ہاسپٹل جاتے تھے ۔ جب آتے تھے تو اسکا معصوم گلابی گلنار چہرہ دیکھ دونوں کے چہرے کھلکھلا اٹھتے تھے ۔ اسنے جانے انجانے میں انکے یہاں بیٹی کی کمی کو مکمل کردیا تھا ۔ وہ بلکل اسے اپنی اولاد کی طرح چاہنے لگے تھے --------

مگر جب یہ سوچتے وہ تو پرایا خون ہے ۔ کبھی نا کبھی اسکا بھائی ی گھر والے مل جائے گے اور وہ چلی جائے گی تو یکدم دونوں کے چہروں پر مایوسی افسردگی چھا جاتی تھی ۔ لیکن پھر بھی ان دونوں نے سوچ لیا تھا ۔ جب تک وہ یہاں ہے ۔ اسکا خود سے بھی زیادہ خیال رکھے گے ۔ اسکی ہر خواہش کو پورا کریں گے ۔ اسے پرینٹس بن کر بہت سارا پیار دے گے ۔۔۔۔۔۔۔۔

معلوم نہیں یہ لوگ میرے بھائی ی کو کب ڈھونڈے گے ؟ مجھے اپنا گاؤں پتہ تو" ہے اور اگر میں یہاں سے ٹرمنل پر جاؤں تو بس والے کو بتاؤ گی ۔ مجھے مکلی پور گاؤں اتار دے ۔ یقیناً میں پہنچ ہی جاؤ گی لیکن ٹرمنل پر بھی کیسے پہنچوں گی ؟ ہاں "یہاں ڈرائی یور سے کہوں گی مجھے ٹرمنل پر چھوڑ دے ۔

نہلیت حمدانی صاحب اور نازپروین صاحبہ نے اسے کھلی اجازت دی ہوئی ی تھی ۔ بیٹا جب تمہارا کہیں بھی باہر گھومنے پھیرنے یا شاپنگ وغیرہ کا دل کرے تو بلا جھجک ڈرائی یوار کے ساتھ چلی جانا ۔ یہاں تک کہ اسے اپنا کریڈٹ کارڈ تک دے دیا تھا ۔ جب اسے ضرورت درپیش ہو وہ اسے استعمال کرسکے ۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمل نے مگر ان سبکا کبھی بھی استعمال نہیں کیا تھا ۔ ان سب پر اسکا کوئی ی حق نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر کی طرح ہی اس عالیشان خوبصورت ہر عیش و آرائی ش سے مزین بڑے سے کمرے میں جو اسے دیا گیا تھا رہنے کے لیئے اس میں موجود بیڈ پہ نازک سراپا لیئے بیٹھی اپنی ٹھوڑی پر موم سے گلابی ہاتھ کی مٹھی بنائے رکھے اپنے معصوم دماغ کے گھوڑے دوڑاتی وہ سوچنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اس معصومیت کی پیکر کو یہ تک معلوم نہ تھا کہ کونسی بس کونسی سواری اسے اپنے گاؤں تک جانے میں مدد دے گی ۔ اسنے تو کبھی گاؤں سے اپنا پیر باہر نہیں نکالا تھا ۔ کجاکہ یہ دنیا کیسی ہے یہ تک معلوم نہ تھا ۔ کالج بھی وہ ن ئی ی ن ئی ہی جانے لگی تھی جسے ضوریز خود لیکر جاتا اور لیکر آتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دنیا تو نہیں اس دنیا میں بسنے والے ایک درندے نما صفت بھیڑیے سے آشنا ضرور ہوئی ی تھی ۔ اسکی درندگی سے خود کو بچاتی وہ نجانے یہاں تک کیسے پہنچی تھی ۔ اسے

آج تک خود یقین نہیں ہوپارہا تھا ۔ اسکے اندر اتنی ہمت کہاں سے آئی ی کہ وہ اس وحشی کے چنگل سے بھاگ آئی ی --------

اسکے گلابی چہرے کے تاثرات دماغ کے کسی گوشے میں چھپی اس سوچ پر مندمائی ل ہوئے اور ایک کرب کی لہر اسکے پورے بدن میں سنسنی پھیلاگ ئی --------

اسنے تمام سوچوں کو اپنے ذہن سے جھٹکا اور سائیڈ ٹیبل پر پڑیں اپنی فرسٹ ای ئی ر میڈکل کی نیو اڈیشن بکس ہاتھ بڑھا کر اٹھائی یں --------

یہ تمام بوکس اپنے ن ئی ی کلاسس شروع ہونے کا نازپروین صاحبہ کو بتانے پر وجدان نے میڈکل کی پڑھائی ی کے لیئے مہمل کا حد تک پاگل پن کو سن ۔ پہلے تو اسکے چہرے پر گہرا تبسم چھایا ۔

پھر دوسرے ہی دن اسے سلیبس کی تمام بوکس نازپروین کو لاکر تھمائی ی اور بولا کہ جلد از جلد وہ اپنی تمام روکی پڑھائی ی بحال کرے ۔ وہ اپنی اسٹڈی میں بزی ہوجائے ۔ زیادہ

دھیان نہ صیح تھوڑا ہی صیح وہ اپنے بھائی ی یا دوسری سوچوں سے ہٹا سکے اور خود کو پرسکون کرسکے --------

اور ساتھ ہی ساتھ اسے اپنا دوسرا رکھا میک بک ائی یر دیا کہ وہ اس سے بھی اسٹڈی میں مدد حاصل کرسکے ---------

اوو !یہ ٹوپک ۔ مجھے سمجھ میں نہیں آرہا کیا کروں ؟ "اپنے سرخ ہاتھ میں کیمسٹری کی" کتاب اٹھائے بیڈ سے کتاب پہ ہی اپنی گہری پرسوچ نظریں گاڑیں ہی اٹھی اور دوسرے ہاتھ میں پکڑا بول پین اپنے منہ میں دیئے چہرے کے عجیب و غریب زوائے بدلتی اپنے سرخ پتیوں سے لب چبانے لگی ۔

اور اِسی پریشانی میں پورے روم میں ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگی ۔ وہاں تو ضوریز اسے سمجھا دیتا تھا لیکن یہاں ہاں دو بار وجدان نے اسے کسی بھی ٹاپک پہ اٹکنے نا سمجھ آنے پر اسے سمجھایا تھا --------

وہ بھی ایسے کہ جب جب اسنے وہ کتابیں کھولی تو اتفاقاً وہ ڈیوٹی سے گھر ہی آیا اور اسے کتابوں سے لڑتے الجھن کا شکار ہوتے دیکھ خود ہی اسکی ہر بار مدد کر بیٹھا --------

آہ !ایک سرد سانس باہر خارج کی ۔ حلق میں کاٹنے سے چبھنے لگے ۔ یکدم شدت سے اسے پانی کی پیاس لگی ---------

کتاب کو بند کر وہ اپنے ہاتھ میں ہی تھامے پین پونی میں قید ریشمی بالوں میں لگاتی اپنے روم کا دروازہ واکیئے باہر قدم رکھا اور سڑھیاں اتر اپنا رخ کیچن کی جانب کیا ۔ اور آہستہ سے اپنا گلابی ہاتھ بورڈ پر مار کر کیچن کی لائ ٹ کھولی --------

جسکے باعث کیچن میں ہر سو روشنی بکھر گ ئی --------

اب کچن میں رکھے فریج سے بوتل نکال کیبینٹ سے گلاس نکال پانی اس میں انڈھیلا اور اپنے لبوں سے لگاگ ئی --------

سردی اوپر سے ٹھنڈا پانی اسکے دانت بجنے لگے --------

زکام ہوجائے گا "۔"

اپنی نازک پشت سے بھاری مردانہ آواز ابھری کہ اچانک وہ اپنی جگہ سے اچھلی اور ہربڑاہٹ میں تھامے گلاس پہ گرفت ہلکی ہوئی ی کہ اسنے خود پر قابو کیئے سلیب پر آہستگی سے گلاس کو رکھا اور اپنی آنکھیں میچیں سرخ لب دباتی پلٹی ---------

وہ خوبصورت معصوم چہرے ، خمدار سیاہ پلکوں کی بھاڑ آنکھوں پہ گرائے ، سرخ چھوٹی سی ناک اور سرخ نچلے کنپکنپاتے لب کو دبائے، مسی سے نارنجی ہلکے کلر کے جوڑے میں نازک سراپا لیئے اپنے قیامت خیز حسن کے ساتھ کھڑی تھی --------

جسے دیکھ وہ مہبوت رہ گیا ۔ اسے لگا چلو آج چل کر خود چاند زمین پہ آیا ہے تو ، اسکے دیدار سے کچھ پل سکون سے گزریں گے لیکن اس لمحے اسے دیکھ وہ مزید بے سکون ہوچکا تھا ۔ اوپر سے رات کا پھیر اور قسمت کی ستم ظرفی ہے ۔ وہ پاس آکر بھی بے سکونی کو

سکون میں بھی بدل نہیں سکتا ۔ اس قدر وہ اسکا چین و سکون لوٹنے کا سبب بن رہی تھی ---------

مہمل نے خاموشی پاکر اپنی آنکھیں آہستگی سی وا کیں اور اپنے لبوں کو آزاد کر سامنے کھڑے اپنی مخصوص منفرد پرسنٹلی لیئے وجدان زید کو دیکھا ۔ اسے دیکھ اسنے اپنی پلکیں جھپکیں اور فوراً ہی ہٹا گ ئی ۔ شاید وہ شاک تھی اسے یہاں پاکر کیونکہ آج تو اسکی نائی ٹ ڈیوٹی تھی انکل انٹی نے بتایا تھا اسے --------

اسکے بے دردی سے اپنے لب کچلے دیکھ اسنے اپنا ماتھا مسلا اور اسکی ہنوز ہی نظر اسکے نازک ہاتھ میں پکڑی کتاب پہ گ ئی یں ۔ باقی اسے سمجھ آگ ئی اسکی یہ جھنجھلائی ی حالت کیوں ہے ---------

کچھ سمجھنا ہے ؟ "نرم سے سنجیدہ بھاری لہجے میں اسکے بالوں میں لگے پین پر اپنی نگاہ" ڈالے بولا ---------

جج ۔جی ۔۔۔۔۔۔؟؟ اسکے پوچھنے پہ نا سمجھی سے اسکی گرفت بوک پر مزید سخت"
ہوئی ی اور اپنی نظریں اسکے بھاری بوٹوں پہ ٹکائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہارے ہاتھ میں کتاب ہے تو ۔۔۔۔۔، اسنے اپنی انگلی سے اسکے ہاتھ میں تھامی کتاب
پر اشارہ کیئے اپنی آنکھیں اسکے چہرے پر ٹکائے اپنا جملہ ادھا چھوڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جج ۔ جی ہاں ۔۔۔۔۔ "!!اسے بنا دیکھے مناتی بک کو سینے سے لگاتی اپنی سریلی آواز"
میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ مگر آپ ابھ ۔ ابھی آئے ہیں ۔ "اسنے اسکی فکر کرتے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وجدان کو اچھا لگا اسکا فکرمند لہجہ اور یکدم عنابی لب دھیمی گہری مسکراہٹ میں ڈھلے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاؤ جاکر بیٹھو ۔ "وجدان نے اسے پھر اپنے لب کچلتے دیکھ بولا ۔ جس پر مشکل سے"
سر ہلاتی لاؤنج میں آئی ی اور ون سیٹر صوفے پہ دھپ سے بیٹھی ----------

...☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆...

سالے تو کیا کر رہا ہے یہاں ؟ "آغر نے دھیمی سرد آواز میں اپنے ہمراہ دشمن پہ"
ہمتن ٹارگٹ کا نشانہ لیئے رائی فل مضبوطی سے تھامے کھڑے مضبوط ازمیر کو دیکھ کہا

کیوں کمینے تیرا ہی ملک ہے ؟ "اسکی بے تکی فضول گوئی ی پر وہ دبی دبی سے آواز"
میں اپنی آنکھیں چھوٹی کیئے اسے دیکھ بھڑکا ۔ اسے پورے دن سے رات ہونے پر یاد آیا
کہ وہ یہاں کیوں ہے ؟

ابے دیکھ مولا کی دوڑ مسجد تک ۔ یہ تو سنا ہے ناں ؟ پھر تو یہاں کیسے ؟؟ "آئی برو"
اچکائے ابکی بار اپنے لبوں پر مچلتی مسکراہٹ کو ضبط سے دبایا ---------

ازمیر کا چہرہ دیکھنے لائق تھا ۔ وہ سب سمجھ چکا تھا اسکا کمینہ پن --------

کیونکہ میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ فی ئی ر ہوں ۔ وہ میرے ساتھ نہیں ہے تو نہ" صیح ۔ "اسنے اپنی سرخ مصنوعی غصے بھری کھا جانے والی نگاؤں سے اپنی گردن موڑ کر اسے بھی اپنے ٹارگٹ پہ نشانہ رکھے دیکھ اپنے دانت پیستے چبا چبا کر کہا ----------

ہاہاہا ------ !!اسکے جلے بھنے جواب پہ آغر کا یکدم مدھم دھیما قہقہ گونجا ۔ جو ازمیر کے کانوں میں کسی کڑوے زہر کی طرح گھلا --------

اونہہ !!پاس ہی موجود لیفٹیننٹ جنرل آفتاب رائی نڈ کی انکی ہلکی ہلکی ہوتی سرگوشیوں پر دیھمی مگر خرکت آواز گونجی ۔ جسے سن وہ دونوں الرٹ ہوئے --------

ساتھ انکے بائی یں جانب کھڑے ضوریز لشاری کی انکی اول جلول ، اوٹ پٹانگ حرکتوں پہ خود با خود مونچھوں تلے عنابی لبوں پر ہلکی سے دھیمی مسکراہٹ پھیلی ---------

اسنے کبھی دوست نہیں بنائے تھے اسلیئے وہ جان بھی نہ پایا تھا دوستی کیا ہے ؟؟
اسکی زندگی تو بس ماں باپ اور ماں باپ کے بعد اپنی جان سے پیاری بہن کے گرد ہی گھومتی رہی ----------

لیکن آج اسنے دوستی کے دل عزیز ، خوشنما ، خوبصورت رنگ دیکھے تھے ----------

جاری ہے ----------

منِ عزیزم

قسط نمبر 49

پریشے بیگ

کاپی کرنا سختی سے ممنوع ہے ----------

...☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆...

وہ دب دب کرتا جیسے قریب آرہا تھا اسکا چہرہ سرخ انار جیسا ہوگیا تھا ۔ بے بسی کی انتہا تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وجدان نے اپنا پہنا اوور رال لاؤنج میں رکھی ٹیبل پہ بے نیازی سے پھینکا اور اسکے بلکل سامنے صوفے پہ بیٹھا تو اسکی نظریں اسکے پریشان ذدہ گلابی چہرے پر ٹھہری ۔ ہاتھ مسلتی لب کچلتی کچھ پریشانی میں تھی ۔

!!! دیکھاؤ

کہتا اپنا بھاری ہاتھ آگے بڑھایا اس سے بک لینے کے لیئے ۔۔۔۔۔۔۔

جسکے بڑے ہاتھ کو دیکھ گڑبڑاتی جلدی جلدی اپنے سرخ ہاتھ میں تھامی کتاب اسے دی اور اپنی جگہ سکون سے بیٹھ لب آپس میں پیوست کیئے اسے کتاب میں سنجیدگی سے جھانکتے کچھ سوچتے دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر یکدم ہی اپنی نظریں ہٹا گ ئی ۔ سامنے بیٹھا شخص چاہے تو ایک سکینڈ میں اپنے سحر انگیز پرسنٹلی میں جکڑ مقابل کو اپنے قدموں میں ڈھیر کرسکتا تھا ۔ وہ ایسی جازب شخصیت وجاہت کا مالک تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"دیکھنے میں تو ٹھیک ٹھاک لگتے ہیں ۔"

اسنے آج پہلی بار اسے پوری توجہ سے دیکھا تھا اور لگے ہاتھوں بے ساختہ اسکی شان میں قصیدے بھی خود با خود منہ سے ہلکی سی سرگوشی نما پڑھ ڈالے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکی سرگوشی ناچاہتے ہوئے بھی وجدان کے تیز کانوں نے سنی اور سامنے بیٹھی اس معصوم پری کے اپنے بارے میں خیالات جان کر اسکے لبوں پہ تبسم پھیلا جو وہ اچانک سنجیدگی میں تبدیل کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے اسے سارے ٹک کیئے ٹاپک نرمی سے سمجھائے اور اب اسکے چہرے کے الجھے تاثرات بڑی گہری نظروں سے دیکھنے لگا ۔ جو اسے الجھی الجھی سی لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"Hey!!! Understand all the topics"

اسے اپنا سر کتاب میں کھپاتا جھنجھلاہٹ کا شکار دیکھ پوچھا --------

"!!جج جی ہاں"

اسنے اپنی سانس باہر خارج کرتے کہا ----------

پھر جھجھلاہٹ کی وجہ ؟ "اسکے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ اسنے لہجے میں سنجیدگی لیئے" مگر نرمی سے پوچھا ---------

بس وہ ۔ مج ۔ مجھے نیند آرہی ہے --------تو زیادہ بہتر سمجھ نہیں آیا اور سب مکس" اپ ہوگیا دماغ میں ۔ ہر ٹاپک ایک دوسرے سے یکجا ہوتا جمگٹا سا بن گیا ہے ۔ "مہمل نے بتاتے شرمندگی کی آتہا گہرایوں میں ڈوبتے دل کے ساتھ نروس سی اپنے ہاتھ کی انگلیاں مڑوتے کہا ----------

اوو !!یعنی یہ تو وہی بات ہوگ ئی جی آپ نے کیا بولا مجھے تو سمجھ ہی نہ آیا ۔ "اسنے" اسکے چہرے پر مایوسی محسوس کر اسے ہلکا پلکا سا کرنا چاہا --------

نن ۔ نہیں آیا ہے تھوڑا بہت ۔ "لڑکڑاتے لہجے میں ڈبڈبائی ی نظروں سے دیکھ بولی" --------

آہہمم !میں فریش ہوکر آتا ہوں تب تک جو سمجھ آیا اسے اچھی طرح اپنے دماغ میں" ریمانڈ کرو ۔

Then I come and ask .. ok"

کہتا اسکے چاند جیسے گلابی چہرے سے اپنی نگائیں ہٹائے اوور رال اٹھاتا سیڑھیوں کے جانب بڑھ گیا ----------

اسکے وہاں سے جاتے ہی اسنے ایک اپنی لمبی سانس کھینچی جیسے کہی سال قیدگی سے آزادی پائی ی ہو ۔ اسکا کا اثر اس قدر جان لیوا تھا ----------

وہ فریش ہوکر آیا تو اسے نیچے زمین پہ بیچھے کارپیٹ پہ بیٹھا دیکھا اور ٹیبل پہ رکھی کتاب پہ اس دوشیزہ کا سر ۔ جو شاید ان پانچ سے دس منٹ میں نیند کی حسین وادیوں میں گم ہوچکی تھی ----------

وہ اپنے قدم اٹھاتا چلتا آہستگی سے اس تک پہنچا اور اپنی جگہ وہی سامنے صوفے پر دوبارہ براجمان ہوگیا ----------

اور کہیں دیر بے دریغ اسکے معصوم نین نقوش کو فرصت سے تکتا رہا اسے ہوش ہی نہ رہا گھڑی رات کا ایک بجا رہی تھی ۔ وہ تو بس ٹکٹکی باندھے ابھی تک اسے صدقے واری نگاؤں سے دیکھ رہا تھا ----------

اسی اسنا میں وہ کھڑا ہوا اور ٹیبل کی طرف سے گھم کر نیچے بلکل اسکے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا ----------

"My love are you a pure and beautiful gift sent by God"۔

جھکتا محبت شدت بھری سرگوشی کر اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا جو ٹیبل پر پڑی کتاب پر بکھرے پڑے تھے --------

اسکی گرم سانسوں کو مہمل نیند میں بھی خود پر محسوس کر کلملائی ی لیکن پھر سوگ ئی ۔ اسکا ہر انداز وجدان کے دل میں قیامت بھرپا کر رہا تھا ۔ ایسے کہ اسکا بس چلتا تو ابھی اس نازک پھول سے وجود کو خود میں بھینچ لیتا ---------

مہمل کی نیند میں جلھساتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے بے خوی میں اسکی سرخ سفید گردن پہ جھک اسکے سلکی ریشمی بالوں کی خوشبو اپنے اندر اتار اسکی کان کی لو کو آہستگی سے چھوہا جبکہ ہاتھ ابھی تک اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلا رہا تھا

عجیب سا سرور نشہ ان چند لمحوں میں اسکے سر چڑ بول رہا تھا ۔ وہ بہکی بوجھل نگاؤں سے سر اٹھائے اسکے بالوں سے ہاتھ نکال اسی ہاتھ کی پشت سے اسکے گلابی سرخ گال کو سہلانے لگا اور منہ ہی منہ میں ایک ہی ٹرانس کی کیفیت میں بڑبڑھاتے سوئی ی مہمل سے گویا ہوا ----------

مائی ی لولی برڈ !معلوم نہیں لوگ تمہیں مجھ سے دور کردیں ----- میں تم سے دور ہوں لیکن میں فاصلے مٹانا چاہتا ہوں میں تمہاری زلفوں کی سیاہی میں تمہاری جھیل سی آنکھوں میں سمندر میں برف کے تودے کی طرح کھو جانا چاہتا ہوں ۔

تمیں محبت کرنا چاہتا ہو اور میں تمہیں پانا چاہتا ہوں ایک روشن اور خوبصورت روح کو اپنی دسترس میں کرنا چاہتا ہوں پروانہ جیسے شمع کی روشنی میں کھو جاتا ہے میں کھونا چاہتا ہوں ۔

مجھے محبت کی گہرائیوں میں فنا کر دو اپنی ہستی کو مٹا کر تمہاری بانہوں میں فنا ہونا چاہتا ہوں میں تمہیں سینے پر سجانا چاہتا ہوں ۔

میں تمہارے عشق کے طوفان میں بہہ جانا چاہتا ہوں میں جاننا چاہتا ہوں کہ محبت کتنی خوبصورت ہوتی ہے ----------

وجدان "!!!نہلبت حمدانی سائیڈ ٹیبل پہ ختم ہوئے پانی کا جگ تھامے باہر آئی ے" تھے کہ وجدان کو مہمل کے قریب بیٹھے دیکھا اس وقت وجدان انہیں اپنے حواسوں میں نہیں لگا ۔اور نہ اس نے انکی آواز کو سنا تھا ---------

وجدان "!!!وہ پھر اسکا نام لیئے دھیمے غرائی ے اور جگ کیچن میں رکھ لمبے لمبے ڈاگ" بھرتے اس تک پہنچے اور اسکا وہی ہاتھ جو نیم بوجھل سا مہمل کی گال کی پشت پہ تھا جھٹ سے تھاما ----------

اپنے ہاتھ پہ کسی کی گرفت محسوس کر وجدان ایک منٹ میں ہوش کی دنیا میں لوٹا ۔ پہلے اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں دیکھ پھر اپنی گردن اٹھاتے انکا چہرہ دیکھ وہ شرمندگی و خائف سا ان سے اپنی نظریں یکدم چرا گیا اور سیدھا کھڑا ہوا ----------

چلو یہاں سے ۔ "اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے تھوڑے دور کیچن کے جانب لائے اور"
ہاتھ جھٹکنے کے انداز میں چھوڑا ----------

وجدان کا سر انکے سامنے ندامت سے جھکا تھا جبکہ وہ اپنے سادہ پسند ہر طرح سے قابل
و فخر کرنے کے لائق بیٹے کو دیکھ رہے تھے جسنے آج انکا سر شرم سے جھکا دیا تھا

کیا ایسی تربیت کی تھی انہوں نے اسکی ؟ جو اسقدر بے باک شدت پسند ہوچکا تھا وہ
،----------کہ ایک غیر پرائی ی بچی کے ساتھ ------

ڈیڈ " !!وجدان نے اپنا سر اٹھا کر انکی جانب دیکھا جو کھاجانے والی نظروں غصے کی لالی"
سے سرخ ہوئی یں آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے ----------

،ڈیڈ مم ۔ میرا ایسا ویسا کوئی ی مقصد -----

چپ بلکل چپ !!!ایک لفظ مت بولنا وجی ۔ کیا قصور ہے اس بچی کا ؟ وہ بچی ہم پر بھروسہ کر یہاں خود کو محفوظ سمجھ رہ رہی ہے لیکن اسے کیا معلوم اسکی حفاظت کرنے والے خود اس پر ایسی ویسی نظریں ۔۔۔۔۔ نہلیت حمدانی کی بات پوری ہونے سے پہلے وجدان اچانک پھٹ پڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس انف ڈیڈ !!ایسا بھی کیا کردیا میں نے ؟ جانتا ہوں میں اپنی لمٹس ۔ بے فخر" ہوجائیں کبھی آپکا سر نہیں جھکنے دوں گا اور کیا کہہ رہے ہیں آپ ایسی ویسی نظریں ۔۔۔۔۔۔؟ تو اسکا جواب بھی سنے شادی کرنا چاہتا ہوں میں اس سے ۔ "کہتا انہیں شاک کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہوش میں ہو کیا کہہ رہے ہو ؟ "نہلیت حمدانی خود کو سنبھال بولے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

جی بلکل "!!!انہیں دیکھ دھیمے مگر نرمی سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ نابالغ ہے تم ایک ڈاکٹر باشعور اتنے تعلیم یافتہ ہوتے اسطرح کیسے سوچ سکتے ہو ؟

میرا سکون ہے وہ ڈیڈ"۔ بھاری گھمبیر آواز میں انہیں دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ کبھی تمہاری نہیں ہوسکتی اور نہ تمہیں وہ کبھی ایسے سوچ بھی سکتی ہے جیسے تم اسکے بارے میں سوچتے ہو ۔ وجی تم دونوں میں ایج ڈیفرینس بہت ۔۔۔۔۔۔،

میرا جنون ہے وہ اور یقین جانے میں اسے خود کو چاہنے پر مجبور کردوں گا ۔ "پریقین " ٹھوس لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور وانیہ کا کیا ہوگا ؟ میں نے تمہاری ماں نے ان لوگوں کو زبان دے رکھی ہے ۔

ڈیڈ وہ اجکل کی ایک باہمت باشعور لڑکی ہے ۔ مجھے نہیں لگتا اسے کوئی ی فرق پڑے" گا ۔ ہم دونوں میں بہت پہلے ہی اس ٹاپک پہ بات ہوچکی ہے وہ مجھے ایک اچھا اپنا دوست اور کزن سمجھتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں اور میری جانب سے بھی یہی ہے ۔

ہم دونوں ہی آپ بڑوں کی بات کا مان رکھ یہ فیصلہ کررہے تھے کہ شاید ہم دونوں آگے زندگی بھی ایک دوسرے کے ساتھ خوشحال گزار سکیں ۔ بس اسی لیئے ہم ابھی تک اس فیصلے پر قائم ہیں ----------

لیکن ڈیڈ میری زندگی میں مہمل چاند کی چمکتی روشنی بنکے آئی ہے جسکی چمک نے مجھے تسخیر کر لیا ہے ۔ میں نہیں رہ سکتا اب اسکے بغیر ۔ ادھورا ہوں میں اسکے بغیر ۔ اچھی لگتی ہے مجھے وہ ۔ "اپنی گرم سانسیں باہر خارج کرتے ایک ہلکی سی ترچی نظر مہمل کو پیار سے دیکھ بولا ----------

اسکے معصوم چہرے کو دیکھ وجدان کو لگا آج وہ خود کو ہار بیٹھا ہے ۔ ایک تھکن سی تھی اسکی آواز میں ۔ سینے میں دھڑکتا یہ لوتھڑا سامنے نیند میں مشغول اس پھول کو پانے کے لیئے مچل رہا تھا ----------

ہمم اچھا !تو یہ بتاؤ اگر اسکا بھائی نہیں مانا تو ؟

چھین لونگا میں اس سے "۔ وجدان کے لہجے میں جنون بول رہا تھا ۔ انہیں تو ایسا ہی"
لگا ۔ ایسا جنون جو ہر حد پار کر کسی کو بھی خاک کر کے رکھ دے ----------

عجیب دیوانگی تھی ۔ نہلبت حمدانی صاحب کو وہ ایک پل کے لیئے اپنا صوبر سا سلجھا
سیدھا سادا بیٹا نہیں لگا ---------

انکے کے سامنے تو اس وقت جو کھڑا تھا وہ تو کوئی ی اور ہی تھا ----------

****

میری وفا کا تقاضا کہ جانثار کروں

اے وطن تیری مٹی سے ایسا پیار کروں

میرے لہو سے جو تیری بہار باقی ہو

میرا نصیب کہ میں ایسا بار بار کروں

خون دل سے جو چمن کو بہار سونپ گیا

اے کاش ان میں خود کو شمار کروں

میری دعا ہے میں بھی شہید کہلاؤں

میں کوئی ی کام کبھی ایسا یادگار کروں

PKPKPK!!! پاکستان زندہ باد

!!!! اللہ اکبر

باآواز گھمبیر بھاری یکجا بلند نعروں سے پورا واگاں بارڈر گونج اٹھا --------

ماحول میں موت جیسی چاہی خاموشی کو دشمن نے آخر کار صبح کی روشنی پھیلتے ہی توڑ ڈالا

یکدم دشمن فوج کے سپہ سلاروں نے بارڈر پہ شدید ترین حملہ کیا----------

سامنے سے شیلنگ بمباری، خطرناک قسم کی گولاباری، فائر آبدوز کے حملے دیکھ پاک فوج بھی الرٹ ہوئے انکی بربریت پہ ٹوٹ پڑی ----------

تھوڑی ہی دیر میں واگاں بارڈر ایک جنگ کا میدان بن چکا تھا ۔ ہر طرف آگ کے بڑھکتے دہکتے شعلے، ہر پل اپنے ملک کی حفاظت کرتے دل و جان سے نوجوان شہید ہوتے اپنے آخری سانس تک لڑتے خون سے لت پت زمین بوس ہوتے وطن کی مٹی میں بہتا انکا خون ایک کرب ناک درد ناک سنسنی پھیلا رہا تھا ----------

ایک روگھنٹے کھڑے کرد ینے والا عزیت ناک ، خوفناک منظر تھا ۔ جسے عام دل انسان دیکھے تو وہی اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے ----------

سر !!!جنرل آفتاب رائےنڈ کی پشت سے ایک دل دہلاتی سراسراتی درد بھری بھاری آواز ابھری ----------

انکے پاس اتنا بھی ٹائم نہیں تھا وہ پیچھے موڑ کر اس آواز کا احاطہ کرسکے ۔ چونکہ انکی ایک منٹ کی غفلت انہیں انکی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھنے پر مجبور کرسکتی تھی

آہہہ !!!"وحشتزدہ چیخ گونجی ۔"

ایسی بریل جس کی ایک بولیٹ انتہائی زہر آلودہ ہوتی ہے کہ انسان بامشکل پانچ منٹ ہی زندہ رہ پاتا ہے جس کے بعد اسکی موت متوقع ہوجاتی ہے ۔

دشمن ملک کے جانب سے ایک ایسی ہی بریل سے نکلتی ہوا کو چیرتی گولی جنرل آفتاب رائےنڈ کو نشانے میں لیئے دیکھ کیپٹن اسناد نے انہیں پوری جی جان سے پکارا مگر اپنی

آواز بے سدھ محسوس کر وہ ہوا کی تیزی سے جنرل کے سامنے آئے اور خود اپنے چوڑے سینے میں وہ گولی پیوست ہوتی محسوس کی ----------

اور وہ وہی روح افزح فنا کرد ینے والے شدت درد سے اپنے لب پیوست کیئے نیچے زمین پہ گرتے چلے گئے ۔ جنہیں دیکھ اس ہواس جھنجھوڑتے منظر پہ جنرل ہکا بکا سے اپنے بہادر آفسر کو سامنے تڑپتے ، سسکتے دیکھ ایکدم خود بھی نیچے اسی کے ہمراہ بیٹھتے چلے گئے ----------

جبکہ جنگ جاری تھی ----------

آفسر ہرپ !!انہیں فرسٹ ایڈ کے لیئے لیکر جائے ۔ موو فاسٹ ۔ "وہ اتنی تیز" دھاڑے کے پیچھے سپاہی موجود ان تک بھاگے بھاگے آئے ----------

آہہہ !! "اسی ہربڑاہٹ میں ایک اور دل دہلانے والی آواز گونجی ----------"

اور یہ آواز اور کسی کی نہیں بلکہ ضوریز لشاری کی تھی ۔ جو جنرل آفتاب کی جگہ آکر سنبھالے دشمنوں کو دھول چھٹا رہا تھا پیٹ میں تیزی سے وہی گولی لگی کہ وہ مضبوط بھاری مرد یکدم وہی ڈھیر ہوا ----------

ہیلو ہیلو !!!رائی ڈر سے خرکت بھاری آواز گونجی ۔ آپ لوگ اگر ہمیں وہ دیوائی س دے دیں ۔ تو یہ خطرناک حملے تھم بھی سکتے ہیں اور اگر نہیں ---------- آگے وہ ادھوری بات چھوڑے ڈسٹرکٹ کرچکے تھے ----------

، یہ دشمن ملک کی جانب سے انہیں دھمکی آمیز بھرا پیغام تھا جو جنرل آفتاب، ضوریز آغر اور کیپٹن اسناد کے کانوں میں کسی سیسے کی طرح پگلا تھا ----------

ماضی میں پاک فوج نے دشمن ملک کا ایک اسپائے پکڑا تھا جس کے پاس وہ دیوائی س تھی جس میں اس اسپائے کے بڑے سے بڑے جرم کے ثبوت اور کارنامے موجود تھے

جو انکے لیئے کسی بہترین تمغے سے کم نا تھے اور پاک افواج کے لیئے بھی وہ کسی اعلی کارنامے سے کم نا تھے ----------

اوپر سے انہیں اسی لیئے بھی وہ چاہیئے تھی کہ کہیں انکے راز آفشاں نہ ہوجائیں ۔ وہ کسی بھی طریقے سے وہ دیوائیس ہر حال میں حاصل کرنا چاہتے تھے ----------

جس کے باعث وہ جنگ کرنے پہ اتر چکے تھے ----------

ضوریز آر یو اوکے "!!اسے بھی زمین بوس ہوئے گرتے وہ اب ایکشن میں آئے تھے"

حملہ " !!!ایک ایک لفظ گونجا کہ پاک افوج سمیت ازمیر بھی سب سر پر کفن باندھے" ان پر ایک بار پھر جی جان سے ٹوٹ پڑے ----------

ان چند سیکنڈ میں انکے ایک ایک سپاہی کا صفایہ کر انکے ہوش مکمل طور پر ٹھکانے لگائے وہ بتا چکے تھے وہ پاکستان کی آخری لکیر ہیں ۔ ملک پاکستان کے ہر دشمن کی موت ہیں ۔ وہ وہ للکار ہیں جس پر دشمن لرز جاتا ہے ۔وہ پاک سرحدوں کے محافظ ہیں ----------

پاک افواج کی جانب سے اٹل بہترین مقابلہ ہوتے دیکھ انکی جانب سے یکدم حملے روکے ----------

اوکے ہم اپنی ہار تسلیم کرتے ہیں ۔ ہم اپنے سپہ سلاروں کو لیئے اس جنگ کا اختتام کر واپس لوٹ رہیں ہیں لیکن آپ لوگ یہ مت سمجھیئے گا کہ یہ حملے دوبارہ نہیں ہونگے یہ جب تک ہوتے رہیں گے جب تک ہمیں وہ ڈیوائس نہیں مل جاتی ۔

رائیڈر سے خرکت بھری انکے جنرل کی آواز گونجی ۔ جسے سن پاک افواج کی طرف سے بھی حملے تھمے ----------

جس کے بعد وہاں کچھ زخمی اور کچھ شہیدوں کی لاشیں اٹھائی گئیں

سر "!!!آرمی ایمبولینس ہسپٹال کی گاڑی میں اسٹیچر پہ لیٹے اسناد کی درد سے دھری" آواز انکے کانوں میں پڑی جو اپنے دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں الجھائے متفکر سے بیٹھے ہوئے تھے کہ اسکی آواز پہ انہوں نے سر اٹھائے اسکے چہرے کودیکھا ۔جہاں کرب ہی کرب تھا ۔ اسے دیکھ وہ اپنی آنکھیں میچ گئے ۔ یہ اچانک ان پر حملہ دھوکے سے کیا گیا جسکا شکار وہ دونوں ہوئے تھے ----------

برابر میں لیٹے ضوریز کی بھی یہی حالت تھی ۔ ایک نظر اس پہ بھی ڈالی جہاں باہر اسکے پاس ازمیر اور آغر اپنا توانا وجود لیئے کھڑے تھے ----------

وہ دونوں اسکی دلیری کو دیکھ فکر محسوس کر رہے تھے کہ ان میں ایک اور آرمی بہادر نوجوان کا اضافہ ہوگیا تھا اور سمجھ بھی آگیا کہ وہ کسی کی سفارش نہیں بلکہ اپنی محنت و بلبوتے پہ اس پوسٹ تک پہنچا تھا ۔ وہ یہاں تھا کیونکہ وہ اس اعزاز کا حقدار تھا

نن ۔ نہیں !!!

کیپٹن اسناد کی شرٹ چیرتے گولی کی جگہ گہرا چھیرا لگاتے گولی نکالنے میں آرمی ڈاکٹر مشغول تھا کہ اسکے منہ سے درد ناک چیخ نکلی ----------

وہی یہی پراسس ضوریز کے پیٹ میں لگی گولی پر بھی کیا جارہا تھا ۔ جو شدت ضبط سے تڑپتے اسٹریچر کو مضبوطی سے لب بھینچے گرفت میں لیئے ہوا تھا ----------

کیونکہ اگر یہ گولی انہی پانچ منٹ میں نہ نکلی تو زہر فوراً ہی پورے جسم میں پھلینے کا خدشہ تھا جس سے موت متوقع تھی ----------

جاری ہے ----------

منِ عزیزم

قسط نمبر 50

by parishy baig

Don't copy paste 🚫

سس ۔ سر اگر سارا جہاں بھ ۔ بھی میرا ہوتا تب بھی مم ۔ میں اپنے جان سے" پیارے ملک کا ہوتا "۔ شدت تکلیف سے کیپٹن اسناد کی عنابی لبوں سے الفاظ نکلے

جس کے الفاظ وہاں موجود جنرل آفتاب رائی نڈ ، میجرز آغر ، ضوریز ، آزمیر سبکی سماعتوں سے ٹکرائے ---

سر مجھ ۔ مجھے خوشی ہے میں اپنے ملک کی حفاظت و بقا میں شہید ---، میجر" اسناد کے یہ آخری الفاظ تھے کہ انکا انکی سانسوں سے رابطہ منقطع ہوا اور وہ خالیقی حاقیقی سے جاملے ---

انکی موت پہ وہاں کھڑے ہر ایک شخص کی آنکھ اشک بہار ہوئی ی ۔ وہ ایک قابل آفسر تھا اور اسکا لوس انکے لیئے بے حد بڑا تھا ---

For more novels visit our website
www.urdupdfnovel.com

جنرل افتاب کیپٹن اسناد کی کھلی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ ان کی آنکھیں بند کرگئے

شہید ہو تم اور شہید کبھی مرا نہیں کرتے وہ زندہ رہتے ہیں دلوں میں "۔کہتے وہ جلتی" انگارہ آنکھوں کو ضبط سے بند کرگئے ----------

وہاں سے یکدم سپاہیوں نے کیپٹن اسناد کی ڈیتھ باڈی اٹھالی اور لیکر چلے گئے انکی آخری رسومات کی تیاریاں کرنے لگے ----------

وہیں ضوریز اس سارے دل ہولانے والے منظر پر اپنے لب درد سے مزید بھینچ گیا

سب کو افسوس تھا کیپٹن اسناد کی موت پہ ----------

آہہہ ---- "!!ضریر کی گولی نکال دی گ ئی جس پر اسکے منہ سے خوفناک چیخ برآمد" ہوئی ی ----------

اسکے بعد اسکی مرہم پھٹی کر اسے دوائی یں دے وہی نیند کا سکون کا انجیکشن لگا دیا گیا جس کے باعث وہ کچھ ہی دیر میں غونگی میں چلا گیا ----------

اسے نیند میں ڈوبتے دیکھ جنرل افتاب ایمبولینس سے نیچے اترتے اسکا دروازہ بند کرگئے اور حکم جاری کیا اسے پروپرلی چیک اپ کے لیئے ہاسپٹل لے جایا جائے ----------

جنکے اترتے ہی سب وہاں کھڑے فوجی افسرز سپاہی سب الرٹ ہوئے ----------

آپ سب نے آج بتا دیا آپ سب پاکستان کی ہر دشمن کے لیئے للکار ہیں ۔ ایک" جو دشنوں کے پل میں چھتڑے بکھر کر رکھ دیں ۔ آپ سب فخر snake eater ہیں اس ملک کا ۔ پاک فوج زندہ باد

پاکستان زندہ باد !!!!"۔

جنرل کی بھاری خرکت آواز گونجتی وہاں کھڑے ایک ایک آفسرز کو پرجوش کرگئی

جسے سن وہ سب اپنی اپنی آنکھوں میں جزبہ، دل میں عزم ، فخریہ لب و لہجے میں اپنے اپنے سر پہ ہاتھ رکھ انہیں سلوٹ مارتے پاکستان زندہ باد کا نعرہ باآواز بلند کرگئے

دنیا کتنی ہی ماڈرن ہوجائے لیکن جو گریس خاکی یونیفارم میں ہے ناں وہ دنیا کے کسی" بڑے سے بڑے برینڈ میں نہیں "۔ برابر میں الرٹ کھڑے ازمیر کی کان میں آغر نے بھاری سرگوشی کی ----------

!! ہاں ہنڈریڈ پرسنٹ"

ویسے ہم پولیس والے بھی کسی سے کم نہیں "۔ اسکی بات کے آخر میں اپنا وردی کا کالر فخریہ اکڑاتے کہا ----------

ہاں !!تب ہی پولیس وردات ہونے کے بعد جائے وقوع پر پہنچتی ہے ۔ اب ان لوگوں کو کون بتائے فلم تو ختم ہوچکی "۔ جلانے والی اسمائ ل کے ساتھ آزمیر کو آگ لگا گیا --------"

کمینے اپنے محکمے کے لیئے ایک لفظ برداشت نہیں کروں گا ۔ تمہارا محمکہ محکمہ ہے اور ہمارا محمکہ کچھ نہیں "۔ گویا وہ تپتا غصے سے بولا ----------"

ہاہاہا !!دونوں اپنے ہی ہیں "۔ کہتا اسے وہی زور سے گلے لگاتا خود میں بھینچ گیا"

میجرز واٹ از یور بی ہیوئ ر رائ ٹ ناؤ !!!۔"

جنرل نے انہیں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے مزاحیہ لہوں لہجے سن ٹوکا --------"

!!! "سر ۔ سر نتھینگ"

دونوں یک زبان ہوتے اپنی اپنی جگہ سیدھے کھڑے ہوگئے ۔ جبکہ باقی آرمی آفسر انہیں دیکھ اپنی دبی دبی ہنسی دبانے لگے ---------

اوکے !!!آپ سب کے تعاون کا بہت بہت شکریہ اب آپ سب جاسکتے ہیں "۔" جنرل نے وہاں کھڑی گاڑیاں پولیس، فورسسز ، فائر برگیڈڈ وہاں جنگ میں شامل ہوئے سب کو دیکھ کہا ----------

جنہیں دیکھ ایک کے بعد ایک گاڑی وہاں سے نکلتی چلی گ ئی یں ۔ باقی وہاں کھڑے آرمی افسرز سرحد پر اپنی اپنی ڈیوٹی انجام د ینے لگے ---------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

براؤ ن کرتے،گلے میں ڈالی اسکن کلر کی شال، بالوں کو جیل سے سیٹ کیئے ہاتھ میں برنڈڈ گھڑی ، پیشاوری کیڑھی پہنے وہ نک سک سا تیار ہوا جازب نظر لگ رہا تھا ساتھ میں حمیدہ بیگم ہلکے گرین اور پرپل سے امتزاجی سوٹ میں ملبوس اپنے روایتی گہنے پہنے اوپر سے نیچے تک سجی چلتی گھر سے پیدل ہی فروٹس تحفے تحائف نجانے کیا کچھ لیئے ملازموں کی فوج اور ابرار سمیت کنزیش کے گھر کے جانب گامزن تھیں ----------

جن لوگوں کے ٹھاٹ بھاٹ دیکھ گاؤں کے لوگ تعریف اور واہ واہ کرتے نہ تھک رہے تھے اور کچھ تو شریف احمد کے گھر اس دھماکے دار تیاری کے ساتھ جاتے تکتے عش عش کر اٹھے اور کچھ جل بھون گئے کہ پتہ نہیں کیا مہاجرہ ہے کہ اتنے قیمتی سازو سامان کھانے پینے کے اشیا لیکر وہ لوگ انکے گھر جارہے تھے ----------

اور اسی تجسس میں گاؤں کے لوگوں کی انکی جانب سے نظریں نہیں ہٹ رہی تھیں

جاری ہے ----------

منِ عزیزم

قسط نمبر 51

پریشے بیگ

Don't copy paste ✖

"بی بی جی --- بیگم صاحبہ !!آ۔ آپ یہاں کیسے ؟"

رائی مہ کی ماں نے دروازہ بجنے پہ دروازہ کھولا تو سامنے حمیدہ بیگم کو دیکھ چونکی باقی ہوش حواس تو تب غرق ہوئے جب انکی پشت پہ ابرار سکندر کو اپنی وجیہہ پر سنٹلی لیئے اور اسکے بھی پیچھے نوکروں کی فوج انکے ہاتھوں میں تھامے بھر بھر کے سامان کے ٹوکریں ۔ وہ تو جیسے سکتے میں چلیں گ ئی یں ---------

حسینا تجھے یہی کھڑی رکھنا ہے مجھے ؟ اب پرے ہٹ اندر بھی آنے دے "۔ حمیدہ" بیگم کی آواز نے انہیں حقیقیت میں لاپٹکا ۔ ہوش میں آتیں وہ گڑبڑائی ی بھوکلائی ی سی یکدم انہیں اپنی سائیڈ چھوڑ جگہ دے گ ئی یں ----------

جسے دیکھ تمام ساتھ آئے ملازمین کو اپنا سر ہلا کر حکم دیتیں جن کا حکم بجا لاتے وہ سب ایک کے بعد ایک اندر گھر میں جاتے بیچ صحن میں رکھی چارپائی ی پہ سارے ٹوکرے رکھ باہر آئے اور وہاں سے پھر حکم ملتے ہی رفو چکر ہوگئے ۔ اب بچے تھے صرف ابرار حمیدہ بیگم اور انکے ساتھ آئی ی ایک ملازمہ ----------

یکا یک گھر میں ہلچل، گھما گھمی محسوس کر کمرے میں بیٹھی رائمہ نے اپنا پہلو بدلہ اور کمرے سے اٹھتی کمرے سے باہر آئی ی تو وہاں کا منظر دیکھ اسکی آنکھیں پھیلی پھٹی کی پھٹی رہ گ ئی یں ---------

اسکے ساتھ ساتھ کیچن میں کام کرتی کنزیش بھی یہ منظر دیکھ تجسس میں اپنے بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں سے سب دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگی ----------

والدہ آپ جائی یں میں زرا ڈیرے پر جارہا ہوں "۔ انکے دونوں کندھوں پہ ہاتھ رکھ بولا ۔" جسے کے خوبصورت چہرے پر اپنی نگائی یں اٹھائی یں دیکھ انہوں نے اپنی آنکھوں کے اشارے سے اسے اجازت دی ---------

جنکی اجازت کے بعد وہ وہاں سے انہیں انکے در پہ چھوڑ اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا نکلتا چلا گیا ----------

اب حمیدہ بیگم اپنی مغرورانہ چال چلتی اپنی ملازمہ کے ہمراہ اندر داخل ہوئی یں ۔ جنکے آتے ہی حسینا بیگم نے فوراً دروازہ بند کیا ----------

انکے دروازہ بند کرتے ہی وہاں گاؤں کی عورتوں کا آہستہ آہستہ چھپا ہوا ہجوم جما ہوگیا ۔ کان لگا کر سننے کے لیئے ۔

حسینا تیاریاں شروع کردے تو ۔ یہ اب سے میرے بیٹے کی امانت ہوئی ی "۔"

حمیدہ بیگم شرمائی ی شرمائی ی سی کمرے میں بیٹھی رائی مہ کے قریب بیٹھیں اپنی ملازمہ کے ہاتھ میں تھامی تھال سے لال کپڑا ہٹائے اس میں رکھی لال ہی رنگ کی نیٹ کی گھوٹے لگی چونری نکال اسکے سر پر اوڑھاتیں کچھ پیسے اسکے سر سے وارتیں اپنے ہاتھ میں پہنے مہنگے ترین کنگن کو اتار اسکے نازک سرخ کلائی ی میں پہناتیں اسے دیکھ پیار سے بولیں ----------

جبکہ حسینا بیگم تو ابھی تک صدمے میں تھیں ۔ انکی بیٹی اتنی خوش قسمت تھی کہ اتنے بڑے خاندان سے اسکے لیئے رشتہ خود چل بلکہ مالکن خود لائی ی تھی ۔ یہ سب کچھ مسمرائی ز کرد ینے والا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہیں رائی مہ کی دل کی مراد خواہش اسکے ہونٹوں تک لائے بغیر ہی پوری ہونے جارہی تھی ۔ اسکا دل تو زور و شور سے ڈھڑکتا ہوا کے سنگ اڑتا چلا جارہا تھا ۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیسے ری ایکٹ کرے ۔ یہ سب اس قدر آنکھوں کو چندیانے اور دماغ کو سلب کر دینے والا تھا لیکن جو بھی تھا وہ بہت خوش تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آخر اتنے ناموار بڑے خاندان کی بہو بننے جارہی تھی وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

ی۔یہ چائے "۔کنزیش روم میں اپنے بھاری قدم آہستہ آہستہ اٹھاتی آئی ی اور ان" سب کو چائے سرو کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حسینا یہ کون ہے؟ اسے کبھی دیکھا نہیں ؟ "حمیدہ بیگم مقابل کھڑی نازک خوبصورت" سی کنزیش کو نہارتی بولیں --------

اتفاق ہی تھا کہ ایک ہی گاؤں میں رہتے انکا کنزیش اور کنزیش کا ان سے کبھی آمنا سامنا نہ ہوا یہی نہیں بلکہ انکے گھر والوں سے کسی سے بھی اسکی کبھی ملاقات نہیں ہوئی ی یا شاید وہ خود جان بھوج کے کبھی ان سب کے سامنے نہیں آئی ی یا شاید آنا ہی نہیں چاہتی تھی ----------

بی بی جی یہ تو کنزیش ہے انہی لوگوں کے ساتھ ہی تو رہتی ہے ایک عرصہ ہوگیا یہاں" رہتے اسے "۔ انکے برابر میں بیٹھی ملازمہ نے انکے کان میں سرگوشی کی ----------

"اوو اچھا !!میں نے تو اسے پہلی بار دیکھا ہے"

آ۔آپ بیگم صاحبہ لیں ناں چائے "۔ حسینا نے اسکے بے پہناں حسن سے ڈرتی " گھبراتی حمیدہ بیگم کا رخ چائے کی جانب دلوایا کہیں وہ این ٹائم پہ اپنا فیصلہ نہ تبدیل

کردیں ۔ ہلانکہ رائی مہ خود پیاری تھی لیکن وہ پھر بھی کسی کی بھی اپنی بیٹی کے نصیب پہ بری نظر لگتی نہیں دیکھ سکتی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ میرے ابرار کی دلہن بنے گی ۔ یہ لو بیٹا میٹھائی کھاؤ "۔ کنزیش سے نظریں ہٹائے" میٹھائی کے ڈبے میں سے گلاب جامن کا ٹکرا رائی مہ کے منہ میں ڈال وہ اپنی جگہ پر بیٹھ حسینا بیگم کے متوجہ کروانے پہ چائے کی جانب مبزول ہوئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے منا بھی کیا تھا وہ وہاں نہ آئے وہ خود آئی یں گی لیکن انہیں نہ آتے دیکھ بیچاری کنزیش بھی کیا کرتی چائے کو ٹھنڈی ہوتی دیکھ وہ خود ہی لے آئی

پر اب یہاں کا منظر دیکھ وہ ٹوٹکی تھی ۔ تو یہ مہاجرہ تھا ۔ اسکا دل زخمی سا سینے کی چادر میں دھیمے دھیمے دھڑکتا تڑپ چکا تھا ۔ کان سماعت کھو چکے تھے ۔ چہرہ لٹے کی ماندد سفید ہوتا ، دماغ ہر سوچ سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھا تھا اور پاؤ ں اپنے وجود کے وزن کو برداشت نہ کرتے سنبھالے رکھنے سے انکاری ہوچکے تھے ۔

اسکا دل کیا آج وہ پھوٹ پھوٹ کر رودے ۔ ایک وہی تو تھا جسے دل کے کسی کونے میں چھپا کے بیٹھی تھی ۔ جسکے ہونے کا احساس ہی کافی تھا ۔ جو اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا ۔

آج پھر اس وجود نے اسکے تمام تر احساسات کا بری طرح سے گلا گھونٹا تھا ۔ اسے کہیں کرچیوں میں توڑ چکا تھا وہ ۔ اسے لگا تھا ان کچھ دنوں میں وہ پھر سے جی اٹھی ہے لیکن آج اس ظالم نے اسے صیح معنوں میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا

اسکی سانس نہیں آرہی تھی ۔ گلا رند گیا تھا اور تکلیف حد سے سوا تھی ۔ گہرے گہرے سانس لیتی وہ وہاں جیسے آئی ی ویسے نکلتی چلی گ ئی ---

ضبط تھا کہ اپنے کمرے میں آتا ٹوٹ چکا تھا اور وہ بلکتی پھوٹ پھوٹ کر رودی

اتنی تکلیف تو اسے اپنے ساتھ ہوئی یں زیادتیوں، بے حس راوئی یوں سے بھی نہ ہوئی ی جتنی آج اس ظالم نے دی تھی ۔ ایسے کہ اسکا دل نوچ لیا تھا ۔ اسے جیتے جی زندہ درگور گردیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر اتنی ہی رائی م ۔ رائی مہ پسند تھی تو مجھے کک ۔ کیوں شادی کک ۔ کے خواب" دیکھائے ؟ "خود سے بڑبڑاتی اپنے بال نوچنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ میں پاگل تھی جج ۔ جو کہی ۔ کہیں نا کہیں اسکی باتوں پہ یقین کرنے لگی ۔ وہ" پہلے مج ۔مجھے جب اسکی سخت ضرورت تھی تب چھوڑ کے جاسکتا ہے تو اب کک ۔ کیوں نہیں ؟ "اسے ہچکی آئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم کب اس سے شادی کرنے پر راضی تھیں ؟ اسکے دل سے آواز آئی ی ۔ کب تک تمہاری نا سنتا آخر وہ ایک مرد ہے عام انسان کرلیا اسنے بھی فیصلہ رائی مہ سے شادی کرنے کا ۔ اب تمہیں برا کیوں لگ رہا ہے ؟ درد کیوں تڑپ کیوں رہی ہو ؟ یہی تو چاہتی تھیں تم ؟

مم ۔ میرے ساتھ اس نے بے وفائی ی کی ۔ اوو تو تم نے کب اسکے ساتھ وفا کی ۔ اسکی اندر کی آواز اسے جنجھوڑ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے تو کی وفا لیکن اسنے نن ۔ نہیں کی ۔ بھیگی مترم آنکھیں غم سے پھڑپھڑاتے سرخ ہونٹ ، درد سے اسکا دماغ پھٹ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ میں کیوں رو رہی ہوں ؟ کیوں پاگل ہورہی ہوں اس کے پیچھے ؟ وہ کسی سے بھی شادی کرے مجھے کوئی ی فرق نہیں پڑھتا ۔

بے دماغی سے کہتیں ہاتھوں میں پہنی کانچ کی کچھ چوڑیوں میں سے ایک نکال اسے توڑا اور کلائی ی سے تھوڑا اوپر بڑے حرفوں میں ابرار کا نام لکھ کچھ ہی دیر میں اپنے ہاتھ کو خونم خان کرچکی تھی ۔ عجیب سا جنون سوار تھا اسکے سر پر ۔

اسکا دماغ شاید کام کرنا چھوڑ چکا تھا ۔اسی لیے ہاتھ میں اٹھتی درد کی لہریں محسوس نہیں ہورہی تھی پر اس درد اذیت کا اندازہ بھینچے سرخ لبوں سے جامنی ہوئے رنگ سے پتا لگ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جب اسنے مکمل نام لکھ لیا تو چوڑی کے ٹکرے کو دیکھا جس سے خون کی بوندیں ٹپک رہی تھی پھر مسکرا کر نام کی طرف دیکھا ۔۔۔۔۔تو اسکے سرخ ہاتھ پر وہ نام اپنے آب و تاب سے خون میں جگمگا رہا تھا ۔

خون نام سے دھاڑے مار اسکا پورا ہاتھ لہولہان کرگیا ۔ زمین بھی خون سے رنگ رہی تھی ۔ آنکھیں سے بھی مانو لہو ٹپک رہا ہو ۔

اب بھڑکتے دماغ کو ہاتھوں سے تھام کر زمین پرگھٹنوں کے بل بیٹھ گ ئی ۔ وہ چیخنا نہیں چاہتی تھی ۔ پردل کر رہا تھا زور سے دھاڑے کہ پوری منزلیں اپنے اوپر گرا کر خود کو ذرے ذرے میں تقسیم کر دے ۔ درد کی ایک لہر اسکے تن بدن میں اٹھی ۔ جس کا مقابلہ دل کے درد سے کرنے لگی ۔ اپنے آپ کو کیا کرتی جسکے اندر بے سکونی ہی بے سکونی اور تڑپ تھی ۔

سکون دینے والے نے تو خود اسے جلتی آگ کی تپتی بھٹی کے نظر کیا تھا -------

اسنے یکدم سکون سے آنکھیں موند لی جیسے سینے میں دھڑکتے بے ترتیب دل کو سکون دینے کی ناکام سی کوشش کی گ ئی ہو ---------

مر جاؤ تم ابرار --- "سسکتی بڑبڑاتی کہتیں وہ درد سے دھری ہوئی ی نیچے گرتی اپنے" ہوش و حواس کھو چکی تھی ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تقریبا ایک گھنٹے کے اندر اندر ضوریز کو ہوش آیا ۔ وہ خود کو ہاسپٹل کے بیڈ پر لیٹے پیٹ پہ پٹی ہاتھ پہ ڈرپ لگے دیکھ تھوڑی دیر تو کچھ سمجھ نہ سکا مگر پھر دماغ پہ زور ڈالا تو اسکے سامنے سب کچھ گھومنے لگا ---------

اسنے اپنی گردن کو موڑ اردگرد کا جائزہ لیا جو آرمی ہاسٹل معلوم ہورہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہاں دیکھ بھال کرتیں فیمل آرمی افسرز اور میل آفسرز کے علاوہ کوئی ی تیسرا شخص نہیں تھا شاید اسلیئے کہ یہ آرمی ہاسپٹل تھا یہاں کسی باہر والے کی مداخلت ان سب کے لیئے خطرے کا باعث بن سکتی تھی ۔ اسی وجہ سے ہاسپٹل میں مخصوص و محدود اسٹاف تھا ۔ وہ بھی صرف آرمی فورسسز سے تعلق رکھنے والا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Sir How is your feeling now?

اسے موومینٹ کرتے دیکھ سامنے دوسرے زخمی افسرز کی مرہم پٹی کرتے ایک فیمیل افسر کی نظر اس پر پڑی اور وہ فوری طور پر دوڑنے کے انداز میں اس تک پہنچی کیونکہ انہیں اوپر سے اوڈر تھے وہ جیسے ہی ہوش میں آئے جنرل کو اطلاع پہنچائی ی جائے۔

ایم اوکے ۔۔۔ "!!کہتے اٹھ کر بیڈ پر بیٹھ اسے بنا دیکھے اپنے بھاری ہاتھ میں لگی" ڈرپ دوسرے ہاتھ سے نکلنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

سر ایسا نہ کریں ۔ آپ ابھی پوری طریقے سے ٹھیک نہیں ہیں ۔ ٹرٹمنٹ کی ضرورت" ہے آپ کو "۔ اپنی نسوانی میٹھی مگر رعب والی آواز میں کہتی اسکی تگ و دو کو دیکھتی جلدی جلدی بولی ---------

ضوریز کے چلتے ہاتھ ایک پل روکے ----------

do you understand اپنے کام سے کام رکھیں"

میں نے کہا میں ٹھیک ہوں مطلب ٹھیک ہوں ۔ "اپنی بھاری خرکت آواز میں بولتا اسے چپ کرواگیا اور فوراً ڈرپ کو نکال خود سے الگ کیا ---------

جاری ہے ----------

منِ عزیزم

قسط نمبر 52

by parishy baig

Don't copy paste 😊

سامنے کھڑی آفسر اسکی جارحانہ قسم کی حرکات اور لہجہ سن ساکت سی اسکی دیو جیسی جسامت اور خوبصورت چہرے پر ہمتن سنجیدگی ماتھے پہ بل دیکھ اسے لگا وہ مرد صدقے ، واری جانے کے قابل ہے اور آج کام بھی تو ایسا ہی کیا تھا ہر طرف ٹی وی ،انٹرنیٹ اخباروں میں اسکی اور تمام آفسرز کی میڈیا تعاریفوں کے پل باندھتے نہیں تھک رہی تھی

اسے نجانے کیوں وہ آفسر ہمتن سنجیدہ سا رعب دار چھا جانے والی شخصیت کا مالک ضوریر لشاری اچھا لگا تھا ۔

وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے ہی دیکھی جارہی تھی ----------

جبکہ ضریر کے ماتھے پر لاتعداد بل مزید بڑھ گئے دماغ کی رگیں اس فی میل آفسر کی ایسی بے باکی سے خود کا مکمل جائزہ لیتے دیکھ پھولنے لگیں تھیں ----------

مس آفسر آپ جاسکتیں ہیں یہاں سے "۔"

دھیمے مگر خرکت لہجے میں دبا دبا غرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جج ۔ جی سر "۔ وہ اپنی بے خودی پر خود کو ہزار سلواتیں سناتی یکدم وہاں سے پلٹ" گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسی طبیعت ہے آفسر ؟ "آغر اور ازمیر ہاسپٹل میں اسے دیکھنے کے لیئے آئے تھے ۔" وہ لوگ کیپٹن اسناد ایک بہادور آفسر کو تو کھو چکے تھے لیکن دوسرے کی اتنی کریٹکل حالت دیکھ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیئے اسے پوچھے بنا نہیں جاسکتے تھے ۔ انکا ضمیر انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا اسلیئے یہاں اس سے ملنے چلے آئے

۔۔۔۔۔۔۔۔

بھاری مرادنہ آوازوں پہ اس نے اپنا سر اٹھائے انہیں دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مقابل کھڑے آغر اور ازمیر کو دیکھ اسکے عنابی لبوں پہ نجانے کیوں خود با خود ہلکی سی مسکراہٹ آئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جیسے وہ جانتا تھا وہ لوگ اسکا حال احوال جاننے میں انٹرسٹڈ ضرور ہوگے ۔ وہ بھی انکے جیسا ہی تھا دشمن کو دھول چٹانے میں چوڑا جگرا رکھنے والا اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والا ۔ جان ہتھیلی پر رکھ ملک کی حفاظت کرنے والا ----------

اسے مسکراتا دیکھ دونوں تجسس کے ہاتھوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ۔ ایسا بھی کیا کہہ دیا جو ان صاحب کے منہ پر تبسم بکھر گیا ---------

"ہم نے کوئی رومینٹک بات یا جوک مارا ہے اسکے لبوں پہ یہ مسکراہٹ کیسی ؟" آغر نے قدرے کان پر جھوکتے ازمیر سے کہا -------

مجھے لگتا ہے سالے کا جگہ سے اوپر کا مالا ہل گیا ہے ۔ "اسنے بھی سرگوشی کی"

الحمدُ ِللہ گڈ "!!ان دونوں کو دیکھ اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا جو اسے" ہونقوں کی طرح دیکھ کم غور زیادہ رہے تھے ---------

جسطرح کی اسکی تشویش ناک حالت تھی ایسی حالت میں تو اسے بیڈ سے لگا ہونا چاہیئے اور وہ ہشاش بشاش سا بیڈ پر کسی بھی ٹرٹمنٹ کے بغیر سکون سا بیٹھا ہوا تھا

جبکہ جو گولی اسکے اور کیپٹن اسناد کے پیٹ میں اتاری گ ئی وہ اتنی زہرلی تھی کہ اس سے صرف موت ہی متوقع تھی ۔ صرف اس حالت میں جب تک اسے پانچ منٹ کے اندر اندر انسانی جسم سے نکال نہ لیا جائے --------

گولی لگنے سے اٹھا روح فنا کرد ینے والا کربناک درد ان پانچ منٹ میں برادشت نہ کرپائے کیپٹن اسناد کی موت گولی نکالنے سے پہلے ہی موت متوقع ہوگ ئی کیونکہ وہ درد کی شدت اور جسم میں گھولتے تیزی سے پھلیتے زہر کو برداشت نہیں کرسکے اور وہ جان سے چلے گئے --------

مگر ضوریز نے آج موت کو بھی ہرایا تھا ایسا کہہ سکتے ہیں --------

"وہ یار میرے تمہارے بارے میں خیالات کچھ اور ہی تھے اور تم تو کچھ اور ہی نکلے ۔"
آغر سر کھجاتا خجل سا مقابل ضوریز کو پیشنٹ بیڈ پہ بیٹھے دیکھ گویا ہوا ----------

ہمم مثلاً "!!ایک لفظی کہتے اپنی آئی برو اچکاتے سامنے کھڑے آغر کو اپنی گہری نگاؤں"
سے جانچا ---------

ارے کچھ نہیں !ویسے تم اب ہمارے محکمے میں تعنیات ہو تو یعنی ملاقات ہوتی رہے"
گی ہماری ؟ "آغر اسے دیکھ اپنی شرمندگی مٹاتے بولا --------

ہاں ۔ ان شاء اللہ "!ضوریز نے اسے دیکھ اپنا سر ہلاتے کہا --------"

چلو ہماری گیدرنگ کو چوتھا مہاپورش مل گیا ۔ "لبوں پہ مسکراہٹ سجائے سامنے ضوریز" کے مغرور کھڑے نقوش کو دیکھتے بولا --------

مطلب ؟ "ضوریز نا سمجھنے والے انداز میں بولا ---------"

یار میرے بارے میں تو تم جانتے ہو ؟ جنرل نے زکر کیا تھا ؟ یہ میرا نالائی ق شاگرد پلس محبوبہ کہتے ازمیر کے کندھے پہ ہاتھ رکھ اسے دیکھ آنکھ آوارہ سے اسٹائی ل میں ونک کی --------

کمینے منحوس" !!جس پہ ازمیر نے مصنوعی غصے سے اسکا بھاری ہاتھ کندھے سے" جھڑک اسکی کمر پر دھپ لگائی ی --------

اووئی ی ماں "!!!!اسکے کمر پکڑے دوہائی ی پر وہاں سارا میل فی میل اسٹاف کا " چھت پھاڑ قہقہ گونجا انکے ساتھ ساتھ ضوریز کے لبوں پر بھی گہری دبی دبی سی مسکراہٹ آئی ی جسے وہ یکدم چھپا گیا ---------

دوسرا صدمہ پیشنٹ پلس میرا سالہ یہ زرا سکریٹ ہے تو اپنے تک رکھنا ۔۔۔۔۔ ازمیر نے ہنستے اسکی گلفاشنیاں سن بس اپنا سر دائیں بائیں ہلاتے اسے دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس کے چہرے سے ابھی وہ کسی اینگل سے اسے نڈر میجر نہیں لگا جو ایک سیکنڈ میں دشمن کی دھجیاں بکھیر دے ۔۔۔۔۔۔۔۔

بس وہ آغر تھا ۔ یہی تو خاصیت تھی ان تینوں دوستوں کی جب ساتھ ہوتے تھے تو دنیا کی جھنجھٹوں سے دور بس وہ ہوتے تھے اور انکی دل سے پرواز کرتی خوبصورت مثالی دوستی اور شاید اب ان میں ضوریز کا اضافہ ہونے والا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باقی بچا توں دکھی آتمہ ۔۔۔۔۔ وہ جب سے ملا تھا ضوریز سے جب سے اب تک اس نے آج پہلی بار اسکے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دیکھی تھی ۔ جسے وہ کمال مہارت سے چھپا گیا تھا اس لیئے وہ اسے اس خطاب سے نواز گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے بولنے پر ضوریز نے اسے گھورا ۔ جسے گھورتے دیکھ ازمیر آغر کا جاندار قہقہ تھا

انہیں زندگی سے بھرپور ہنستے مسکراتے یکدم خود کے چہرے پر بھی مسکراہٹ کھلی تھی ۔ جسے اسنے اب چھپانے کی کوشش ہرگز نہیں کی تھی ----------

اوئے کہاں ؟ "ضوریز کو بیڈ سے اٹھتے دیکھ آغر جلدی سے بولا ---------"

کام ہے ---- "!!کہتے بیڈ پہ رکھا اپنا والیڈ گھڑی اٹھائی ی --------"

ایسا بھی کیا ضروری کام ہے ؟ بعد میں بھی ہوسکتا ہے تجھے آرام کرنا چاہیئے ۔

ٹھیک ہوں میں اور شکریہ یہاں آنے کے لیئے ۔ ضوریز انکی جانب آتا بولا ---- انکے آنے سے اسکا خراب موڈ بحال ہوگیا تھا --------

ہمم !!جب ضوریز نے کسی کام کا کوئی ی زکر نہیں کیا تو اسنے بھی یک لفظی کہتے اسکی ذاتیات میں گھوسنے کی کوشش نہیں کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلتا ہوں ۔۔۔ "!!وہ دونوں پر اپنی ایک نظر ڈال کہتے آگے بڑھا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

اور ہاں !میں نے کوئی ی سفارش نہیں کروائی ی تھی ۔ "وہ پلٹتے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

ضوریز کی آواز پہ ان دونوں نے اسے دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جانتا ہوں تمہاری ملک سے بے پناہ محبت اور بہادری نے سب بیان کردیا ہے اور ہاں" دوستی میں شکریہ اور سوری کی گنجائش نہیں ہوتی ۔ "آغر اسے دیکھ بولا تو اسکے لبوں پہ مسکراہٹ اور لہجے میں اسکے لیئے فخر بول رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکی آخری بات سن اسکے عنابی لبوں پہ تبسم پھیلا اور ان پر اپنی ایک آخری نظر ڈالے بنا کچھ کہے وہاں سے نکلتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

آغر گاؤں کے لیئے نکل چکا تھا اسے سی آف کرتا اب آزمیر بھی گھر کے لیئے نکلتا موٹر بائی ک پہ بیٹھ سر پر ہلمٹ چڑھارہا تھاکہ پینٹ کی جیب میں اسکا موبائل رنگ ہوا

اسنے موبائل نکال اس پہ آنے والی کال سرعت بے زاری سے دیکھی ۔ دل تو نہیں کررہا تھا رسیو کرنے کا مگر نہ ناچاہتے ہوئے بھی ہلمٹ اتار موٹر بائی ک کی ٹنکی پر رکھ دوسرے ہاتھ سے بے نیازی سے فون کو یس کرتے کان سے لگایا ---------

سیاسی پارٹی کے کارکن خلیفہ ریاض کے بیٹے کے پیچھے NNp انسپکٹر تم ابھی تک" کیوں پڑے ہو ؟ اسے چھوڑ دیا ہے تو اسکا پیچھا بھی چھوڑ دو ۔ کیوں تم نے شاکر کو اب اسکے پیچھے لگایا ہوا ہے ؟ کبھی خود ہاتھ دھو کے پیچھے پڑے رہتے ہو تو کبھی کسی کو لگا دیتے ہو ؟ تمہیں کیا لگتا ہے مجھے کچھ نہیں معلوم ؟ ڈیم اٹ !!اس کی جان چھوڑ دو "ورنہ تمہیں میں اس نوکری سے فارغ کردوں گا ۔

ڈی ایس پی کی خرکت بھاری آواز اسپیکر سے گونجتی اسکے کان کے پردے پھاڑ گ ئی

اسکے ماتھے پر بل آئے گردن کی رگیں غصے کے باعث تن گ ئی یں شہد رنگ آنکھوں میں آگ کے شرارے پھوٹنے لگے تھے کہ جو اسکے سامنے آئے وہ اس لاوے کی لپٹ میں آنے سے خود کو نہیں بچا پائے ۔

اور ابھی اسکی یہی حالت تھی فون سے ڈی ایس پی کو نکال اسکی وہ حالت کرے اسکی ساتھ پوشتیں یاد کریں --------

کمینوں کو حرام کی کھانے کی عادت ہوگ ئی ہے بھلا ہماری کیا سنے گے یہ لوگ **** ؟ "اسنے سوچتے فون پر گرفت سخت کی جبکہ شدت ضبط سے جبڑے بھینچ لیئے

مسلسل ازمیر کی خاموشی محسوس کر اگے سے کچھ نہ کہنے پر انہوں نے فون ڈسٹرکٹ کردیا ---------

"آوڈر آوڈر آوڈر !!!ان اوقات پیٹوں کے پورے نا کرو تو یہ فرعونیت پہ اتر آتے ہیں ۔" سرد مہری سے بڑبڑاتے فون جیب میں رکھا اور اپنی آنکھیں موندلیں ---------

جنکے موندتے ہی زرتشہ کی گلابی من موہنی سی صورت اسکے آنکھوں کے سامنے لہرائی ی

ایک دن پورا ایک دن تمہیں دیکھے محسوس کیئے گزر گیا ۔ میری بے تاب آنکھیں تمہارے " دیدار کے لیئے تڑپ رہی ہیں ۔ میری بے چین دھڑکنیں پاگل ہیں تمہیں ٹوٹ کر چاہنے "کے لیئے ۔ میرے سکون، راحت، شدت ، محبت ، جنون آرہا ہوں میں ---

شدت جذبات سے چور لہجے میں زیر لب بڑبڑایا اور موندیں آنکھیں کھولی تو چہرے پر بے زاریت غصہ طیش کہیں دور جاسویا تھا بلکہ اب چہرے اور شہد رنگ آنکھوں میں زرتشہ کے نام کا ایک الگ ہی محبت کا جہان آباد تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے وہ اچانک خود کے بہت قریب محسوس ہوئی ی تھی ۔ اسکا نرم و ملائی م لمس جھجھکنا، شرمانا، للجانا ، سمٹنا سب یاد کر اسکے لبوں پہ گہرا تبسم بکھرا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسی طرح گھم تھا زرتشہ کے خوابوں احساسات میں کہ روڈ پہ پیچھے سے کسی موٹر بائی ک والے نے ہارن دیا وہ ہوش میں آیا اور ہلمٹ پہن انگیشن میں چابی گھماتے بائی ک اسٹارٹ کرتے دھواں اڑاتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ لڑکی مجھے کسی دن مروائے گی ۔ "ہلمٹ سمیت سر ہلاتا سوچا اور ایک بار مزید اسکے" لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اپنی بے خودی پہ اور بائی ک کی ریس بڑھائی ی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

#########

پہلو میں وئی یل چی ئی ر رکھے وہ لاؤنج میں ون ٹوئی سٹر صوفے پہ سکون سے بیٹھی ایل ای ڈی پر ریموٹ سے چینل سرچ کر رہی تھی ---------کہ سامنے سرچ کرتے نیوز چینل پر روکی اور اس پر چلتی دھواں دار خبر کو جیسے جیسے سنتی گ ئی گویا سکتے میں جاتی چلی گ ئی ۔ ایک بھاری انکشاف ہی تھا جو اس پہ ہوا تھا -------

اسکے دماغ میں کچھ کلک ہوا ۔ وہ اکثر کبھی ہفتوں مہنے بھی غائب رہتا تھا لیکن اس نے کبھی ناٹ نہیں کیا تھا ۔ تو یہ بات تھی ۔ گل نے سوچا --------

آج اگر زرتاج خالہ ہوتیں تو اپنے اس خوبرو بیٹے پر کتنا فخر کرتیں ۔ لاؤنج میں قدم رکھتے ابرار کی بھاری گھمبیر آواز گل کی سماعتوں سے ٹکرائی ی ---------

جس پر اسنے اپنا سر اٹھاتے لاؤنج میں آتے دراز قد ابرار کو دیکھا ۔ جیسے کچھ سمجھنے کی تگ و دو کر رہی ہو --------

اب نظریں سامنے ایک بار پھر ایل ای ڈی کی بڑی سی اسکرین پر ٹکائی ی ۔ جس پر چلتی خبر اور اس پہ دشمن جان کا وجیہہ چہرہ جس پہ ہمتن سخت تاثرات نمایاں تھے ۔ لمبے قد جسمات پہ وہ آرمی یونفارم اور ہوتے اسکے اور باقی آفسرز کے چرچے ---------

ایک پل کے لیئے اسکا دل زورو سے دھڑکا اور پسینے سے ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیاں نم ہوئی یں --------

سرخ ہونٹ ابرار کو مقابل بیٹھتے دیکھ پھڑپھڑائے ۔ جیسے کچھ پوچھنا چاہا رہے ہوں

کچھ دیر ایسی ہی بے نام سی خاموشی چھاہی رہی ۔ بس لاؤنج میں ایل ای ڈی سے گونجتی آواز خبر کی صورت پورے کمرے میں بکھری ہوئی ی تھی ----------

شہزادے "!!بلائے آخر گل نے اپنی چپ تھوڑی ---------"

جاری ہے ---------

منِ عزیزم

قسط نمبر 53

پریشے بیگ

کاپی نہ کریں سختی سے ممنوع ہے ----------

اپنی جان سے پیاری بہن شہزادی کی سریلی آواز پہ اسنے گردن مڑ اسکے جانب دیکھا

جی کہیئے بھائی ی کی شہزادی !!! "اسکی گریش آنکھوں میں اپنی بھوری آنکھیں ڈال گویا"

ہوا ---------

"تم جانتے تھے آ۔آغر کے بارے میں ؟"

وہ دل میں مچلتا سوال لبوں پہ لے آئی ی اور اپنی کانپتی میٹھی آواز میں اسے دیکھ پوچھا

جبکہ آغر کے نام پہ اسکی خمدار سیاہ پلکیں اسکی جسارتوں اور حرکتوں کو سوچتے خود با خود لرز رہی تھیں --------

ہاں --- "!!ایک لفظی جواب دیتا ریموٹ کو اٹھاتے مولوی کی آواز آزان کی صورت" گونجتی ہر سو بکھرتی سن ایل ای ڈی بند کی ---------

عجب سکون سا اسکے دل میں اترتا محسوس ہوا ۔ نجانے کیوں گل کو دل سے خوشی اور اپنے اس چھوٹے شوہر پر فخر ہوا ۔ چہرے پر ہلکی سی اسمائل آئی ی جسے وہ کمال مہارت سے چھپا گ ئی ---------

خیر تم یہ بتاؤ سیٹھانی صاحبہ کے ساتھ کہاں گئے تھے ؟ "برو اچکائے اسے دیکھ"
باتوں کو دوسرا رخ دیتی بولی --------

بھائی ی کی شہزادی !!سرپرائی ز ہے "۔"

پوری طرح سے گل کی طرف متوجہ ہوتے اسکا گلابی چہرہ اپنے بھاری ہاتھوں میں تھامتے
اپنی بھوری رنگ آنکھیں جھپکائے مان سے کہا ---------

"ہمم !!کیسا اور کونسا سرپرائی ز ؟"
اپنی گریش آنکھیں گھماتی جلدی سے بولی ---------

وقت آنے دیں معلوم ہوجائے گا "۔کہتے اسکے پیارے چہرے کو دیکھ اپنے ہاتھ"
ہٹائے ---------

"بس کرو تجسس مجھے نہیں پسند ؟ بتانا ہے تو بتاؤ ؟"

اپنی گردن کو اکڑائے اپنے سینے پہ دونوں ہاتھ باندھتے کہا ---------

ہاہاہا !!ویسے بڑی بہن ہونے کا فائدہ اٹھاتیں ہیں آپ "۔"

اسکی بہن گری کو دیکھ اسکا لاؤنج کی خنکی بھری فضا میں قہقہ گونجا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرا حق ہے یہ "۔ فخریہ گردن کو پھر اکڑاتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

بلکل آپ کا حق ہے شہزادی !!آپ جیسے چاہیں اپنے بھائی سے اپنی بات منوا" سکتیں ہیں "۔ اسکے مان بھرے احساس پہ اسے اپنی پیاری بہن پر دل و جان سے پیار آیا جسکا اظہار اسنے اسکے سر پر شفقت بھرا بوسہ دیتے کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن پھر بھی یہ سرپرائز ہے اور یقین جانے آپ بہت خوشی محسوس کرے گی اس" سرپرائز کو دیکھ ۔ "کہتے اپنے پشت پہ کوشن ٹھیک کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ ٹھیک ہے "۔ وہ اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھ اپنی سانس باہر خارج کرتی بولی"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے تمہارا سیکریٹ بھی پتہ ہے اگر تم یہ بھی بتا دیتے تو --------، کہتی اپنے سرخ لبوں تلے مسکراہٹ دبائی ی --------

ہاں اس پیشے کی وجہ سے میں اپنی بہن کا خیال نہیں رکھ سکا ۔ بھائی ی ہونے کا فرض ادا نہیں کرسکا ۔ جب کبھی آپ کو میری ضرورت پڑی اس وقت ہی میں حاضر نہیں ہوسکا ۔ اسے یاد آیا جب اسکے پہلے شوہر سے اسکی طلاق ہوئی ی اس دن بھی وہ اسکے ساتھ نہیں تھا ۔ وہ ازیت ناک، وقت، لمحات گل کے لیئے کس قدر مشکل تھے وہ سمجھ سکتا تھا ۔ اسے سہارے کی ضرورت تھی وہ بھی کسی اپنے کی مگر وہ اس وقت بھی اسکے ساتھ نہیں تھا ---------

اسکا باپ تو بس نام کا باپ تھا جسے ان دونوں کی خوشیوں یا غموں سے حتیٰ کے ان دونوں سے ہی کوئی ی لینا دینا نہیں تھا اور یہ سب ہوا تھا جب ان دونوں کی پہلی ماں خودکشی کر اس دنیا سے چلی گ ئی ----------

بچپن میں تو پھر بھی وہ ان پر شفقت پیار لٹاتے تھے لیکن شہلا بیگم کے جانے کے بعد سے تو جیسے انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ انکے بچے کیسے ہیں ؟ کس حالت میں ہیں ؟ کیا کر رہے ہیں ؟ کسی چیز کی انہیں ضرورت تو نہیں ؟ ہر طرح سے وہ ان دونوں سے کٹ کر رہ گئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رہ گ ئی یں انکی دوسری ماں حمیدہ بیگم جنکا سلوک ابرار سے تو اچھا ہی تھا لیکن گل سے نہیں اور یہ بات ابرار کبھی بھانپ بھی نہ سکا تھا کیونکہ انہوں نے ابرار کی آنکھوں پہ اپنی محبت خلوص کی ایسی پٹی باندھ رکھی تھی کہ وہ انکے بارے میں کسی سے ایک لفظ نہیں سن سکتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کجاکہ وہ اپنی سگی ماں کو بھول بیٹھا تھا یا شاید دیکھاوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسے ہی کہیں معاملات لمحات گل پہ گزرے جن سے وہ ناواقف ہی تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور سب سے بھیانک ترین وہ حادثہ جب آپ کا ایکسڈینٹ ۔۔۔۔۔،، وہ کہتے کہتے چپ ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

عنابی لب آپس میں بھینچے شدت ضبط سے اسنے اپنی انگارہ ہوئی یں سرخ آنکھیں کرب سے موندلیں ۔ دل میں ہر اس لمحے کے لیئے ندامت شرمندگی اپنا سر اٹھائے ٹھاٹھیں مارنے لگی ۔گلے میں ابھرتا گلٹ مدعوم ہوتے تکلیف میں تبدیل ہوا ۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ خود کے ساتھ کیا کرلیتا ۔۔۔۔۔۔۔۔

شہزادے تم دنیا کے سب سے پیارے بھائی ی ہو ۔ مجھے تم سے نہ کل کوئی ی" شکایت تھی اور نا آج ہے ۔ یہ سب لکھا تھا میرے نصیب میں جو جیسا مجھے ملا اور مجھ سے زیادہ اس ملک کو تمہارے جیسے بہادر آفسر کی ضرورت ہے ۔

وہ آوازیں ماں بہنوں کی جن پہ ظلم و ستم کے یہ دنیا پہاڑ توڑ دیتی ہے یا کوئی ی غریب باپ بھائی ی نوکری یا روزی روٹی کمانے کی تلاش میں نکلتا ہے جو بے قصور ہوتے کسی ظالم کے عمل سے مارا جاتا ہے یا کسی معصوم پھول کو نوچ اسے اپنی حوس کا نشانہ بنایا

جاتا ہے ۔ جنکی انصاف مانگتی بھرائی ی آواز کو نلپید کر اپنے اہنکار خودغرضی تلے دبا دیا جاتا ہے

دنیا میں اس بے حسوں کے دلدل میں پنپتی لاکھوں کڑوڑوں زندگیاں ایسی ہیں جو ترش روئی یوں ظلمات و وحشت سے کسی نا کسی کے ظلم کا شکار ہوگ ئی یں ۔ انکی زندگی ،انکی تڑپتی آہوں پکار انکی سسکیوں کو کسی نا کسی نے اپنے پاؤں تلے کچل دوزک کردیا ۔

تم ان سب کے لیئے ایک مسیحہ ہو ۔ تم وہ موت ہو ان جیسوں کے لیئے جسکی سوچ بھی انکے رونگھٹے کھڑے کردے ۔

اسلیئے خود کو قصوروار ٹھہرانا بند کرو ۔ کب تک منفی سوچ رکھ خود کو اس ازیت میں مبتلا رکھوگے ؟ تمہیں میری قسم ہے اب سے تم ایکسڈینٹ یا دوسری کسی چیزوں کو سوچ اپنا دماغ خراب نہیں کروگے گے ۔ مجھے برا لگتا ہے ایک ٹھیس سی اٹھتی ہے قلب کو چیرتی جب تم کسی دکھ میں مبتلا ہوتے ہو شہزادے "۔

اسکی بند آنکھیں چہرے پہ شدت تکلیف غم کے سائے دیکھ وہ اسکا بھاری ہاتھ اپنے نرم و ملائم ہاتھوں کی گرفت میں لیتی بولی ----------

جسکی پر مطمئن خلوص بھری آواز پہ اسنے اپنی بند آنکھیں وا کیں اور گل کے چہرے کو دیکھا جہاں صرف سکون ہی سکون تھا ۔ جسے دیکھ وہ اسکے ہاتھ پہ اپنے بھائی ی ہونے کا مان بخشتے اسے چھوڑا اور دھیما سا مسکرایا --------

اماں کی بہت یاد آتی ہے شہزادے ۔ کبھی کبھار دل کرتا ہے میں آنکھیں بند کروں اور" جب کھولوں تو وہ سامنے بیٹھی ہوں ۔ "مزید کہتی غم دکھ کا وحشت بھارا سایہ اسکے گلابی چہرے پر منڈلایا ---------

کچھ دیر ہی گزری تھی ابرار کو خود کو سنبھالے کہ جس زخم کو وہ دل کے کسی کونے میں چھپائے بیٹھا تھا کہ گل نے اسے چھیڑا تو اسکی روح لرزا گیا --------

شہزادی ہم بعد میں بات کرینگے مجھے کام ہے "۔ اسنے اٹھنا چاہا ---------"

ابرار ماں تمھیں وہ ہماری "۔ اسے اٹھتے دیکھ اسکا ہاتھ تھاما ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

تو کیا کروں ؟ "پلٹتے سرد سپاٹ لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔"

جسے دیکھ وہ اسے اپنا بھائی ی شہزادہ کہیں سے نہیں لگا ۔ اسکا لہجہ چھبتا ہوا تھا اسکے لہجے میں اجنبیت بول رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماں تھی وہ ہماری تو کیا ماں ایسے اپنے بچوں کو یتیم کر چھوڑ کر جاتی ہے ؟ "بھاری" لہجے میں کہتے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ سے ہٹایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہزادے ہوسکتا ہے تمہیں جو آج تک دیکھایا گیا وہ ایک جھوٹ ہو فریب ہو ؟ میرا دل" کہتا ہے اماں خودکشی نہیں کرسکتیں۔۔۔ "اسکی گریش آنکھوں سے پانی کا قطرہ ٹوٹ اسکے رخسار پہ بہہ نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہنا کیا چاہتی ہیں آپ ؟ کسی نے انکا قتل ۔۔۔۔۔۔۔،آگے وہ جملہ ادھا ادھورا چھوڑ گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہوسکتا ہے شہزادے ۔۔۔۔۔ اماں اپنی جان سے بھی زیادہ اپنی ممتا نچاور کرتیں تھیں" ہم دونوں پر ۔ کوئی ی دکھ کا برا سایہ بھی وہ ہم دونوں پر نہیں پڑھنے دیتی تھیں

اور پھر ماں کی آغوش جنت ہی تو ہوتی کہ ہمارا دامن انکی محبت سمٹتے سمٹتے کم پڑھ جائے پر وہ محبت کم نا ہو ۔

کیسے تم نے بھولا دیا انہیں شہزادے ؟ میں تو نہیں بھولا پائی ی یا یوں کہو کہ کب کب "وہ مجھے یاد نہیں آتیں ۔ وہ تو ہر پل ہر لمحے میرے ساتھ ہیں ۔

بس کریں گل سن لی میں نے آپکی کہانی اور اب آپ بھی سنے میری ماں صرف ایک" ہے اور وہ ہے حمیدہ ولدہ جان اور کوئی ی نہیں ۔ "درشت لہجے میں کہتا وہاں سے باہر نکل گیا اور پیچھے وہ اپنے آنسوں کو پیتے اسکی چوڑی پشت دیکھتی رہ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سمجھ گ ئی تھی جب اسکے پڑھنے لکھنے کی عمر تھی تب اسکے کچے زہن میں جو باتیں ڈالی گ ئی یں تھیں ۔ ان باتوں نے اپنی جڑیں اتنی مضبوط کرلیں تھیں جنہیں شاید کوئی ی نوچ کروچ کر بھی نہ نکال سکے جب تک وہ خود نہ چاہے ---------

اماں دیکھیں ناں ابرار شہزادہ کس قدر بدناں ہوچکا ہے "۔"

اپنے لب دباتی بھیگی آنکھوں سے تر چہرے کے ساتھ بڑبڑائی ی ---------

%%%%%%%

تم ایسا نہیں کرسکتے ؟ جیسے جیسے اسکرین پہ وہ وڈیو دیکھتے گئے انکا چہرہ خوف سے پیلا زرد پڑتا چلا گیا ----------

وڈیو پر بڑھتے ویوز جسے دیکھ انکے حواس کہیں گم ہوتے گئے --------

ہاتھ پاؤں سن ہوتے انکے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ۔ جسم ٹھنڈا پڑھتا انکا ساتھ دینے سے قاصر ہوگیا --------

"کس بات کی دشمنی نکالی ہے حرامخور تونے ؟"

کہتے وہ اپنا دکھتا سر تھامے کمرے میں موجود ون ٹوئی سٹر صوفے پہ ڈھ گئے --------

"میرا کیا ہوگا اب ؟"

وڈیو پہ بڑھتی عوام کی بھاری نفری جو جوک در جوک کمنٹ کرتے اچھے برے قصیدے کسنے لگے ۔ جنہیں پڑھ وہ مزید ڈپریشن کا شکار ہوئے ---------

نن ۔ نہیں شرفووووو --- "!!!گرجتی برستی بھاری آواز میں شاہ رب نواز صاحب نے" اسے پکارا --------

انہیں اپنے تمام اگلے پچھلے اچھے برے کرم کارنامے انکے دماغ میں گردش کرنے لگے --------

اپنی جان سے پیاری بیوی کے جاتے ہی کیسے وہ گمراہی کے سیاہ راستے پر ڈھل گئے ۔
انہوں نے اپنے خون بچوں تک کو دھتکار دیا ۔ بلکل ان سے واسطہ ناطہ تھوڑ دیا

یہ سچ تھا وہ اپنی بیوی شہلا سے خود سے بھی زیادہ جان سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے
اپنے گھر والوں سے بغاوت کرکے تو انہوں نے ان سے شادی کی تھی ورنہ ان کے
خاندان پٹھانوں میں زات سے باہر شادی ہی نہیں ہوتی تھی ۔ انکے لیئے تو وہ اپنے
پورے خاندان، سماج سے لڑھ مڑ گئے تھے ۔ تب جاکر انہیں اپنے آنگن کا چاند بنایا تھا

مگر انکی ایسی بے وفائی ی جو خودکشی کر انہوں نے شاہ رب نواز سکندر خانزادہ کو دی تھی
اس سے وہ ٹوٹ کر بکھر چکے تھے ---

جسے دیکھ حمیدہ بیگم نے موقع پہ چونکا مار اور انکی زندگی کا حصہ بن بیٹھی تھیں وہ بھی بچے چھوٹے ہونے خاص طور پر ابرار کے چھوٹے ہونے پہ انہیں نا چاہتے ہوئے بھی ان سے شادی کرنی پڑی اور اسکے بعد سے وہ بس ایک پتھر کی مورت بن گئے جن میں نہ کوئی ی احساس رہا اور نہ جزبات -------

حتی کے وہ اپنے بچوں کو بھی بھلا بیٹھے -------

اور پھر درد ناک انکی زندگی کا سیاہ پہلو شروع ہی مکلی پور کے سرپنچ بننے سے ہوا

کہ وہ غلط راہوں پہ چل نکلے اور غلط میں اس قدر دھنستے چلے گئے وہ بھول بیٹھے انکے اگے انکا جوان بیٹا اور بیٹی ہے

جنہیں لوگ ناجانے کس کس غلاظت بھری نظروں سے دیکھے گے ---- صرف ان کی وجہ سے انکے کردار کو سر عام اچھالے گے ----- انہیں باتوں عمل سے ایسی ایسی

زربیں لگائے کہ شاید وہ آنے والے کل میں انکا نام تو کیا تھوکنا بھی پسند نہ کرتے ان پر ---------

شرمندگی کہ آتہا گہرایوں میں ڈوب وہ ہاتھوں کو ایک دوسرے میں الجھائے اپنے مونچھوں تلے عنابی لبوں کو سختی سے بھینچ گئے ---------

جاری ہے ۔

Man e Azizam

Episode # 54

By parishy baig

Don't copy paste .....

ابرار نے حویلی کے باہر اپنا قدم نکالا ہی تھا کہ اسکے کرتے کی جیب میں اسکے موبائل پر ناٹیفکیشن کی بیپ ہوئی ی --------

جسکی آواز اسکی تیز سماعتوں سے ٹکرائی ی ۔ بگڑے تیور لیئے اس نے جیب سے موبائل نکالا ۔ روشن ہوتی اسکرین پہ کسی وڈیو کا لنک دیکھ اسنے اوپن کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور جونہی وہ وڈیو کلیپ چلتا گیا وہ ساکت رہ گیا ۔ اسکا دماغ پہلے ہی گرم تھا کہ چہرہ مزید سپاٹ سرد ہوا ، بھوری آنکھیں لال سرخ انگارہ ہوئی یں، گردن کی رگیں غصے و وحشت سے پھول گ ئی یں ، مونچھوں تلے عنابی لب سختی سے آپس میں بھینچ لیئے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہہہ۔۔۔۔ "!!یکدم خونخوار ہوا دھاڑا اور موبائل اتنی زور سے زمین پہ مارا کہ وہ کہیں" ٹکروں میں تقسیم ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا شک جو حقیقت کا روپ دھار گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسا باپ ہوں ؟ بیوی کے غم میں بچوں کو ہی بھلا بیٹھا ۔۔۔۔۔۔۔

جب ماں باپ کی بچوں کو سخت ضرورت ہوتی کہ -------- وہ اپنے پیار بھرے آغوش میں انہیں گرم سرد ہوا سے چھپالے گے ۔ ان پر اپنا محبت بھرا سایہ قائم کرے گے ۔ وہ گرے گے تو اٹھالے گے ۔ وہ زرا کٹن راستے پر لڑکڑائے تو انہیں اپنا مضبوط سہارا بخشے گے ۔ مگر میں کچھ نہ کرسکا ----------

اب کیا ہوسکتا تھا ؟ وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر چکا تھا ۔ اب صرف شاہ رب نواز کے لیئے پچھتاوے رہ گئے تھے ----------

وہ تڑپ رہے تھے، سسک رہے تھے ۔ دل جیسے پھٹا جارہا تھا --------

باپ تو سیدھا صرط مستقیم کا راستہ دیکھانے اور ماں اپنی ممتا بھری آغوش سے انہیں اچھے بری باتوں کی پہلی تعلیم درسگاہ ہوتی ہے ---------

باپ اگر جنت کے دروازے کی کنجی ہے تو ماں بچوں کے لیئے خود جنت کا مقام رکھتی ہے ----------

شہلا گ ئی تو میں اسکی امانت بلکہ ہماری امانت کی حفاظت نہ کرسکا ۔ شہلا سخت ناراض ہوگی مجھ سے ؟ کیا جواب دوگا اسے روز محشر کہ --------- میں اپنے بچوں کا فرض و حقوق ادا نہ کرسکا ۔

شہلا کے بعد میں ہی تو انکا مضبوط سائبان سہارا تھا مگر میں نے کیا کیا ؟ انہیں بے یارو مدد گار چھوڑ دیا ؟ دبی دبی گھٹی آواز میں کمرے میں انکی بھاری سسکیاں گونج رہی تھیں ----------

اس رب نے اتنے باکردار پیارے بچے دیئے میں نے انکی قدر ہی نہیں کی اور آج انہیں انکے کیئے کی سزا ایسی دردناک ملی تھی کے وہ بلبلا اٹھے تھے ----------

بچے آج کل کے دور میں اپنے باپ کا سر ماحول کا اثر لیتے پوری دنیا میں جھکا دیتے ہیں اور یہاں انہوں نے اپنے بچوں کو کہیں منہ دیکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا

سوچتے وہ دکھ سے اپنی لال بھیگی انگارہ ہوتیں آنکھوں کو اپنی کہنی سے مسل گئے ۔ ایک روح فرزا ازیت ناک لہر انکے روم روم میں خوف و سنسنی پھیلا گ ئی ۔

تڑپتے وہ اوپر اپنا آنسوں سے بھیگا تر چہرہ اٹھائے اس رب سے التجا کر رہے تھے کہ

بس اب ایک آخری بار وہ اپنے جوان خوبرو بیٹے کو اپنے چھوڑے سینے میں بھینچ اسے بتا سکے انہیں فخر ہے اپنے مثالی بیٹے پر ۔ اسکی غلطیوں، نادانیوں، گستاخ لہجے کو سائیڈ کر اپنی مرضی نہ تھوپتے اسے کہہ سکیں تم جو چاہتے ہو جو کرنا چاہتے ہو لائف میں وہ کرو میں ساتھ ہوں تمہارے ۔ جانتا ہوں کبھی سر نہیں جھکنے دوگے اپنے باپ کا بلکہ اسکا فخر سے سینہ چھوڑا کروگے اسے یہ مان اپنائیت دے سکیں ----------

اپنی پھول گلاب سی بیٹی کا ہر درد غم سمٹ اسے مضبوط اپنی دھارس دے کر اسے احساس دلائی یں میرا بچہ تم محفوظ ہو اپنے باپ کی سائے چھاہوں تلے ۔ تم دنیا کی سب سے اچھی بیٹی ہو ۔ میرے جگر کا ٹکرا ہو ۔افسوس وہ سوچ ہی سکے ----------

شاید انہوں نے اسی طرح یہی باپ کی بھوک لیئے اس دنیا سے خاموشی کی چادر اوڑھ چلے جانا تھا ۔ انہیں خود پر جی بھر کر ملامت ہوئی ی ---------

کیا میری بیوی معاف کرے گی ؟ میرے بچے مجھے معاف کرے گے ؟ یا اس سے بھی پہلے مجھے میرا رب معاف کرے گا ؟ کیا میں اپنے رب کے سامنے اپنا سر بھی اٹھا سکوں گا ؟ میں بھٹک گیا تھا میرے رب ---- دل میں کہتے پھوٹ پھوٹ کر اس رب کی بارگاہ میں رو دیئے ---------

اب اپنی بھیگی سرخ ہوتیں آنکھیں پونچ وہ ایک نقطے پر پہنچے -------

میں جانتا ہوں میرے رب تیرے نزدیک یہ عمل وہ گناہ ہے جسکی اس جہاں میں تو کیا اس جہاں میں بھی معافی نہیں پر میں کیا کروں میرے مولا میرا دل سکون نہیں پارہا تکلیف سے میرا سر پھٹ رہا ہے ایسا لگ رہا ہے اس قیامت خیز منظر کی میں تاب نہیں لاسکوں گا ۔

میں نے یہ قدم نہ اٹھایا تو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنے بچوں سے تو کیا کسی سے بھی نظر ملانے کے قابل نہیں رہو گا ۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں میرے مالک میں انکی نظروں میں دیکھ سکوں ۔ مجھے معاف کردے میرے مالک میرے مولا ۔

بھرائی ی آواز میں ڈوبتے دل کے ساتھ وہ سسکے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور یکدم بیڈ سے کھڑے ہوئے ایک بھرپور نظر اپنے اس خوبصورت بڑے سے پر آسائ ش بیڈروم پر ڈالی جہاں شہلا اور انکی محبت کی خوشیاں مہکتی تھیں اور وہ خوشیاں مزید بڑھ گ ئ یں جب گل اور ابرار انکی زندگی میں آئے اور اب اس کمرے کی کھلی فضا ٹھنڈ کی خنکی میں بھی انہیں گھوٹن محسوس ہو رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چلتے سامنے لگی الماری کے پاس گئے وڈروب کو کھولا اس کے دراز سے اپنی پسٹل نکالی اور بے حسی سے اپنے سر پر تھان لی -------

خودکشی حرام ہے جانتا ہوں، مگر میرے رب میں خود کو تیرے حوالے کرتا ہوں ۔ مجھ سے بدزن نہ ہونا میرا مولا ۔ مجھے معاف کردینا ، میں بھی تیرا ہی بندہ ہوں ---------

بار بار وڈیو میں اپنے باپ کو کوٹھے میں پڑی کسی عورت کی بانہوں میں بے تکلفی سے گرا دیکھ ۔ اسکے اندر آگ بھڑک اٹھی دل کیا پوری دنیا کو جلا کر خاک کردے اور سب سے پہلے تو اپنے سگے باپ کو ---------غصے کی زیادتی سے ابرار نے یکدم مٹھیاں بھینچ لیں ----------

مدھم مدھم چلتی سانسیں، پسینے سے نم شبیع پیشانی، خوف و ڈر انکے جسم کے انگ انگ سے عیاں تھا کہ--------

شاہ رب نواز نے بنا کچھ سوچے پسٹل کے ٹریگر پہ اپنے انگھوٹے کی گرفت کی -------

شاہ رب نوازززز ۔۔۔۔ "!!!ابرار بھپرا زخمی شیر بن دھاڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔ "

جسکی دھاڑ کے ساتھ ساتھ باہر کی ٹھنڈی سر سراتی فضا میں ایک اور دل دہلانے والی آواز گونجی ۔۔۔۔۔۔۔

اور یہ وحشتزادہ سرسراتی آواز بولیٹ کی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھا !!! "پسٹل سے نکلتی گولی انکے سر کے آر پار ہوتی انہیں ایک سیکنڈ کی دیر کیئے" موت کے گھاٹ اتار گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حویلی کے اندر سے آتی یہ قیامت خوف ذدہ آواز سن وہ ہکا بکا تھا ۔ وہ ایکدم الرٹ دماغ کے ساتھ اندر اپنے بے جان ہوتے بھاری قدموں سے بے سود، بد حواس بھاگا

۔۔۔۔۔۔۔۔

****

افف اللہ بس بہت ہوگیا میں خود اب بھائی ی کو ڈھونڈو گی اس سے پہلے دوبارہ ان دیو"
"سے پوچھو کہ کچھ پتہ چلا میرے بھائی ی کا ؟

وہ سوچتی زچ ہوتی پیر پھٹکتی اپنا پکا ارداہ باندھ اپنے کمرے سے نکلی ۔ اسکا رخ اپنے
روم کے ساتھ لگے وجدان زید کے روم کی جانب تھا --------

یہاں تک ہمت کر پہنچ تو گ ئی تھی لیکن اب ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑھنے لگے تھے ۔

مہمل ڈر مت اب آہی گ ئی ہے تو کھود جا دیو کی لنکا میں "۔ کہتی بڑبڑائی ی اور پسینے"
سے نم دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں بے ساختہ اپنے بے نیازی سے گلے میں پڑے
ڈوپٹے سے صاف کی --------

کہیں سو تو نہیں گئے پر ابھی تو رات کے ساڑھے آٹھ ہی ہوئے ہیں "۔ اپنا حلق تر" کیئے سوچا -------

کیا کر رہا ہوگا ابھی "۔"

اسنے ایک چور نظر بند دروازے پر ڈالی --------

مجھے تو اس دیو کی نیت ہی ہیلپ کرنے والی نہیں لگتی ۔ بھائی ی کہتے ہیں ناں کوئی ی کسی کی مدد بنا مطلب کے نہیں کرتا -------

تو میں اسے پیسے کہاں سے دوں ؟ میری ہلیپ کرنے کے لیئے ۔ میرے پاس تو ایک" "روپیہ بھی نہیں --------

ناک چڑھا کر اپنی معصوم پرسوچ بنتے دل میں بولی ---------

وہ لرزتی ٹانگوں کے ساتھ ڈور کے قریب آئی ی اور ہلکے سے ناک کیا ----------

اندر موجود وجود کے چہرے پر مسکراہٹ رینگی ۔ جیسے جانتا ہو وہ اس کمرے کی دہلیز پر ایک نا ایک دن ضرور خود تشریف لائے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یس"!!

آواز کے ساتھ دونوں پٹ ایک دوسرے سے جدا ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ایسے بھی خود با خود دروازہ کھلتا ہے ۔ دیکھ وہ پوی جی جان سے لرزی ۔ ٹانگیں اسپرنگ کی طرح چلنے لگی ۔

اندر کی گھبراہٹ سے صاف شفاف پیشانی پہ پسینہ نمودار ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہ ۔ وہ آ ۔ آپ "۔۔۔۔۔۔ وہ بڑبڑائی ی ۔۔۔۔۔۔۔

اندر آؤ ۔۔۔۔ "!!اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے وجدان کی سرد آواز گونجی"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمل نے گہرا سانس لیا اور اندر قدم رکھا ----------

جاری ہے ---------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 55

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧

بلیٹ کی آواز اندر حویلی کیچن میں کھڑی حمیدہ بیگم سمیت تمام ملازم ملازمہ نے بھی سنی ۔ سب خوفزدہ ہوئے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ---------

اس دل دہلاتی آواز پر حویلی میں سکوت سا چھاگیا تھا ایک سناٹا، موت جیسی خاموشی ہر سو پھیل چکی تھی۔ حویلی کے اندر سب کے دل اس لمحے سینے کی چادر تھوڑ پتے کی

طرح پڑپڑائے تھے ۔ خوف و ڈر کی ایک سنسنی خیز لہر سب کے روم روم سے عیاں تھی

ملازم ٹھر ٹھر کانپ رہے تھے نجانے کیا ہوا ہے --------

دوسرے ہی پل ابرار کو کیچن سے باہر آتیں حمیدہ بیگم ملازمین اور گل نے اندھا دھند بھاگتے شاہ رب نواز کے کمرے کے جانب جاتے دیکھا ---------

اسے دیکھ وہ دونوں ارے ارے کرتیں رہ گ ئیں جنکی ابرار نے ایک نا سنی اس حرکت کے پیچھے جو خدشہ اسے ستارہا تھا اس وڈیو کے بعد وہ شاہ رب نواز کا عکس تھا

جسے سوچ اس نے نہ دائیں دیکھا نہ بائیں بس حواس باختہ سا انکے روم کی جانب بھاگ رہا تھا --------

اس نے کمرے کے باہر پہنچ اپنی ایک لمبی سانس لی خود کو ہر بری اچھی سچویشن کے لیئے تیار کرنے لگا ۔ اب اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ ناب گھمائی ی اور روم کا دروازہ وا کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روش پہ اپنے بھاری قدم اٹھائے تھوڑا چلتا آگے کو گیا اپنی گردن گھماتے کمرے کا جائی زہ لیا لیکن جیسے ہی اسکی نظریں دائی یں جانب بنی الماری کی طرف گ ئی تو

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سامنے کا وحشت ناک منظر دیکھ اسکا چہرہ ایکدم سفید پھیکا فق پڑا ۔ جیسے اس میں سے سارا خون نچھوڑ لیا گیا ہو ۔ وہ جہاں تھا وہی کا وہی سن ہوتے جسم کے ساتھ کھڑا رہ گیا بے سود، ساکت سا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وائی ٹ شلوار قمیض میں ملبوس شاہ رب نواز سکندر خانزدہ نیچے زمین پہ گرے موت کی گہری نیند سو چکے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

،سر پر لگی گولی سے بنتے گہرے شگاف سے بہتا لب با لب خون انکے نک، منہ ،ٹھوڑی گردن، گریبان سے ہوتا نیچھے سفید روش کو سرخ کرگیا تھا ----------

!!!!آبا !!!!شاہ نواز صاحب"

یہاں آتیں اس روح فرسا منظر کو دیکھ پیچھے سے گل اور حمیدہ بیگم کی دلخراش چیخ گونجی

جنکی آواز سن ابرار ہوش میں آیا اور تیزی سے شاہ رب نواز کی طرف جاتا نیچھے بیٹھا

!!! "آبا"

انکے بے جان وجود کو اپنے مضبوط بازوں میں لیتا سر اپنی گود میں رکھ سرخ ڈورے بھیگی بھوری آنکھیں لیئے پوری شدت سے چیخا --------کہ اسکی درد بھری آواز پہ حمیدہ بیگم گل باہر ملازمین گھر -------گھر کی ایک ایک چیز اپنے مالک کی حالت پر شدت غم سے رودی ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آ۔آپ نن ۔ نے میرے بھائی ی کا معلوم کیا ؟"

میچی آنکھوں سے وہ ایک ہی سانس میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پر کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی کوئی ی جواب نہ آیا اسکی سانسوں کی رفتار تیز ہوگ ئی اور گھبرا کر جھکی نظروں کو اٹھایا پر اگلے ہی پل وہ ساکت رہ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سامنے ہی جہازی سائیز بیڈ پر آنکھیں موندے ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجائے دراز تھا

۔۔۔۔۔۔۔

مہمل یک ٹک اسے دیکھے گ ئی بنا پلکیں جھپکائے ، اسکا دل کسی زخمی پرندے کی طرح پسلیاں تھوڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ، اسے لگ رہا تھا جیسے ساری دنیا گھم رہی ہو

۔۔۔۔۔۔۔

دماغ میں بجتی خطرے کی گھنٹیاں اسکے حواس لوٹ رہی تھی ---------

"کہیں میں نے یہاں آکر غلطی تو نہیں کردی ؟"

پلکوں کو جنبش دیتی وہ خود سے بڑبڑائی ی پر جواب سامنے وجود نے دیا ----------

!! "ہاں"

وجدان نے آنکھیں کھولی اسکی شہد رنگ آنکھوں میں چمک تھی گہری ---------

مہمل دیکھ خوفزدہ ہوگ ئی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر اٹھی جو پورا وجود سرد کرگ ئی

مج ۔ مجھے بتادیں پلیز "۔"

وہ ہاتھ مسلتی بھیگی آواز میں بولی ---------

!! "نہیں"

وہ یک لفظی جواب دیتا چلتا ہوا مقابل آیا --------

مہمل نے زرد ہوتی رنگت کے ساتھ اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں کچھ ایسا ویسا نہیں تھا

پر پھر بھی پتہ نہیں کیوں اسے بہت خوف محسوس ہورہا تھا -------

وہ اکیلی کسی غیر مرد کے کمرے میں کھڑی تھی ناجانے اتنی ہمت کہاں سے آگ ئی تھی اس میں ۔ مگر اب دل بری طرح سے ڈر رہا تھا وہ اتنی بے خوف ہوسکتی ہے اس نے کبھی سوچا نہ تھا ---------

"مم ۔ میں ------"

اسکا دل کیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رودے -------

"شش"

اسکا کہنا تھا کہ وہ الٹے قدموں سے وہاں سے بھاگی --------

"آہ"

منہ سے درد بھری چیخ نکلی جب پیچھے سے اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑا اور جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف موڑا ----------

یہاں آؤ گی تو اپنی مرضی سے مائے لولی برڈ، پر جانے پر صرف میری مرضی چلتی ہے ۔ جھکتے گہری سرگوشی کی --------

!!"ریلکس"

اسے کانپتے دیکھ بولا ۔ مہمل اپنے لب بھینچ گ ئی ---------

وجدان نے پیچھے بالوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ اونچا کیا جو سفید گلابی تھا ، فانوس کی سنہری روشنیاں اسے اور چمکا رہی تھی ، انگشت شہادت سے اسکی لرزی پلکیں چھوئی ی وہ کنپکنپا اٹھی ---------

"ایج کیا ہے ؟"

اسکے چہرے سے بالوں کو پیچھے کرتا بولا ---------

اسے معلوم تھا وہ نابالغ ہے مگر پھر بھی اس نے اسکے منہ سے اسکی عمر جاننا چاہی

وہ ۔ وہ سترہ سال لل ۔لگ جائے گی --- آج رات بارہ بجے میری برتھ ڈے ہے "۔"

وہ منمنائی ی اور جیسے ہی مہمل کی آنکھوں کا ٹکراؤ اسکی مغرور آنکھوں سے ہوا تو اسکے پورے وجود میں سنسنی دوڑ گ ئی ---------

"ہمم" !!

کہتے اپنا سر ہلایا ۔۔۔۔ جیسے اس نے اسکے علم میں اضافہ کیا ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔

"!! تم اپنے بھائی ی کو ڈھونڈنا چاہتی ہو ؟ رائی ٹ"

اسے دیکھ پرسکون سا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہا ۔ ہاں "۔"

اسکے منہ سے پھنسے پھنسے سے الفاظ نکلے ۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں معلوم ہے ناں دو نامحرم ایک گھر میں اکیلے نہیں رہ سکتے ؟ "اسکے معصوم نین نقوش کو دیکھ دل ہی دل میں سراہتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں ۔ نن ۔ نہیں"۔"

اسے سمجھ نہ آیا کیا جواب دے ، بولی تو لہجہ سہما ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس لیئے ہمارا کل نکاح ہے "۔"

وہ سکون سے بول گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

پر اسے لگا جیسے پوری عمارت اسکے سر پر آگری ہو، وہ اس میں دب گ ئی ہو یکدم اپنے جان سے پیارے بھائی ی کی تصویر اسکی آنکھوں میں لہرائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نن ۔ نہیں پلیز "۔"

دھندلی دھندلی آنکھوں سے اسکے چہرے کو دیکھ التجا کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم خود اپنے بھائی ی کو اسی صورت ڈھونڈ سکتی ہو جب ہمارے بیچ مضبوط رشتہ قائی م" ہو اور مجھے تمہیں کہیں بھی اپنے ساتھ تمہارے بھائی ی کو ڈھونڈنے لیکر جانے میں کوئی ی مشکل پیش نہ آئے ۔ اسلیئے یہ نکاح ضروری ہے "۔ وہ اسے اپنے الفاظوں میں الجھا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہی طریقہ تھا اسے ہمیشہ کے لیئے اپنا بنانے کا وہ چاہتا تھا وہ خود پر سنلی نکاح کے حوالے سے اس سے پوچھے -------

اور آج اس معصوم کی نادانی نے اسے وہ موقع دے ہی دیا تھا باقی وہ کافی چلاکی سے اس سچویشن کو اپنے انڈر کرگیا تھا ----------

"مم ۔ میں چلی جاؤں گی یہاں سے اکیلی ڈھونڈ لوگی"
کہتی اسکی آنکھیں سرخ ہورہی تھیں ----------

تمہاری ٹانگیں تھوڑ دوں گا ایک قدم بھی باہر نکالا یہاں سے "۔ وہ اسکے منہ پر غصے سے غرایا ----------

مم ۔ میرا مطلب ہے مل کر ڈھونڈے گے نا ہم دونوں "۔"
ایک پل میں اسکا پیلا پڑتا خوف سے چہرہ دیکھ بات سنبھالتا جلدی سے بولا ---------

مم ۔ میں انکل کو کہہ دوگی وہ ڈھونڈ لے گے"۔"

وہ پھر اپنی لڑکڑاتی آواز میں حل پیش کرتی بولی --------

، لولی برڈ !!وہ آجکل کیسس میں بہت بزی ہیں وہ نہیں کرپائے گے تمہاری مدد"
تمہاری ہیلپ صرف میں کرستا ہوں "۔ وہ چبا چبا کر بولا ورنہ دل کیا ابھی کہ ابھی دو بول
پڑھوا کر قصہ ہی ختم کرے ----------

جاری ہے ----------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 56

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ٹھیک ہے آرہی ہوں لیکن صرف آدھے گھنٹے کے لیئے ۔۔۔ اگر ابا یا مورے کو میری" گھر میں ناموجودگی کا علم ہوگیا تو وہ مجھے موت کے گھاٹ اتارنے میں ذرا دیر نہیں لگائے گے"۔

جھنجھلا کر کہتی وہ موبائل پر کال ڈسکنیکٹ کرگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور ایک لمبا سانس بھر جانے کا سوچا ۔۔۔مگر دل میں ڈر بھی اپنی جھڑیں پکڑتا بڑھتا جارہا تھا ۔۔۔۔رات کا پہر اور وہ بنا بتائے گھر سے قدم نکال رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آسمان کے بیچ چمکتا اپنی چاندنی ہر سو بکھرتا چاند، اسکے اردگرد چھوٹے دور سے نظر آنے پر نکتا نما خوبصورت ستارے، گہری سرد خاموشی، رات کا چھایا سیاہ اندھیرا جس میں وہ بھی اُسی سیاہی کا ایک حصہ ہی معلوم ہورہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

اونچے نیچے کچے راستوں کو عبور کرتی وہ ڈری سہمی سی سر پر اوڑھی چادر کو مضبوطی سے ، تھامے اپنے سر پر بار بار صیح کرتی اپنے خوبصورت سراپے، پرکشش چہرے کو ڈھانپے سہمی ہرنی جیسی نگاہ پیچھے ڈالے ادھر ادھر دیکھتی آگے کو بڑھ رہی تھی --------

"کہیں کوئی ی دیکھ تو نہیں رہا ؟ "

متفکر سے سوچا --------

مگر جب حوصلہ ہوا تو جلدی جلدی راستہ پار کرگ ئی اپنی منزل پہ پہنچ اسے جلدی گھر آنا بھی تھا ----------

اس نے اپنی لالچی طبیعت کے زیر اثر یہ قدم اٹھا تو لیا تھا مگر وہ نادانی میں بھول بیٹھی تھی اسکا یہ قدم اسے کس رسوائی ی ، جاگ رسائی ی کا مزہ چکانے والا تھا ----پھر شاید وہ خود سے نظریں ملانے کے بھی قابل نہ رہتی ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

لالہ مم ۔ میرے پیارے شہزادے "۔"

گل کا وجود تھر تھر کانپ رہا تھا سسکتی پاس آتی ابرار کے مضبوط کندھے پر اپنا لرزتا ہاتھ رکھ ہلکی سی سرگوشی کی ----------

گل کا لمس اپنے کندھے پر محسوس کر اس نے اپنا جھکا سر اٹھایا گردن موڑ پیچھے اسے زخمی سرخ آنکھوں سے دیکھا جن میں نمی تیر رہی تھی ----------

"گل" !!!

وہ گل کو دیکھتا اپنی گود سے نیچے زمین پہ شاہ رب نواز کا سر رکھ تڑپتا، سسکتا اسکے گلے لگ گیا اسکی تڑپ و بکھری حالت دیکھ وہ بھی بھائی ی کا سہارا ملتے پھوٹ پھوٹ کر رودی --------

" شہزادی آبا چلے گئے"

ٹوٹے بکھرے لہجے میں ابرار نے اپنے لبوں سے سرگوشی آزاد کی --------

نن ۔ نہیں شہزادے وہ کہیں نہیں گئے بلکہ وہ ہمارے اور مزید قریب ہوگئے اب تو وہ" ہمیں کہیں بھی دیکھ محسوس کر دعائیں دے سکتے ہیں --- بس اب ہم انکا لمس اپنائیبت محسوس نہیں کرسکتے لیکن وہ ہمارے ساتھ ہر پل ہر لمحہ موجود ہیں---- انہیں پتہ ہے ہمیں انکی کتنی ضرورت ہے وہ ایسے کیسے ہمیں چھوڑ کے جاسکتے ہیں پاگل"۔

وہ ہچکیاں بھرتی ہکلائے لہجے میں گویا ہوئی ی ----------

جسکے بعد گہرا سکوت چھایا رہا -------

ہنوز ہی کچھ توقف کے بعد مزید کہتی تڑپتی افسردہ سی اپنے رخسار پر بہتے اشک لیئے ابرار کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکائے بولی -------

شہزاے باپ کے بغیر کوئی زندگی نہیں ہے ---- اب کوئی ی فرمائشیں پوری نہیں" کرے گا، لاڈ نہیں اٹھائے گا ، میری رگوں میں ازیت بھری ہوئی ہے میں شدید درد میں

ہوں "۔ گل کے دماغ کے پردوں پر بچپن کے کچھ لمحے جگمگائے جب شاہ رب نواز صاحب ان دونوں پر اپنی جان چھڑکا کرتے تھے، ان پر اپنی باپ کی محبت عقیدت نچاور کرتے تھے، ایسی کوئی ی فرمائ ش نہیں تھی جو گل کے منہ سے نکلے وہ پوری نہ کریں ۔

مم ۔ میں ہونا شہزادی آپکا بھائی ی !!آپکی ہر فرمائ ش سر آنکھوں پر ---- میں" اٹھاؤ گا آپ کے لاڈ ۔ کوئی ی محرومی آپ کو چھو کر بھی نہیں گزرے گی---- یہ میرا وعدہ ہے "۔

وہ شدت ضبط سے بھیگی تر آواز میں بولا --------

مج ۔ مجھے معلوم ہے شہزادے باپ کے بعد تمہارا ہی تو سہارا ہے "۔ غم تکلیف سے" نڈھال ہوتی بولی -------

آج جو کچھ ہوں میں ------ زندگی کے جس مقام پہ بھی ہوں یہ صرف آبا کی بدولت" ہے ------- اگر وہ مجھے بار بار نہ جھڑپتے تو میں اپنے سینے میں کچھ کر دیکھانے کی

شمع کو بھی روشن نہ کرپاتا ------ اگر میں پروان چڑھا ہوں---- کامیاب ہوں آج -------تو صرف اور صرف آبا کی وجہ سے -------

بیشک باپ جیسی کوئی نعمت نہیں باپ کے بغیر زندگی نہیں --- وہ جیسے بھی تھے باپ تھے ہمارے مضبوط سائبان ، ایک گھنا سایہ دار درخت تھے "۔

جن کے باپ زندہ ہیں اللہ سلامت رکھیں آمین ----

ابرار کھوئے کھوئے لہجے میں بولا جبکہ تاواتر بہتے آنسوؤں سے مونچھیں بھوری داڑھی بھیگی تر تھی ----------

باپ کی موجودگی سورج کی مانند ہے۔

سورج گرم تو ضرور ہوتا ہے۔

مگر سورج نہ ہو تو اندھیرا چھا جاتا ہے ۔

وہ پھر بڑبڑایا ----------

بے شک "۔"

وہ بھی اسے دیکھ بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کی سسکیاں کمرے کی فضا میں وحشزدہ سی گونج رہی تھیں جنہیں دیکھ پیچھے متفکر سے کھڑی حمیدہ بیگم کی آنکھیں بھی خود با خود جھلک پڑیں ۔۔۔۔۔۔۔

وہ لاکھ گنہاگار سہی لیکن آج شاید انکا دل بھی موم ہوا پگھلا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افسردہ ماحول میں صبح ہوتے ہی کچھ ہی دیر کا کھیل تھا کہ گاؤں میں شاہ رب نواز کی ڈیتھ کی خبر ہر سو کسی انتشار کی طرح پھیلنے لگی ۔ ہر طرف افراتفری مچ گ ئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پورا کا پورا گاؤں خبر سن ششدر سا حویلی کے باہر جمع ہونے لگا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انکی وڈیو وائی رل کی خبر تو پہلے ہی انٹرنیٹ پہ موجود تھی کہ کسی نے انکی ڈیتھ کی خبر بھی انٹرنیٹ پہ ڈال دی -------

جس سے یہ ہوا کہ شاہ رب نواز سکندر خانزدہ کا اونچی سی اونچی شخصیت سے تعلق ہونے پر حویلی کے باہر پولیس ،فورسسز ، میڈیا کا ایک ہجوم امڈ آیا تھا ----------

کھٹ کھٹ باہر حویلی کو دیکھاتے میڈیا پر اچھی بری چٹ پٹی خبریں نیوز چینل کی زینت بننے لگی تھیں ----------

باہر گارڈز اور ملازمین کو جن لوگوں کو سنبھال پانا مشکل سے مشکل ترین مرحلہ ہوچکا تھا میڈیا والوں کا بس چلتا تو حویلی کا دروازہ اور دیواریں تھوڑ اپنے سوالات کے جوابات لینے اندر پہنچ جاتے ----------

بلیک شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس لمبا چوڑا آغر اپنے سوٹ کیس سمیت حویلی کے باہر لگے بڑے سے ٹینٹ میں کھڑا تھا یہاں گاؤں کے لوگ بیٹھے میڈیا ، پولیس سب کو

دیکھ وہ دھک سا رہ گیا جو دروازے پر ایسے کتے بیلیوں کی طرح ٹوٹ رہے تھے جیسے کوئی ی انکے پیچھے پڑا یا خوفناک قسم کا طوفان آگیا ہو ----------

ان سب پہ ایک آخری نظر ڈال سر جھٹکتا آگے کو بڑھا --------

وہ حویلی کی پچھلی سائیڈ سے اندر داخل ہوا کیونکہ باہر لوگوں کا ہجوم اسقدر تھا کہ پیر رکھنے کی جگہ نہ تھی کجاکہ کے اسے سکون سے جانے دیا جاتا ----------

آغر کو تجسس نے آن گھیرا ----آخر ہوا کیا تھا اسکے جانے کے بعد سے ؟ یہ حویلی کے باہر لوگوں کی بھیڑ کیسی ؟ اندر سے اسکا دل الگ ڈر رہا تھا ----- ماحول بھی تو رونگھٹے کھڑے کردینے والا تھا ---------

وہ اسی ابہام میں اپنا بیگ گارڈن میں ہی چھوڑ خود اپنے بھاری قدم دھپ دھپ اٹھائے اندر حویلی میں بڑھ گیا ---------

اسے دوتین کام اور تھے جنہیں وہ کرتا یہاں آیا تھا ورنہ وہ رات ہی گاؤں پہنچ جاتا اور ساتھ برا یہ بھی ہوا یہاں آتے موبائل بے دھیانی میں پاکٹ سے کہیں گر گیا جس کو تلاش کرنا چاہا لیکن اس نے نہیں ملنا تھا نہیں ملا ۔۔۔۔ اس لیئے وہ وائرل وڈیو نہ دیکھ سکا اگر وہ وڈیو نظروں میں آجاتی تو شاید اسے اندازہ ہوجاتا اس وحشزدہ ماحول کا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باقی وہ فرنچائس کے تھرو اپنی سیم بند کروا چکا تھا موبائل میں ان لوگوں کو کسی قسم کی کوئی ی انفارمیشن رکھنے کی اجازت بھی نہ تھی جس وجہ سے موبائل اسکے لیئے بہت اہم نہ تھا اسلیئے اس نے اسے ڈھونڈنے میں زیادہ زور بھی نہ لگایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ باہر لاؤنج میں پہنچا تھا جہاں بیچ وہ بیچ میت کو رکھا گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انکے اردگرد بیٹھے بے سود ، بدحواس سے ابرار، گل ، حمیدہ بیگم ، دور دراز سے آئے رشتے دار جن کی وجہ سے انکا آخری دیدار کرنے کے لیئے میت کو اتنی دیر رکھا گیا تھا اور آس پاس کھڑے اس گھر کے ازیت ناک، دل نچوڑ غم میں شریک ملازمین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک پل تو آغر مضبوط اعصاب کا مالک میجر یہ سب دیکھ شدت غم سے اپنے عنابی لب بھینچ گیا ----------

وہ سب بے حال سے بیٹھے تھے جنہیں کوئی ی ہوش خبر نہیں تھی -------

وہ اس ہولناک منظر پر اپنی لہو رنگ آنکھیں بند کر پھر کھولتا چلتا ان سب کی طرف گیا

کچھ ہی دیر میں آغر یہاں آتے کے ساتھ ہی سب کچھ سنبھال چکا تھا پولیس کو کنوینس کر وہاں سے بھیج دیا گیا تھا --- گاؤں والوں کی تمام باتوں کا جواب دے انہیں چپ کروا دیا گیا تھا ----بچے تھے تو میڈیا والے جو کسی بات جواب سے مطمئن نہیں ہورہے تھے بلکہ انکا کہنا تھا ابرار کو بلایا جائے ہمیں ان سے جواب چاہیئے ناکہ آپ سے

غصے سے مٹھیاں بھینچ اس بات پہ آغر کا دل کیا پورا مریخ اٹھا کر ان لوگوں کے سر پر دے مارے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہاں گھر کے اندر باپ کی میت پڑی تھی بیٹا بھولایا بھولایا پھر رہا تھا یہاں ان حرام کو اپنے سوالات کی پڑی تھی ۔۔۔۔۔ اس نے سوچا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ****

دفتاً پھر جیسے تیسے اس نے میڈیا کا معاملہ حل کر وہاں سے انہیں رفعہ دفعہ کیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM

EPISODE # 57

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ ہوش میں آئی ی اور دماغ کے پردوں پر کل شام ابرار کا رائی مہ کے لیئے رشتہ سب کچھ کسی فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا ----------

وہ زمین سے اٹھتی اپنی کانپتی ٹانگوں پر کھڑی ہوئی ی -------- دماغ بلکل سن ساکت ہوا پڑا تھا -------

ہاتھ میں اٹھتی ٹھیس جسے آنکھوں کے سامنے کیا تو ہنوز اسکی آنکھیں پھیلی -------- یہ اس نے کیا کر دیا تھا ؟

ایک مرد کے لیئے میں اتنی پاگل کیسے ہوسکتی ہوں ؟ میں نے خود کو تکلیف دینے کی " ،کوشش کی ---------

وہ اپنی کلائی ی پہ جمع خون دیکھ بے یقینی سے بولی جہاں ابرار کا نام ہلکی ہلکی ترشی لکیروں کی صورت واضح ہورہا تھا --------

وہ تو شکر تھا اس نے اپنی بے دماغی سی حالت میں کلائی ی نہیں کاٹی لیکن اسے پھر بھی اپنی اس حرکت پہ طیش آنے لگا --------

"کیوں آخر میں نے ؟"

غصے سے سوچتی بڑبڑائی ی اور آگے بڑھ سامنے ٹیبل پہ رکھے فرسٹ ایڈ باکس سے روئی ی نکال کلائی ی پہ جمع خون صاف کرنے لگی --------

کہ کسی کے قدوں کی آہاہٹ محسوس کر جھنجھلاتی روئی ی کمرے میں پڑے ڈسبین میں پھینکا اور ایک نظر سوجے گہرے نام پر ڈالی جس میں اسکا سرخ گوشت نظر آرہا تھا

"اے کلموئی ی تونے رائی مہ کو دیکھا ہے ؟ میں نے پورے گھر کا ایک ایک کونا چھان مارا وہ کہیں نہیں ہے "---- حسینا بی بی رائی مہ کی ماں اسکے چھوٹے سے اسٹور نما کمرے میں آتیں بولی ----------

"نن ۔ نہیں تو مامی ۔۔۔۔۔کیوں کیا ہوا ؟ رائی مہ کہاں ہے ؟"

وہ انہیں دیکھ پریشان ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری دھی نہیں مل رہی ہر جگہ ڈھونڈ چکی ہوں میں "۔ کہتی وہی دروازے لگ نیچے"
بیٹھ اپنا سر پکڑ رونے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو انہیں اسطرح دیکھ گھبراگ ئی اور جلدی سے نیچے انکے پاس بیٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"مامی آپ فکر نہ کرے مم ۔میں دیکھتی ہوں۔"

وہ انکے ہاتھ کو تھامے فکرمندی سے بولتی اٹھی اور دروازے کے جانب دوڑ لگادی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہاں پہنچی کے دروازہ کھول باہر جھانکا جہاں گاؤں میں لوگوں کا سمجھو سیلاب آیا ہوا تھا
۔۔۔۔۔ جنہیں دیکھ وہ ٹھٹکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اتنے لوگ ؟"

سوچتی وہ بڑبڑائی ی --------

سرپنچ صاحب کا انتقال ہوگیا ہے --- اس لیئے یہ بھیڑ جمع ہے"۔ کنزیش کو وہی" دروازے پر کھڑی دیکھ حسینا بی بی بولی جسکی مشکل وہ سمجھ چکی تھیں ----------

کیا ----؟؟؟"اسکی آنکھیں پھیلی ----- کان سائیں سائیں کرنے لگے ----" دھچکا اتنا بڑا تھا کہ اسکا دل ڈوبنے لگا -----کھڑی وہی کی وہی منجمند ہوگ ئی ----- کتنی دیر تو کچھ کہہ نہ پائی ی ---------

اچانک ابرار کا چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے جھلملایا -------

انکل تو اس کی زندگی میں کتنی اہمیت رکھتے تھے باپ تھے آخر ----- لیکن اسکا کیا" حال ہوگا ----اس وقت وہ تو ٹوٹ کر بکھر گیا ہوگا۔ "اسے اس دشمنِ جان کے بارے میں خدشات ستانے لگے ----------

اسکا درد میرے مولا مجھے یہاں تک محسوس ہورہا ہے--- وہ تکلیف میں ہے میرے" مولا ---- اسکی تڑپ، سسکیاں مجھے پاگل کررہی ہیں ----- میں اتنے قریب ہوکر بھی اسکا درد نہیں بانٹ سکتی -----اسے اپنے حفظ و امان میں رکھ میرے رب "-----

جن لبوں سے کل ابرار کے لیئے تلخ جملے نکلے تھے آج ان پر صرف اسکے لیئے دعائیں تھیں ---------

تیرے ماموں گئے ہیں حویلی والوں سے کچھ مدد مانگنے پر شاید ہی کوئی ہماری فریاد" سنے "------- کہتیں پھوٹ پھوٹ کر رودیں ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ اپنی سرخ نم آنکھیں، سیاہ پھاپھوٹوں ، بکھری حالت میں چلتی اپنے کمرے میں آئیں اور واشروم میں گھس گ ئیں --------

پانی کی چھرے پر چھنٹیں مار خود کو پرسکون کرنا چاہا مگر ناکام ہوئی یں --------ٔ

جسکے بعد وہ باہر نکلتی اپنے ڈوپٹے کے پلو سے بھیگا چہرہ صاف کرتیں چلتیں بیڈ پر بیٹھ گ ئی یں ---------

انہیں اس کمرے سے ہی عجیب سا خوف آنے لگا--- جہاں رات انکے شوہر کی لاش پڑی تھی----- زمین پہ بہتا انکا لہو خون سوچ وہ جھرجھری لے اٹھیں ---------

باہر شاہ رب نواز کو آخری آرام گاہ پہنچانے کا وقت آپہنچا تھا اور انکا دل کانپ رہا تھا ---- نجانے کیسا ڈر، خدشہ تھا ----- جیسے کچھ ہونے والا ہے ---------

لیکن پھر سوچا کیا اس سے برا بھی کچھ ہونا باقی تھا کہ انکا سر کا تاج انکا شوہر اس دنیا سے پردہ کرگیا -------

وہ شاہ رب نواز سے محبت نا صیح پر انکی عزت دل سے کرتیں تھیں کیونکہ محبت تو انہیں صرف پیسے سے تھی --------

وہ سر جھٹکتی اٹھیں کہ ---------کمرے میں رضیہ انکی سالوں پرانی ملازمہ اندر کمرے میں داخل ہوئی ی -------

تم "؟"

حمیدہ بیگم اسے دیکھ بولیں -------

"ہاں میں ۔"

کہتی چلتی انکے قریب آئی ی اور ایک نظر انکے ٹوٹے بکھرے سوگواریت لیئے حولیئے پر ڈالی -------

کیا کہنا ہے باہر شاہ صاحب کو لیکر جارہے ہیں کیا ؟ ہٹ دیکھنا ہے مجھے انہیں آخری" دفعہ "۔ کہتیں جلدی سے ہربڑی میں اسکا ہاتھ تھام پرے کیا اور خود آگے بڑھی

بڑا امڈ امڈ کر آنسوں کا سیلاب دریا بہایا جارہا ہے اپنے میاں کے لیئے "۔ وہ تنزیہ" مسکراہٹ لیئے ان کے راستے میں آتی بولی ---

جسے دیکھ انکے قدم وہی رکے ---

میرے راستے سے ہٹ رضیہ "۔"

انہوں نے اسکی باتوں کو سرے سے نظرانداز کر اسے دیکھ غصے سے جھڑکا --- اسکی یہ حرکت انہیں سخت ناگوار گزری تھی ---

مجھے کچھ بات کرنی ہے "۔"

کہتی وہ انکے ماسٹر بیڈ پر بیٹھی ---

جسکے ٹھاٹ بھاٹ دیکھ وہ شاکڈ تھیں ۔۔۔۔ اسکی اتنی ہمت کہ وہ انکے بیڈ پر شان بے نیازی سے براجمان تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

انکے ماتھے پہ بل آئے اور غصے سے لب بھینچ وہ اپنے بگڑے تیور لیئے اسکی جانب بڑھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اٹھ یہاں سے تیری اوقات نہیں تو یہاں بیٹھ سکے "۔"

تنفر و حقارت سے بولتی ڈوپٹے میں مقید اسکے بالوں کی چوٹی اپنی سخت گرفت میں لیتیں اسے جھٹکے سے اٹھایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آہ"!!!

حلق سے ہلکی سی اسکی چیخ نکلی ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں اگر یہاں بیٹھنے قابل نہیں تو ------ توں کونسا ہے ؟ جائی ل اجڑ اپنے یار کے ساتھ بھاگی کمینی عورت -----"

جب اس یار کا دل تجھ سے بھر گیا تو تیرے منہ پر برائے راست طلاق نامہ مار پیٹ میں پلتا اسکا خون چھوڑ وہ چلا گیا ۔

ویسے یہ تیرے ہی برے فعل کا برا نتیجا تھا ----جو ماں باپ کا منہ بھری دنیا میں کالا کر انکے سروں پہ خاک ڈال بھاگی انہیں رولایا، تڑپایا ، زلیل کیا ---- ان سے انکی سانسیں چھین لیں -----تو دیکھ اس رب نے تجھے بھی کہیں کا نہیں چھوڑا

تونے شوہر کی بے وفائی ی کا خمیازہ اس بچے سے لیا ----اس بچے کا کیا قصور تھا بول ؟ تونے اپنی کوکھ سے گرا دیا اسے--- وہ تو اس دنیا میں آیا بھی نہ تھا کہ تونے اسکا بے رحمی سے قتل کردیا ----- تونے آباشن کروا لیا ؟"

وہ پل میں حمیدہ بیگم کو آئی ینہ دیکھا گ ئی تھی ----------

حمیدہ بیگم کی تو مانوں انکے سرپر لگی کہ تلووں پر بجھی ۔۔۔۔۔۔۔"حرام ****تجھے میں نے یہاں لاکر ہی غلطی کی "۔

رضیہ انکے آگے پیچھے کوئی ی نہ تھا ماں باپ شاید پیدا کر ایدھی والوں کے جھولے میں ڈال چلے گئے تھے ۔۔۔۔۔ انکا کوئی ی نام پہچان کچھ بھی نہ تھی ۔۔۔۔ وہ رہتی پہلے یتیم خانے میں تھیں لیکن جیسے جیسے شعور بیدار ہوتا گیا وہ وہاں سے نکل خود کماتی کھاتی یہاں کچی آبادی میں آ بسی تھی ۔۔۔۔۔ جہاں حمیدہ بیگم اپنی پہلی شادی کر اسی محلے میں کرائے پر گھر لیئے رہنے آئی ی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اسی دوران ان میں اچھی خاصی دوستی ہوچکی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک روز حمیدہ بیگم نے اپنے شوہر کی تمام باتیں شادی سے لیکر طلاق تک اپنی دوست شہلا کو فون پر بتائی ی جن سے انکی اکثر بات ہوتی رہتی تھی ۔۔۔۔ وہ ٹھہری بیچاری

نرم گو ، سادہ دل انکی ساری باتیں سن انہوں نے اسے اپنے گھر آکر رہنے کی اجازت، دے دی ----------

چونکہ رضیہ تن و تنہا اکیلی عورت تھی تو حمیدہ بیگم نے اسے بھی اپنے ساتھ لیکر جانے کی بات کی جنکی سنتی وہ جھٹ سے مان گ ئی -------اور انکے کیئے جب تک کے برے فعل کو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے اپنے سینے میں دفن کر انکا سہارا ملتے انکے احسانوں تلے دب انکے ہمراہ چل دی -------

ہاہاہا اچھا !!!"یہاں اکر کونسا تو نے اچھے مستحق کام کرلیئے اپنے ہی دوست کے ہنستے" کھیلتے گھر کو اجاڑ، آگ لگا کر اسی گھر میں کنڈلی مار ناگن بن بیٹھی ----------

چپ بلکل چپ زلیل کمینی عورت"۔"

حمیدہ بیگم کا دل کیا اسکا منہ تھپڑو سے سرخ کردیں --------

جاری ہے ----------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 59

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

"نہیں کروگی مجھ سے شادی --- ہوں ---؟"

آنکھوں میں سرد پن لبوں پہ دھیمی آواز ------ مہمل نے چونک کر اسکی آنکھوں میں دیکھا ----------

"پلیز ایسا نن ۔ نہیں کک ۔ کریں جانے دیں مج ۔ مجھے ۔"

وہ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگی ----------

"کہاں جاوگی ؟"

بغیر اسکی التجا سنے الٹا سوال کیا --------

مہمل نے اپنے آنسو پونچھے ۔۔۔۔۔۔۔۔ "مم ۔ میں بھائی ی کک ۔ کے پاس "۔

اسکی بات پر وجدان نے قہقہ لگایا اور اسکی لٹ کو پکڑ کر کھینچا ۔۔۔۔۔۔ مہمل سسک اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔

مائی ی لولی برڈ !!ٹھہر جاؤ کچھ دن کہا نا ساتھ میں ڈھونڈیں گے سالے صاحب کو "۔ " اسکی سہمی آنکھوں میں دیکھ اسکا رخسار سہلایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو شباش اب میری مسسز بننے کے لیئے تیار ہوجاؤ اور میری ڈھڑکنوں میں رہو ہمیشہ" "۔

!!" رخسار"

اسکی لٹ کو سختی سے پکڑے رخسار کا نام لیکر دھاڑا ۔۔۔۔ وہ لرزتی کنپتی ٹانگوں کے ساتھ وہاں جن کی طرح حاضر ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تیار کرو اسے اور مدد کے لیئے مام کو بلالو "۔"

اس نے مہمل کو بیڈ پہ بیٹھایا جو زور و شور سے گردن نا میں ہلا رہی تھی

جج جی سر "۔"

لڑکڑاتی آواز میں کہا --------

اور ایک بات !!جاتے ہوئے پلٹا ----------

!!! اگر زرا سی بھی چوں چراں کی آواز آئی ی تو اگلی ملاقات میری تم سے ہوگی ۔ انڈرسٹنڈ

اسکی سرد آواز پہ رخسار کے ساتھ مہمل کے ریڑھ کی ہڈی میں سنسانٹ دوڑی

میم اٹھیں پلیز "۔"

اس نے ہراساں ہوتے کہا اور اسے اٹھایا ڈریس لیکر باتھ روم کی جانب روانہ کیا

وہ ڈیپ ریڈ لہنگا زیب تن کیئے باہر آئی ی اس پہ ہوا گلڈن کام اسکی دھمکتی سفید رنگت پر کھلکھلا رہا تھا ۔ وہ جیسے خوبصورت گلاب کا سا نظارہ پیش کررہی تھی ۔۔۔۔۔رخسار کا اسے دیکھ یکدم منہ کھلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رویا رویا چہرہ،کھلے بال ، چھوٹی سرخ ناک ،پنکھڑیوں جیسے گلابی خون چلکاتے کنپکنپاتے لب ۔ نازپروین صاحبہ کے منہ سے بے ساختہ ماشاءاللہ نکلا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئی یں میم "۔"

رخسار نے اسے ڈریسنگ چیئر پر اشارہ دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ مردہ قدم اٹھاتی اسکے سامنے آئی ی ۔ دل کیا پھوٹ پھوٹ کر رودے ہر چیز تباہ کردے ۔ مگر وہ کچھ نہیں کرسکتی تھی ---------

ڈریسنگ ٹیبل پہ جویلری دیکھ آنکھ سے آنسو کا قطرہ ٹوٹ گال پہ بہہ نکلا ----------

وہ زخمی دل لیئے بے دردی سے اپنا لہنگا سنبھال چیئر پر بیٹھی ---------

وہ اسے تیار ہی کرنے لگی تھی کہ انٹرکام کی چنگاڑتی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی

زیادہ ہیوی جویلری مت پہنانا اور خبردار جو تم اسکے بالوں کو ہاتھ بھی لگایا ۔ اسے سمپل" سا تیار کرو اور نکلو وہاں سے "۔ وجدن کی دہلاتی آواز سن رخسار کا گلا خشک ہوا

جج۔ جی سر !!ایسا ہی ہوگا "------"

وہ ایک ہی سانس میں بولی ۔۔۔۔۔پیچھے سے ٹوں ٹوں کی آواز سے وہ کھٹاک سے انٹرکام بند کرچکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ "۔۔۔۔ رخسار نے انٹرکام کو کریڈل پر رکھ گھیرا سانس بھرا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسکے نین نقوش کو مہارت سے سجاتے مکمل جویلری پہنائے اسکے نیکلیس کا ہک بند کر اب وہ اسکا ڈوپٹہ منہ میں لگی بال پین سے جلدی جلدی سیٹ کررہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ جب تک مہمل کو دلہن کا روپ دیا جاتا رہا ناز پروین صاحبہ کمرے میں رکھے ون ٹوئی سٹر صوفے پہ بیٹھی موبائل میں کچھ ہاسپٹل اپنے کیسس سے ریلیٹڈ ای میل چیک کررہی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمل معصوم سی کوئی ی اوپر سی اتری حور لگ رہی تھی رخسار اسے سجاتے چلی گ ئی تھی اور ناز پروین صاحبہ اسکے پاس پیڈ پر بیٹھی ہوئی یں تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب و چپ چاپ ساکت سی بیٹھی ہوئی تھی ۔ نا کوئی آنسوں نا کوئی التجا

اسے ایسے چپ سادھے بیٹھ نازپروین صاحبہ نے اسکے گود میں رکھے نازک سرخ ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا ---

!!! "بیٹا"

نازپروین صاحبہ نے اس سے کچھ کہنے کے لیئے اپنے لب وا کیئے ---

بیٹا ابھی شاید یہی ٹھیک ہے --- مضبوط بنو --- یقیناً میرے بیٹے نے یہ" فیصلہ تمہیں تحفظ فراہم کرنے کے لیئے ہی کیا ہے ورنہ اسکی مانگ میری بہن کی بیٹی ہے --- شاید وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے ہیں لیکن اگر وہ اپنی مانگ کی قربانی دے رہا ہے تو تم بھی بیٹا اسکا ساتھ دو "۔ نازپروین صاحبہ نے اسے تحمل سے اسکے ترش رویے پر سمجھاتے بجھاتے کہا ---

لیکن مہمل کے دماغ میں تو بس اسکی کوئی ی مانگ ہے وہ دیو کسی کو پسند کرتا ہے نقش ہوچکا تھا ۔۔۔۔۔۔ اگر اتنا ہی دل میں اپنی مانگ کو بسائے بیٹھا ہے تو اس سے ہی کیوں نہیں پڑھوا لیتا نکاح ۔ میری زندگی کیوں برباد کررہا ہے ۔۔۔۔ اونہہ !!۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو ۔۔۔۔۔۔ وہ غصے سے سوچتی نروٹے پن سے اپنے منہ کے زوائے بگاڑے ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی مانگ کا سن اندر ہی اندر جل بھون رہی تھی اور اس معصوم کو خود اس بات کا علم نہ تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں بھی چاہتی تھی وہی میری بہو بن اس گھر میں آئے مگر رب کے فیصلوں کے" آگے بھلا کہاں ہماری مرضی چلتی ہے "۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نازپروین صاحبہ مزید بولیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہلبت حمدانی صاحب سے انکی اب تک بس یہی گفتگو ہوئی ی تھی وجدان نکاح کررہا ہے لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا وہ مہمل کو مجبوری کے تحت نہیں بلکہ اپنی پوری چاہ و مرضی سے اسے اپنے نکاح میں لے رہا ہے ۔ کام ہی اتنا تھا اس ایک دن میں کہ وہ زیادہ نازپروین صاحبہ سے بات نہیں کرسکے تھے ----------

تو انٹی اسے ہی بناتی ناں اپنی بہو ؟ مجھے کیوں بنارہی ہیں ؟ "مہمل نے دل ہی دل" میں کڑتے سوچا ---------اسے غصہ آرہا تھا نجانے کیوں بے مقصد -------

یقیناً وہ مانگ اس دیو کے جیسی ہی ہوگی بلکل اسکی جیسی ----- سرد، سپاٹ ، جزابات سے عاری ، خشک مزاج تبھی تو اس دیو کو وہ اتنی اچھی لگتی ہے -------- دل کیا یہاں سائیڈ پر پڑا کانچ کا واس وجدان کے اور اسکی مانگ شانگ کے سر پر دے مارے ---------- غصے سے اپنے لپسٹک میں سجے ہونٹ زورو سے بھینچ لیئے

اسی اسنا میں نکاح کا وقت بھی آن پہنچا----------

نکاح میں حمدانی پلیس کے کچھ لوگ اور وجدان کے دو دوست شامل تھے وہ بھی ہاسپٹل میں ہی ڈیوٹی دیتے تھے ----------

وجدان کے تین دفعہ قبول ہے کہنے پر سب اسے مبارکباد دینے لگے اور اسنے پیپرز سائن کیئے ----------

وہ سب مولوی صاحب کے ساتھ چلتے مہمل کے روم میں آئے اور مہمل کا دل پسلیاں توڑ باہر آنے کے لیئے مچل رہا تھا ---- اندر کی گھبراہٹ سے ہتھیلیاں بھیگنے لگی --------اسنے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی ----------

کتنی بے بس تھی وہ اکیلی چڑیا کی طرح قید ---- حاکم کی غلام ----------

اچانک اسے اپنے قریب اس سنگدل انسان کی خوشبو آئی ی تو وہ پوری سمٹ سی گ ئی خود میں ----------

بھاری سرخ گھونگھٹ میں جھکے سر وہ غیر دماغی سی بیٹھی تھی ----------

اسے پتہ نہیں تھا کیا ہورہا ہے ؟ کیا پڑھا جارہا ہے ؟ اسے اس سب سے بلکل کوئی ی سروکار نہیں تھا ----------

وہ تو بس ایسے ہی بے سود بیٹھی تھی کہ وجدان کی بھاری سرد آواز کانوں میں پڑی

!!!" مہمل"

وجدان نے اسے ہوش کی دنیا میں لانے کے لیئے پکارا --------جس پر وہ غیر دماغی سے قبول ہے کہہ گ ئی اور جہاں کہا گیا اپنے کنپکنپاتے ہاتھوں سے سائی ن کرد یئے

مہمل کو تو یقین ہی نہیں آرہا تھا وہ سامنے کھڑے دیو سے نکاح کرچکی ہے
---------- وہ حیرت و ورطہ میں ڈوبی اندر ہی اندر سسکی ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ آج پھر مارا مارا اپنی بہن کی تلاش میں دنیا بھر کی خاک چھان رہا تھا لیکن وہ ناکام ہی ٹھہرا تھا دن کے اجھالے سے رات کا سیاہ اندھیرا پھیل چکا تھا ----------

وہ چاہتا تو اپنی اس فلیڈ کی وجہ سے حاصل ہوئی ی پاور کے تھرو اپنی بہن کا ایک منٹ میں معلوم کروا سکتا تھا لیکن اس سے اسکی معصوم بہن کی عزت پر آنچ آنے کا خطرہ تھا اور عورت کی عزت تو پھر کانچ کے آبگینے سے زیادہ نازک ہوتی ہے زرا سی خراش آئی ی کہ وہ ٹوٹ بکھیر کر رہ جاتی ہے ۔ وہ نہیں چاہتا تھا زرا بھی اسکی بہن کو کوئی ی بھی کسی بھی قسم کے ٹاپک، توجہ کا مرکز بناکر ڈسکس کرے -------

کیونکہ لازمی سی بات تھی اسکا معلوم کرنا مطلب انٹرنیٹ، ٹی وی ، اخبارات میں اشتہارت دینا جس سے اسے صرف نقصان ہی تھا --------

وہ بھاری مردہ قدموں کی چھاپ شہر کی اس بڑی سے شعارا پر چھوڑ خالی دماغ کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا ---------

دائیں جانب ایک قطار سے دکانیں تھیں جو بند تھیں پوری روڈ خالی تھی رات کے اس پہر بس اکا دکا ہی گاڑیاں گزرتی تو اس رات کی سرد خاموشی کو چھیرتی آڑتائش سی پیدا کردیتیں ----------

سڑک پر جلتی اسٹریٹ لائٹس پوری شعارا کو روشن کررہی تھیں جو دیکھنے والے کو سکون اور مسمرائز کر دیتی لیکن اسکی آنکھوں میں وہ لائٹ بھی چھب رہی تھی

اس نے مونچھوں تلے اپنے عنابی لب آپس میں سختی سے پیوست کیئے کہ بار بار اپنی جان سے پیاری بہن کا عکس آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا اور یکدم آنکھیں میچی

حاصل تو اسے کچھ ہوا نہیں۔۔۔۔ لیکن اب آنکھیں وا کیئے تیز تیز قدم اٹھانے لگا جلد از جلد اسے اب اپنی منزل تک پہنچنا تھا ----------

انجوائے "۔"

دکاندار نے کمینگی سے آنکھ مار اسے باہر آدھے شٹر سے جھانکتے کہا ---------

مقابل کے چہرے پر خباثت ٹپکتی شیطانی مسکراہٹ در آئی ی اور اپنے پیچھے بے ہوش پڑے اس صنف نازک کے وجود پر ڈالی ----------

اس پر سے کلرو فام کا اثر زائی ل ہورہا تھا اور وہ آہستہ آہستہ ہوش و حواس میں لوٹ رہی تھی ---------

اس نے اپنی گردن کو موڑ کے اپنی دائیں جانب دیکھا جہاں وہی خبیث شیطان آدھے شہڑ پر جھکے باہر کسی سے بات کررہا تھا --------

اس وحشی درندے کے اسکے بے ہوش کرنے سے پہلے آخری الفاظ اسکی سماعتوں میں بازگشت کرنے لگے ---------

ہاں جان یہ گولڈ کا برسلیٹ تمہارے لیئے "----"

اسکے نازک ہاتھ میں پہناتا پیار بھرے لہجے میں بولا ---------

اوو بہت پیارا ہے یہ "----"

بے ساختہ کہتی ستائش بھری نگاہوں سے اپنی سفید کلائی میں اس برسلیٹ کو دیکھنے لگی ----------

میری جان معلوم ہے یہ کتنے تولے کا ہے ؟ "اس نے اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں" گاڑے پوچھا ----------

امم !!ایک تولہ "۔"

اس نے اپنا اندازہ لگایا --------

دس تولہ "------"

اسے دیکھ کہا جسے اب وہ حیرت سے منہ کھلے دیکھ رہی تھی ----------

میں اتنی اہم ہوں ---- تم نے مجھ پر اپنی پوری سلطنت لوٹا دی "-----" کہتی خود پر ناز کرتی ایک ادا سے بولی --------

جسکی ادا اور حسین چہرے سے سرکتی مقابل کی غلیظ گندی نگائیں اسکے خوبصورت سراپے خدوخال سے الجھنے لگیں ---------

جنہیں مقابل بیٹھی وہ چانچ نہیں پارہی تھی اور رشک بھری نظروں سے برسلیٹ کو دیکھ بار بار اپنی کلائی ی میں اتنے مہنگے تحفے کو دیکھ دل ہی دل سراہا اور سامنے والے کے اسکے جھوٹے پیار میں بے وقوف بننے پھسنے پر خوش ہوتی خود کو داد دے رہی تھی

میری جان مجھے بھی اب بدلے میں کچھ ملنا چاہیئے "۔"

کہتے اسکا نازک ہاتھ تھاما جسے اس نے سہولت سے آہستگی سے نکال لیا ---------

اسکی یہ حرکت اسے بے انتہا بری لگی لیکن خود پر ضبط کے پہرے بیٹھائے اس پر اپنا سارا کیا خرچ تحفے سب وہ اب سے کچھ گھنٹوں بعد وصول کرنے کا سوچتے تمسخرے سے مسکرایا ----------

"کیا چاہیئے ؟"

وہ اپنے گالوں پر دونوں ہاتھ رکھے تاسف سے اپنی آئی برو اچکاتی بولی ----------

بس ایک رات "۔"

کہتا سیدھا ہوکر کھڑا ہوا اور اسے سر سے پیر تک دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا دیکھنا تھا کہ ایک پل کے لیئے وہ سہم گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھٹیا انسان ہمت کیسے ہوئی ی یہ سب بکواس بکنے کی ۔ میں تمہارا منہ توڑ دوگی "۔ شدید" غصے و طیش میں وہ کانپی اپنے ہاتھ کا نشان مقابل کے رخسار پر چھوڑنے والی تھی کہ اس نے ہوا میں ہی تھام لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آں ہاں نہیں بے بی "۔۔۔۔۔"

مقابل نے مسکراتے کہتے اسکا ہاتھ جھٹکے سے چھوڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے

MAN E AZIZAM

EPISODE # 60

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

اچانک گھمبیر ہوتی صورتحال پر اسکا آنسو لڑک کر گلابی رخسار پر پھسلا ----------

اوو بس کرو لڑکی یہ پاک باز بننے کا ناٹک ---- تمہیں لگا تم مجھے الو بنا رہی ہو لیکن" نہیں بے بی جو کھیل تم نے شروع کیا اسکا اختتام میں کروں گا ----- اتارو یہ نام نہاد پردہ تم جیسی آوارہ بدچلن لڑکیوں پہ یہ سوٹ نہیں کرتا دیکھو مزید اسکے بدلے میں تم پر پیسوں کی بارش کر دوں گا "۔

زہر خند لہجے میں کہتا وہ اسے دیکھنے لگا جسکا چہرہ سرخ انگارہ ہورہا تھا --------

رائی مہ کو لگا آج وہ بیچ بازار میں بے پردہ ہوگئی ہو ----------

میں تمہارا منہ نوچ لوگی کمینے "کہتی وہ یکدم اس پہ جھپٹتی کہ مقابل نے پھرتی سے ہاتھ" میں لگا کلور فام سے بھیگا رومال اسکے منہ پر رکھ دیا ---------- جیسے وہ بہت پہلے

ہی ساری پلیننگ کرکے بیٹھا ہو ------ وہ نیچے زمین بوس ہونے لگی تھی کہ اس وحشی نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال تھوڑے فاصلے پہ بیٹھے اپنے دوست کو سیٹی ماری کہ وہ سگنل ملتا فورا وہاں آیا اور دونوں اسے لیئے اس ہوٹل سے فرار ہوگئے ----------

جبکہ پیچھے ہوٹل میں لوگوں نے یہ مشکوک سی حرکت دیکھی لیکن جلد اپنا اپنا سر جھٹک ہمیں کیا سوچتے اگنور کرگئے --------

اور اب وہ یہاں اس دکان میں تھی ------ بدحواس سی اسنے پہلے دکان کا جائزہ لیا جو شاید کسی جینٹس ٹیلر کی معلوم ہورہی تھی ---------

وہ اٹھ بیٹھی اور آہستگی سے کھڑی ہوئی ی اسکا سر چکرا رہا تھا مگر اسے کسی بھی حالت میں یہاں سے نکلنا تھا اسے اپنی عزت ہر قیمت پہ عزیز تھی اس پہ داغ آتا تو وہ مرجاتی باخدا ------- اسے ہمت کرنی ہی تھی ورنہ یہ درندہ -------- وہ آگے سوچ نہ سکی ---------

دو قدم کے فاصلے پہ سلائی ی مشین پہ پڑی کھینچی اٹھا اپنی مٹھی میں دبوچی اور دبے قدموں سے اسکے جانب بڑھی تھی کہ وہ درندہ اچانک پلٹا --------

آہہہ کمینی سالی ****اپنے ماتھے پہ بہتے خون پر ہاتھ رکھا وہ دھاڑا -------- جسنے وہ کھینچی اسکے پلٹنے پر بھکلاتے اسکے سر پہ دے ماری اگر وہ تھوڑی مہلت دیتا تو وہ اسکے پیٹ میں گھسانے کا ارداہ رکھتی تھی ---------

اسے جیسے ہی سر پکڑے سائیڈ ہوتے دیکھ وہ بجلی کی تیزی سے ادھ کھلے شٹر پر قدرے جھکتی وہاں سے نکلی ---------

جسے دیکھ وہ بھی اسی تیزی سے اسکے پیچھے لپکا ----------

وہ پاگلوں کی طرح بھکلائی ی بدحواس سی دوڑتی اس لمبے روڈ پر بھاگ رہی تھی کہ سامنے کھڑے کسی بلڈوزر نما شخص سے تصادم ہوا --------

For more novels visit our website
www.urdupdfnovel.com

اس نے یکدم آنکھیں میچی ۔۔۔۔ اسکی سانسیں پھولی، دھڑکن ہمتن تیز تیز چل رہی تھی اس نے گھبرا کر میچی آنکھیں واکیں نیچے مردانہ پیر میں ملبوس پیشاوری بوٹ سے ہوتی اپنی جھکی نظریں اٹھائی یں اور وہی ساکت و جامد ہوگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

،کسرتی لمبا چوڑا بدن ، چھ فٹ سا نکلتا قد، بھوری آنکھیں ، سرخ سفید رنگت، مغرور ناک ہلکی ہلکی شیو اور گھنی مونچھیں وہ ایک سحر انگیز پراسرار سی شخصیت تھی ۔۔۔۔۔۔

رائی مہ کو تو ایسا ہی لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

رائی مہ نے زرا اور غور کیا تو یاد آیا یہ تو وہی ہوٹل والا سڑو تھا جسنے اسکا گفٹ موبائل بھی اپنی بائی ک سے چکنا چور کر توڑ ڈالا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

رائی مہ کا دماغ اب گھڑی کی سویوں سے بھی زیادہ تیز چلنے لگا تھا ۔۔۔۔ یکدم اسے خوف سا محسوس ہوا تھوگ نکلتی کانپتی اس سے جھٹ سے دور ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دفتاً ضوریز کا کسی صنف نازک کے اپنے چوڑے سینے سے ٹکرانے اس سے اٹھتی خوشبو اسکا دماغ سنسنا اٹھا تھا -------

اور جب مقابل کھڑی برقے میں اپنے خوبصورت سراپے کو چھپائے چہرہ نقاب میں ملبوس لیکن وہ آنکھیں انہیں کیسے بھول سکتا تھا یہ تو وہی شاطر و بے خوف آنکھیں تھیں جن میں نہ اس دن شرم و خفت تھی اور نہ آج ------ لیکن آج وہ خوفزدہ تھیں ---------

وہ سر جھٹک اپنی نگائیں ہٹائیں ہوا کی تیزی سے اسکے برابر میں سے گزرنے لگا

پلیز چھوڑ کر مت جائیں بچالیں مجھے اس درندے سے ------ وہ اسکا ہاتھ تھام پیچھے سرسری سی نظر ڈال التجا کرنے لگی --------

نرم گرفت اپنے مضبوط ہاتھ پہ محسوس کر اسکا خون کھول اٹھا غصے کا اچانک گراف بڑھا اور آنکھیں سرد آنگارہ ہوئی یں ----------

چھوڑو زلیل عورت !!پلٹتا دھتکارتا اپنے ہاتھ سے اسکا ہاتھ جھٹکا کہ وہ لڑکڑاتی پیچھے کو ہوئی ی اور ایکدم ہی دو ہاتھوں نے اسے پھر مضبوطی سے تھام لیا تھا ---------

آج وہ ہاتھ سہارا نہیں بچھو کی طرح اپنی بازوں پہ رینگتے محسوس ہوئے جن سے وہ بروقت آزاد ہونے کے لیئے مچلی ------ جو اسے جکھڑے جارہے تھے --------

ہاتھ آہی گ ئی ****تو ------ وہ وحشی گالی دیتا اسکے کان میں پنکارا -------
اسکی گرم سانسیں اتنی قریب محسوس کر وہ تڑپ و سسک اٹھی ---- یااللہ میری توبہ کیا ہورہا تھا یہ سب اسکے ساتھ ----- میرے مولا مجھ پر رحم کر ------دل سے کرب بھری سسکی نکلی ----------

اور مقابل کھڑے ضوریز کی بھوری آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالی جن سے چنگاریاں نکل رہی تھیں جو جلا کر ایک منٹ میں سب کچھ خاک کردے ----------

وہ جھرجھری لے اٹھی ----------

مم ۔ میری مدد کریں پلیز آپ جو کہیں گے میں وہ کروگی بس مجھے اس سے بچالیں ------- وہ ایک بار پھر اس کے سامنے گڑگڑائی ی جو بے حس بنا سارا منظر دیکھ وہاں سے پلٹ پھر اپنی راہ چلنے لگا تھا ----------

مم ۔ میں مر جاؤگی ---- اس رب کے پاس جاکر بتاؤں گی تیری دنیا بہت ظالم ہے ۔ اس شیطان صفت کی گرفت میں ضوریز کی پشت دیکھ بے بسی سے روتی بولی اسے نجانے کیوں ضوریز میں مضبوط سائبان محسوس کیا جیسے وہ اسے بچا اپنے پاس محفوظ رکھے گا ----------

اسکی جملے نے ضوریز کے پیر جھکڑے تھے اور وہ وہی کا وہی رک ایک جگہ ٹھہرا

اس شیطان نما انسان نے اسکی آہیں سسکیاں بیکار جاتے دیکھ اسکے بالوں سے پکڑتا کھینچا اسکا رخ بدلتا اسے دیکھ تمسخرے سے ہنسا ---------

تیرے دوسرے عاشق نے تجھے منہ بھی نہیں لگایا چچ چچ ----- کہتا اسے اپنے ساتھ گھسیٹا -------

چھوڑو چھوڑ ------ رائیمہ کی بلند چیخیں اس سنسان روڈ پر ہوا کی فضاؤں میں گونجتی دل ہولا دے رہی تھی ----------

اللہ ----- ایک آہ سی دل سے نکلی ---------

چٹاخ !!وہ اپنے بھاری قدم اٹھاتا وہاں پہنچا اور اسے کھینچ اس شیطان کو سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسے بھاری ہاتھ کا زناٹے دار تھپڑ مارا ---------

تھپڑ پہ اسکی گرفت ڈھیلی پڑی جسے دیکھ رائمہ فورا اس سے دور ہو کھڑی ہوئی ی

جبکہ وہ درندہ تو اب شاک سا اس دیو نما کھڑے وجود کو اپنی غصے بھری آنکھوں سے دیکھنے لگا ----------

اوئے زیادہ ہیروگری نہ دیکھا تیرے دل کو بھا گ ئی ہے یہ کمینی -----کہتے اسے دیکھ آنکھ ماری جسکی آنکھوں میں بھرپور حیوانیت ناچتے ضوریز نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی ------

،چل ڈیل کرتے ہیں پہلے میں مز -------

آہہہ ---- وہ اگے خرافت بکتا کہ ضوریز نے اسکا گریبان پکڑ تھپڑ اور گھونسوں کی جابجا برسات کردی ---------

چند ہی پلوں میں اسکی حالت نیم مردہ ہوگئی ---------

منہ ناک سے بہتا خون درد سے نڈھال وہ دھڑم سے زمین بوس ہوا ----- اس پہ اپنی ایک آخری نظر ڈال اسکے وجود پہ بھاری بوٹ کی ٹوکر مار چلتا رائےمہ کی جانب بڑھ رہا تھا کہ ----------

مم ۔ میں تجھے چھوڑوں گا نہیں ------ پیچھے سے بھیگی درد سے دھری آواز اسکے کانوں میں پڑی ---------

ہاں کیوں نہیں اگر یہاں کے کتوں کا نوالا بننے سے بچ گیا تو ضرور جاکر ضوریز لشاری کے نام کی ایف آئی ی آر کٹوا لینا ---- بنا مڑے کاٹدار لہجے میں بولتا چلتا رائےمہ تک پہنچا ---------

جو اپنے وجود پہ دونوں ہاتھ باندھے کانپتی لرزتی روتی سسک رہی تھی ----------

بے حیا !!!کہتا اسے بنا نظریں اٹھائے اپنی پہنی شال جھٹکے سے نا محسوس انداز میں اسے اڑائی ی --------

اس کا بس چلتا تو وہ اس لڑکی کو زمین کی ساتوی طے میں گاڑھ دیتا جسے نہ اپنا ہوش تھا نہ اپنے گھر والوں کا لیکن وہ ایسا کر نہیں سکا ----------

وہ تیزاب سے لفظ رائی مہ کا دل چیر گئے ---------- وہ اس شال کو اپنے وجود پہ ٹھیک کر مزید سسکی ---------

گھر کہاں ہے ؟ مم ۔ میں نن ۔ نہیں جانا چاہتی ----- ضوریز کی بھاری سرد آواز اسکی سن ہوتی سماعتوں سے ٹکرائی ی تو اپنی لڑکڑاتی آواز میں بولی ---------

میں نے تم سے پوچھا جانا چاہتی ہو یا نہیں ؟ اسکی ڈر اور آنسوں سے سے لب با لب ڈوبی آنکھوں میں اپنی بھوری سرد آنکھیں ڈال سوالیہ کہا -------

نن ۔ نن ---چلو ----اس کے کہنے سے پہلے خود بولتا اگے بڑھا -------

مم ۔ مجھے ---- چپ ایک لفظ بھی بکواس میں کہا جان سے مار دوں گا تمہیں ------ وہ اسکی پشت اسکی قدموں کی چھاپ کو دیکھ مزید بولتی کہ ضوریز چبا چبا کر وارننگ دیتے لہجے میں پلٹ گویا ہوا -------

جسکے لہجے میں آگ سی تپش دیکھ وہ سہمی ----------

تمہیں تمہارے ٹکانے پھینک مجھے بھی جانا ہے ---- چلو فاسٹ ------ سرد ٹھٹھرتے لہجے میں بولا اور پھر پلٹنے لگا تھا کہ ---------

مجھ سے نکاح کرلیں ۔۔۔۔ مم ۔ میں نہیں جاسکتی واپس ۔ میرے گاؤں اور گھر والے تو اب تک میرا غائبانہ جنازہ بھی پڑھا چکے ہوگے

اور اگر نہیں بھی پڑھوایا ہوگا تو صبح ہوتے ہی میری قبر کھود دی جائے گی مم ۔ نے وہاں قدم رکھا تو مورے ابا تو پھر بھی بچانے کی تگ و دو کرلیں مگر گاؤں والے مجھے پھانسی چھڑا دے گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ رک اسے ساکت سا سن رہا تھا جسکے منہ سے نکلا تو کیا نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ان سب سے پہلے میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا چپ چاپ چلو ۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی پہلی بات کو سرے سے نظرانداز کرگیا اسکے آنسو اسے بس مگرمچھ کے آنسو لگ رہے تھے جن سے وہ یقینا کتنے ہی مردوں کو اپنے جال میں پھانساتی ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ میں جانتی ہوں مجھ جیسی گھر سے نکلی یا بھاگی ہوئی لڑکیوں کا کیا انجام ہوتا ہے جو اپنے ماں باپ کے منہ پر بھرے منجھدار میں کالک مل دنیا کی خاک چھانتی ہیں

------ مم ۔ میں خود غرض ہوگئی تھی ---- پیسوں کی لالچ میں اندھی ہوگئی تھی

مم ۔ میں ڈر گئی ہوں اتنا ڈر لگ رہا ہے کہ اگلی سانس لینے سے بھی گھبرا رہی ہوں ---- پلیز نکاح کرلیں مجھ سے بھیگ مانگتی ہوں ---- دنیا کی سرد گرم ہواؤں سے بچا کر اپنے گھر کی چھت تلے زرا سی جگہ دے دیں ----- اسکے بدلے آپ دوسری شادی کرسکتے ہیں میں اجازت دیتی ہوں ----------

میں نہیں کرسکتا نکاح تم سے سمجھی ------ سنجیدگی سے سپاٹ لہجے میں اسکی تمام روداد داستان سن دیکھ بولا ---------

بھلا کیسے اسکی مردانگی پر گوارا ہوگا کہ وہ ایسی لڑکی کو اپنی عزت بنائے جسکی عزت نفس اس قدر کمزور تھی کہ اپنی خواہشات لالچ کے چکر میں ایک نا محرم کے ساتھ دعوت نامہ بنی اور تحفے تحائف لیتی پھر رہی تھی -------

اسکی غیرت گوارا نہیں کررہی تھی وہ اسے اپنا بناتا ---

اگر جو کرتا تو خود مرتا یا جس موت سے بچتی اس سے نکاح کرنے کے لیئے تیار تھی اسے سسک سسک کر مارتا ----------

پلیز -----وہ اب اسکے سامنے اپنے کانپتے ہاتھ جوڑ گ ئی جبکہ آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے ----------

نہیں !!!ایک لفظی سیدھا جواب دیتا بولا ---------

یہ صورتحال اس قدر عجیب تھی کہ ضوریز جیسے جوان مرد کو کچھ پل تو سمجھ نہ آیا کیا کرے اور کیا نہیں -------

سامنے کھڑی لڑکی کا سسکتا وجود ، بھیگی آواز ، جوڑے ہاتھ التجا سب کچھ یکدم اسے الجھا کر رکھ گیا ----------

اپنی غیرت پر وار کر وہ اس لڑکی کو اپنانے جارہا تھا جو گاؤں کا مرد ہونے پر اپنی عزت پر حرف آنے پر سر قلم کرنے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

سوری ۔۔۔۔ وجدان پاس کھڑے مبارکباد کے بعد نہایت حمدانی صاحب کو دیکھ اپنی ازلی آواز میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کس لیئے برخوردار ؟ اپنی ائی برو اچکاتے بلیک ٹاکسڈو پہنے پروقار مردانہ وجاہت کے شکار بیٹے کو دیکھ کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس دن زرا بدتمیزی ۔۔۔۔۔۔۔ اس نے کہتے اپنا سر کھجایا سمجھ نہیں آیا کیسے بات شروع کرے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بٹ آپ باپ کم دوست زیادہ ہیں تو ۔۔۔۔۔۔۔، وہ کہتا کہتا روکا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں میرے باپ درست فرمایا آپ نے ۔۔۔۔۔۔۔ اسکی باتوں میں چھپے مطلب کو جان کر شرارت سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ سر کو خم کرگئے ۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا ۔۔۔۔۔ انہیں ایسے دیکھ وجدان کا جاندار قہقہ پڑا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

حمدانی صاحب کا کہنا تھا انسان کو انسان ہونے کا مارجن تو دیا جائے کہ وہ کھل کر اپنی بات کہہ سکے، ڈسکس کرسکے ۔ اسلیئے یہ چھوٹ اور ڈھارس اسے واقع اپنے باپ سے ملی تھی جن سے وہ کسی بھی قسم کے ٹاپک پر گفتگو کرسکتا تھا ۔ وہ ٹاکسسز، سرد قسم کے باپ ثابت نہیں ہوئے تھے جن سے بچے کچھ بولتے ہوئے بھی ڈرے بلکہ وہ ایک خوش اخلاق انسان تھے جن کے سامنے وجدان بچپن سے لیکر جوانی تک اپنی ہر بات کسی بھی تگ و دو کی بجائے آرام سے شئیر کرتا آیا تھا اور انہی سب کے چلتے ان دونوں باپ بیٹوں میں کبھی کبھار چھیڑ چھاڑ بھی ہوتی رہتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی یہ باڈی دیکھی ہے ۔۔۔۔۔ اسکا چوڑا سینہ ، مضبوط بازوؤں ، دراز قد دیکھ بولے میری معصوم بہو ڈر جائے گی ۔۔۔ زرا اس پر رحم کھانا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا اسکا پھر ایک بار لاؤنج کی فضا میں گہرا قہقہ پڑا تھا ۔۔۔۔۔ دل میں آیا اسی نازک کو ڈرانے کے لیئے تو رکھی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

غالباً اسی طرح باپ بیٹوں میں کبھی کبھار معنی خیز شریر بات بھی ہوجایا کرتی تھی جسے وجدان قہقہ لگا کر جان چھوڑوایا کرتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہائے اللہ اتنا ہیوی ڈریس دیو کہیں کا پتہ نہیں کس بات کا بدلہ لے رہا ہے مجھ سے خود پہنے تو لگ پتہ جائے ۔۔۔اونہہ ۔۔۔۔ اسے نکاح کے بعد رخسار نے بتایا کے نکاح کی ساری شاپنگ خود وجدان نے کی ہے ۔۔۔۔۔ سن یکدم اسکے گال دہک چہرہ لال اناری ہوتا خون چھلکانے جیسا ہوگیا تھا ۔۔۔۔۔ مگر جیسے ہی اسکی مانگ شانگ کا خیال آیا کہ

اسکا غصہ عود آیا اور بولی مجھے کیا جس نے بھی کی ہو میری بھلا سے بھاڑ میں جائے یہ شاپنگ ------

وہ اپنے شدید دکھ اور احساسات میں اس قدر گم تھی بلکل آس پاس سے یکسر انجان کہ ڈور کھلنے اور بند ہونے کی جانب بھی متوجہ نا ہو پائی ی ---------

اسکے لفظوں پہ پیچھے کھڑے وجود نے پہلے حیرت سے اپنے دراز قد کو دیکھا جو بلیک ٹاکسیڈو میں ملبوس تھا پھر اپنی چوڑی چھاتی اور پھر اسکے دلہن کے روپ کو وہ اسکی سوچوں کو بھٹکا رہی تھی ۔ بے ساختہ بھینچے لبوں پہ مسکراہٹ اپنے رنگ دیکھانے لگی

غلط بات !!الولی برڈ یہ خاص صرف تمہارے لیئے میں کیسے پہن سکتا ہوں ۔کہتے اسکا نازک مخملی ہاتھ مضبوط گرفت میں لیتا اسے جھٹکے سے گھماتے اپنے سینے سے لگایا جس سے اسکا لہنگا بھی گول گھما ۔۔ آہ ۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ اسکی پھنسی پھنسی سی چیخ نکلی -------

سامنے کھڑے لمبے چوڑے وجدان کو دیکھ تو جیسے سانس لینا بھول گ ئی تھی آنکھیں پھیلی کی پھیلی رہ گ ئی یں پر یخلت سراسیمہ ہوگ ئی --------

نجانے وہ کب سے کمرے میں موجود تھا اسے پتہ نا لگا لیکن اسکے سرسراہتے لہجے نے اسے حقیقت باوار کروادی اور مخاطب پر چہرہ گلنار ہوگیا ---------

وہ مم مم ۔ میں ۔ وہ وحشتزدہ سی لب کاٹتی منمنانے لگی --------

شش !!وجدان نے اسکے لبوں پر انگلی رکھی اور فرصت سا اسکا مکمل جائزہ لینے لگا

قریب آنے پر اسکا کمسن حسن جگمگا رہا تھا ۔ اسکا سکون لوٹنے والی مہارت سے سجی گرین ہیزل آنکھیں ان پر سیاہ خمدار اٹھتی گرتی لرزتی پلکیں ، سرخ چھوٹی سی ناک اس پر نفیس سے نوز پین کا بوجھ جھیلتی زیادتی کا منہ بولتی ثبوت تھی ---------

پڑپڑاتے سرخ ہونٹ بھی آج خود پر بے بسی سے ڈیپ ریڈ رنگ میں لپٹے ہوئے تھے

جاری ہے ---

MAN E AZIZAM

EPISODE # 61

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

سفید نازک گردن جیسکی ہری نیلی نسیں چھلکتی تھی چاہے سمپل نازک ہی صیح نکلیں نے تشدد کی انتہا کردی تھی ۔ مرمرئی ی کلائیوں میں چھلکی چوڑیوں نے انہیں زنجیروں کی طرح قید کیا ہوا تھا ---

کانچ سے نازک وجود پہ بھاری لہنگا ۔ وجدان کو یہ سب دیکھ اچانک وحشت ہوئی ی ۔ وہ اسے زرا سی بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور یہ سب چیزیں جو اسے پریشان کررہی تھیں جو وہ خود خرید لایا تھا ان سے اسکے معصوم چہرے پر چھائی ی بے زاریت الجھن اسکے اندر ایک بے سکونی سی پھیلاگ ئی --------

آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اسکے ناک سے نوز پین کو نکالنے لگا ۔ جس میں بہت احتیاط تھی ۔ نوز پین نکال وہی چھوڑ دی ۔ وہ مسکرا رہا تھا ----------

اب وہ بغور اسکے ہر نقوش کا جائی زہ لینے کے بعد جھک کر آہستہ سے اسکی سرخ ناک پر اپنے دہکتے لب رکھ گیا ---------

"!! اس دیو کی زندگی میں خوشآمدید مائی ی لولی برڈ"

بھاری تپش دیتے لہجے میں کہتے اسکی مدھم مدھم چلتی دھڑکنوں کی مصحور کن رقص اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی ی ----------

وہ اس پر جھکے پرتپش سانسیں چھوڑنے لگا جبکہ مہمل تو اس طرح کسی مرد کے پہلی دفعہ چھونے لمس پر بکھلائی ی سے تھوگ نکلا اور چہرے کے نقوش میں سرخی گھلنے لگی --------

مہمل کا تو مانو حلق خشک ہوا اور دانتوں تلے زبان دیتی سوچا تو اس دیو کے تیز کانوں نے یہ بھی سن لیا میں اسے دیو بلارہی تھی ---------

وہ اسکے حصار میں لرزی اور نا محسوس انداز میں اس سے دور ہونا چاہا ۔ جسے دیکھ وہ خود اسکے سحر سے نکل اسے خود سے آہستگی سے آزاد کرگیا ----------

اس پر اپنی تڑپتی بہکی نگائیں ٹکائیں ہی اس نے رخسار کو کمرے میں لگے انٹرکام کے ذریعے یہاں بلایا ---------

وہ ہمیشہ کی طرح اسکی ایک آواز پہ سر کے بل دوڑتی وہاں تھی ۔ جس کے ہاتھ میں ایک خاکی سا باکس موجود تھا ---------

اگے بڑھ اس سے باکس لیتا اسے بھاری ہاتھ کی دو انگلیوں سے جانے کا اشارہ کیا ۔
جسے دیکھ وہ یکدم ہی وہاں سے الٹے پیر فورا ہی غائب ہوئی ی ----------

یہ تمہارے لیئے اوپن کرو اسے "۔"
مہمل کے پاس آتا وہ باکس مہمل کے ہاتھوں میں دیئے بولا --------

مہمل نے وجدان سے وہ باکس تھام تو لیا باکس کے اندر ہلچل محسوس کر وہ خوف سے
زرد پڑتی پہلی ہی فرصت میں اسے کمرے میں موجود بیڈ پر رکھ دیا ----------

"یہ یہ اس میں کیا ہے یہ ہل کیوں رہا ہے ؟"
مہمل نے مقابل کھڑے وجدان کو مشکوک سا زیر لب مسکراتے دیکھ کہا --------

یہ دیو میرے ساتھ کوئی ی مزاق تو نہیں کررہا کہیں اس باکس سے اسی کی طرح کا" کوئی ی دیو یا ڈائی ناسور نکل آیا تو ؟؟--------- اس نے اپنے لپسٹک میں لپٹے سرخ لبوں پہ ڈر سے زبان پھیری ----------

اوپن کرو "۔"

مسکراہٹ رک اسے دیکھ پھر بولا جسکی سٹی گم ہوگ ئی تھی ----------

وہ ڈرتے ڈرتے بیڈ پر بیٹھی اور باکس پر اپنا کنپکنپاتے دونوں ہاتھ رکھ اسکے اوپر لگی ٹیپ ہٹانے لگی -------

اوو واؤ یہ کتنا پیارا ہے "۔"

باکس میں وہ سفید ریشمی بالوں والا چھوٹے سے پپی کو دیکھ چہکتی بولی ----- جسے دیکھ تھوڑی دیر پہلے کا ڈر کہیں جا سویا تھا اب چہرے پر ایک الگ ہی خوشی در آئی ی تھی

اسکے چہرے پر خوشی جگمگاتے دیکھ وجدان کا ڈھیرو خون بڑھا تھا --------

باؤ ؤ باؤ ؤ کرتا وہ کتا چیخا ---------

اوو میرا گڈا پیارا بچہ "۔"

اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتی اسکے سلکی سفید نرم و ملائ م بال سہلانے لگی

وجدان تو اسکے اس کتے سے لاڈ بھری باتوں پیار پر شاکڈ تھا کہ خاموشی پر مہمل نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا سنجیدہ سا ----------

آپ ---- وہ بولنے لگی تھی کہ وجدان نے اسکے پڑپڑتے لبوں پر انگلی رکھ خاموش کروادیا

لسن مائی ی بے بی !!تمہاری ہر ادا پسند ہے، ہر بات پسند ہے مگر میں ہمارے بیچ میں کسی تیسرے وجود کو برداشت نہیں کروں گا ۔ تمہاری زرا بھی توجہ کا مرکز کوئی ی جاندار یا بے جان چیز بنی وہ چیز ہی میں تم سے دور کردوں گا ۔۔۔۔۔ ڈاگ بے بی اس لیئے گفٹ کیا تمہاری بوریت دور ہوسکے مطلب اسکا ہرگز یہ نہیں تم اس سے بے جا پیار جتاؤ یا اسکے لاڈ اٹھاؤ ۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ سے ڈاگ کو لیئے نیچے زمین پہ رکھ بیڈ پر اسکے روبرو بیٹھ اسکی نازک کمر میں اپنا مضبوط بازؤں ڈالے اپنے طرف کھینچا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ چیخ کے ساتھ اسکے چوڑے سینے پر اپنے دونوں نازک ہاتھ جماگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہاری الفت، تمہاری نفرت، تمہاری سانسوں ،تمہارے پیار، تمہارے احساسات، تمہارے سر کے بال سے لیکر پیر کے ناخون تک تم پہ صرف میرا یعنی وجدان زید حمدانی کا حق ہے ۔۔۔۔۔۔۔

کرو اس سے باتیں مگر لمٹ میں اور اسے اپنی بانہوں میں بھرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔۔ چونکہ اگر ایسا پھر کیا یا ہوا تو میں اس کتے کو اگلی سانس سے بھی محروم کردوں گا !! جو تماری قربت کی تمنا کرے انڈرسٹنڈ

وہ تو بس اسکی عجیب بے تکی باتوں میں الجھی تھی کہ کیسے وہ اس پیارے سے چھوٹے ڈاگ سے انکنفرٹبل یا جیلس ہورہا تھا خود ہی اسکے لیئے لایا اور اب خود اسکا رقیب بن بیٹھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب وجدان کیا بتاتا اسکے جزبے لٹاتے لفظ اس جانور پر اسے اچھے نہیں لگے کیونکہ وجدان کے مطابق وہ ان تمام لفظوں محبت بھرے جزبوں پہ بھی صرف اسکا حق تھا

وہ معصوم سوچتی اپنی لرزتی پلکوں کے ساتھ اپنے سرخ نچلے لب کو دانتوں تلے دباگئی

مائی ی ڈارلنگ !!!ایسا نہیں کرتے بری بات "۔"

محبت سے چور بھاری لہجے میں کہتا اپنا انگھوٹا اسکے نم لبوں پہ رکھ اسکے نچلے ہونٹ کو دانتوں سے آزاد کروایا -------

وہ اسکے لمس پہ سمٹی اور اس سے دور ہونے لگی کہ وجدان اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسکے نازک لبوں پہ جھک اسکی سانسوں کو اپنے نرم گرم لمس میں قید کرگیا

وہ اسکی سانسیں خود میں محسوس کر خود کو سیراب کررہا تھا کہ مہمل کو لگا اگر دیو نے اسکی اسی طرح سانسیں بند رکھی تو وہ ایک سیکنڈ میں اوپر پہنچ جائے گی -------

مہمل نے اسکے ٹاکسیڈو پر اپنے نازک ہاتھوں کا جھٹکا دیا تو گویا وجدان ہوش میں آیا اور اسکے لبوں کو آزاد کر اپنی آنکھیں موندیں ان پر اپنی گرم سانسیں چھوڑنے لگا -------

مہمل تو اسکی بند آنکھوں کو اتنی قریب سے دیکھ اپنے دھڑکنوں کے عجیب شور پر گراں تھی آخر یہ کیسا شور تھا جو ادھم مچائے اسکی دل میں ہلچل سی پیدا کررہا تھا وہ اپنی سانسوں کو بحال کر اب اسکی مغرور ناک کو دیکھنے لگی وہاں سے ہوتی اسکی گھنی مونچھوں ہلکی داڑھی پرگ ئی وہ ایک خوبصورت اور شاندار مرد تھا --------

وہ ایسے ہی ٹرانس کی کیفیت میں اسے تکتی گ ئی اور بے خودی میں اپنا اسکے چوڑے سینے پہ رکھا ہاتھ اسکے چہرے پر پہرہ ---------

جان وجدان میرے پاس رہوگی نا ہمیشہ ۔ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گی ؟ "اسکا ہاتھ" اپنے چہرے پر محسوس کر ہاتھ بڑھا کر اپنے مضبوط ہاتھ میں تھاما اور ایک آس سے پوچھا جو لرزتی کانپتی اسے ہی دیکھ اور سن رہی تھی ---------

بولو نہیں جاؤ گی نا "--"

دو انگلیوں سے اسکی ٹھوڑی اوپر کر اسکی گھنی پلکوں پہ آہستہ سے پھونک ماری

وہ اسکی گرم سانسوں پہ جھنپتی تھوگ نکلتی تذبذب کا شکار ہوئی ی -------

پر مم ۔ میرا بھائی ی "----- اٹکتی گھبراتی بولی ------"

بھول نہیں سکتی اپنے بھائی ی کو مطلب تم سترہ سال اپنے بھائی ی کے پاس ہی" رہی ہو اب میری پاس میرے حصار میں رہنا --- بہت محبت دوں گا ۔ ٹوٹ کر چاہوں گا تمہیں "---- اسے قریب کیئے اسکی نازک گردن میں ہاتھ ڈالے جھکتا گردن میں پہنے نکلیس کے نیچھے اپنے تشنہ لب رکھ گیا --------

اب بے خودی مہیں بہکتا وہ جابجا اپنے لب رکھ اسکی گردن کو نم کر اسے سمٹنے پر مجبور کرگیا ---------

دیو "-----"

اسکی وارفتگی پہ بے ساختہ اسکے منہ سے سسکاری نکلی -------

اس نے اپنی گردن اٹھائے اپنی بانہوں کے حصار میں اس حسین پری کو دیکھا جو نجانے بھٹک کر کیسے اسکی دنیا تک آگ ئی تھی اور وجدان کو لگنے لگا تھا اب شاید اسکی دنیا ہی وہی ہے ---------

"کوئی ی اس سے پوچھتا اگر زندگی کیا ہے تو وہ بنا سیکنڈ لگائے جواب دیتا "مہمل

ڈارلنگ بھائی ی سے تمہاری محبت بجا ہے مگر اس کے لیئے تم مجھے چھوڑنے کی غلطی" کبھی مت کرنا وہ کیا ہے ناں لوگ تو تمہارے ساتھ دنیا تک رہے گے لیکن میں تمہاری قبر تک آجاؤں گا "------ اپنے بھاری ہاتھ سے اسکا گال سہلائے بول وہ وہاں سے اس پر بنا کوئی ی نظر ڈالے کمرے سے نکلتا چلا گیا --------

مہمل کو وہ ہوا نہ لگی تھی کہ وہ انکھوں میں خواب سجائے اور محبت کی تتلی اسکی دھڑکنوں کو چھو کر اس میں ہلچل مچا دے لیکن اس شخص کا اسکی زندگی میں دھڑلے

سے آنا حق جتانا سب کچھ دل پر لگے کلابند کو ریزہ ریزہ کر اپنی ڈھاک بیٹھاتا جارہا تھا

وہ اسکے جانے پر اسکی چوڑی پشت دیکھتی خود میں سے پھوٹتی اس دشمن جان کے کلون کی خوشبو سرد اور نرم سا تپش دیتا لہجہ سب سوچ اسکے چہرے پر کہی رنگ آئی یں تھے ---

چہرہ سرخ اناری سا ہوگیا تھا بلکل خون چھلکاتا سامنے والے کی دیوانگی پر ---

لیکن وہی اپنے بھائی ی کا سوچ افسردہ بھی ہوگ ئی تھی ---

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آہ یہ مم ۔ میں نے کک ۔ کیا کیا ؟ خود پر ماں باپ کے سروں پہ من و مٹی زلالت کی" ڈال دی "۔ وہ گھٹنوں میں منہ دیئے روتی بڑبڑا رہی تھی ---

اگر وہ مجھے نن ۔ نہیں بچاتے تو ۔۔۔۔۔۔۔، وہ آگے نہ سوچ سکی اور اپنا سر گھٹنوں سے اٹھائے بے حسی سے منہ، گالوں پر اپنے ہاتھوں سے تھپڑ مارنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کیوں آخر کیوں ؟؟ مجھ جیسی اولاد کو پھانسی ہوجانی چاہیئے ۔ میری لالچ مجھے لے ڈوبی ۔ اب یہ دنیا مجھے کیسے جینے دے گی ؟

کہاں اپنے ماں باپ کی شفقت تلے تھی اور کہاں میں نے خود کے لیئے دوزک خرید لی ۔۔۔۔ مزید چہرے کو تھپڑوں سے سرخ کرتی دھاڑے مارتی رونے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی سسکیاں اس شہر کے چھوٹے سے تین کمروں کے فلیٹ میں گونجنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معاً اپنا آنسوؤں سے بھیگا تر چہرہ لیئے کمرے میں موجود کھڑکی پر اپنی نیم مردہ نگائیں ٹکائی ی جن میں تین دن پہلے رات کا واقعہ گھومنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز اسے اس فلیٹ میں چھوڑ باہر سے جب گھر لوٹا تو نجانے کہاں سے رات کے اس پہر مولوی سمیت کچھ لوگوں کے ہمراہ آیا اور کچھ ہی دیر میں کب وہ رائمہ شریف احمد سے مسسز ضوریز لشاری بنی اسے اپنی غیر دماغی سی حالت میں خبر نہ ہوئی ی اور وہ چپ چاپ نکاح کے بعد ان لوگوں کو لیئے رائمہ سے کچھ کہے سنے بغیر فلیٹ سے نکل گیا ----------

تینوں دن سے وہ ایسے ہی سوکھے منہ بھوکی پیاسی ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی تھی اور بس پل پل اپنا ماضی یاد کر کبھی ہنستی تو کبھی جانجا روتی چلی جارہی تھی ---------

جبکہ وہ دشمن جان تو جیسے اس پر اپنی ملکیت کی مہر لگائے منظر عام سے اس نکاح کی رات سے ہی غائب تھا -------

اس نے یہ جاننے کی کوشش بھی نہیں کی تھی وہ مررہی ہے۔ جی رہی ہے ۔ کیا کررہی ۔ کیا نہیں ۔ اسکا جیسے اس نازک وجود سے کوئی ی تعلق واسطہ یا لینا دینا ہی نہیں تھا

میں اسکے نکاح میں ہوں وہ بھول تو نہیں گیا کہیں "۔"

خدشے نے سر اٹھایا لیکن جب اپنی اصلیت یاد آئی ی تو دل کیا خود کا منہ نوچ لے

میں کیوں کسی غیر سے کچھ امید باندھی بیٹھی ہوں اس نے مجھے میرے سر پر ناچتی موت بدنامی سے بچا اپنے نکاح میں لے لیا کیا یہ کافی نہیں جو وہ اب میرے گندے وجود کی پروہ فکر میں بھی گُھلے ---- میں یہی ڈیزرو کرتی ہوں ------ اپنے اگے کے متسقبل کو سوچ جو اتنا خوفناک تھا کہ وہ کانپ کر رہ گ ئی ---------

فلیٹ کا باہر سے لاک کھول وہ اندر داخل ہوا --------

پورے فلیٹ پہ اپنی ایک زیرک نگاہ دوڑائی ی مگر وہ کہیں نظر نہ آئی ی مطلب وہ اسی کمرے میں موجود تھی جہاں شاید وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دب دب اپنے بھاری قدم اٹھائے باہر کمرے تک پہنچا اور زور سے مٹھیاں بھینچی مگر خود کو یکدم ایک گہری سانس بھرتے ریلکس کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہینڈیل پہ اپنا بھاری ہاتھ جماتے دروازہ وا کیا اور اندر قدم رکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز کو سفید روش پہ بکھیری حالت میں بیٹھی وہ اپنے حواس میں نہیں لگی جسے اسکے یہاں آنے کا بھی شاید علم نہیں ہو پایا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھ اس تک لمبے لمبے ڈاگ بھرتا پہنچا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اٹھو "۔۔"

کہتا نازک بازوں کو گرفت میں لیئے اسے ایک ہی جھٹکے میں اپنے مقابل کھڑا کیا وہ جھرجھری لے اٹھی اور ایک منٹ میں اپنے حواس میں لوٹی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سامنے کھڑا لمبا چوڑا شخص جو کچھ دن پہلے اجنبی تھا آج الگ رشتے کی حثیت سے سامنے کھڑا دیکھ کر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی سرخ سنجیدہ بھوری آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا جسے دیکھ رائی مہ کو سمجھ نہ آیا کیا کہے کیا نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

کھانا لیکر آؤ "۔"

نظریں پھیر کہتے اسے جھٹکے سے سائیڈ دھکیلا ۔۔۔۔۔۔۔

آہ ۔۔۔

اسکی بے حسی پہ اسکے منہ سے پھنسی پھنسی سی چیخ نکلی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کھ ۔ کھانا مم ۔ میں نے تو نن ۔ نہیں بنایا "۔"

لرزتی کانپتی ٹانگوں کے ساتھ کھڑی وہ دھیمی اٹکتی آواز میں بولی --------

اسے اپنا کچھ ہوش خبر نہیں تھی تو وہ کھانا کیسے بناتی بھلا اور اسے کیا معلوم کہ وہ کبھی اس گھر میں پھر قدم رکھے گا بھی نہیں ------

مگر اس آدمی کی یہاں موجودگی اسکا حکمیہ لہجہ اسے یہ باوار کراوا چکا تھا وہ آگیا ہے

"کیا کہا ؟"

وہ اسکے جانب رخ کر نفرت بھری نظروں سے اسکے سرخ سوجے چہرے کو دیکھ پوچھنے لگا اسکے لہجے پہ رائی مہ نے لبوں پر زبان پھیری ---------

وہ ۔ وہ مم ۔ می ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

چپ ایک لفظ نہیں !تمہیں اپنے یار کی فکر میں گھولنے مرنے سے فرصت ملے تو تم"
کچھ دیکھو نا اپنے اردگرد "----

نن نہیں باخدا "----"

رائی مہ اسکے سور پھونکتے خنجر جیسے لفظوں پہ تڑپ اٹھی ---------"مم ۔میں اپنے
ماں باپ کا سوچ رہی تھی "------

"ہمم جیسے اپنے ماں باپ سے پوچھ کر بھاگی تھی سوگ تو ایسے منایا جارہا ہے"
-------- اسکی بات پہ اسے گھورتا دبے دبے غصے میں غرایا ---------

آہ --رائی مہ کا اسکے سخت لہجے جملوں پر پور پور زخمی ہوا تھا ساتھ منہ سے سسکاری آزاد
ہوئی ی -------

برقعے میں ملبوس بغیر اسکارپ کے ریشمی لمبے بال چوٹی میں مقید لیکن معصوم چہرے پر چوٹی سے نکلتی آوارہ لٹیں ، بنجر لب، سرخ سوجے پپوٹے وہ غم کی مورتی بنے بس بنا آواز کے لرزتی کانپکنپاتی آنسوں بہائے جارہی تھی ---------

ایک بات کان کھول کر سن لو تم "---"

ضوریز اپنے اور اسکے بیچ دو قدم کا فاصلہ طے کر اسکے جبڑے سے پکڑ کر چہرہ اونچا کرتے اپنے سامنے کیا اور اسکی سرخ لہو ہوتی آنکھوں میں اپنی غصے بھری آنکھیں گاڑھی

پکڑ اس قدر بے رحمانہ تھی کہ اسکے منہ سے سسکی نکلی اور رائمہ نے تڑپ کر اسکے ہاتھ کو پکڑا ----------

آج کے بعد تمہاری نظریں نیچے رہیں گی ، ابھی جس طرح بات کررہی ہو اسی طرح ہمیشہ" آواز لہجہ دھیما رکھنا ورنہ یہ جو زبان ہے ناگدی سے کھینچ لوں گا اور ہاں یاد رکھنا بھول کر

بھی کسی غیر مرد کو تصور میں بھی لائی ی تو دوسری سانس لینے کے لیئے زندہ نہیں چھوڑوں گا ۔

وہ بامشکل آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی اور ضوریز نے حقارت سے اسے دیکھا اور ایک بار پھر نفرت سے پیچھے دکھیلا کہ وہ آہ کرتی پیچھے جاتی دیوار سے ٹکرائی ی

نفرت ہے مجھے تم سے تمہاری جیسی بدکراد لڑکی سے جس نے اپنے ماں باپ کو جیتے جی سولی پہ لٹکا دیا میرا بس چلے تمہارا گلا گھونٹ کر ہمیشہ کے لیئے ابدی نیند سلادوں لیکن دیکھو تمہیں اپنے گلے ڈال بیٹھا تم سے نکاح کر بیٹھا ---------

اپنی نفرت کا بھرپور اظہار کرتا اسکے جھکے سر ہچکولے کھاتے وجود پر ایک کاٹدار نظر ڈال باہر نکل گیا ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ ان تین دنوں سے اپنے کمرے میں بند ہوش سے بیگانہ پڑا تھا ۔ گل آغر باہر ملازمین سب اپنے دراز قد لمبے چوڑے چھوٹے سرکار کے لیئے فکرمند تھے --------

جو اپنا کمرہ بند کیئے دنیا سے غافل ہوچکا تھا باہر کیا ہورہا ہے دنیا کیا کچھ کہہ رہی ہے اسکے باپ اور اسے لیکر اسے کچھ علم نہ تھا -----ایسا صدمہ لگا تھا اسے ---------

گل اور آغر آتے دروازہ کھٹکاتے لیکن مایوس ہوتے وہاں سے لوٹ جاتے گل نے بہت دفعہ کوشش بھی کی روئی ی چیخی چلائی ی جسے تیسے اندار بیٹھا وہ بکھرا ٹوٹا مرد دروازہ تو کھولے مگر سب بیکار ہی ہوئی یں کوشش کاوشیں ------

اسے لگا ابرار نے کہیں خود کے ساتھ کچھ الٹا سیدھا تو ------ وہ اگے سوچ نہ سکی لیکن آغر نے اسے کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے باز پرست رکھا اور سمجھایا ابرار کے لیئے پریشان نہ ہو اگر وہ ایسا کرے گی تو ضرور وہ کچھ نا کچھ کرلے گا خود کے ساتھ -------

دیکھیں گل ابھی اسکی منٹلی حالت ٹھیک نہیں اسے دھچکا بھی تو کتنا بڑا لگا ہے ۔۔۔۔۔ اسے ٹائم دیں وہ خود باہر آجائے گا یقین مانیں ۔۔۔۔۔ اسے ہر دن اسی طرح سمجھا بوجھا کر وہ اسے وہاں سے لے جاتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بس اپنے پیارے بھائی کی حالت پہ غمگین ہوتی اور آغر کی باتوں پہ یہی سوچتی کہ جھٹکا صدمہ تو اسے بھی لگا تھا اپنی ماں کے جانے کا اپنے باپ کے روٹھ کر چلے جانے کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ رب نواز صاحب زرا بھی زندگی میں پہلے جیسے ہوئے تو اسکی کتنی خواہشات حسرتیں تھیں اپنے باپ سے اسکے گلے لگنے کی اپنے لاڈ اٹھوانیں کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو ماں نہ صیح لیکن کتنے خواب سجائے تھے اپنے باپ کو لیکر کہ ابرار اور خود کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ دیکھ ہنستی بستی پیاری سی فیملی کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر اب تو صرف ساری زندگی کے لیئے ایک خلا سی رہ گ ئی تھی جسے کبھی کوئی ی نہ بھرسکتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور ابرار ہاں اسے تو اس مکار چلباز عورت نے اپنی جھوٹی ممتا کے لالچ میں اتنا اندھا کر رکھا تھا کہ اب وہ زمین بوس ہوا تو چوٹ بھی پھر گہری لگی تھی ۔ زخم بھی پھر گہرے آئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

جو بھی تھا شاید ابرار نے جھوٹی چلاک ہی صیح اس عورت سے محبت بے لوس بنا کسی غرض کے کی تھی ۔۔۔۔ اسے اپنی ماں مانا ہی نہیں بلکہ اسے اسکا فرمانبراد بیٹا بن کر دیکھایا تھا لیکن ایک وہ ہی سمجھ نہ سکی اور سب گواہ گ ئی اپنے ہاتھوں سے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج جب گل اور آغر معمول کے مطابق اسکے کمرے کے باہر آئے تو کمرہ کھلا تھا جسے دیکھ گل اپنے آنکھوں کی نمی کو صاف کیئے جلدی سے اپنی ویل چی ئی ر کو اندر گھسیٹ گ ئی جسکی جلد بازی دیکھ آغر بھی اسکے پیچھے کمرے میں داخل ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے --------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 62

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

شہزادے کچھ تو کھالو تین دن سے کچھ نہیں کھایا تم نے بیمار پڑھ جاؤ گے۔ "گل" ملازمہ سے کھانا منگواتی ابرار کی جانب نوالہ کرتے بولی ---------

جو جب سے وہ اور آغر آئے تھے ہنوز ہی وہ تب سے چپ سادھے گم سم بیڈ کی بیک پہ ٹیک لگائے بیٹھا تھا ----------

گل سے اسکی حالت دیکھی نہ گ ئی اور آنکھیں پانی سے لب با لب بھگتیں منہ سے ایک درد بھری سسکی آزاد ہوئی ی ---------

شہزادے ماں باپ جیسی ہستیوں کے سر سے سائے اٹھ جانے کا دکھ غم مجھے بھی" اندر سے کھوکھلا کر رہا ہے لیکن دیکھونا میں نے تو خود کو سنبھال رکھا ہے صرف تمہارے لیئے ----- تو کیا تم میرے لیئے خود کو سنبھال نہیں سکتے ---------

تمہیں اسطرح دیکھ میں پل پل مر رہی ہوں جیسے سینے سے کوئی ی دل نوچ کروچ کر نکال سانسیں چھین رہا ہو ۔ میرے پیارے بھائی ی سنبھالو خود کو اللہ کی جانب سے ماں باپ تو قیمتی نایاب تحفے ہوتے ہیں ----------

بس انکی روحِ زمین پر سانسیں ہی اتنی لکھی تھیں ۔ صبر کرو دعا کرو انکے لئے کتنی تکلیف محسوس کررہے ہوگے وہ اس وقت تمہیں ایسی حالت میں دیکھ --------

تمہیں معلوم ہے مجھ سے امی ہمیشہ کہتیں تھیں اپنے چھوٹے بھائی ی کا خود سے بھی زیادہ خیال رکھنا نجانے وہ ایسا کیوں کہتیں تھیں --------

دیکھو وہ روز محشر مجھ سے سوال کرے گی ۔ میرے ابرار کو اتنا کیوں رولایا کیوں تڑپایا ------ تم تھیں ناں اسکے پاس پھر اسے سنبھال کیوں نہ سکیں ؟ "وہ کہتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ----------

اسکے رونے پر برابر میں کھڑا آغر تڑپ اٹھا اور بے ساختہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ اسے تسلی دی ---------

آغر بھی بہت سمجھا چکا تھا اپنی طرف سے ہر کوشش کرچکا تھا کہ ابرار صدمے سے باہر آئے کچھ تو بولے لیکن ہر کوشش ناکام ہوچکی تھی اور اب تو گل کو بھی اسکی گہری چپی سے وحشت ہونے لگی تھی ---------

گل نے نظریں اٹھائے سر پر کھڑے اپنے شریک حیات کو دیکھا جو ہمتن اس بڑے سانحے میں سب کچھ سنبھالے شانہ بشانہ ہر ٹائم اسکے ساتھ کھڑا رہا تھا -------

شش آغر کی ملکہ !کیوں میری آنکھوں پہ اس قدر ظلم ڈھا رہی ہیں آپ کو ترس نہیں" آرہا کیا مجھ پر۔ "اسکی جانب جھکتے سرگوشی نما کہتے بھاری انگھوٹے سے آہستگی سے اسکی نم آنکھیں صاف کیں ---------

وہ اسطرح اپنے بھائی ی کے سامنے موجودگی پر اسکے اچانک ری ایکشن پہ جھجھکتی یکدم ہی اپنے چہرے سے اسکے ہاتھ ہٹاتی پیچھے ہوئی ی --------

اسکے پیچھے ہونے پر اس غمگین صورتحال میں بھی آغر کے عنابی لبوں پر ہلکا سا تبسم پھیلا جسے وہ فوراً چھپا گیا --------

ٹھیک ہے خود بھی رہو اسی طرح اور مجھے بھی رکھو درد میں ------ بات مت کرنا مجھ " سے کبھی ------- اب نہیں آؤ گی تمہارے پاس ------- نہیں کہنا نا کچھ تو رہو چپ ------- اب اگر کبھی بولے بھی تو میں نہیں سنوگی سخت والی ناراض ہوگ ئی یں ہوں میں تم سے ----- جارہی ہوں میں "---------

گل ابرار کے بے رونق بے تاثر چہرے پر ایک آخری نگاہ ڈال دکھ سے کہتی وہاں سے پلٹتی جانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ جسے دیکھ آغر نے بھی جانے کے لیئے اپنے قدم اٹھائے

۔۔۔۔۔۔۔

شہہ۔ شہزادی جانِ بھائی "۔۔۔۔۔۔"

کہتا اسکی ویل چیئر کو اپنی جانب کھسکائے اسکے گلے سے لگ رو دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہی آغر ان دونوں بہن بھائیوں کو اکیلا چھوڑ وہاں سے چلا گیا کہ وہ ایک دوسرے سے شکوے شکایتیں کھل کر بات کرسکیں یہی بہتر تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی کا سہارا ملتے وہ بھی پھوٹ پھوٹ کر بے انتہا روئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سنا تھا غیروں کی بجائے اپنوں سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ اپنے کب آستینوں کے سانپ بن ڈس لیں معلوم نہیں اور پھر ایسی اندھیری کھائی میں پھینکتے ہیں انسان بلبلا اٹھے

۔۔۔۔۔۔

اور یہی ان دونوں بہن بھائیوں کے ساتھ ہوا تھا ۔۔۔۔وہ اذیت ذدہ کرب بھرے لمحے انہوں نے محسوس کیئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ میں نے اس عورت کے لیئے کیا نہیں کِیا ۔۔۔۔۔ وہ سب کیا جو ایک ماں ڈیزرو" کرتی ہے ۔ میں نے اس عورت کو ماں مانا ہی نہیں بلکہ بیٹا بنکے نبھایا ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے اپنی سگی ماں کو لحد میں اتار پیچھے پلٹ کر ایک بار نہیں دیکھا ۔ قبر پر جانا تو دور میں نے تو اپنی ماں سے بیٹا کہلانے کا حق تک چھین لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس عورت نے اپنی ممتا کی ڈھارس میں اتنا اندھا کردیا کہ مجھے میری سگی ماں سے کوسوں دور کردیا ۔۔۔۔۔۔ اس عورت نے میری ماں ہی نہیں چھینی میری جان سے پیاری بہن تم پہ بے تحاشہ ظلم ڈھائے جن سے میں انجان رہا ۔۔۔۔ بھیگے لہجے میں کہتا گل کے چہرے کو اپنے بھاری ہاتھوں کے پیالے میں بھرا ۔۔۔۔۔۔۔

حمیدہ بیگم کے کمرے سے جب رضیہ کو نکلتے دیکھا تھا تب سے ہی ابرار کو کچھ گڑبڑ لگی تھی اور اپنے دل میں آئے شک خدشے پر اسنے دونوں میتوں کی تدفین کے بعد رضیہ کو پورے گھر میں ڈھونڈنا شروع کیا جب وہ پورا گھر چھان مار کھنگھالنے پر بھی نہیں ملی تو آخر میں وہ چھت پہ گیا جہاں گھر کی دوسری سائیڈ پہ بنی باہر جانے کی سیڑھیاں پھیلانگتی وہ نیچے اتر رہی تھی کہ وہی ابرار نے اسے پکڑ سب کے سامنے لے آیا

وہ یکدم گڑبڑائی ی اور پیشانی پہ ٹھنڈا پسینہ نمودار ہوا ------

"تم والدہ جان کے کمرے میں کیوں گ ئی بولو ؟"

وہ کہیں بار پوچھ چکا تھا لیکن جواب ندرد -------

"!! بولو"

اس بار وہ پوری جی جان سے دھاڑا کہ گھر کے ملازمین بھی اپنے چھوٹے سرکار کے غصے سے ڈرتے سہم گئے -------

دفتاً کچھ لمحے گزرنے کے بعد بلاآخر اسنے اپنا منہ کھول ہی لیا تھا --------

کہ حمیدہ بیگم کو بلیک میل کیئے اسکا وہاں سے سب کچھ لیئے فرار ہونے کا پلین تھا لیکن کیسے حمیدہ بیگم اس پر حملہ آور ہوئی یں اور کیسے اسنے خود کو بچانے کے لیئے سیلف ڈفینس میں اس سے انکا قتل ہوا --------

باقی مزید باتیں بتائی ی جنہیں جیسے جیسے سنتا گیا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑھتا چلا گیا ------ اسکی ماں کا قتل ------ وہ جو کچھ بول رہی تھی کہ اسکا دماغ سن سناٹوں کی ضد میں آیا --------

ایک کے بعد ایک پہاڑ اس پر گر رہے تھے جس میں اسکا بھاری وجود دھنستا چلا جارہا تھا

رضیہ جو کچھ کہہ رہی تھی اس کی تصدیق آغر کی گ ئی ریکارڈنگ نے بھی کردی ۔۔۔۔۔
جب اسنے گل کی میڈیسن کو لیکر حمیدہ بیگم سے گفتگو کی تھی اور اس بات کی تصدیق
ڈاکٹر میناز نے بھی کی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ آڈیو رکاڈنگ اسنے ایڈیٹ کر اسکے سامنے پیش کی تھی جس میں صرف اتنا ہی تھا کہ
انہوں نے گل کو غلط میڈیسن دینے کی کوشش کی جس میں وہ نکام ہوئی ی جبکہ اس
میں ہوئی ی گفتگو اپنے اور گل کے نکاح کے حوالے سے وہ چھپا گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں یقین کرنا ہے تو کرو ابرار خانزدہ اور نہیں کرنا تو نہ کرو ۔۔۔۔۔۔۔ لیکن یہی
سچائی ی ہے ۔۔۔۔۔جسے تمہیں ہر حال میں قبول کرنا ہوگا ۔۔۔۔۔ آغر کی آواز ابرار کی
سماعتوں میں سیسے کی طرح پگلتی جارہی تھی جو ایسے سنائی ی دینے لگی تھی کہ اسکا سر
پھاڑ دے گی ۔۔۔۔۔ یہ وہی لمحہ تھا کہ وہ کچھ اور سنے کہے بنا یکدم ہی اپنے کمرے میں
بند ہوکر رہ گیا تھا اور اب خود ہی کمرہ کھول بیٹھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرار شہزادے ------،،، شش جانِ بھائی ی !مجھے معاف کردیں میں آپ کو وہ تحافظ فراہم نہ کرسکا جو ایک بھائی ی سے بہن کا حق ہوتا ہے ----- مجھے یہ غلط فہمی ہی رہی میں ایک اچھا بھائی ی ہوں ---- لیکن نہیں ایسا نہیں تھا "---- گل نے کچھ بولنا چاہاکہ اسے چپ کرواتے خود بولا جبکہ بولتے کے ساتھ ابرار کی آنکھوں سے ہنوز ہی آنسوں گرتے اسکی بھوری داڑھی کو بگھوتے نم کررہے تھے ---------

کتنی بار کہا ہے اور اب بھی کہہ رہی ہوں تم دنیا کے سب سے بیسٹ بھائی ی ہو" ---- تمہاری کوئی ی غلطی نہیں ------ یہ سب تو بس وقت کا کھیل تھا جو ہونا تھا اور ہوگیا لیکن جیسے خوشی نہیں رہ سکتی نا اسی طرح غم بھی زیادہ دیر نہیں ٹک سکتا

میرے بھائی ی یہ ہم دونوں کی زندگی کا بہت بڑا لوس ہے جسے ہم نہیں بھول سکتے لیکن اپنے ماں باپ کے لیئے زندگی میں خوش تو رہ سکتے ہیں اور یقیناً وہ دونوں بھی ہمیں خوش دیکھ کر مطمئن ہوگے ----------

چلو مجھ سے وعدہ کرو اب خوش رہوگے اور مجھے تمہارے چہرے پر وہی اسمائل چاہیئے جو پہلے ہوتی تھی ۔۔۔اسلیئے مسکراؤ "۔۔۔۔ اسکا چہرہ صاف کر وہ اپنی ہتھیلی اسکے سامنے کر گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

"وعدہ ۔"

اسکے ہاتھ پہ اپنا بھاری ہاتھ رکھ لبوں پہ ہلکی سی مسکان لیئے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جانِ بھائی ی یہاں آئی یں "۔۔۔۔"

کہتا اسے سینے سے لگا گیا جسکا مان بھرا تحفظ مضبوط حصار محسوس کر وہ دل ہی دل میں رب کی شکرگزار ہوئی ی کہ اسکا بھائی ی ٹھیک ہے اور اگے ان شاء اللہ ان دونوں کی زنگی میں خوشیاں ہی خوشیاں انکی منتظر تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

شہزادے دیکھو کھانا تو بلکل ڈھنڈا ہوگیا میں گرم کرواتی ہوں سکینہ سے کہہ کر۔ "وہ" سائیڈ ٹیبل پر کھانے کی ٹرے دیکھ بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے نہیں شہزادی میں ایسے ہی کھالوں گا بس آپ اپنے ہاتھوں سے کھلائے جیسے"
بچپن میں کھلاتیں تھیں "۔۔۔۔ کہتا ٹرے اٹھائے اپنی گود میں رکھی اور نوالہ بنا کر گل
کے منہ کے اگے کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسے دیکھ وہ مسکراتی اپنے منہ میں لے گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

آہ ۔۔۔اسکی انگلی دانتوں میں لیتے گل کی شرارت پہ ابرار کے منہ سے مصنوعی سسکی
نکلی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا ۔۔۔۔۔ گل کا بھیگا سا چہکتا قہقہ نکلا جس پہ ابرار نے اسے گھور کر دیکھا ۔۔۔۔۔"
جسکے ایسے غورنے پہ اسکا قہقہ مزید بڑھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر دونوں ایک دوسرے کو نوالے بناتے کھلانے لگے ۔ کھانے سے فارغ ہوتے ابرار کی
آنکھوں میں ایک گلاب سا چہرہ جگمگایا ۔۔۔۔۔۔۔

شہزادی میں آتا ہوں "۔"

اسکے ماتھے پر شفقت بھرا بوسہ دیتے کہتا اپنے قدم ڈریسنگ مرر کے سامنے اٹھائے اور ہاتھ کی مدد سے اپنے گھنے بالوں کو سیٹ کیا ۔۔۔۔۔۔۔

کہاں جارہے ہو شہزے "۔"

گل نے اسے کمرے سے باہر نکلتے دیکھ پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

شہزادی آپ نے میرے دل سے بھاری بھرکم بھوج اتار کر بھائی ی ہونے کا مان بخشا ہے اور اب اس وجود کا بھروسہ مان جتنا ہے مجھے ۔۔۔۔ جسکا میں جانے انجانے میں گناہ گار بن بیٹھا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ پہلے جملے باآواز کہتے آخری دل میں بولتا وہاں سے نکلتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے گل سوچوں میں گری کونسا وجود کیسا مان بھروسہ ؟

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ اپنی بارعب پرسنٹلی لیئے آغر اور مولوی سمیت کچھ گواہوں کے ساتھ شریف احمد کے گھر اپنے قدم اٹھائے چلا جارہا تھا --------

گاؤں میں یہ دیکھ پھر ایک بار اچھی بری چہ مگوئیاں شروع ہوچکی تھیں -------

"چھوٹے سرکار آپ ۔"

شریف احمد نے دروازہ وا کیا تو گویا دراز قد لمبے چوڑے وجاہت کا شکار ابرار سکندر خانزادہ کو مقابل کھڑا پایا ------

"ارے حسینا سن۔"

شریف احمد بھاگے دوڑے اس کچے کمرے میں آئے جہاں وہ غم کی مورت بنی بیٹھیں تھی ساتھ کنزیش وقفے وقفے سے انہیں تسلی دیتی کہ رائیمہ لوٹ آئے گی لیکن وہ بس زارو قطار روئے جارہی تھی کھانے کا ایک لقمہ تک خود پر حرام کرلیا تھا -------

ماموں جان کیا ہوا آپ ایسے کانپتے ہڑبڑاتے کیوں آئے ہیں ؟ "کنزیش کھڑی ہوتی" انہیں دیکھ بولی --------

بیٹا وہ باہر "--"

انہیں سمجھ نہیں آیا کیا کہے --------

"کیا باہر ؟"

کنزیش نے اپنی ائی برو اچکاتے پوچھا --------

چھوٹے سرکار مطلب ابرار سکندر خانزادہ آئے ہیں "۔"

وہ بولے تو انکے چہرے پر گھبراہٹ طاری تھی ---------

یہ لفظ جیسے ہی کنزیش کے کانوں میں پڑے تو ایک ہی جگہ منجمد ہوئے کھڑی ہوگ ئی ----- سینے میں دھڑکتیں دھڑکنیں ساکت اور بے ساختگی سے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں نم ہوئی یں -------

آخر وہ کیوں آیا ہے ؟ "اسنے سوچا -------"

ارے سن حسینا "---"

شریف احمد نے انہیں پھر پکارا جو نیچھے بد حواس ، بے سود، بے دماغی سی حالت میں بیٹھی تھیں --------

"حسینا باہر چھوٹے سرکار نکاح کے لیئے آئے ہیں ؟"

شریف احمد نے مزید کہا --------

"کک ۔ کیا ؟ لیکن کیوں کیسے رائی مہ تو ہے ہی نہیں پھر کیسا نکاح کس سے نکاح ؟ "

وہ اپنے ہوش و حواس میں لوٹتی جلدی سے اپنے لڑکراتے نکات دزہ قدموں پر انکے مقابل کھڑی ہوتیں بولیں --------

معاً گنزیش کے تو کان سائے سائے کرنے لگے تھے وہ آگیا تھا لیکن اس سے نکاح کرنے نہیں کسی اور کو اپنا بنانے ۔۔۔۔۔۔ سوچ اسکی روح تڑپ اٹھی آنسوں خود با خود آنکھوں سے نکلتے گلابی رخسار بگھونے لگے ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں یہی تو سوچ رہا ہوں ۔۔۔۔۔ میں نے تو انہیں سرپنچ صاحب کے انتقال والے دن سب بتادیا تھا رائی مہ کی گمشدگی کا ۔۔۔۔۔ پھر وہ کس سے نکاح کے جواز سے آئی یں ہیں "۔۔۔۔۔۔ وہ انہیں دیکھ بولے ۔۔۔۔۔۔۔

چلیں میرے ساتھ ۔۔۔۔۔ معلوم کرتے ہیں آخر وہ چاہتے کیا ہیں ؟ "کہتیں انکے ساتھ باہر نکل گ ئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔

مبارک ہو بھائی ی "۔۔۔۔"

ابرار کے نکاح نامہ سائی ن کرتے ہی آغر نے اسے زور سے خود میں بھینچا ۔۔۔۔۔۔۔

ابے ہٹ کمر تھوڑے گا میری "۔۔۔۔ ابرار اسکے بھینچنے پہ کراہتا پیچھے ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

نہیں بیٹے یہ کام بھابھی کرے گی تجھے توڑنے پھوڑنے کا "۔۔۔۔ سرگوشی نما کہتا" مسکرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

نن ۔ نہیں وہ ایسی نہیں ہے "۔۔"

اپنا سر ہلائے خود کو یقین دلوانا چاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا کنزیش کیسی ہے یہ میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں توں تو گیا بیٹے اپنی انشارنس کروالے ۔۔۔۔۔۔ کل تک تیری ہڈیاں بھی سلامت نہیں رہے گی ۔۔۔۔ وہ اتنا پیٹے گی تجھے ۔۔۔۔ چپ بیغرت کہیں میں ہی نا تجھے یہاں پٹ مار کر دفنا جاؤں ۔۔۔۔۔۔ ابرار اسکے گلے سے پکڑ غصے سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا جمالے جمالے دھونس کل تک یہ بھی اکڑ نہیں رہے گی ۔۔۔ میری بہن زندہ باد ۔۔۔۔۔ اسکے گلے میں ہاتھ ڈال قہقہ لگاتے اسے آگ لگا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اونہہ دیکھ لوں گا تم بھائی ی بہن کو"۔۔۔۔۔ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا مگر لبوں پہ گہرا" تبسم بکھرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کنزیش یوسف صدیق ولد یوسف صدیق آپکا نکاح ابرار شاہ رب نواز سکندر خہزادہ سے سکہ رئی ج الوقت حق مہر پچاس لاکھ ہوض طے پایا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے ۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM

EPISODE # 63

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

مولوی صاحب کی آواز پہ کنزیش کا دل بے ساختہ دھڑکا ۔۔۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور ابرار کے تصور پر اسکا دل زور و شور سے نفی کرتا جس پر وہ لب کاٹے ضبط سے بیٹھی تھی --------

یہ اچانک کیا ہو رہا تھا اور کیوں اسکا دل ڈوب رہا تھا اس دشمنِ جان کو جیون ساتھی کے روپ میں قبول کرنے پر اسنے سختی سے سرخ گھونٹ کے اندر مٹھیاں بھینچی --------

اونہہ !کیا سمجھتا ہے خود کو رائی مہ نہ صیح تو چلو یہ یتیم بے سہارا کنزیش ہی صیح ---- اپنی غیرت کے خاطر ابرار خانزدہ تم مجھے اپنا رہے ہونا ----- دیکھو میں تمہاری زندگی کو دنیا میں ہی جہنم کیسے بناتی ہوں --------

سوچتے اسنے اپنی آنکھیں میچی اور دھیمی سی آواز میں بولی قبول ہے ----------

اور اسی طرح پھر وہ پتھرائی ی آنکھوں اور درد سے کانپتے ہاتھوں سے سائی ن کرتی تین جملوں پر اپنے تمام جملہ حقوق ابرار خانزدہ کے نام کرگ ئی ۔ خود کنزش یوسف صدیق سے کنزیش ابرار بنی بے بسی کا بت بن گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کنزیش تیرے ماموں نے بات کی تھی چھوٹے سرکار سے نکاح کے حوالے سے انہوں نے بس رائی مہ کی جگہ تجھے اپنے نکاح میں لینے کی بات کی اور دوسری تیسری کوئی ی بات نہیں کی اور دیکھ ہمیں بھی اس وقت کی نزاکات دیکھ تیرا نکاح ان سے کرنا ٹھیک لگا ۔۔۔۔ بہت ڈرتے ڈرتے تو میں نے رائی مہ کا بتانے اس دن تیرے ماموں کو حویلی بیجھا تھا کہ وہ رائی مہ کا سن کہیں انہیں کچھ کرنا دیں کیونکہ کوئی ی بھی مرد اس طرح اپنی غیرت پر کاری وار کرنے والے کو کسی صورت نہیں چھوڑتا۔ وہ بھی اگر گاؤ ں سے تعلق رکھتا ہو تو ہرگز نہیں بخشتا لیکن اللہ کا شکر ایسا کچھ نہیں ہوا بلکہ دیکھ انہوں نے ہمارا ساتھ دیا ۔ چھوٹے سرکار کی وجہ سے اب تک تو تیرے ماموں مامی کی عزت مٹی میں ملنے سے بچی ہوئی ی ہے ورنہ تو جو کیچڑ رائی مہ ہم دونوں کے سروں پر ڈال کر گ ئی ہے اس سے تو ہم کہیں سماج میں منہ دیکھانے کے قابل نہ رہتے ۔

باہر گاؤں والے ویسے ہی اس نکاح کو لیکر طرح طرح کی باتیں بنارہے ہیں ۔۔۔۔ ابھی تک تو گاؤں میں سے کسی ایک کو نہیں معلوم رائےمہ کی غیر حاضری کا جوکہ چھوٹے سرکار نے سرپنچ صاحب کے انتقال والے دن تیرے ماموں کو خود منا کیا تھا کہ وہ بات کو بڑھائے نا ۔۔۔۔ وہ خود رازدای سے ہماری بیٹی ہمیں ڈھونڈ کر لاکر دے گے اس لیئے ہم نے ابھی تک گاؤں میں اس بات کا کسی سے بھولے منہ بھی ذکر نہیں کیا لیکن آخر کب تک کبھی نہ کبھی تو یہ بات بھی باہر آئے گی ۔ حسینا کنزیش کی مامی اپنا سر پکڑے کنزیش کے سراہنے بیٹھ سمجھانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو تو گویا مجھے اتنا حقیر گری پڑی سمجھا ہوا ہے اور یقیناً وہاں اس آدمی کو اپنی غیرت کی پڑی ہوئی ی ہے تو یہاں میرے سگے ماموں مامی کو اپنی عزت کی کہ مجھے انکے نکاح میں دینے سے انکار کر وہ صاحب بہادر رائےمہ کا ایلان پورے گاؤں میں کر ان دونوں کو جیتے جی نا زندہ درگور کردے ۔ میں کہاں ہوں اس سب میں ؟ میرا وجود کیا ہے ایک کلونا جسے جو چاہے چابی بھر اپنے طور طریقے سے چلائے ۔۔۔۔۔ سوچیں بنّتی پانی کا خطرہ ٹوٹ کر اسکے گلابی رخسار پر گرا جسے اسنے یکدم ہی ہاتھ بڑھا کر بے دردی سے صاف کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں رخصتی کا وقت آپہنچا اور وہ اپنے مردہ قدموں سے لڑکڑاتی خود کو سمٹتی کھڑی ہوئی ی ---------

باہر ابرار اپنے پورے جاؤ جلال سے اندر سے اس دوشیزہ کے آنے کا سن متجسس ہوئے کھڑا تھا کہ کب آئے اور وہ اسے اپنے سنگ لیجائے --------

دفتاً گھوگھنٹ ڈالے خود کو سنبھالے آہستہ آہستہ اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بائیں جانب مامی دائیں جانب ماموں کے ہمراہ وہ اسکی زندگی چلی آرہی تھی جس پہ ابرار کی نظر اٹھی تو تھم گ ئی ------ کنزیش کے قدم اسے سیدھا اپنے دل پر پڑتے محسوس ہوئے -------

یہ لمحہ بے حد خوبصورت تھا چاہے صورتحال الگ تھی لیکن ابرار نے اس ایک لمحے کا سالوں سے پاگلوں کی طرح انتظار کیا تھا اور آج وہ لمحہ حقیقت کا روپ لیئے اسکے سامنے تھا ---- ایک پل میں ہی سینے میں اسکا دل دھڑک اٹھا تھا ----------

"میری رانی ۔"

بے ساختہ منہ سے پھسلا اور لبوں پر گہرا تبسم پھیلا مگر جلد دل کو اندر ڈپٹے قابو کیا

چھوٹے سرکار یہ آپکی امانت بڑا منہ چھوٹی بات لیکن یہ میری سگی بچی تو نہیں لیکن"
اسے میں نے اپنی بیٹی رائمہ کیطرح ہی پالا ہے ---- اسکا خیال رکھئی یئے گا -----
شریف احمد نے کہتے کنزیش کا گلابی نازک ہاتھ سامنے حق سے پھیلائے ابرار خانزدہ"
کے بھاری ہاتھ میں رکھا جسے اسنے تھام آہستگی سے بھینچ لیا کہ کنزیش کا لرزتا ہاتھ اسکی
چوڑی ہتھیلی میں چھپ سا گیا جسکے حدتِ لمس کو محسوس کر وہ تھوگ نکلتی سمٹی

مامی کا برتاؤ سلوک کنزیش کے ساتھ جیسا بھی رہا تھا لیکن اسکے ماموں نے واقعی اسے
بیٹیوں والا مان ہی دیا تھا ----- بری مامی اور رائمہ بھی نہیں تھیں لیکن کہتے ہیں نا
غریبی میں ایک وقت کا کھانا کھانا مشکل ہوجاتا ہے اور پھر ایسے میں اسے اسکے ماموں
نے انکے سر پر مسلط کردیا کہ شاید ناچاہتے ہوئے بھی دل میں آہستہ آہستہ کڑواہٹ

اپنی جگہ بناتی گ ئی ۔۔۔۔ مگر اسے بھروسہ تھا ایک نا ایک دن اسکی مامی اور رائی مہ کا بھی اسکے ساتھ سلوک اچھا ہوجائے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خوش رہے گی یقین کریں"۔ شریف احمد کے کندھے پر ہاتھ رکھ ابرار بھاری لہجے میں" بولا ۔۔۔۔۔۔۔

"باہر گاڑی آگ ئی ہے ۔"

آغر وہاں آتا سرگوشی نما ابرار کے کان میں بولا جس پر اسنے سن کر اپنا سر ہلایا

۔۔۔۔۔۔۔۔

"آپ لوگوں سے ویسے ایک بات کرنی تھی ۔"

ابرار نے مقابل کھڑے کنزیش کے ماموں اور مامی کو دیکھ کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"جج ۔ جی سرکار ۔"

شریف احمد ہمتن گوش ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔

آپ لوگوں کو برا نا لگے تو آپ دونوں ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں ۔۔۔۔ ہمارے بڑے" بن کر ہمارے سروں پر اپنا رحمتوں کا ہاتھ رکھ دیں اور ہمارے ساتھ چلیں "۔۔۔۔۔ وہ کہتا پہلے ماموں پھر مامی کے چہرے کو دیکھنے لگا جن کے چہروں پر کوئی ی خاص تاثرات نہیں ابھرے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پپ ۔ پر ۔ نن ۔ نہیں سرکار ہمارے لیئے اتنا ہی بہت ہے آپ نے مم ۔ میری بیٹی ۔۔۔۔۔۔"""

سرکار نہیں بیٹا کہیں اور میں نے کوئی ی احسان نہیں کیا بس جس پر ہمیشہ سے ہی میرا حق رہا ہے اسے اپنی ملکیت بنائے لیکر جارہا ہوں ۔ پہلا جملہ بلند آواز کہتے آخر میں آواز دھیمی کرلی ۔۔۔۔۔۔۔

" اور پپ ۔ پر وار کچھ نہیں سننا مجھے بس آپ لوگ میرے ساتھ چل رہے ہیں ۔" مزید کہتا شریف احمد کی بات بیچ میں کاٹ خود بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سمجھتے تو تھے ابرار ایک نیک دل انسان ہے اور آج انہوں نے یہ دیکھ بھی لیا تھا ۔ اگر انکا کوئی ی بیٹا ہوتا تو یقیناً اسی کی طرح خوبرو جوان نیک دل کا مالک ہوتا ۔ سوچتے شریف احمد کی آنکھیں بھیگی ساتھ کھڑی انکی بیوی حسینا کے احساسات بھی اپنے شوہر سے ملتے جلتے ہی تھے --------

"،،،بیٹا ہمیں ابھی وقت دو سامان وغیرہ -----"

شریف احمد ابرار کے وجہیہ چہرے کو دیکھ بولے -------

انکی بات سمجھتا وہ انہیں تھوڑی مہلت دیئے کہ وہ واقعی اپنا قیمتی سامان جو بھی ہے باندھ لیں اور جیسے ہی وہ آنے کے لیئے ریڈی ہوگے وہ انہیں حویلی بلوا لے گا بلکہ خود انہیں لینے آجائے گا ----------

ابرار کے دل میں نجانے کیا سمائی ی کہ اسے لگا کنزیش سے بس اب دوری سہانِ روح ہے ---- کسی بھی حالت میں اسے کنزیش کو اپنا بنانا ہے ----- جسے سوچ سیکنڈ

میں فیصلہ کرگیا کہ دنیا ادھر سے اُدھر ہوجائے راجہ کو اسکی رانی ملکر ہی رہے گی

معاً پھر وہ جب اپنے تمام جملائے حقوق اسکے نام کر بیٹھی تو جاکر کہیں ابرار کے دل میں سکون کی ٹھنڈی پھوار پڑی جسکے بعد اسے اسکے ماموں مامی کا اس عمر میں تنہا بے سہارا اوپر سے بیٹی کے غم میں یہاں چھوڑنا سہی نہیں لگا اس لیئے اس نے فیصلہ لیا وہ بھی انکے ساتھ ہی چلیں ویسے بھی اس وحیران سنسان پڑی حویلی میں ان جیسے پیارے بزرگوں کی ضرورت تھی جن کے ہونے سے وہ حویلی ایک بار پھر شاید خوشیوں سے جگمگا اٹھے ---------

لاؤنج میں وئیل چئیر پر ابرار اور آغر کا شدت سے انتظار کرتی گل سرا سمیگی سے حویلی کے باہر کہیں گاڑیاں رکنے کی آواز پہ چونکی ----------

پہلے ابرار اس سے نجانے کس وجود کی بات کر کچھ بنا بتائے چلاگیا تھا کہ اسکے بعد آغر یہ کہتا کہ------وہ اپنی پیاری بہن کو لینے جارہا ہے ----- اپنی نند کا پیارا سا ویلکم کرنے کے لیئے تیار ہوجائیں ----- وہ سوچتی تذبذب کا شکار ہوتی کہ آخر مہاجرہ کیا تھا

------- وہ متجسس ہوتی لبوں پر زبان پھیر باہر سے کہیں سارے ایک ساتھ قدموں کی چھاپ سنتی ان سب کی منتظر ہوئی ی ----------

کہ سامنے ہی اپنے چوڑی جسامت کرکراتے اسکن رنگ کے شلوار قمیض میں ملبوس کھڑے اپنے بھائی ی ابرارخانزدہ پہ نظر پڑی جسکے ساتھ کھڑی گھوگھنٹ ڈالے کنزیش کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا ---------

"یہ کون ؟"

گل کی نظر ابرار کے ساتھ گھوگھنٹ میں کھڑی کنزیش پر گ ئی -------

وہی سرپرائی ز جسکا کہا تھا میں نے آپ سے "---"

گل کو دیکھ مسکراتے ابرار بولا اور کنزیش کا ہاتھ تھامے وہ آہستگی سے چلتا گل تک پہنچا

جسکے آنکھوں میں کہیں سوالات تھے ۔ جنہیں دیکھ وہ پھر ایک بار آسودگی سے مسکرادیا

"شہزادی آپکی پری۔"

کنزیش کا آہستگی سے ہاتھ چھوڑ وہ گھٹنوں کے بل نیچے گل کے مقابل بیٹھ کہتے اپنی شہزادی کی آنکھوں میں دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔

جو یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ کیا واقعی جو وہ اس وقت سوچ رہی ہے وہ سچ ہے سامنے کھڑی اسکی پری ہی تھی کنزیش جو اسے بچپن سے ہی بہت پیاری تھی

"کک ۔ کنزیش۔"

زیر لب کہتی بڑبڑائی ی یہ وہی لمحہ تھا جب گل کی آنکھیں آنسوں سے رواں ہوئی یں اسکے سامنے وہ اس پری کا بچپن میں معصوم سا چہرہ گھوم گیا اور اسکے ساتھ بیتے ہر پل جو خوشیاں اور محبت سے بھرپور تھے ۔۔۔۔۔۔۔

عالم تسلسل میں گھوگھنٹ میں کھڑی کنزیش کے ٹپ ٹپ آنسوں کی برسات جاری تھی وہ اسکے نام لینے پر سمجھ چکی تھی پاس موجود شخصیت کون ہے ---------

یہ وہی تھی جو اسے گڑیا کہہ کر پکارتی تھی بلکہ کسی ممتا بھری بڑی بہن سے کم نہ تھی ------ وہی تھی جسنے کبھی اسے اپنوں کی کمی محسوس نہ ہونے دی تھی ----- اسطرح اپنا پیار اس پر نچاور کر بتاتی تھی وہ ہے اسکی پیاری بہن خود کو کبھی اکیلا نہ سمجھے ------ وہ ہے اسکے ساتھ ہمیشہ ----------

"ہاں آپکی پری۔"

اسے بے یقینی کی کیفیت میں گرے دیکھ بھاری بھیگے لہجے میں گل کے گلابی چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیئے اسے دیکھ بولا اور وہاں سے کھڑا ہوتا سائیڈ ہوا

"گگ ۔ گڑیا ۔"

گل کے لبوں سے سسکی آزاد ہوئی ی جس پر کنزیش سسک اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مدھم ہچکیاں بھرتی کنزیش اس نے تو کبھی وہم گمان بھی نا کیا تھا کہ ابرار سے اسکی زندگی میں کبھی ملاقات بھی ہوگی ۔۔۔۔ وہ تو ابھی تک شاکڈ میں تھی جو سب ہوا ہے وہ حقیقت ہے ۔۔۔۔۔ ساتھ کھڑا لمبا چوڑا وجاہت کا شکار اسکا شوہر ہے ۔۔۔۔ اسکا بچپن والا رار ہے ۔۔۔۔۔ اور پاس میں وہ پیاری ہستی جو اسکے لیئے بڑی بہن ماں جیسی تھی جس کے کھو جانے کا غم اسے زندگی کے ہر پل ہر موڑ پر ستاتا تھا کہ وہ کہاں ہوگی کیسی ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔

اب یہی پکار جسے سننے کے لیئے وہ پل پل تڑپی تھی وہ بارہاں اسکی سماعتوں میں بازگشت ہوئی ی تھی کہ اسنے آسودگی سے لب بھینچے اپنی آنکھیں موندیں جبکہ آنسوں تواتر چہرے کو بگھورہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آ۔آپی ۔"

کنزیش کے منہ سے بے ساختہ سسکی نکلی اور خود ہی گھوگھنٹ اٹھا کر اوپر کیا

"آپی کی جان ۔"

گل اسکی پکار پہ تڑپ گ ئی سامنے ہی اسکی معصوم حور سی حسین پری تھی وہ یکدم ہی اپنی بانہیں پھیلاگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

کہ کنزیش کی نظریں نیچے وی ئی ل چی ئی ر پر موجود گل کے خوبصورت چہرے پر اٹھی وہ درد سے سلگ اٹھی اسے اسطرح وئی یل چ ئی یر پر دیکھ اسے ایسا لگا اسکا دل پھٹ جائے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک سیکنڈ میں اسکے اور اپنے بیچ دو قدموں کا فاصلہ طے کر گھٹنوں کے بل بیٹھتی اسکی پھیلائی یں ممتا بھری بانہوں آغوش میں جا سمائی ی ۔۔۔۔۔۔۔اور پھوٹ پھوٹ کر رودی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔جسے دیکھ محسوس کر گل بھی رودی ۔۔۔۔۔۔۔

جب دونوں کا کچھ دل ہلکا ہوا تو دونوں الگ ہوئی یں اور ایک دوسرے کے آنسوں پہنچے

"آ۔ آپی ۔کک ۔ کیا ہوا آپ کو ۔۔۔۔۔کک ۔ کیسے ہوا یہ سب ؟"

کنزیش ہچکیاں بھرتے گل کے چاند سے مکڑے کو دیکھ بولی ۔۔۔۔۔۔۔

میری جان ٹھیک ہوں میں ہم بعد میں بات کرے گے اس بارے میں ۔ "گل نے"

اسے ٹالنا چاہا وہ جانتی تھی ویسے ہی وہ معصوم اتنی مسافتے برداشت کر یہاں تک آئی ی

ہے اور یہ سب جان وہ مزید پریشان ہی ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"نن ۔ نہیں بتائی یں ابھی بتائی یں کک ۔ کیا ہوا ؟"

وہ ہچکی لیتی ضدی لہجے میں بولی ۔۔۔۔ جسکی ضد کو دیکھ گل کے سامنے پھر ایک بار

بچپن والی ضدی مگر معصوم کنزیش کا چہرہ لہرایا کہ وہ جب بھی اتنی ہی ضد کی پکی تھی اور

آج بھی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ بے ساختہ دھیرے سے نم آنکھوں سے مسکرائی ی

"آ۔ آپ مسکرا رہی ہیں ۔"

اپنی بات کے بدلے گل کو مسکراتے دیکھ بولی --------

"گڑیا ایکسڈینٹ ہوا تھا بس ۔"

وہ اسے دیکھ کہہ گ ئی کیونکہ جانتی تھی اگر وہ نہ بتاتی تو وہ ٹلنے والوں میں سے ہرگز نہیں تھی ---------

"کک ۔ کیا ؟ کیسے ہوا ؟ کس نے کیا ؟"

کنزیش نے اپنی گریش آنکھیں پھیلائے شاکڈ سی ایکدم اس پر سوالوں کی بچھاڑ شروع کردی --------

دفتاً اسکی سوالات پہ وہ ٹھٹکی اور مقابل کھڑے ابرار کو دیکھا ------- جو لب دبائے کھڑا تھا ---------

گل کے دیکھنے پہ وہ بھی ٹھٹکا کہ اگر اس نے غلطی سے بھی اسکا نام لے لیا تو پھر گیا وہ اپنی خونخوار جنگلی بلی کے ہاتھوں ---------

وہی گل بھی اپنی بھائی ی کی حالت سمجھتی اس سچویشن میں اپنے ہونٹوں تلے مسکراہٹ دباگ ئی ---------

اسے آج اپنے ایکسڈینٹ پر افسوس نہیں بلکہ یہ سوچ اسے مزہ دے رہی تھی کہ جب کنزیش کو پتہ لگے گا وہ اسکے بھائی ی کی کیا حالت کرے گی ----- جسے تصور میں سوچتی اسکے لبوں پر مسکراہٹ بار بار چھاپ دیکھا رہی تھی ---------

"بولیں آپ چپ کیوں ہیں ؟"

کنزیش اپنی بات پہ زور دیتی گل کو دیکھ بولی ----------

کہے تو قبر پکی کروا دوں تیری ۔ رحم آرہا ہے تجھ پر ۔۔۔۔ تو جیسا بھی ہے ۔۔۔۔۔ہے"
تو میرا دوست ہی ناں ۔ "آغر پاس کھڑا قدرے ابرار کے کان میں جھکتے سرگوشی نما کہتے
افسوس میں اپنا سر ہلایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابے منحوس تیرے منہ میں خاک مرے میرے دشمن ۔ "اسکی بات سمجھتا وہ پشت"
پہ کھڑے آغر کے پیٹ میں اپنی بھاری کہنی مار غصے سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔ آہ ۔۔۔۔
اسکے مارنے پر آغر کی منہ سے ہلکی سے کراہا نکلی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکی کراہا سن اچانک وہاں موجود گل اور کنزیش نے اپنے اپنے سر گھمائے پیچھے دیکھا اور
کنزیش کھڑی ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مقابل کھڑے اس دشمنِ جان پہ بنا کوئی ی نظر ڈالے اسکی پشت پہ موجود دراز قد
چوڑی جسامت لیئے کھڑے آغر کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

آغر نے بھی اپنی نظریں اٹھائے سامنے کھڑی اپنی چھوٹی سی پیاری معصوم بہن کو دیکھا

جسکی آنکھیں پھر ایک بار لب با لب بہنے کے لیئے تیار تھیں ----------

"اے بھائی ی کی پری شش رونا نہیں ۔"

اسکی آنکھوں سے پانی کے قطرے باہر آتے دیکھ آغر تڑپتا جلدی سے اپنے قدم اٹھائے اس تک آیا --------

رونے کے دن گئے اب تو خوشیوں کو خوشآمدید کرنے کا وقت ہے پری ۔ "پیار سے کہتا" اپنے ہاتھوں کے بھاری دونوں انگھوٹے سے اسکے چہرے پر بہتے آنسوں صاف کیئے

"بھ ۔ بھائی ی ۔"

کہتی روتی وہ اسکے چوڑے سینے پر سر رکھ گ ئی --------

شش بھائی ی کی جان سب ٹھیک ہے ۔ ایسے رو کر اپنے بھائی ی کو تنگ مت کرو"
---- یہ آنسو بہت قیمتی انمول ہیں ایسے انہیں ضائع نہ کرو ۔ "کہتے اسے الگ کر اسکا
گلابی چہرہ اپنے بھاری ہاتھوں میں بھر اسکی جھکی عارضوں پہ بھیگی پلکوں کو دیکھ بولا

ویسے وہ ایکسڈینٹ ابرار سے ہوا تھا باقی تم خود نمبٹ لو ۔ بہادور بھائی ی کی بہادو بہن"
---- دھیمی آواز میں مزید کہتے اب اپنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پہ ہنسی دبائی ی"

وہ نام سن ششدر سی بس آغر کو دیکھے گ ئی اور سر ہلاکر ہاتھ بڑھا کر اپنے ہاتھ سے
بھیگا چہرہ صاف کیا اور ایک ترچی غصے بھری نگاہ ابرار پر اٹھائی ی جیسے وہ اسے ابھی
مریخ پہ دے اٹھا مارے گی ---

اسے دیکھ آغر نے ابرار کو کمینگی سے آنکھ ونک کی جسکا مطلب تھا بیٹا تیری قبر کا انتظام کرلیا ہے تیرے نا نا کرتے ہوئے بھی ---- اب تو جان اور میری بہادر بہن جانے اپن پرائے معاملوں میں نہیں گُھستا ---------

اسکی شاطر مسکراہٹ پہ ابرار اندر ہی اندار جلتا سلگ اٹھا دل کیا اسکے اس حسین تھوبڑے کا نقشہ اپنے گھونسوں مکوں سے سجا کر بھیانک ترین کردے ------لیکن وہ کڑوے گھونٹ پیتا رہ گیا ---------

اور کنزش کی آنکھوں میں اپنی بھوری آنکھیں گاڑھ سب سے اپنی نظریں بچا کر اسکے سرخ لبوں کو فوکس کیئے اپنے عنابی لبوں کو سیٹی کی طرح گول کیئے کس دی --------

جس بے شرم کو دیکھ وہ طیش و غصے سے اپنا سر جھٹکتی اسکی جانب سے اپنی نظریں ہٹاگ ئی جانتی تھی وہ کس قدر بے باک انسان ہے -------- اور اب تو اسے کھلا پرمننٹ مل چکا تھا کہ نجانے اب کتنی بے شرمی کے حدیں پھیلانگیں گا ------- سوچتی وہ منہ بسور گل کی جانب چل دی -------

جسے دیکھ گل اسے اپنے ساتھ لے گ ئی ۔۔۔۔ اسکے کمرے میں چھوڑنے کے لیئے

۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کک ۔ کون ۔"

وہ شخص سر کے بل الٹا رسیوں سے مضبوطی سے بندھا ہونے کے باعث سخت مزاحمت کر جھنجھلاتا اسے غصے سے تھوڑنے کی کوشش کررہا تھا کہ یکدم اسے وہاں کسی کے آنے کی بھاری بوٹوں کی آواز سنائی ی دی ۔۔۔۔۔۔۔

وہ سانسیں بھی گن گن کر لیتا پھونک پھونک کر اپنا ہر قدم اٹھائے چھپتے چھپاتا جیسے تیسے زندگی کی ڈور کاٹ رہا تھا کہ اسے بیچ راستے سے کسی نے کڈنپ کیئے یہاں لائے اسکی کسی بھی مزاحمت چیخوں کو کھاتے میں لائے بغیر رسیوں میں قید کر الٹا بندھ دیا تھا اور

ساتھ آنکھوں پر پہلے سے بندھی پٹی کی وجہ سے وہ مزید گھبراتا پاگل ہورہا تھا

وہ اپنے دھپ دھپ اپنے قدم اٹھاتا اس تک پہنچا -----کک کون---- اس شخص کے منہ سے پھر سسکی نما نکلا -------

چپ "!!وہ مقابل آتا آنکھوں سے کپڑا ہٹائے ایک زور دار تھپڑ اسکے چہرے پر مارتے" دھاڑا --------

آہہہ --- !اس بڑے سے کھنڈر نما کمرے کی خاموش فضا میں میں اسکی درد بھری سسکی گونج اٹھی ----- معًا مقابل کھڑے چھ فٹ نکلتے قد لمبے چوڑے ضوریز کی سرد سرخ آنکھوں میں دیکھ وہ جھرجھری لے اٹھا ۔ سامنے والے کا خوف اسکی رگ رگ میں سراہیت کرنے لگا ---------

"میری بہن مہمل کہاں ہے ؟ "

جھٹکے سے اسکے بالوں کو اپنی بے رحم مٹھی کی گرفت میں پکڑ کھینچ اسے دیکھ چبا چبا کر غصے میں بولا --------

مم ۔ مجھے نن ۔ نہیں -----،، چپ جتنا پوچھا ہے اتنا بتا ۔ "غصے سے غراتے اسکا" سر پیچھے دیوار پہ دے مارا ---------

آہہہ--- !!!پیچھے دیوار سے لگنے پر اسکی ایک زور دار کرب بھری چیخ برآمد ہوئی ی --------

سر پھٹنے سے نیچے زمین پر گرتا لہو دیکھ سر گھومنے سے وہ زوں زوں کی آواز کانوں میں محسوس کرتے وہ چیخنے رونے لگا ایسے جیسے کوئی ی بن پانی مچھلی تڑپے --------

بول "۔"

اسکا گلا پکڑ ضوریز پھر دھاڑا --------

مم ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں ۔

اٹکتے اٹکتے سوجے حلق سے بامشکل بولا ۔۔۔۔۔۔۔

اسکے وہی راگ لاپنے پر اب ضوریز کا دماغ پوری طرح سے گھوم چکا تھا غصے سے گردن کی نیلی رگیں پھولنے لگی تھی ہنوز ہاتھ کی مٹھیاں بھینچے لب آپس میں سختی سے پیوست کرلیئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ نیچے ایسڈ دیکھ رہا ہے ۔ میرے بس ایک رسی کھینچنے سے تیری وجود کی تمام ہڈیاں" اس میں گل سڑ جائیں گی ۔ اپنی زندگی چاہتا ہے تو منہ کھول ورنہ "۔۔۔۔۔کہتے اسکا دھیان نیچے زمین میں گہری سرنگ جس میں اُبلتا تیزاب اسیڈ تھا جسکا چوتھائی ی حصہ بھی ہاتھ پہ ہلکا سا چھلک جائے انسان تڑپتا بلبلا اٹھتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

نن۔ نہیں دیکھ مج ۔ مجھے مارنا نن ۔ نہیں ۔۔ وہ۔ وہ تت ۔تیری بہن کو مم ۔ میں لایا" ضرور تھا یہاں اپنے ساتھ شہ ۔ شہر مگر وہ سالی ***بیچ راستے سے ہی بھاگ گ ئی

۔۔۔۔۔۔

"چٹاخ !!چپ حرام کی اولاد تیرا گلا کاٹ دوں گا میری بہن کے لیئے غلاظت کیسے بکی" ۔ اسکے منہ سے گالی رواں ہوتے دیکھ وہ اسکا گریبان پکڑ اپنی جانب گھسیٹ ایک بار پھر اپنے ہاتھ کا زور دار تھپڑ اسکے منہ پر جڑا --------

اسکے مارنے پر اسکا دماغ سن ہوتا مسلسل بہتا لہو ٹپ ٹپ مزید یہاں وہاں زمین پہ پھیل اپنی چھاپ چھوڑتا گیا اور درد کی شدید لہر پورے وجود میں اترتی ساتھ ہی حلق سے دلخراش چیخ ابل پڑی --------

مم ۔ میں نے جو کہا وہ وہ بلکل سچ ہے ۔ مج ۔ مجھے چھوڑ ۔ چ ----

"موت مبارک ۔"

اسکا سر تھامے سرسراہتی سیسہ پگلاتی گہری سرگوشی کر رسی پہ بھاری ہاتھ کا زور دیتا کھینچا اور اپنے قدم بارہاں اٹھائے ---------

پیچھے اسکی درد ناک دھاڑیں چیخیں تھیں جس پر وہ اپنے کان نہ دھرتے پاکیٹ سے سگریٹ نکال اپنے عنابی لبوں میں دبائے لائٹر سے جلائے ہوا میں دھواں چھوڑتا وہاں سے نکلتا چلا گیا ---------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

I tell myself you don't mean a thing

And what we got, got no hold on me

But when you're not there, I just crumble

I tell myself I don't care that much

But I feel like I die 'til I feel your touch

Only love, only love can hurt like this

Only love can hurt like this

Must've been a deadly kiss

Only love can hurt like this

Say I wouldn't care if you walked away

But every time you're there, I'm beggin' you to stay

And when you come close (when you come close), I just tremble

And every time, every time you go

It's like a knife that cuts right to my soul

Only love, only love can hurt like this

Only love can hurt like

وہ ڈرتے ڈرتے کمرے میں داخل ہوا جو سامنے ڈریسنگ آئی ینے کے سامنے خود کو ہر اینگل سے نہارتی دھانی کلر کے کارٹن کے سادھے سوٹ میں ملبوس کھڑی گنگنا رہی تھی -------

وہ تو بے یقینی کی کیفیت میں شاکڈ سا مہوت اسے دیکھنے لگا ۔ اسے لگا تھا جب وہ اندر قدم رکھے گا تو وہ بھپری شیرنی بنے غصے میں ضرور اسے کچھ نا کچھ مار اسکا سر تو پھاڑ ہی دے گی یا اسکے خلاف کوئی ی نا کوئی ی تو لائی حہ عمل تیار کر بیٹھی ہوگی لیکن یہاں تو سین ہی الگ تھا ----------

اسے پہلے اپنی جنگلی بلی کے غصے کو سوچ ڈر لگ رہا تھا لیکن اب اسکے مثبت پیارے رویے کو دیکھ مزید ڈر بڑھتا پورے جسم میں خوف کی ایک سرد لہر بپا کر رہا تھا ۔ اسنے اپنا حلق تر کیا اور دروازہ بند کر اسکے جانب آہستہ آہستہ اپنے قدم اٹھائے --------

اسکے قدموں کی چھاپ سن کنزیش نے گردن موڑ مقابل کھڑے لمبے چوڑے ابرار کا اوپر سے لیکر نیچے تک جائی زہ لیا پھر یکدم بولی -------

اوو میرے سر کے تاج میرے ہی ۔ آئے نا میں بے صبری سے آپ کی راہ تک رہی" تھی۔۔۔ "کنزیش اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکا دیتی چلتی اسکے قریب آئی ی اور اسکے شرٹ کے بٹنوں پر اپنی انگلی پھیرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی جنگی بلی کے میٹھے سریلے لب و لہجے پر غش کھاتا رہ گیا اچانک اسے ہوا کیا تھا ۔۔۔۔ اسکی باتیں اس سے ہضم کرنا مشکل ہورہی تھی۔۔۔وہ روبورٹ کی طرح بس اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھ بنا کوئی ی حرکت کیئے چیت کھڑا تھا کہ زرا سی حرکت انجام دی وہ جنگلی بلی اپنے خونخوار پنجھے مار اسے ہلاک نہ کردے ۔۔۔۔۔۔۔۔

"مم ۔ میری رانی کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے تمہاری ؟"

وہ اسکے چہرے کو اپنے بھاری ہاتھوں کے پیالے میں لیتا سہمتا ڈرتے ہلکی سی سرگوشی نما بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے سر کے تاج میں بلکل ٹھیک ہوں لیکن اب آپ کی طبعیت خراب ہونے والی ہے ۔ آہہہ ۔۔۔۔ اس بڑے سے خوبصورت روم میں چھائے سکوت کو ابرار کی گونجتی دل دہلاتی چیخ نے توڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM

EPISODE # 64

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

"کیسے تم نے آپی کو چوٹ پہنچائی ی ؟"

دانت پیس کر کہتی اپنا چہرہ اسکے ہاتھوں سے آزاد کرواتی گھما کر مکا ابرار کے چہرے میں مارا وہ کراہا کر اس سے دور ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

آئے ظالم !شوہر کا شادی کی پہلی رات ایسے استقبال کرتے ہیں ۔ "وہ کچھ دیر تو" صدمے سے ہی نہیں نکل پایا ۔۔۔۔ کیا یہ اتنا مضبوط مکا کسی صنف نازک یعنی اسکی کمزور نازک سی بیوی کا تھا جسنے اسکی واقع کچھ دیر کے لیئے حالت بری کردی تھی سوچتا خود کو سنبھالتا اسکے غصے سے ہوئے سرخ چہرے کو دیکھ اسکے سوال کو اگنور کر اپنی کہتا گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے سرتاج مجھے تو یہی طریقہ آتا ہے کیا آپ کو پسند نہیں آیا ؟ "معصومیت سے" اپنی گریش آنکھیں پٹپٹائے کہتی اسے پھر ایک بار شاکڈ کرگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو سچ اس ایکٹنگ کی کیڑی سے ڈرتا ایک قدم پیچھے ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے میرے سرتاج دور کہاں جارہے ہیں بتائی یں نا وہ اکسڈینٹ کیسے ہوا؟ "اسکی" قمیض کو اپنی مٹھی میں لیتی اسے پاس گھسٹتی پرسکون لہجے میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہ وہ بس غلطی سے ہو گیا ۔"

ابرار کے منہ سے اٹکتے اٹکتے نکلا --------

غلطی نہیں لاپرواہی ی بولیں سرتاج "۔"

وہ غراتی اسکے پیٹ پر پہلے اپنی ہاتھ کی کہنی پھر پاؤں کا اگلا حصہ مارا کہ وہ بیچارا اوندھے منہ زمین پر گرا اور مسکراہٹ لبوں پہ دبائی ی البتہ اس بار دماغ ہل کر رہ گیا

کیا سمجھ رکھا ہے مجھے کوئی ی باندھی ہوں جو اپنے آقا کے حکم کی پیروی کی محتاج رہے" ۔ جب آپ کہیں میں رائی مہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں تب میں آپکے لحاظ میں سر جھکا دوں اور جب کہیں کہ آپکو رائی مہ سے نہیں مجھ سے نکاح کرنا ہے تو بجا افف کرنے کے اس صورتحال میں بھی آپکی راہوں میں آدب سے سر جھکا دوں ۔ مگر نا جی ناں تمہیں تو میں ایسا مزہ چکھاؤں گی ناں کبھی کسی کے جزباتوں سے کھیلتے ہوئے بھی ہزار بار سوچوں گے ۔ "وہ بھپری اس پر جھپٹی کہ بروقت ابرار اسکا وار ناکام کرگیا ---------

تمہاری تو ---- پھر وہ چیختی جھپٹی کہ ابرار کی آنکھیں پھیل گ ئی اپنا بچاؤ کرتے اسنے" کنزیش کو پیچھے سے اپنے حصار میں جکڑ لیا --------

"چھوڑو مجھے سرتاج آپکی تو میں آج لاش اٹھاؤ گی ۔"

کہتی غرائی ی اور اسکے مضبوط مردانہ حصار میں مچلی کیونکہ آہستہ آہستہ وہ حصار تنگ ہوتا جارہا تھا --------

"بس بس میری شیرنی آج کے لیئے اتنا کافی ہے ۔"

گھومتے دماغ کے ساتھ اسکے کان پہ اپنے عنابی لب رکھے گہری سرگوشی کی --------

لیو "----- وہ اسکے دہکتے لمس پر سمٹتی اس شاطر انسان کے حصار سے خود کو آزاد" کروانا چاہا ---------

میری رانی تم نے جوڈو کراٹے سیکھے ہیں ---- کمال کیا لاجواب مار دھاڑ مچائی ی ہے" ---- ایک منٹ میں میرے وجود کے تمام پرزے ڈھیلے کر د یئے ----- بڑی بےتکلفی

ہے تمہارے ایک وار میں ۔۔۔۔۔ "وہ اسکے کمر میں بازو ڈالے اسکے شانے پر اپنی ٹھوڑی ٹکائے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں سرتاج آپکی یاد میں سیکھے ہیں بٹ بلیک بیلٹ تک پہنچتی پہنچتی رہ گ ئی یعنی" کلاسس بیچ میں ہی چھوڑ دی لینا ۔ "کہتی اسکے بازوں پہ اپنی موتی جیسے دانت گاڑھ دیئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

!! آہہہ ۔۔۔۔۔"

ابرار کے منہ سے چیخ نکلی اور جیسے ہی اسکی گرفت ڈھیلی محسوس کی وہ یکدم اس سے دور ہوتی اسکے جانب رخ کرتی کھڑی ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا یہ آدھی ادھوری کلاسس کا نتیجہ تھا اگر کورس پورا کرلیتی تو ۔۔۔۔۔؟ "وہ سوچتا" جھرجھری لے اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

بولو کیا ہوں میں صرف ایک عارضی سا وجود جسے تم جب چاہو اپنی چاہا کے مطابق جیسے"
چلاؤ ۔۔۔۔ مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا سمجھے ۔۔۔ "وہ اسے دیکھ بولی جو اب سیدھا
ہوتا اپنی بھوری آنکھوں سے اسکے ایک ایک نقوش کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر آنکھوں کے سامنے شریف احمد کی ساری باتیں چلنے لگیں جنہیں سننے کے بعد وہ
ٹھٹکا مگر جیسے ہی سب سمجھ میں آیا تو بنا ان سے کوئی ی بھی اضافی بات کیئے بغیر اسنے
رائی مہ کی جگہ بروقت کنزیش کو مانگ لیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری رانی وہ محض ایک غلط فہمی تھی اور کچھ نہیں ۔وہ رشتہ میں نے تمہارے لیئے"
بھیجا تھا ۔ اتنا گرا ہوا مرد نہیں ہوں ۔ رائی مہ کی میں دل سے عزت کرتا ہوں ۔ تم میری
چاہت ہو اسی لیئے دیکھو ابھی تم میرے نکاح میں موجود میرے گھر میں ہو۔ "کہتے
اگے بڑھتے اپنا مضبوط بازؤں اسکی کمر کے گرد ڈالا ۔ جو کھوئی ی کھوئی ی سی نجانے کیا
سوچ رہی تھی ۔نظریں اب اسکے بھرے بھرے شنگرفی لبوں پہ آکر ٹھہری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا جانِ ابرار ۔"

اسکی ٹھوڑی کو گرفت میں لیتے چہرہ اوپر کر پوچھا -------

"لے لو اب تم جھوٹ کا سہارا ۔"

ہوش میں آتی کہتی اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو کرنے لگی اس کی دہکتی قربت مردانہ کلون کی خوشبو سب اسکے حواس جھنجھوڑ رہے تھے ۔ دل جیسے پسلیاں تھوڑ کر باہر آرہا تھا --------

جانِ ابرار جو سمجھنا ہے سمجھو میں صفائی ی نہیں دوگا اور ہاں یہ بار بار تمہارا دور ہونا" مجھے ذرا پسند نہیں آرہا ۔ محرم ہوں تمہارا ۔ اب اگر ایسی کوئی ی حرکت کی نا تو پھر ایسا عمل انجام دوگا تم صبح تک شرماتی رہوگی ۔ "اسکا لہجے کا بھاری پن گھمبیرتا کافی کچھ جزبات کی عکاسی کررہی تھی ---------

وہ یکدم گڑبڑاہی ----------

"کک ۔ کیا مطلب ؟"

اسنے نا سمجھی سے تھوگ نکلتے اسکی تپش دیتی نگاؤں سے اپنی آنکھیں چرائی یں

یو نو فرسٹ نائی ٹ ۔ "کہتے اپنے عنابی لب دبائے ---------"

لوفر کمینے تمہارا میں خون پی جاؤں گی سستے عمران ہاشمی "۔ وہ اسکی باتوں پر کانوں کی لو تک سرخ پڑی ---------

شش "!!لبوں پہ انگلی رکھ اسے دیکھا کنزیش کا دل بے ساختہ دھڑکا ---------"

میری رانی تم میرا سکون ہو میری محبت ہو ابرار صرف تمہارا ہے ۔ "کہنے کے ساتھ بغیر اسے سمجھنے کا موقع دیئے اسکا منہ اوپر کرکے اسکے سرخ لبوں کو فوکس میں لیئے جھک آیا اور اسکے دونوں ہاتھوں کو اسکی کمر کے پیچھے باندھ دیا ---------

کنزیش پھڑپھڑا کر رہ گ ئی پر وہ جھکا رہا یہاں تک کے اسکا دم گھوٹنے سے سانسیں پھول گ ئی یں --------

آہہہ -- اسنے ہلکی سی چیخ کے ساتھ اسے جھٹکے سے خود سے دور کیا اور کنزیش کھانستی لمبے لمبے سانس بھرنے لگی --------

مائی ی وائی لڈ کیٹ !اپنا پاؤں پکڑے اسے دیکھ وہ کرایا جسنے اپنی پہنی سیلپرز اسکے پیر پر زور سے ماری تھی --------

ہاہاہا۔ کنزیش کا اسکی حالت پہ کمرے کی فضا میں ایک کھنکدار قہقہ گونجا تھا ---------

مجھے لگا تم ان نازک پتیوں سے صرف مرچیں ہی چباتی ہو لیکن نہیں انکی مٹھاس تو شہد سے زیادہ میٹھی ہے ۔ میرا بس چلے انکا ایک ایک قطرہ پی جاؤں ----- اسکے بھیگے لبوں پہ انگوٹھا پھیر وہ سرگوشی نما کہتے مونچھوں تلے عنابی لبوں پہ مسکراہٹ دبائی ی جو اسے اب سرخ چہرے کے ساتھ تپی تپی دیکھ رہی تھی --------

کہ اچانک موڈ تبدیل ہوا ۔ اسے پیار سے اپنی خمدار پلکیں جھپکتے دیکھ اسکے سینے پہ اپنا سر رکھا جسکی ادا پہ وہ جی جان سے نثار ہوا ۔۔۔۔۔مگر برا ہوا کہ اسے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر کنزیش نے اسے پیچھے دھکا مار اسکے پیروں میں ٹانگ اڑھائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلے ہی پل وہ دھڑم سے نیچے منہ کے بل قالین پہ گرا ۔۔۔۔۔۔۔

ہٹو پرے جہنم میں جاؤ ترسی ہوئی ی مخلوق ۔

تڑک کر کہتی نیچے پڑے ابرار کی پیٹھ پر لات رکھتی واشروم میں گھس گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے وہ اپنی خونخوار بلی کی جارحانہ حرکتوں پہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ باتھ روم کے دروازے پر اپنی ایک نگاہ ڈال لب بھینچ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم پیکٹ کے آخری سگریٹ کے ٹکرے کو سیلپرز سے مسلتے روم میں داخل ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مسلسل سوچوں اور بے آرامی سے اسکی انکھیں سرخ انگارہ اور سر درد سے پھٹ رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے دیوار پہ لگی گھڑی پر نظریں اٹھائی یں جو رات کے دو بجا رہی تھی پھر وہاں سے سامنے ہی بیٹھی رائی مہ کو دیکھا جو ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑتے سہمی سی اسے ہی دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ حیران ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"تم سوئی ی نہیں اب تک ؟"

وہ اسکی سرخ ڈورو سی آنکھیں دیکھ سپاٹ لہجے میں بولا جسکے سوال پہ وہ سٹپٹا گ ئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہ ۔ وہ مم ۔ آپکا انتظار کر رہی تھی ۔"

کہتی جلدی سے اس ستمگر پہ سے اپنی نظروں کا رخ تبدیل کرگ ئی --------

میں نے کہا تھا کرنا انتظار ؟ "وہ اسکے جھکے سر کو دیکھ بولا -------"

"نن ۔ نہیں تو ۔"

وہ بھرائی ی آواز میں منمائی ی --------

"آئی ندہ نہیں کرنا انتظار ۔"

وہ اسکے ہنوز ہی جھکے سر کو دیکھ سخت لہجے میں بولا اور چلتا بیڈ تک آیا سائیڈ ٹیبل پہ اپنی گھڑی والیڈ نکال کر رکھ بیڈ پہ بیٹھتے اپنے بھاری پیروں کو بوٹوں سے آزاد کروانے لگا

جبکہ رائمہ تو بس سانس روکے اسے خود کے اس قدر قریب بیٹھنے پر سٹپٹائی ی تھی ---------- اور جھٹ سے نا محسوس انداز میں بیڈ سے اٹھتی نیچے زمین پر سن ساکت کھڑی ہوگ ئی ------- جیسے وہ کوئی ی اچھوت ہو --------

"یہاں سے اٹھنے کی وجہ ؟"

وہ گردن ترچی کر اپنی آئی برو اچکاتے بھاری لہجے میں بولا جو سہمی ہرنی کی طرح مردانہ وجاہت کے شہکار کو دیکھ رہی تھی ۔ تیز تراری تو اسی دن ہی رفوچکر ہوگ ئی تھی جب وہ قیامت سی رات اس پہ اس درندے کی صورت سر پر پہنچی تھی اور جس دن جیتے جی شاید اسنے اپنے ماں باپ کو زندہ دفن کردیا تھا لیکن سامنے بیٹھے اس ستمگر کی صورت آج وہ یہاں سہی سلامت کھڑی تھی آج اگر اسکی عزت محفوظ تھی تو صرف اور صرف اس آدمی کے باعث جسنے اس جیسی نامراد لڑکی کو اپنی عزت بنا کر اسکے سر تلے یہ چھاہوں سی چھت دی تھی --------

"کوئی ی وجہ نن ۔ نہیں ۔"

وہ لڑکڑاتی بولی --------

پھر ؟ "پوچھنے کے ساتھ شرٹ کے بٹن کھولتا بازو فولڈ کر کے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا" کر سامنے کھڑی رائی مہ کو دیکھنے لگا -------

جسکی نظریں اب اسکے حسین سراپے سے الجھنے لگی جو اسی دن کے بوسیدہ سمپل سی سوٹ میں ملبوس تھی لیکن پھر بھی پرکشش ------

اسکا نرم لہجہ سن رائیمہ کی سانس میں سانس آئی ی اسکی ہتھیلیاں بھیگی -------

کچ ۔ کچھ نہیں ۔ "کہتی بات کو ختم کرنا چاہا --------"

یہاں آؤ میرا سر دبادو زرا درد ہورہا ہے"۔"

وہ تکیا سیدھا کرتا کل اسکے کچھ سوٹ لانے کا سوچتا لیٹ کر بولا کہ وہ بھوکلا گ ئی

جج ۔ جی --- رائیمہ کے دھڑکتے دل کے ساتھ بے ساختہ منہ سے پھسلا -------"

"کیا جی ؟"

کہتے اسنے تھوڑی دور کھڑی رائی مہ کا ہاتھ پکڑا جو پسینے سے نم تھا -------

رائی مہ اپنے ہاتھ پر اسکا لمس محسوس کر ڈھول کی طرح بجتی اپنی دھڑکنوں سے گھبراتی اپنے دوسرے ہاتھ سے ماتھا صاف کرنے لگی ----------

اسکی حالت کو دیکھ ضوریز کے مونچھوں تلے عنابی لب مسکرارہے تھے --------

وہ اسکی اچانک ہوتی خوفزدہ حالت کو انجوائے کرنے لگا تھا وہ سنجیدہ سا شخص اپنی صوبر طبعیت کے خلاف اسکی مرمرئی ی کلائی یوں پہ اپنی انگلیاں پھیرتا اسے اچھلنے پر مجبور کرگیا تھا --------

"آہ ۔ یہ یہ کک کیا کر رہے ہیں میاں جی ۔"

اسے سمجھ ہی نا آیا تھا وہ اسے کیسے مخاطب کرے اور آج اسکے منہ سے جو نکلا تھا وہ سامنے ضوریز کو ہکا بکا کر گیا تھا ۔ جو اب اپنی کلائی ی مڑوڑ اسکی گرفت سے آزاد کروانے

لگی تھی کہ ضوریز نے ایک جھٹکا دیا کہ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسکے چوڑے سینے پہ آگری --------

انٹرسٹنگ !تو یعنی تم اجازت دیتی ہو کہ میں اپنا حق پورے استحاق سے استعمال" کروں ۔ "اسکے طرز مخاطب پر کہتے وہ اسکے اوسان خطا کرگیا ۔ اپنے اردگرد اسے خطرے کی گھنٹیاں سنائی دینے لگی ------

مم ۔ میرا مطلب ---- خاموش !اسکے لبوں پہ انگلی رکھ چپ کروتے اسکی کلائی پیچھے پیٹھ پر موڑتے اسے اپنے سینے سے لگایا --------

"تم نے سر دبانا تھا ۔"

کہتے اسے یاد دلاتا سینے پہ رکھا اسکا ہاتھ پکڑ اپنے سر پہ رکھا --- جسکی گرم تیز سانسیں اپنے گال پر محسوس کرتی وہ اپنے چہرہ دوسری جانب موڑتی اپنی آنکھیں میچیں اپنی نرم انگلیوں کے پورو سے اسکا سر دبانے لگی -------

اسکے نرم ملائی م لمس سے ضوریز کو سکون مل رہا تھا وہ اسے اپنے سینے پر پڑا دیکھ اسکی شہہ رگ کو دیکھ اپنے انگھوٹے سے اسکی گردن کی شہ رگ سہلانے لگا کہ رائی مہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گ ئی وہ کسما کر اسکے حصار سے نکلنے لگی تھی کہ ناکام ہوئی ی

پلیز مجھے چھوڑ دیں یہ زبردستی کا رشتہ ۔ "

وہ اسکی بڑھتی پیش قدمی کو دیکھ لہجے میں مسنوئی ی غصے کی رمق لیئے بولی جو اسکی گردن پہ لب رکھنے والا تھا کہ وہ وہی ساکت ہوا ------- رائی مہ کو لگا وہ اسکے ساتھ زیادتی کردے گی آخر کو وہ دھڑلے سے اسکی زندگی میں شامل ہوئی ی تھی ایک انچاہا وجود بن کر ۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اپنی مہر بند شدیتیں ایک انچائے وجود پہ لٹائے

"کیا کہا تم نے ؟"

ضوریز اسکا جبڑا اپنی سخت گرفت میں لیئے غرایا ---------

وہ۔ وہ ۔۔۔۔۔۔،،، تمہیں چھوڑ دوں تاکہ تم ہر آنے جانے والے غیر مردوں کی ضرورت بنی رہو ۔۔۔۔۔ اسکے لفظ چھری جیسے تیز تھے جو اسکے دل کو زخم زخم کر رہے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔

تم نے آخر کیا سوچ کر یہ کہا ہے ۔ تمہیں آزادی بخش دوں گا ۔ تم چلی جاؤں گی تو یہ ممکن میرے مرنے کے بعد ہی ہوگا ۔۔۔۔ دماغ میں ایک بات بٹھالو میرے بچے تو تم سے ہی ہوگے رائی مہ میڈم ۔۔۔۔۔

وہ اسے برابر میں پھینک کر اسکے یوں دھتکارنے پر ٹھوڑی سے پکڑ دبوچتے غصے کی شدت سے کہتا اسے رونے پر مجبور کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ تہجد کی نماز ادا کرتی پلٹی تھی کہ دروازے پر موجود آغر کو دیکھ ٹوٹکی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آغر تم یہاں اس وقت ؟

جاری ہے --------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 65

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

لمبے چوڑے وائی ٹ شلوار قمیض میں ملبوس سر پر ٹوپی پہنے آغر اسکے سامنے کھڑا تھا
جسے رات کے اس پہر دیکھ وہ تذبذب کا شکار ہوئی ی تھی ---------

آغر کی ملکہ آپ کو میرا یہاں اس وقت آنا برا لگا "۔"

وئی یل چی ئی ر پہ بیٹھی ڈوپٹے میں لپٹے اسکے چاند سے روشن خوبصورت چہرے اور
گریش متفکر سی گل کی آنکھیں دیکھ بولتا چلتا ڈریسنگ مرر کے پاس گیا اور اسکا دراز وا کیئے

اپنی سر پر پہنی ٹوپی رکھی کہ مضبوط انگلیاں کسی کانچ کے فریم سے الجھی ساتھ پڑی نایاب ڈائی منڈ کی موتی کی مالا تھی --------

وہ ان دو پر اپنی ایک مسکراتی نظر ڈال سر ہلاتا شیشے سے گل کی نظروں کا مرکز خود کو دیکھ پلٹا اپنے بھاری قدموں کی چھاپ چھوڑتا اس تک پہنچا ---------

"تم نماز بھی پڑھتے ہو ؟"

گل سامنے کھڑے آغر کو دیکھ اسکے سوال کو نظرانداز کر خود اپنی ائی برو اچکاتی بولی جبکہ چہرے پر استزائیہ ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی --------

ہاں تھوڑا بہت مسلمان بھی ہوں "۔"

کہتے ہاتھ بڑھا کر اسکی سرخ ناک میں پہنی نتھلی کو چھوا --------

گل کو حیرت ہوئی ی تھی نماز وہ بھی تہجد کی ۔

سوچتی مقابل کی جانب اچانک سی افتاد پہ جھٹ سے اس سے دور ہوئی ی --------

"وہ وہ جاؤ تت ۔ تم یہاں سے ۔"

دفعتًا گل کو اپنی گردن پہ اسکی انگلیاں سرکتی محسوس ہوئی یں جسکا احساس کر وہ اپنا تھوک نکلتی لڑکڑاتی لفظوں میں بولی --------

گل کو یکدم آغر کچھ الگ سا لگا ، اسکے ارادے، اسکی آنکھوں میں خمار ، دلکش مسکراہٹ فتح مندی اسے اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی ی ---------

"میں بھلا کہاں جاؤ اب آغر کی ملکہ ۔"

بھاری خمار آلودہ لہجے میں کہتے ہاتھ اگے بڑھا کر اسکے سرخ لبوں پہ اپنا بھاری انگھوٹا پھیرا کہ وہ یکدم خود میں سمٹی ---------

!!آغر پپ ۔ پلیز ---- شش

جھٹکے سے اسکی نازک کمر میں اپنا مضبوط توانا بازؤ ں ڈال اسے اپنے حصار میں لیئے بیڈ کی جانب چل دیا کہ وہ اسکی کلون کی خوشبو کو پاس سے محسوس کر بھوکلائی ی

تت ۔ تم -----

اسکے ارداے خطرناک تھے اتنا وہ جان گ ئی تھی ۔گل نے اپنے خشک لبوں پہ زبان پھیر کچھ بولنا چاہا --------

میری جان شوہر کے حقوق سے تو واقف ہے ناں اگر نہیں تو آج واقف ہوجائے گی"
۔ "کہتے اسے بیڈ پہ بیٹھایا -------

گل کی جان اسکی باتیں سن حلق تک آئی ی، ہاتھوں کی ہتھیلیاں یکدم بھیگی ، سانسیں تیز دل کی حالت ایسی کے ابھی سینے کی پسلیاں توڑ باہر آجائے گا --------

گل نے آہستگی سے اپنی گریش آنکھیں اٹھائے سامنے کھڑے آغر کی کالی سیاہ آنکھوں میں دیکھا جن میں محبت کا ایک الگ ہی جہاں آباد نظر آیا جسے دیکھ وہ فوراً اپنی نظریں اسکی جانب سے پھیر گ ئی ---------

جبکہ آغر اسکی ایک ایک حرکت کو فرصت سے ازبر کر رہا تھا اسکا خود میں جھجھکنا لرزنا اسے بے حد بھارہا تھا یکدم اسکے عنابی لبوں تلے مسکراہٹ رینگی ---------

گل پہ اپنی بہکی نظریں ٹکائے کُرتے کی آستینوں کو بازوں تک فولڈ کر بیڈ پر اسکے پاس جگہ بناتا بیٹھ اپنی بھاری ٹانگیں اوپر رکھیں --------

آہہہ --- اسکی پھنسی پھنسی سی چیخ برآمد ہوئی ی وہ دفتاً آغر کے قریب بیٹھنے پہ اس سے دور ہورہی تھی کہ اسنے گل کی کوشش کو ناکام کرتے اسکی کمر میں مضبوط بازؤں ڈالتے اسے اپنی طرف کھسکایا کہ وہ سرکتی اسکے چوڑے سینے سے لگی --------

اسکے لمس پر اسکے وجود میں سرسراہٹ سی ہونے لگی ۔پور پور میں سرد لہرے اٹھنے لگی

"آغ ۔ آغر اب ۔ ابھی رخ ۔ رخصتی ۔ نن ۔ نہیں ہوئی ی ۔"

گل نے تھوگ نکلتے لڑکڑاتے اٹک اٹک کر مقابل کو ہوش دلانا چاہا جس کے ارادے اٹل تھے -------

" سمجھیں ہوگ ئی ۔"

دو لفظی جواب دیتا اسکے ڈوپٹے کو اتار سائیڈ رکھ کیچر سے اسکے سلکی گھنے بال آزاد کرواتا اسکی گردن پر بکھرے بالوں کو سمٹ کر وہاں پر جھکتے اس نے اپنے لب رکھے اور اسکی خوشبو میں گہرا سانس بھر کر اسکی دلفریب خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا --------

گل جو مدھم سی سانسیں بھر رہی تھی ایکدم سے اسکے دہکتے لمس کو گردن پر محسوس کرتے اسکے حصار میں مچلی ۔ سانسوں نے شور مچاتے دھڑکنیں بڑھا دیں ۔ اسکا پور پور سراپا دھڑکن بن گیا --------

"آغر دو ۔ دور ہوجاؤ ۔"

پھولی سانسوں کے ساتھ کہتی اسکی جانب سے چہرے کا رخ گھمایا --------

"کیوں ؟"

اسکے بالوں میں انگلیاں الجھا کر آغر نے جھٹکے سے اسکا رخ اپنی جانب کیا --------

"مم ۔ میں نن ۔ چاہتی یہ سب مج ۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے ۔ شش گل میں آپ پر اپ کے وجود پر حق رکھتا ہوں اور مجھے لگتا ہے ان فاصلوں کو ہمیں اب سمٹ لینا چاہیئے۔" چپ کرواتے اسے بار بار لبوں کو تر کرتے دیکھ کر نم نچلے لب پر انگلی پھیرتے بولا

"گل آپ ہمیشہ میرے ساتھ بے وفائی کرجاتی ہیں لیکن دیکھیں پھر بھی میں آپکے پاس چلا آتا ہوں ۔"

مسلسل خاموشی پر سرد لہجے میں کہتے اسنے گل کی ہاتھوں میں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں الجھائی ی اور اسے بیڈ پہ لیٹائے اس پر جھکا --------

"مم ۔ میں نے کب بے وفائی ی کی ؟"

اسکی جھلساتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر گل کے لب پڑپڑائے --------

"ہمیشہ ۔ ہر دفعہ ۔ ہربار ۔"

کہتے جھکتے اسکی کان کی لو کو اپنے عنابی لبوں سے چھوا کہ گل کا چہرہ بلکل خون چھلکانے جیسا ہوگیا --------

"جھوٹ بے وفائی ی تو جب کرتی ناں جب تم نے کبھی مجھ سے وفا کی ہوتی ؟ تم نے ہمیشہ مجھے تکلیف پہنچائی ی ہے ہمیشہ مجھے درد دیا ہمیشہ مجھے نئے نت زخم دیئے ۔"

وہ اسکی دہکتی قربت میں اپنی بھاری سانسوں کے ساتھ بولی --------- جسکی کالی گہری نظروں کا مرکز اسکے چہرے کے خوبصورت نین نقوش تھے ----- جنہیں وہ اپنے پورے استحاق سے دیکھ اپنی آنکھوں کو سیراب کر رہا تھا --------

میرا ایسا کوئی ی مقصد نہیں تھا گل یہ سب کرنے پر مجبور تمہاری اس سوتلی ماں نے" کیا ۔ اس نے ------، وہ بولتے بولتے رکا -------

پھر کچھ توقف کے بعد بولا ------- "اسنے میری ماں کا قتل کیا "------

گل کی تو سوئی ی وہی اٹک چکی تھی "اسکی ماں کا قتل ۔ "گل کی وحشت سے آنکھیں پھیلی --------

"تت ۔ تم کک ۔ کیا کہہ رہے ہو ؟"

خود کو سنبھال دل میں مچلتا سوال گل کے ہونٹوں پہ آیا --------

جس دن تمہاری ماں کی ڈیتھ ہوئی ی تھی اسی دن میری ماں بھی یہ دنیا چھوڑ چلی گ ئی تھی ۔ آغر کے سامنے وہ ازیت ناک منظر گھما --------

جب حمیدہ بیگم نے اسکی ماں کو اوپر سیڑھیوں سے زور دار دکا مارا تھا کہ وہ لڑکتی بل کھاتیں بے چاری نیچے اوندھے منہ گری تھیں چونکہ اتنی اونچائی سے گرنے اور استھما ہونے کے باعث وہ زیادہ سروائیو نہ کرسکی اور جائے وقوع پر ہی اپنا دم دے گ ئیں ۔۔۔۔۔۔ اسنے ضبط سے اپنی آنکھیں بند کیں سانسیں اتنی تیز چلنے لگی تھیں کہ گل کو اسکی دھڑکن اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی ۔ ایسے جیسے وہ کہیں مسافتعیں طے کرکے آیا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔

آغ ۔ آغر ۔۔۔۔ گل نے اسے پکارا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

میں وہی نیچے ٹھنڈے فرش پہ اپنی ماں کا سر گود میں لیئے بے حال سا بیٹھا تھا میرے آنکھوں کے اشک سوکھے نہیں تھے کہ آپکی ماں کی ڈیتھ کی خبر چارو طرف پھیل گ ئی ۔۔۔۔۔۔ جس وجہ سے میری ماں کی موت بھی کہیں دب سی گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آنکھیں واکیئے اس نے پھر بولنا شروع کیا --------

گل کے سامنے وہ منظر گھما جب واقعی اسکی ماں کے ساتھ آغر کی ماں کا جنازہ بھی اٹھا تھا لیکن یہ سچ ہی تو تھا اپنی ماں کی موت پر وہ اسکی ماں کی موت کیسے ہوئی ی کیسے نہیں سب فراموش کرچکے تھے اور پھر آہستہ آہستہ سب بھولتے گئے اس حادثے کو سب کے زہنوں میں وہ بات مندمائی ل ہوتی گ ئی یں --------

مجھے لگتا ہے میری ماں نے شاید اس دن سب دیکھ سن لیا تھا آپکی ماں کے بارے میں جسکی انہیں سزا دی گ ئی یں ان سے انکی سانسیں چھین لی گ ئی یں

آخر کیوں ہاں میری معصوم ماں کا کیا قصور تھا ؟ میں اس وقت تو خیر بچہ تھا کچھ نہ کرسکا میں اسکا ----- مگر افسوس جوان ہوکر کیا اکھاڑ لیا میں نے اس عورت کا ------

میرے پاس اسے مارنے کے کہیں طریقے تھے ایک منٹ میں میں اسکی سانسوں کی ڈوری کھینچ لیتا ۔ موت اسے میں اپنی مرضی کی دے سکتا تھا مگر بار بار ابرار کا چہرہ میرے سامنے آجاتا جو بھی تھا اسنے اس عورت سے محبت ماں سے بھی بڑھ کر کی

پھر سوچا آپ بہت قریب ہیں شاید انکے تو یعنی آپ پر ظلم کرنا مطلب ان پر کرنا لیکن میں یہاں بھی چوک گیا آپ تو خود پور پور انکے مظالم سے زخم زخم تھیں ----- میں آپ کو کیا تکلیف دیتا آپکی روح تو خود چھلنی چھلنی تھی -------- جھکتے اسکے کندھے پر لب رکھے -------

وہ اسکی لمس پہ خود میں سمٹی وہ سمجھ سکتیں تھی اس پر کیا بیت رہی تھی وہ بھی تو ان سب چیزوں سے گزری ہوئی ی تھی ۔ اس نے بھی تو وہی قیامتیں دیکھی تھیں جسکے ان گنت زخموں سے وہ چور چور تھا --------

آپ کو جب کبھی تکلیف دی خدا گوا ہے کہ خود آپ سے زیادہ تڑپا ہوں گل ۔ جھکتے اسکے ایک ایک نین نقوش کو اپنے ہونٹوں سے چھونے لگا ---------

گل میں نے بہت محبت کی ہے آپ سے پل پل کی ہے اب تو یہ بھول گیا ہوں کہ کب سے میں اس مرض میں مبتلا ہوں آپ کو کسی اور کا سن جو ازیت میں نے سہی جو بے بسی اس وقت میں نے محسوس کی وہ میں آپ کو لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا

آپکے پہلے نکاح کی رات اللہ کے سامنے گڑاگڑیا، بلک بلک کر رویا تھا مجھ سے میری ماں لے لی اور پھر آپکو بھی کہ اللہ میری محبت ادھوری رہ گ ئی مجھے بس وہ دے دے اور کچھ نہیں چاہیئے میرے رب --------

میرا دل کسی پتے کے مانند تڑپ رہا تھا تکلیف اور ازیت کی آخری حد تھی وہ گل ۔ پتہ ہے ازیت کیسی تھی کہ میں اسے مار کر خود اسکی جگہ لے لوں عجیب جنونیت طاری تھی مجھ پر جب آپکی رخصی کا سنا میں پاگل ہوگیا تھا مجھے لگا میں اب سانس نہیں لے پاؤں گا ---------

پھر اسکے اگلے دن جب آپ کو طلاق ہوئی ی تو سوچنے لگا اس کا زمہ دار میں ہوں میری ہی نظر کھا گ ئی آپ کو لیکن جب علم میں یہ بات آئی ی وہ شخص ہی کھوٹا تھا جسکے ساتھ اپکو باندھا تھا تو لگا کوئی ی ٹھنڈک سی میرے دل میں اتری ہو --------

میں نے آپ پہ کبھی اپنے جذبات اشکار نہیں کیئے مگر کچھ عرصے پہلے میں اپنے جذبات اب اور نہیں چھپا سکا اور آہستہ آہستہ آپ پر اشکار ہونے لگے --------

اور پھر دیکھیں میرے صبر کا صلہ بھی ملا مجھے آپ سے نواز دیا گیا آپ میرے نکاح میں آگ ئی یں ۔ میرے رب نے مجھے سکون دے دیا جسکا میں جتنا شکر ادا کروں کم ہے ----- آپ زندگی ہیں میری ----- اسکی کمر کی گرد تنگ حصار ڈالتے اسے کھینچ کر سینے سے لگایا اور اپنے لب اسکے ماتھے پہ رکھے ----- وہ اسکی آگ جیسی سانسوں اور لمس کی حرارت پر اسکے حصار میں پڑپڑا کر رہ گ ئی --------

اس آدمی کی قربت جان لیوا تھی وہ جب جب اسکے قریب آیا اسکی جان ہتھیلی پہ آئی ی تھی ۔ اسکی دہکتی قربت کو برداشت کرنا کوئی ی آسان کام نہیں تھا لیکن جو بھی تھا

اسکی قربت اسکی ایک ایک چیز بلکہ پورے کے پورے آغر پر صرف اسکا حق تھا ۔۔۔۔
وہ سوچتی مسکرائی ی -------

ہوگ ئی یں ناراضگیاں سارے شکوے شکایت اب خود کو اپنے شوہر کے حوالے کردیں"
۔ "گل کی گردن میں بازؤں حائل کرتے اپنی بڑھی ہوئی ی شیو سے اسکا سرخ گال
آہستہ آہستہ سہلاتا گدگداتے چھبتے لمس پر اپنی بڑھتی دھڑکنیں اسے سنانے لگا
---------کہ اسکے معصوم نین نقوش میں حیا کے کہیں رنگ بکھرے ---------

بہت خواہش تھی آپکی آنکھوں میں اپنے لیئے محبت دیکھنے کی چاہ دیکھنے کی پل پل ہر"
لمحہ اپنی موجودگی پہ اپکے چہرے پر کھلنے والے تمام محبت کی رنگ دیکھنے کی لیکن افسوس
کہ میں نے اپنی تمام خواہشات کا گلہ خود گھونٹ انکی قبر بنائے ان سارے خوبصورت
احساسات کو وحشت میں تبدیل کردیا میں شرمندہ ہوں آپ سے گل ۔ "وہ اسکی کانپتی
انگلیوں سے اپنی بھاری انگلیاں الجھاتا اسکے ہاتھوں کو تھام کر تکیئے سے لگاتا ہوا اسکے
کانپتے لبوں کو فوکس میں لیکر جھک گیا --------

گل تڑپ کر مچل اٹھی مگر آغر نے مسکراتے اسکے نازک ہونٹوں کو اپنی گرفت میں جکڑ لیا اور اسکی انگلیوں پر گرفت مضبوط کردی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی شدت بھرے انداز پہ اسکے حصار میں کانپنے لگی اسکا دم رکنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔

آغر نے مسکراتے اسکے ہونٹوں کو آزاد کیا اور اسے دیکھنے لگا جو گہرے سانس لینے لگی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

آغر ۔۔۔۔۔۔،، شش ڈر لگ رہا ہے ۔۔۔۔ اسکے کہنے سے پہلے اسکی کچھ دیر پہلے کی گئی بات کو یاد کر بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں ۔۔۔۔ کہتی وہ اسکے تیور دیکھ ایکدم سے سرخ ہوتی اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی ۔۔۔۔کہ آغر کا قہقہ بے ساختہ تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک لمحے میں ہی ابھی تو پوری رات باقی ہے ۔ "بھاری لہجے میں کہتے اپنی انگلی سے"
اسکے شولڈر سے اسکی شرٹ سرکائی ی وہ شرم سے سختی سے آنکھیں میچ گ ئی

آغر کی مضبوط کھردی انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر سرکتا رینگتا ہوا پایا ۔ اسنے اپنا حلق تر
تکیئے کو مٹھیوں میں بھینچ لیا ---------

آغر تم چھ ۔ چھوٹے نن ۔ نہیں چھچورے ہو ایک نمبر کے۔ "اپنی سانسیں بھرتی اسکے"
کندھے پر مکا مار کر بولی --------

آغر کا ایک بار پھر بے ساختہ قہقہ لگا تھا "آپکا آغر بڑا ہوگیا ہے کیسا لگا آپ کو میرا بڑا
ہونا ۔"آنکھ ونک کیئے سرگوشی نما کہتے اپنی ناک اسکی گردن میں سہلاکر اسکی شہ رگ کو
ہونٹوں سے چھونے لگا ۔ جبکہ اسکا پور پور لرز اٹھا -------

میری ہزاروں راتیں آپکے بغیر گزری ہیں ۔ بہت چاہتا ہوں آپ کو ۔ میرا دل آپکا طلبگار" ہے ۔ میٹھی سرگوشیاں کیئے اسکی شرٹ سرکائے کندھے پہ ہونٹ ثبت کیئے ۔ سسی ۔ گل کے منہ سے سسکاری نکلی --------

کیا ہوا جان آغر ؟ اپنا سر اٹھائے اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے تھامے بولا گل کی سانسیں رک گ ئی یں -------

تماری قربت جھلسا رہی ہے ۔ "وہ جھجک کر کہتی اسکے چوڑے سینے میں چھپ گ ئی"

رفتہ بہ رفتہ اسکی تمام رائ یں مسدود ہوتی جارہی تھیں اور گل کی دھڑکنیں بڑھتی جارہی تھیں کہ اسے گھبراہٹ ہونے لگی -------

میری قربتوں سے ابھی آپ واقف ہی کہاں ہیں لیکن اب ہوجائے گی ۔ اسکی شرٹ کی بیک کی ڈوریوں سے اسکی بھاری انگلیاں الجھنے لگیں ---------

آغرر ۔۔۔۔۔ وہ اگے آنے والے لمحات کو سوچ اپنا حلق تر کر تڑپ اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔

میری جان مزاحمت کیوں ؟ خوبصورت رات تنہائی بانہوں میں من چاہا وجود کون نہ بہکے ۔ سب سوچوں کو جھٹک کر میری ہوجائیں مکمل ایسے کہ آپکی ساری توجہ میری ذات کے گرد آجائے ۔ ایسے کہ آپکی سانسیں میری سانسوں میں اتر جائیں ۔ ایسے کہ آپکی دھڑکنیں میری دھڑکنوں میں اتر جائیں ۔ ایسے کہ آپکے دل کا ملن میرے دل سے ہو ۔ ایسے کہ آپکا پور پور میرے لمس سے ۔۔۔۔۔

ششش !!اسکی گھمبیر بھاری لہجے میں بے باک باتیں اسکی دھڑکنیں ابتر کرگ ئی یں وہ بکھرے تنفس سے مزید سننے کی ہمت ناپاکر ایکدم اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ گ ئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

آغر نے گھور سے اسکے چہرے کو دیکھا اور جھٹکے سے دونوں ہاتھوں کی کلائیاں جکڑ کر اسکی پشت پر باندھیں ۔ گل اس افتاد پہ سانس رک گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب جھٹکے سے بیک کی ڈوریاں کھولے اسکی گردن پہ جھک جابجا اپنے ہونٹوں کی چھاپ چھوڑنے لگا ۔۔۔۔۔کہ اسکی سانسیں پھول اسکی سانسیں خشک کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔اور آہستہ سے اسے اپنے آغوش میں لیا ۔۔۔۔۔۔

آغ ۔ آغر ایک بار سوچ لو میں اپائی ج ۔۔۔ خاموش ۔۔۔۔ وہ اسکی خمار بھری کالی آنکھوں میں اپنی گریش آنکھیں ڈال سانس بھرتے بولی جسکی سن آغر نے اسکے لبوں پہ یکدم انگلی رکھتے چپ کروایا ۔۔۔۔۔۔۔

آغر کی ملکہ آپ دل و جان سے عزیز ہے مجھے آئی ندہ یہ فضول بات نہ سنو ۔۔۔۔ ان لبوں پہ صرف میں اپنا نام اور اس چہرے پر میری شدتوں کے بعد پیار کے خوبصورت رنگ دیکھنے کا خواں ہوں۔۔۔ الٹا سیدھا مت سوچا کریں ۔۔۔ آپکے بال سے لیکر پیر کے ناخون تک اپ پوری کی پوری اس آغر چوہدری کی ہیں ۔۔۔۔۔کہتے وہ اس پر شدت سے جھک گیا اور اسکے بھاری وجود تلے وہ سہم سی گ ئی دھڑکنوں میں جنون برپا ہوگیا

سر اٹھائے اسکے نچلے لب پہ جسارت کر ہلکا سا کاٹا ۔ وہ سی کرتی رہ گ ئی ۔ جب وہ ہنستا ہوا اسکے لبوں کو قید کرگیا -------

آغر کک ۔ کیا کررہے ہو ؟ گل نے اسکے سینے میں ہاتھ مار اسکے معنی خیز ظلم پہ اٹک اٹک کہ کہا ---------

الفت، محبت، پیار، جنون ----- مخمور بھاری لہجے میں کہتے اسکی ناک میں پھینی بالی پہ اپنے لب رکھے وہ جھنپ گ ئی -------

ای ۔ایسے کون الفت محبت پیار جنون لٹاتا ہے ۔ ہلکی سی مسکراتی اسکے گلے میں اپنے دنوں بازوں حائل کرتے گویا ہوئی ی -------

ہمم انٹرسٹنگ !!آغر کا اشارہ اسکے گردن میں اسکے ہاتھ ڈالنے پہ تھا ----- جسے دیکھ پھر جھنپتے اپنے ہاتھ ہٹانے چاہے -------

نہیں جان آغر آپکا حق ہے ۔ جیسے میرا آپ پر ۔ میں جیسے چاہوں آپ کو چاہوں سنواروں سراہوں ویسے ہی آپ بھی جسطرح چاہیں اپنی الفت لٹائیں ۔۔۔ کہتا اسے متعبر کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ وہ اپنے چھوٹے شوہر کو دیکھتی رہ گئی نجانے کیا تھا ایسا اسکی آنکھوں میں کہ وہ اسکے سامنے موم کی طرح پگلتی جارہی تھی ۔ یہ نکاح کے دو بولوں کا ہی کمال تھا جنہوں نے اسکے دل میں آغر کی محبت ڈالی اور شاید اب وہ محبت اتنی مضبوط جڑیں پکڑ چکی تھی کہ دل نکلے تو آغر نکلے آغر نکلے تو دل ۔۔۔۔۔۔۔۔

جانِ آغر مجھے بھی سکون بخشے اور اب اپنی چھپی محبت کا اظہار کردیں ۔ اسکی ناک سے ناک رگڑتا اپنا ایک بازوں اسکی کمر میں حائل کرتے اسے پاس کیا اور دوسرا بازوں اسکے سر کے نیچے دیکر کروٹ بدلی ۔ وہ اسکے سینے پہ آگری ۔۔۔۔۔۔۔

آغر نے دونوں کے اوپر بلینکٹ ڈال دیا ۔۔۔۔۔۔۔

لمحہ با لمحہ رات گہری ہوتی ٹھنڈ میں اضافہ ہوتا جارہا تھا باہر ہوائیں زورو شور سے چل رہی تھیں ۔ اندر آغر کے دہکتے لمس سے اسکا رواں رواں کانپ رہا تھا ۔ ماحول میں فسوں پھیلا ہوا تھا کہ آغر کی حدود پھیلانگتی شدتیں برداشت کرتی اسے گھبراہٹ ہونے لگی لیکن اسکی بھوکلاہٹ گھبراہٹ بھاری سانسیں دھڑکنیں بکھرا تنفس سب آغر کی چاہت کے آگے دب جاتا کہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ اپنے آفس میں لیپ ٹاپ کھول بیٹھا تھا کہ اسکی اسکرین پہ چمکتا کسی کا ای میل دیکھ بدمزہ ہوا اور بعد میں چیک کرنے کا سوچ اسے پینڈنگ پہ رکھ اسے اسکیپ کرتا اپنے کام میں مصروف ہوگیا اور لیپ ٹاپ پہ تیزی سے اپنی انگلیاں چلانے لگا کہ سامنے لگی ایل ای ڈی میں باہر گارڈز کو کسی شخص سے آرگیامنٹ کرتے دیکھ ٹھٹکا ۔۔۔۔۔۔۔

یہ شخص جو کافی دیر سے باہر کھڑا تھا اور اب گارڈز سے محو گفتگو تھا ۔۔۔۔۔۔۔

اسنے اپنی ایک نگاہ دوبارہ ایل ای ڈی پہ اٹھائی کہ منظر بدلا اس لمبے چوڑے آدمی نے گارڈ کے منہ پر اپنے بھاری ہاتھ کا مکا جڑ اندر بڑھ گیا ---------

جبکہ وہ اندر سوچ میں پڑھ گیا آخر کون ہے یہ آدمی اور یہ خوفیہ آفس کیسے جانتا ہے اس آفس کے متعلق یا اپنے کام کہ متعلق وہ تو خود سے بھی بات نہیں کرتے تھے کجاکہ کہ کسی کو پتہ لگنا ---------

گارڈز بھی انکے اپنے یہاں کام کرتے ہوئے آدمی تھے اس لیئے انکے خلاف بھی کوئی ی شک شہبات دل میں نہیں تھے پھر اس بندے کو ------ اگے وہ سوچ نہ سکا اور آندھی طوفان بنے اس آدمی کو یہاں اپنے روم تک آتے دیکھ ایل ای ڈی پہ اپنی نظریں جمادیں ----------

اسنے دروازہ وا کیا اور اندر اپنے بھاری بوٹ میں ملبوس پیر اندر رکھے --------

سامنے کھڑے چھ فٹ نکلتے قد لمبے چوڑے مضبوط اس آدمی کی بھوری انکھوں کو خود پہ ٹکے دیکھ وہ تذبذب کا شکار ہوا -------

کون ہو تم ؟ مقابل نے اسے دیکھ برجستہ سوال کیا -------

"غلباً انٹرنیٹ پہ اپنے باپ کے اعلی کارناموں کی وڈیو ڈھونڈ رہے ہو ایم آر ائی ٹ ۔" سرد سپاٹ بھاری لہجے میں وہ لمبا چوڑا آدمی مقابل کو دیکھ گویا ہوا --------

جبکہ مخاطب کی باتوں پہ اسنے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی ۔ آنکھوں میں چنگاریاں در آئی ی تھیں ۔ ماتھے پر لاتعداد بل کہ دل کیا یہ سامنے رکھا لیپ ٹاپ زمین پہ دے مارے ----- اور اپنا سارا غصہ اس بے جان شے پہ نکال دے لیکن وہ ایسا کرنا سکا

یہ سب تو جھیلنا تھا اسے ۔ ابھی ایک آواز اسکے کانوں میں پہنچی تھی باہر ایسی کہیں آوازیں ہوگی جن سے وہ ابھی تک ناآشنا ہی رہا تھا یا شاید رہنا چاہتا تھا لیکن آخر کب تک منہ موڑتا سچائی سے ---------

جاری ہے --------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 66

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

"کیا بکواس کررہے ہو ؟"

وہ اس انجان کو دیکھ غراتا بولا جو دھڑلے سے اسکے آفس کو اپنی ریاست سمجھے وہاں اپنے مضبوط پیر جمائے کھڑا تھا -------

انٹرسٹنگ !!کہیں باپ سے محبت تو نہیں جاگ رہی؟ کہیں تم بھی اپنے باپ کی طرح ،،،،،،،کہتا اسے آگ لگائے جملہ آدھا آدھورا چھوڑ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"!!شٹ اپ جسٹ شٹ اپ"

وہ غصے کی زیادتی سے بھڑکتا جگہ سے کھڑا ہوا اور سامنے کھڑے خود کا تمسخرا اڑاتے اس شخص کو دیکھنے لگا جو بے حس بنا کھڑا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آواز نیچے "۔"

مقابل اسے دیکھ سرد سپاٹ لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔

ابرار سکندر خانزداہ میری بہن کوئی ی شے نہیں تھی ایک جیتی جاگتی انسان تھی جسکا" تمہارے باپ نے اس درندے کے ساتھ مل کر سودا کیا ۔۔۔۔ یقین جانو اگر تمہارا باپ زندہ ہوتا ناں تو اسکا سینہ میں لاتعداد گولیوں سے چھلنی چھلنی کردیتا اتنا برا حشر کرتا قبر تک پہنچتے پہنچتے اسے اپنے زندہ ہونے پر افسوس ہوتا۔ "وہ سرد لہجے میں کہتا دبا دبا سا دھاڑا

۔۔۔۔۔۔۔

ابرار ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا ------ تو یہ اس نابالغ لڑکی کا بھائی ی تھا جسے اسکے باپ نے اس وحشی مرد کے ساتھ بھیج دیا ابرار نے دماغ کے گھوڑیں دوڑائی ی

وہ اب شرمندگی سے اسکے سامنے اپنی نظریں تک نہیں اٹھا پارہا تھا ------ اس قدر شرمندگی کی آتہاگرایوں میں ڈوب چکا تھا کہ دل کرب سے ڈوبتا ہچکولے لے رہا تھا

کچھ لمحے یونہی خاموشی کے نظر ہوئے پھر کچھ توقف کے بعد ابرار چلتا اسکے مقابل آتا اپنے مخصوص لہجے میں بولا ------ "میرے باپ کا عمل معافی کے قابل نہیں اسلیئے میں تم سے انکے خاطر معافی تو نہیں مانگوں گا ہاں مگر تم جو سزا دینا چاہوں اس عمل کی مجھے دے سکتے ہو۔"

باپ گھٹیا کانٹ کر مرکھپ گیا بیٹا انصاف پسندی کا جھنڈا لہرانے چلا آیا ۔ "مقابل نے"
سوچتے سر جھٹکا اور اسکی بات پہ ابرار کے چہرے کو دیکھ تمسخرانہ مسکرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی مسکراہٹ ابرار کو چبھتی ہوئی ی لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوگا سزا دینے سے میری بہن مل جائے گی ؟"
اس نے برہمی سے گرجتے کہتے ابرار کے متغیر ہوتے چہرے کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تمہاری مدد کرسکتا ہوں ۔ "ابرار نے اسے پیش کش کی ۔۔۔۔۔۔۔"

ابرار خانزادہ تم گھر میں ساتھ رہتے اپنے باپ کے ہتھکنڈوں کارناموں کو تو جان نہ سکے"
میری مدد کیا خاک کروگے "۔۔۔۔۔۔ مقابل کا انداز ہنوز مزاق اڑاتا ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی سفاک گوئی ی پہ یکدم ابرار کے دل میں ایک زوردار گھونسا پڑا تھا اسکی اب بس
ہوئی ی تھی ضبط سے اسکا برا حال تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کبھی کبھی ہمیں رشتوں کو بچانے کے لیئے اندھا بہرا گھونگا بننا پڑتا ہے کہ کہیں زیادہ کھینچا تانی سے وہ بکھر کر ٹوٹ نہ جائیں اور ابرار نے بھی کہیں نا کہیں یہی کیا تھا مگر ان رشتوں نے اسے ایسی تکلیف و زلت دی تھی کہ وہ ہٹا کٹا توانا وجود کا مالک مرد بلبلا اٹھا تھا ، اسکی روح زخمی زخمی ہوگئی تھی فلحال تو وہ خود کے وجود کو سھنبالے ہوئے تھا لیکن اندر سے بلکل کانچ کی طرح ٹوٹا بکھرا چھوٹی چھوٹی کرچیوں کے مانند تھا --------

اسنے صبر کے گھونٹ پیئے مقابل کو دیکھا جسکی نظریں اب اسکے کھلے لیپ ٹاپ کی جانب تھی جسکی اسکرین پہ گوگل پہ کچھ ویب سائیٹس کھلی ہوئی تھیں -------

میں وہ وڈیو کلپ انٹرنیٹ پہ ہر جگہ سے مٹاچکا ہوں سو ٹیک اٹ ایزی ۔ "لیپ ٹاپ" سے نظریں پھیر اسکے کندھے پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتا وہ پرسکون سا بول اسے سن ساکت ششدر چھوڑ وہاں سے پلٹا اور اپنے بھاری قدم باہر کی جانب اٹھائے --------

اس احسان کی وجہ ؟ "ابرار اسکی پشت دیکھ سرد لہجے میں بولا -------"

احسان کس بات کا تمہارے باپ کی رنگ رلیاں ادھا سے زیادہ دنیا دیکھ چکی ہے ۔ سنا" ہے تم بھلے آدمی ہو ؟ چلو اپنی اچھی انسانیت کا تحفہ سمجھ لو ۔ "بنا موڑے اپنے ازلی انداز میں کہتا وہاں سے اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا نکلتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے ابرار چئیر گھسیٹ گرنے والے انداز میں بیٹھا اور اپنی سانس باہر ہوا کے سپرد کی

۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ شخص یہاں کیوں آیا تھا وہ سمجھ چکا تھا وہ یہی بتانے آیا تھا کہ اسکے باپ نے کتنی" آسانی سے ایک معصوم کی زندگی تباہ و برباد کردی ۔ کتنی آسانی سے ایک ہنستا بستہ گھر اجاڑ دیا کہ ہم جیسے دوکوڑی کے لوگوں کو اسکا ملال تک نہیں۔ "وہ افسوس سے اپنا سر ،ہاتھوں میں گرائے سوچوں کے دریچے کھولنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو صرف اسے گلٹ تکلیف، دکھ، درد، رنج و غم میں ہی مبتلا کرتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

رات کے نو بجے کا وقت تھا کھانے کے بعد ازمیر زبردستی زرتشہ کو لانگ ڈرائیو پہ لے آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ لو ۔"

دو کپ چائے کے تھامے وہ سامنے بنے چھوٹے سے ہوٹل سے اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا گاڑی تک پہنچا لاک کھول دروازہ وا کرتے اندر بیٹھی زرتشہ کو دیکھ کہتا اسکی جانب کپ بڑھایا اور ساتھ خود بھی فرنٹ سیٹ پہ براجمان ہوتا اندر سے دوبارہ دروازہ بند کرگیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

تھینکس "!!کہتی زرتشہ نے چائے کا کپ پکڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ چائے کے گھونٹ بھرتے بنا اپنی پلکیں جھپکائے بڑی فرصت سے زرتشہ کو تک رہا تھا جو چائے کے گھونٹ بھرتی بے نیازی کی مورت بنی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

گہری ہوتی رات جس کے ساتھ ہی بڑھتی ٹھٹرتی سردی کھڑکی سے آتی تیز ہوا زرتشہ کو لگا تھا وہ منجمد ہوجائے گی لیکن چلو کچھ تو بچت کر رہی تھی یہ چائے جو اسکے حلق میں اترتی سکون پہنچا رہی تھی ---------

چلیں ---- جج جی -----

ازمیر اس سے کپ لیتا باہر ہوٹل میں کام کرتے لڑکے کو ہاتھ کے اشارے سے بلواتا اسے دیتا زرتشہ اور اپنے سائیڈ کے ونڈو کے شیشے چھڑا گیا --------

جبکہ اسکے ونڈو پہ شیشہ چھڑانے پہ وہ خاصہ بدمزہ ہوئی تھی سردی تو تھی لیکن پھر بھی اسے گہری خاموشی جیسا چھایا سکوت، ہوا میں ہلکی سے کھنکی اسے بھلی لگ رہی تھی --------

دفتاً ازمیر نے گاڑی اسٹارٹ کر راستے پہ ڈالتے ٹیپ رائیڈر سے گانا آن کردیا -------

نظروں میں چھپالے دیر نہ کر

یہ دوری مٹالے دیر نہ کر

اب دل میں بسالے دیر نہ کر

سینے سے لگالے دیر نہ کر

گانے کے یہ بول گویا جیسے ہی زرتشہ کی سماعتوں سے ٹکرائے تو چہرہ سرخ خون چھلکانے جیسے ہوگیا لب دانتوں تلے دبائے ڈوپٹے کو اپنی انگلی میں کنفیوز سی موڑنے لگی

آہ !اسکے منہ سے بے ساختہ اچانک گاڑی روکنے پر ہلکی سی چیخ گونجی ---------"

"ہم یہاں کیوں رکے ہیں ؟"

وہ اپنی نظریں اِدھر اُدھر گھماتی جہاں صرف بلا کی رات کی سیاہی چھاہی دور دراز سے آتی اسٹریٹ لائٹ کی مدھم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی کہ وہ ازمیر کو دیکھ بولی --------

اوو شکر ہے تمہیں معلوم ہے اس گاڑی میں موجود تمہارا ایک عدد محترم شوہر بھی ہے"
ورنہ تو مجھے لگا یہاں موجود صرف آپ ہی ہیں مسسز ۔ "وہ سپاٹ لہجے میں اسکے سوال کو
نظرانداز کرتا دانت پیستے بولا البتہ چہرے پر غصے کے آثار نمایاں تھے --------

ازمیر کے چہرے پر سخت تاثرات دیکھ اسکی جان حلق میں آئی ی تھی وہ تو بس ایسے
ہی ------- اسنے سوچا لیکن پھر اپنی تمام سوچوں کو جھٹک گ ئی --------

وہ ۔ مم ۔ میں ------ اسنے کچھ بولنا چاہا کہ ازمیر نے ایک بٹن پریس کیا جس سے
سامنے فرنٹ مرر پہ کالی چادر سی چڑھ گ ئی ۔ اب منظر ایسا تھا کہ گاڑی فل ڈھکی
چھپی تھی اندر کا کوئی ی منظر باہر کسی بھی زی روح کی توجہ کا مرکز نہیں بن سکتا تھا
بلکل ایسے پیک ہوگ ئی تھی گاڑی --------

آہہہ ----"!!!یکدم اسکے بالوں میں ہاتھ لپیٹتے دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر میں اپنا"
مضبوط بازوں ڈالے اسے اٹھائے اپنی گود میں بیٹھا لیا وہ اس افتاد پہ بونچکا کر رہ گ ئی
اور ہق دق اسکے چوڑے سینے پہ اپنے ہاتھ رکھے تیز تیز اپنی سانسیں لینے لگی

"ابھی تو میں نے ایسا کچھ کیا نہیں کہ تمہاری سانسیں ایسے ابتر ہونے لگی ڈارلنگ ۔"
اپنی گہری نظروں سے اسکے خوبصورت چہرے کا طواف کرتے ٹھوڑی کے نیچے اپنی انگلی ٹکائے اسکا سرخ چہرہ اونچا کرتے بھاری لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرتشہ اپنے چہرے پر اسکی گرم جھلسا دینے والی سانسیں محسوس کرتی کپکپانے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آج اسی شرٹ میں ملبوس تھا جو اسنے اس دن نماز کے لیئے زیب تن کی تھی وہ بار بار اس سے اٹھتی کلون کی ہلکی بھینی بھینی بے خود کر دینے والی خوشبو کو محسوس کرتی سمٹی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"بولو ؟"

اسنے جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کی زرتشہ کے جسم میں سرد لہریں دوڑ گ ئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کک ۔ کیا بولو ۔"

اسکی شرٹ پہ اپنی لرزتی انگلی رکھ ممنائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں وہ وہ میری چیزیں آپ کے پاس کیا کررہی تھیں ؟ "دماغ پہ زور ڈالے اپنی گرد" اسکے ہاتھ کو جھٹکتی وہ گھبرائی ی سی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا تو تم ہی ہو وہ چور جسنے میری الماری سے وہ چیزیں چرائی ی ۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا سختی سے پوچھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" نن ۔ نہیں تو وہ میری تھیں ۔"

معاً کہتی اسکی گرم سانسوں کی تاب نا لاتے آنکھیں میچ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ازمیر تو اسکی آنکھوں لرزتے سرخ لبوں کو دیکھنے لگا ۔ اسنے اپنی انگلی سے اسکے لبوں کو چھوا وہ لرز اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم میرے دل میں بہت خاص مقام رکھتی ہو ۔ ابھی سے نہیں بہت پہلے سے اور"
اوپر سے مزے مزے کے کھانے بنابنا کر مجھے کھلا کھلا کر مزید تم نے اپنا اسیر کرلیا ہے
"۔ کیا اب بھی کچھ اور کہنے کی ضرورت ہے کہ وہ چیزیں میرے پاس کیا کررہی تھیں ؟
اسکے کان کی لو پر انگلی پھیرتے بولا نظریں اسکی لرزتی پلکوں پہ ٹکی تھی ---------

زرتشہ کے چہرے پر سارے بدن کا خون سمٹ آیا --------

ازمیر زینیہ اور اپنی طلاق کا اسے بہت پہلے ہی بتاچکا تھا تو اسے لیکر تو اسکے دل میں
کوئی ی سوال یا خدشات نہیں تھے لیکن ابھی جو اعتراف ازمیر نے اس پہ کیا تھا جس
پہ وہ چند سکینڈ کے لیئے سن ساکت و جامد سی ہوگئی تھی ---------

"اور کچھ پوچھنا ہے جاناں یا بس ۔"
کہتا اسکے کندھے سے بال ہٹائے اسکی گردن پہ لب رکھ گیا ---------

اسکے عمل پہ زرتشہ کا حلق خشک ، ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھیگ گ ئی یں وہ اسکی جان لینے کے در پر آگیا ---------

نن ۔ نہیں ۔ "وہ اپنے سینے میں دبی بھاری سانسوں کو فضا کے سپرد کرتی بولی"

تو ازمیر نے مسکراتے اسکے اب پرسکون چہرے کو دیکھا --------

میں ایڈیکٹڈ ہوں تمہارا ۔ تمہاری سانسوں کا ۔ تمہاری خوشبو کا ۔ تمہاری باتوں کا ۔ تمہاری" آواز کا ۔ تمہاری آنکھوں کا ۔ تمہارے بالوں کا ۔ تمہارے ان نرم ملائ م ہونٹوں کا مت غافل ہوا کرو مجھ سے جان چلی جائے گی میری ۔"وہ اسکی ذات سے کچھ دیر پہلے کی لاپروائ ی بے نیا زی کو سوچ بولتا جھکتے اسکی شہ رگ پر اپنے لب رکھے تو وہ مو نچھوں کی چبھن کو محسوس کرتی سمٹ گ ئ اسکے سینے میں ---------

ایسے کہ ہمارے درمیان ہوا تک i need tiedly hug میری جان ایسے نہیں"
کا گزر نہ ہو ۔۔۔۔ تم اس وقت مجھے مدہوش کررہی ہو اور مجھے مدہوش ہونا ہے ۔ "اسکے
دونوں ہاتھ اپنے گلے میں ڈالے جھٹکے سے مزید قریب کیئے اسکے گرد اپنا مضبوط بازوں کا
حصار قائم کیئے اسکی گردن میں اپنا منہ چھپالیا ۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ وہ اسکے جارحانہ انداز پہ بھوکلائی ی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ میں آپ سے ناراض ہوں ۔ "کہتی اس سے دور ہونا چاہا ۔۔۔۔۔۔"

"مگر کیوں ؟"

بالوں میں وہ اپنی مضبوط انگلیاں پھنسائے اسے دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔

آ۔ آپ نن ۔ نے ان کچھ مہینوں میں بہت برا رویہ رکھا میرے ساتھ اور وہ مم ۔ میں"
بھولی نن ۔ نہیں ہوں ۔ "بھرائی ی آواز میں کہتی اسکی گردن میں اپنا منہ چھپا گ ئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"امم اچھا ڈارلنگ ۔۔"

اسکی کمر کو سہلاتے اسکے گرد حصار ڈال وہ مسکرایا ۔۔۔۔۔۔۔

"میں یہ ناراضگی دور کرنا چاہتا ہوں اجازت ہے ۔"

مسکراتا بھاری خمار بھرے لہجے میں کہتا اپنی پکڑ اسکی نازک کمر پہ مضبوط کرتے اسے اپنے سینے سے لگایا اور اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسکے لبوں پر شدت سے جھک گیا پوری طرح اسے اپنی قید میں لیکر ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی شدت دیوانگی پہ تڑپ اٹھی جو اسے زرا سی بھی مزاحمت تک نہیں کرنے دے رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر میں وہ خود اس سے علیحدہ ہوا اور اسے دیکھنے لگا جس کے خوبصورت چہرے پر اس کے قربت کے رنگ واضح تھے وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

"ہم ۔ ہم گاڑی میں ہیں ۔"

پھولی سانسوں کے درمیان اسکے کندھوں پر اپنے دونوں نازک ہاتھ رکھتی نڈھال سی بولی

"تو کیا گاڑی میں اپنی بیوی کو پیار کرنا منع ہے ؟"

سرگوشی نما کہا جیسے وہ اسکی بات سے محفوظ ہوا تھا اب اسکی کمر پر اپنا انگھوٹا سہلایا

سسی "!اسکی جان لیوا حرکت پہ زرتشہ کی ہلکی سی سسکی نکلی ---------"

"آپ کا پپ ۔ پیار جنونی ہوتا ہے مجھے ڈر لگتا ہے ۔"

اپنی گردن پہ ایک بار پھر اسکے لب محسوس کر وہ سمٹی -------

آہ !آج تک کیا نہیں پاس آؤ پڑاھوں تمہیں جنونی محبت کا لیسن ۔ "کہتے اسے دیکھا "

نن ۔ نہیں ۔ "وہ جلدی سے نفی کرتی بولی کہ ازمیر نے بامشکل اپنا قہقہ ضبط کیا"

اوو یہ غلط بات ہے ۔ اب الزام لگایا ہے تو اسکا پریکٹکل بھی تو بگھتو ناں ۔ "وہ" شرارت سے کہتا اسکے چہرے کے نین نقوش پہ جابجا بوسے دینے لگا کہ زرتشہ حواس باختہ ہوگئی ---------

ازمیررر "!!روہانسی ہوکر اسکے سینے پہ اپنے دونوں نازک ہاتھوں کے مکے مارنے لگی"

ہاہاہا ازمیر کا روتو شونا بچہ میں تو بس تمہارا لگایا الزام سچ کر رہا تھا ۔ "مسکراتا اسکی کمر" سہلاتا بولا اور خود میں پوری طرح سے اسکے نازک وجود کو چھپالیا --------

پلیز چلیں ۔ "اسنے ازمیر کی گود سے اٹھنے کی کوشش کی -------"

"کہاں ؟"

اسکی کمر میں اپنا بازوں ڈالے اسے قریب گھسیٹ کر اسکے دونوں بازوں پھر ایک بار اپنی گردن میں حائل کیئے اپنی ائی برو اچکاتا بولا --------

وہ ۔ وہ اپنی سیٹ پہ "----- بھکلائی ی سی اسے دیکھ بولی ---------"

"بیٹھی رہو یہیں ۔ "

کہتا اسکی ٹھوڑی پر اپنی ناک رگڑی کہ زرتشہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گ ئی

پھر آ ۔ آپ ڈرائیو کک ۔ کیسے کرے گے ؟ "زرتشہ اسکے کندھے پر اپنا سر رکھ بولی"

"وہ میرا مس ئی لہ ہے ۔"

اسکی کان کی لو پر لب رکھتا بولا اور گاڑی اسٹارٹ کر راستے پر ڈالی --------

کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد وہ دونوں گھر پہنچ چکے تھے ازمیر نے گاڑی گھر کے باہر روکی تھی کہ فضا میں ٹھا کے ساتھ اسکی گاڑی پر فائر ہوا --------

یہ تو شکر تھا گاڑی بلٹ پروپ تھی --------

یہ یہ کیا تھا ازمیر ------ "زرتشہ اس آواز پہ کانپ کے رہ گئی --------"

"کچھ نہیں شاید گاڑی کے ٹائر میں کوئی ی مسئلہ ہوا ہے ۔"

وہ اسکی پیٹھ سہلا کر شیشے نیچے کر باہر دیکھنے لگا جہاں سامنے کھڑا نقاب پوش اسکی گاڑی کو نشانے میں لیئے کھڑا تھا ---------

وہ تو شکر تھا زرتشہ کا رخ پیچھے کی جانب تھا تو وہ اس نقاب پوش کو دیکھ نہیں سکی ورنہ جان تو ویسے ہی حلق تک آچکی تھی اس بھیانک آواز کو سنتے دیکھ لیتی تو شاید جان فنا ہوجاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو اچھا ۔۔۔۔۔

زرتشہ کو خوف محسوس ہورہا تھا ازمیر نے اسکی پیلی پڑتی رنگت کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"تم بیٹھو میں زرا نیچے اتر کر دیکھو کیا ہوا ہے ٹائیر میں ۔"

محبت سے بولتا پہلے چارو طرف ایک بار پھر وہ کالے پردے گاڑی کے فرنٹ شیشے ونڈو پر چڑائے پھر اسے اسکی سیٹ پہ بیٹھاتا اسکے گال سہلاتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کہتی خود بھی" لیکن ہم گھر پہنچ تو گئے ہیں تو میں بھی آپ کے ساتھ اترجاتی ہوں ۔ اترنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں ابھی نہیں ۔۔۔۔۔ "ازمیر اسکا ہاتھ تھام کر وہی بیٹھاتا اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے" چھوتا بولا جس پہ وہ اپنی سانسیں روک گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"مم ۔ مگر کیوں ؟"

زرتشہ کو سمجھ نہیں آئی ی اسکی بے وجہ کی بات جب گھر پہنچ چکے تھے تو اسکا یہیں گاڑی میں روکنا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ سوچتی فلحال وہی اپنے لب آپس میں پیوست کر سیدھی ہوتی بیٹھ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرتشہ کا رخ سامنے دیکھ اپنی سیٹ کے نیچے سے جلدی سے گن نکالی اسے لاڈ کرتا باہر نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے باہر نکلتے ہی اس پر فائ ر ہونے لگے ۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ وہ نیچے جھک گیا وہ ششدر تھا یہ نقاب پوش تھا کون آخر ؟

لیکن جو بھی تھا اسے اس دشمن سے نمٹنا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچانک سامنے کھڑے نقاب پوش نے ایک اور فائر کیا جو ازمیر کے قریب سے ہوتی بلیٹ گزری ۔۔۔۔۔کہ پل میں اسکی آنکھوں کی سفیدی لہو رنگ میں تبدیل ہوئی ی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر فل اشتیال سے اپنے ہاتھ میں تھامی گن سے اس لمبے چوڑے نقاب پوش پہ فائر کیا بلیٹ سے نکلتی گولی سیدھا اسکے کندھے پر پیوست ہوئی ی کہ وہ نقاب پوش روح فنا کرتے درد پہ اپنے لب شدت سے بھینچ کر رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر یکدم خود پہ قابو پاتے خود نے بھی ازمیر پہ فائر کرنے شروع کرد یئے کہ وہ بچتا بچاتا مقابل کی بُردباری کا برابری سے مقابلہ کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اندر گاڑی میں بیٹھی زرتشہ ایسی کہیں آوازیں جو ابھی کچھ دیر پہلے سنی تھی جانجا سنتی ڈر و خوف سے پیلی پڑتی جارہی تھی ۔۔۔۔ اوپر سے ازمیر نے باہر نکلنے کو منع کیا تھا

------ وہ اپنی آنکھیں میچ کانوں پہ اس وحشت زدہ آوازوں پہ اپنے دونوں ہاتھ رکھ گ ئی جبکہ اسکا پورا جسم تھرتھر کانپ رہا تھا ---------

اچانک وہ نقاب پوش اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگنے لگا جسے دیکھ وہ بھی اسکے پیچھے بھاگا ----- مگر رکتے اسکے پیر پہ فائر کیا کہ وہ بلبلا کر وہی زمین بوس ہوگیا --------

"ٹھا ----"

پیچھے سے گاڑی کی ڈکی کے تیز آواز کے ساتھ بند ہونے کی آواز زرتشہ کے کانوں میں گنجی وہ سہم کر رہ گ ئی دل ایسے اچانک اچل کر حلق تلے آیا ---------

یہ ازمیر آخر کک ۔ کر کیا رہے ہیں ۔ مجھے اتر کے دیکھنا چاہیئے کیا ؟ کہیں لاک تو نہیں" گاڑی ۔ "دروازے کو ہلکے سے وا کرتی بڑبڑائی ی کہ دروازہ آسانی سے کھل گیا جسے دیکھ اسنے ڈرتے ڈرتے تھوگ نکلتے اپنے نیچے قدم رکھ باہر آئی ی --------

جبکہ خوف و وحشت سے اسکے رونگھٹے کھڑے ہو رہے تھے ---------

ازمیر اس آدمی تک پہنچا ہی تھا کہ اپنے گھر کی لمبی سڑک پر پولیس کی گاڑیاں جابجا جھٹکے سے روکتے دیکھی ------

اپنے اردگرد ایک زیرک نگاہ دوڑائی ی کہ پیچھے ڈی ایس پی کی گاڑی آگے انسپکٹر پولیس حوالداروں سے بھری جیپ ---- یہ سب دیکھ تو اسے چند سیکنڈ کچھ سمجھ نہ آیا جیسے دماغ نے اچانک کام کرنا چھوڑ دیا ہو --------

وہ سب گاڑیوں سے اتر کر دھپ دھپ کر ازمیر تک پہنچے --------

ازمیر تمہارے خلاف سرچ وارنٹ ہے تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔"ڈی ایس پی" نے سرد لہجے میں کہا جو غصے کو ضبط کیئے اپنی سرخ آنکھیں انکے چہرے پر ٹکائے دیکھ رہا تھا --------

"کس بنا پر ؟"

ازمیر نے پڑھتے ہوئے ڈی ایس پی سے پوچھا --------

تمہارے گھر میں نشہ آوار ڈرگز کی اعطلاع ملی ہے ہمیں ۔ "ڈی ایس پی نے اسے"
سپاٹ لہجے میں جواب دیا --------

"اچھا کس نے یہ اعطلاع عام پہنچائی ی آپ تک ؟"
ازمیر نے سرد لہجے میں طنزیہ کہا اور ایک کاٹدار نظر ان سمیت وہاں سب پر ڈالی

زرتشہ گھوم کر آتی یہاں کا سنسنی خیز گھمبیر ماحول دیکھ دنگ تھی ۔ سڑک پر خون، پولیس
کی گاڑیاں اور ازمیر کو ان لوگوں کے بیچ کھڑا دیکھ جیسے اسکے پیروں سے جان نکل رہی تھی

"یہ چھوڑو ایس پی کس نے پہنچائی ی اور کس نے نہیں ؟"

وہ غصیلی نگاؤں سے اسے دیکھ بولے جو انکی راہوں میں ایسا حلق کا کانٹا بن کر آیا تھا جسے نہ نگل سکتے تھے نہ اگل ------ اسلیئے وہ اپنی ٹف روٹین سے ٹائم نکال خود اسے گرفتار کرنے آئے تھے ---------

انسپکٹر ارمان سب کو انکے گھر لیکر جاؤ اور پورے گھر کی تلاشی لو ۔ "غصے سے اسکی" طرف سے نظریں پھیر انہوں نے اپنی ٹیم کو حکم جاری کیا ----------

کہ وہ سب الرٹ ہوتے ازمیر کے گھر کی جانب بڑھنے لگے --------

ایک قدم بھی آپکے چیلوں نے اگے بڑھایا میں انکے پیر کاٹ دوں گا انہیں کہیں" یہیں رک جائیں ۔ "ازمیر کرخت سرد آواز میں ان سب کو دیکھ بولا -------

جس کے بولنے پر وہ سب اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر گئے --------

ازمیر ہمیں اپنا کام کرنے دو سمجھے ابھی دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے گا اور اگر" ایسا نہیں ہے تو میں تمہیں گرفتار نہیں کروں گا ۔ "ڈی ایس پی اسے دیکھ ٹھہرتے لہجے میں بولا ---------

ٹھیک ہے کرلیں اپنی تفتش ۔ آج آپکی ہے لیکن کل میری ہوگی اور جب کل میری" ہوگی تو میں تم سب کا نام و نشان مٹی میں ملا دوں گا ۔ "چبا چبا کر کہتا ڈی ایس پی کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑیں ---------

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گا ایس پی ۔"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائے اور آنکھوں کے اشارے سے تمام آفسرز کو تلاشی لینے اسکے گھر کی جانب روانہ کیا --------

ازمیر کھڑا بس ان سب کی ایک ایک حرکت ناٹ کر ان سب کا لگایا سکون سے تماشہ دیکھنے لگا ----------

سر دروازے پر ڈیجیٹل لاک ہے ۔ "ان میں سے ایک آفسر وہاں آتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

آفسر ایک معمولی سا لاک ہی ہے کوئی ی آگ کا سیلاب نہیں ہے جسے تم پار نہ کرسکوں جاؤ جاکر توڑ دوں ۔۔۔۔۔ "غصے سے آفسر کی فضول گوئی ی پہ وہ بھڑک اٹھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جج ۔ جی سر ۔ "کہتا وہ وہاں سے غائب ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

سر ہمیں اس گاڑی کو بھی چیک کرنا چاہیئے ویسے ۔ "انسپکٹر ارمان سب کو اندر چھوڑ" خود باہر آتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم ۔۔۔ "!!ڈی ایس پی نے اثبات میں سر ہلایا جیسے انہوں نے اسے اجازت دی" ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک منٹ صرف گھر کی تلاشی کی بات ہوئی ی تھی گاڑی کی نہیں ۔ "اندر زرتشہ کو یاد" کر وہ بولا دل تو کیا ان سب کو ابھی کہ ابھی پیٹرول چھڑک آگ لگا دے مگر خود پر کنٹرول کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ گاڑی بھی تمہاری ملکیت ہے اور ہمیں تم سے جڑی ہر چیز کی تلاشی لینی ہے ۔" ڈی ایس پی اسے دیکھ بولے ۔۔۔۔۔۔۔

وہ ضبط سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ایک زیرک نگاہ اس لمبے چوڑے انسپکٹر ارمان پہ ڈالی اور تمسخرانہ مسکرایا ۔۔۔۔۔۔۔ جو اب اسکی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے پیچھے ڈی ایس پی بھی چل دیا ۔۔۔۔۔۔۔

"ازمیر ۔"

زرتشہ کی کھنکھدار آواز اسکے کانوں میں پڑی پیچھے موڑ کر دیکھا تو زرتشہ اپنی سن ٹانگوں کے ساتھ کھڑی کانپ رہی تھی جسے اشارے سے پاس بلایا جو دوڑتی اس تک پہنچی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ یہ سب کیا ہو رہا ہے ؟ "وہ گھبراتی سہمتی بولی --------"

"ریلکس سب ٹھیک ہے ۔"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر نرمی سے گویا ہوا -------

"سر لاش ۔"

انسپکٹر ارمان نے پیچھے گاڑی کی ڈکی کھولی تو اس میں پڑے فل سائز سیاہ بیگ کو وا کیا جس میں کسی لڑکی کے جسم کے اعضا ٹکروں میں کٹے ہوئے تھے اوپر رکھا اسکا سر جسے دیکھ وہ جھرجھری لے اٹھا ----------

لاش لفظ جہاں ڈی ایس پی کو ہکا بکا کرگیا تھا وہی ازمیر کا چہرہ بھی لٹھے کے مانند سفید پڑا اس وجہ سے نہیں کہ لاش بازیاب ہوئی ی تھی گاڑی سے بلکہ سامنے اپنے درد سے دھرے ہوئے جسم کو گھسیٹ کر کھڑے ہوتے اس نقاب پوش کے چہرے سے نقاب ہٹانے اور اسکے چہرے پہ رینگتی شاطر اور خباثت بھری مسکراہٹ دیکھ --------

کچھ پلوں کا کھیل تھا اسے سب سمجھ آگیا تھا ۔ اسے پورے پلین کے ساتھ پھنسایا گیا تھا ۔۔۔۔ ماتھے پر لاتعداد بل ابھرے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو نو ۔۔ "!!ڈی ایس پی ناک پہ نا برداشت ہونے والی بدبو پر رومال رکھے لاش کو دیکھ" بولے ۔۔۔۔۔۔۔۔

"سر یہ بیگ کمرے سے ملا ہے اور اس میں ڈرگز ۔"

باہر مزید پولیس آفسرز آئے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں کھلا کالا بریف کیس بیگ جس میں موجود ڈرگز کی بھرمار دیکھ ڈی ایس پی کی مزید آنکھیں پھیلی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"ازمیر کیا کہنا ہے اب تمہارا ؟ بولو ؟"

ڈی ایس پی لہجے میں چٹانوں کی سختی لیئے اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتے اس تک آتے دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زر اندر جاؤ ۔ "اسے محبت سے دیکھ ڈی ایس پی کے سوال کو وہ نظرانداز کرتا بولا"

نن نہیں ۔ "وہ ازمیر کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامتی نفی کرنے لگی ---------"

زر جاؤ آتا ہوں میں ابھی ----- "اسکا گال سہلا کر آہستگی سے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ سے نکالتا بولا --------

"مم ۔ مجھے نن نہیں جانا آپکے پاس رہنا ہے ۔"

وہ یکدم سب سے ہراساں ہوتی وحشتزدہ سی اسکا بازوں تھام اس سے لگ گ ئی

اچھا چلو چلتا ہوں میں بھی ۔ "اسے اپنے حصار میں لیئے قدم بڑھائے --------"

ایس پی گھر سے خوفیہ طور پر فرار ہونے کا پلین تو نہیں کہیں تمہارا ؟ "ڈی ایس پی" اسے جاتے دیکھ ائی برو اچکاتے بولے -------

بے فکر ہوجائیں میں بھاگنے والوں میں سے نہیں بلکہ خوف کی آنکھوں میں آنکھیں" ڈال حلق سے کلیجہ نکال لینے والوں میں سے ہوں ۔ "سرد لہجے میں تمسخرانہ بولتا انہیں جو جتانا چاہتا تھا جاتا گیا جسکی سن انکا چہرہ لال انگارہ ہوا اور ایک کاٹدار نظر اسکی پشت پہ ڈالی جو گھر کے اندر زرتشہ کے سنگ غائب ہوگیا تھا ----------

باہر یہ سب کک ۔ کیا ہو رہا ہے ؟ یہ سب آپ نے تو نہیں کیا آپ ایسے نہیں ہیں" میں جانتی ہوں۔ "زرتشہ لاؤنج میں اسکے ہمراہ آتی اسکے مقابل رخ کرتی فکرمندی سے گویا ہوئی ی --------

"یعنی تم مجھ پر ٹرسٹ کرتی ہو ۔"

گھمبرتا سے اسکے لبوں پہ اپنا انگھوٹا پھیر بولا -------

اسکا رومانٹک موڈ آن ہوتے دیکھ وہ اپنے لب دانتوں تلے دبائے پیچھے ہوئی ی

ایسی حرکتیں کرتی ہو پھر کہتی ہو میرا پیار جنونی ہے ۔ "بھاری سرگوشی کیئے اسکی کمر" میں بازوں ڈال بات کے اختتام پہ اپنے ہونٹ اسکے لبوں پر سختی سے ثبت کر دوسرا بازوں بھی اسکی کمر میں حائل کیئے جھٹکے سے پاس کھینچ گیا --------

زرتشہ کا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا باہر پولیس کھڑی تھی مصیبتوں کے پہاڑ سر پر پڑے تھے اور اس بندے کو اپنی بے شرمی سے فرصت نہیں تھی ---------

ازمیر نے اسے بخشا کہ وہ گرتی گرتی بچی اور منہ سے بے ساختہ آپپپ نکلا --------

میری جنون خیزی سے ابھی تم ایک پرسنٹ بھی واقف نہیں ہو جاناں ۔ "دوبارہ" بازوں کے حصار میں لیئے اسکی کمر پر اپنی انگلیاں سہلاتے اسکے بالوں میں انگلیاں

پھنسائی یں اور انکی جڑوں کو سہلاتے سر اونچا کرتے ایک بار پھر اسکے بھیگے نم لبوں پر شدت سے جھک گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جواباً خاموش رہی اسکا دل تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا جبکہ اسکی پیاس ختم ہونے کی بجائے بڑھتی جارہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت جلد تم پر اپنی جنون خیزی نچاور کرونگا ۔ تم سے اپنے تمام حق جذبات وصول کروگا" ۔ اور اپنی تمام تر شدتیں قطرہ قطرہ تماری سانسوں میں انڈیل دوں گا اپنی محبت کی مہر لگا کر ۔۔۔۔ اس کے کانوں میں میٹھی سی سرگوشیاں کرنے لگا جو خاموشی سے گہری سانسیں بھرتی سن رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM

EPISODE # 67

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

چئیر وہ بندھا پسینے سے نم تھا ۔ کپکپاہٹ سے دل سکڑ رہا تھا جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا ہو ۔ کندھے اور پیر سے بلیٹ لگنے کے باعث رستہ بے ساختہ خون اس میں اٹھتی شدت درد کی ٹھیسیں جس سے اسکے پورے بدن میں ایک خوفناک درد بھری لہر وقتاً فوقتاً اٹھ رہی تھی --------

خود پہ اس قدر بھروسہ بھی نہیں ہونا چاہیئے دانش"۔ کریم کلر کاٹن کے قمیض" شلوار میں ملبوس وہ لمبا چوڑا وجود دروازے سے اندر داخل ہوا جس کے چہرے کو وہ بندھا شخص کمرے میں ہوئے اندھیرے کے باعث دیکھ نہ سکا --------

تو دانش کیسی رہی تمہاری جرنی زندگی سے لیکر اب آنے والی موت تک ۔ "سپاٹ سرد" لہجے میں کہتا وہ سامنے کھڑا مقابل تھوڑا جھکا ---------

کک ۔ کون ہو تم ؟ اور مجھے جانتے کیسے ہو ؟ "ششش !مجھے یہاں میری عدالت میں آئے مجرمان سوال جواب کرتے زہر لگتے ہیں ۔ "ٹھہرتے لہجے میں کہتا وہ پیچھے ہوا

کہ خوف و ڈر سے اسکی رنگت پیلی زرد پڑنے لگی --------

کیا خیال ہے اے کے ایسے حیوان سے چانچ پڑتال کرنی بھی خود اپنی ایک توہین ہی " ہے ۔ "اس بار آواز سامنے سے نہیں بلکہ پیچھے سے کسی دوسرے آدمی کی تھی جس کے ساتھ اچانک کمرہ روشن ہوا ---------

ہر طرف بکھری روشنی کمرے میں موجود دونوں وجود اور انکے چہروں کو اسکے سامنے واضح کرگ ئی تھی ۔ رونگھٹے چیخ تو جب بلند ہوئی ی جب ان دونوں کے ہاتھوں میں چمکتا خنجر دیکھا --------

وہ دونوں اب اسکے پاس اس پر اپنی اپنی زیرک نگائیں ڈالے کھڑے تھے ---------

اے کے تو اسکا سر دھڑ سے جدا کر باقی جسم کے اعضا میں ٹکڑوں میں تقسیم کروں گا"
۔ بلکل ویسے جیسے اس نے اس ایکٹریس یا اس کالج کی طالبہ کے کیئے تھے چل یہی شغل اسکے ساتھ لگاتے ہیں ۔ "وہ دوسرا آدمی ایسے بات کررہا تھا جیسے دونوں سبزی منڈی میں سبزی کے بھاؤ تھاؤ کی بات کر رہے ہوں ---------

ہمم ٹھیک ہے ۔ "وہ بھی اسکی بات سے اتفاق کرتا اپنا اثبات میں سر ہلاگیا"

کک ۔ کیا مطلب تم لوگ کیا کرنے والے ہو ؟ خاموش !کہا نا مجھے سوال جواب" کرنے والے لوگ زہر لگتے ہیں ۔ "اسکا ہاتھ پکڑ اسکی شہادت کی انگلی پہ خنجر گھمایا کہ وہ نیچے زمین پہ آگری جس پر اسکی کمرے کی فضا میں دل دہلانے والی چیخیں بلند ہوئی ی تھیں --------

اب جو میں دھراؤ گا وہ تم بھی اپنی زبان سے دھراؤ گے اور اگر ایسا نہیں کروگے تو"
ایسے ہی تمہارے جسم کا ایک ایک عضا کٹ کٹ کر نیچے زمین کو سلامی دے گا
انڈرسٹنڈ "!!اے کے نے درشتگی سے کہتے اسکی سمہی آنکھوں میں اپنی سرخ ہوتی
آنکھیں گاڑھی جبکہ دوسرا آدمی اس بندھے شخص کی خراب حالت دیکھ اپنے لب دبائے
کھڑا تھا --------

کچھ ہی دیر میں وہ شخص رٹو طوطے کی طرح جو سب مقابل بولتا گیا وہ رٹتا گیا --------

گڈ !!کہتا وہ ریکارڈنگ بند کر اب سکون سے اسے دیکھنے لگا جس کی حالت کسی زخمی
پڑپڑاتے پرندے کی طرح تھی --------

ا۔ اب تو چھوڑ دو مجھے جانے دو۔ "وہ شخص روتا انکے آگے گڑگڑایا --------"

آہاں سوری !!یہ بات بتانا بھول گئے ہم یہاں ہر مجرم آتا تو اپنے قدموں پہ ہے لیکن"
افسوس جاتا چار کندھوں پر ہے اور کبھی کبھار تو اسے وہ چار کندھے بھی میسر نہیں

ہوتے ۔ "برابر میں کھڑا وہ دوسرا آدمی اسکا وحشتناک خوف سے دھرا ہو چہرا دیکھ دکھی سے اپنے ازلی انداز میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نن ۔ نہیں !!ابرار تم تو میرے بچپن کے ساتھی میرے دوست ہو ۔ کیا تم ایسا کرسکتے ہو میرے ساتھ ؟ "وہ خوف سے کہتا ایک امید کے تحت مقابل کی دو بھوری آنکھیں خود پہ ٹکے دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس آدمی کے بچپن کے یارانے والی بات پہ دوسرا آدمی اے کے برابرا میں کھڑا تھوڑی دیر کے لیئے ٹھٹکا تھا مگر جلد اپنا سر جھٹک گیا کہ بھلا اسے کیا ان سب سے مطلب

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دانش تو نہ ماضی میں ایک اچھا انسان تھا اور نہ ہی ابھی مستقبل میں اور ہاں یہ" درستگی کرلے نہ میں پہلے تجھے دوست مانتا تھا اور نہ ہی اب ۔ تو ایک وحشی ہے درندہ " اور ایسے حیوانوں کو میرے مارنے کا اسٹائل تھوڑا الگ ہے ۔

آہہہ ------ !!اسکی دوسری انگلی جب زمین پر گری تو اسکی درد ناک چیخ منہ سے نکلی ابھی ایک انگلی کے درد پہ بلبلا رہا تھا کہ اب دوسری سے نکلتے خون کی دھاڑ پر وائی ٹ شرٹ پر عجیب و غریب نقش نے اسکے چودہ طبق روشن کر دیئے تھے

اللہ کا واسطہ چھوڑ دو مم ۔ میرا باپ سیاسی پا ۔ پارٹی کا کارکن ہے اس لی ۔ لیے تم" دونوں چاہوں تو مم ۔ میں تمہیں اتنا مالا مال کرسکتا ہوں تم اور تمہاری آنے والی نصلیں آرام سے بیٹھ کر کھائے گی اور ---------،،، اسکے نا مکمل ہوتے لفظوں نے اے کے کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ پیدا کردی اور پھر مزید کچھ بھی اسکی منت سماجت کو سنتے اپنے چمکتے خنجر سے پہلے اسکی زبان کاٹی پھر اسکا سر دھڑ سے جدا کردیا جو لڑک کر پیچھے کو گرا --------

تجھ پر نظر میری بہت پہلے ہی تھی مگر سوچا چلو وہ ایس پی کرلے گا تیرا کچھ لیکن" نہیں اس نکمے ہڈحرام ایس پی سے ایک تیرا کام تمام نہ ہوسکا اوپر سے کمینہ خود سلاخوں کی ہوا کھانے جیل اور پہنچ گیا ۔ "منہ کے زوائے بگاڑ بھاری آواز میں کہتا وہاں سے چلتا اپنی چی ئی ر کو گھسیٹ اس پے براجمان ہوا ---------

اور سامنے کا دل دہلانے والا روح فرسا منظر دیکھنے لگا جہاں اسکی جسم سے خون ابل ابل کر باہر نیچے زمین کو لال سرخ کرچکا تھا ----------

چل زلیل آدمی اب تیرا کام شروع ہوتا ہے۔ "وہی اس بندھے شخص کے پاس" کھڑے وہ اپنے ساتھ والے انسان کو دیکھ گویا ہوا --------

جس کے بعد اسکے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے کہ کچھ ہی دیر میں اسکے باقی کے اعضا کو زمین پہ پھینکا گیا --------

"ابے ڈاکٹر تو پکا قصائی ی ہے۔"

پیچھے سے وہ ہنستا ہوا بولا -------

"نہیں میں ایک معصوم ڈاکٹر ہوں ۔"

وہ اسکی بات کی نفی کر جیب سے چنگاڑتا ہوا موبائل نکال مقابل کی جانب پھینک گیا جسنے کمال مہارت سے اسے کیچ کیا --------

جبکہ مقابل کے معصوم لفظ پر ایک زوردار قہقہ کمرے کی فضا میں گونجا تھا ۔ "منحوس تیرے جیسے ایک دو اور معصوم اس دنیا میں پیدا ہوجائیں تو گویا اس دنیا کا پھر بیڑا غرق ہی سمجھو ۔"

اس انسپکٹر کے موبائل نے اپنا گلا پھاڑ پھاڑ کر میرے کانوں میں درد کردیا ہے ۔ اس" میں سے تمام ڈیٹا نکال اسے ٹھکانے لگا ورنہ میں اسے بنا غسل دیئے ہی دفنا دوں گا ۔ "وہ اسکی بات اور بے ڈھنگے قہقے کو نظرانداز کر غصے سے کہتا اب اس تک چلتا آیا اور انگھوٹے کی مدد سے انگلی سے خنجر سے ٹپکتا خون صاف کیا ---------

"کام ہوگیا کیا ؟"

اے کے اسے دیکھ بولا جو سخت چتونوں سے اب تک اس چنگاڑتے موبائل کی جانب اپنی نگائیں ٹکائے ہوئے تھا ---------

ہاں "!!ایک لفظی کہتا وہ وہاں لگی ٹیبل کی دراز سے کپڑا نکال اپنے خون سے رنگے" آلودہ ہاتھ صاف کرنے لگا ---------

اور پارسل ؟ "اے کے نے دوسرا سوال پوچھا ---------"

وہ بھی بنا دیا ہے اور اسے اسکی جگہ ڈی ایس پی کے گھر بھی پہنچا دیا ہے ۔ "وہ ایسا" ہی تھا گنے چنے لفظوں میں گفتگو کرنے والا ابرار نے اسکے جواب پہ اسے دیکھا اور ایک گہرا سانس باہر خارج کرتے اپنا سر جھٹک گیا ---------

انٹلجینس کریمنل آف ڈپارٹمنٹ آفسر برائے خبیث ابرار خانزادہ اگر آپکی پوچ گونچ ختم " ہوگئی ہو تو میں نکلو اب ۔ "سپاٹ لہجے میں کہتے اسنے اپنے قدم باہر کے جانب اٹھائے ---------

تھنکس یہاں میرے بلانے پر آنے کے لیئے ویسے کام اچھا کیا ہے تونے ایسے ہی" میری شاگردگی میں رہا تو بندہ دھمال بن جائے گا ۔ "بولتے اسکے پیروں کے بوٹوں کی ٹک ٹک سن اپنے لبوں پہ مچلتی مسکراہٹ دبائی ی ---------

میں وجدان زید ہوں مجھ پر میرا بھیجہ اثر نہیں کرتا تیری استادی خاک کرے گی ۔ میں" خود میں ایک دھمکاکہ ہوں انڈرسٹنڈ !!اور ہاں منحوس مجھے اپنی زات پر تیرے تعریفی قصیدوں کی بھی کوئی ی ضرورت نہیں ۔ "اپنے ازلی لہجے میں کہتا داخلی دروازے پر لٹکے پنچنگ گلوز نکالتا موڑا اور مقابل کے جانب سیدھا اسکے تھوبڑے کا نشانہ لیئے مارا اور سر جھٹک باہر کی طرف دھپ دھپ کرتا چلا گیا --------

معاً پُرتی سے ابرار نے وہ پنچنگ گلوز کیچ کر ایک بار پھر بلند بھانگ قہقہ لگایاکہ باہر جاتے وجدان کے چہرے پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ در آئی ی ----------

وہ اب پنچنگ بیگ کو تھامے اپنی بلیک بیلٹ وائی لڈ کیٹ کے بارے میں سوچنے لگا

یہاں آیا ایک ایک بندہ میرے نام سے کانپتا ہے اور ادھر میری شیرنی بیوی میری"
خاصی درگت بنائے رکھتی ہے۔۔۔۔۔۔ اسکے ہونٹوں کے گوشوں پہ مسکان تھی

۔۔۔۔۔۔۔

یہ حق تمہیں ہی ہے میری شیرنی چاہو تو ابرار خانزد کو اپنے قدموں تلے بٹھا لو یا چاہو تو"
دھتکار دو وہ افف تک نہیں کرے گا۔ "زیر لب بڑبڑاتا وہ پنچنگ گلوز ٹیبل پہ رکھتا اب
اپنی جیب سے موبائل نکال اس میں کسی کا نمبر ڈائی ل کرتا کان سے لگا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

رنگ جاتی رہی مگر بے سود مقابل کی طرف سے کوئی ی رسپانس نہ دیکھ کر اسنے پھر
ٹرائے کیا نمبر لیکن اس بار اسے انتظار کی سولی پہ لٹکنے سے بچاتے فون اٹھالیا گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

کہیں مر مارا تو نہیں گیا تھا ایس پی۔ "وہ اس پر بھڑک اٹھا ۔۔۔۔۔۔"

کیا مصیبت ہے میری ناجائز اولاد ؟ "مقابل نے دانت پیس کر کہا -------

کمینے ہاں مصیبت ؟ مصیبتوں کے پہاڑ تو ------تونے ہم پر توڑے ہیں اور خود" مزے سے سلاخوں کے پیچھے نیند کے مزے لوٹ رہا ہے ۔ "ابرار اسکی آواز میں خماری محسوس کر بولا -------

ابے ابھی تھوڑی دیر کے لیئے آنکھ لگی تھی کہ تو جن کی طرح میرے سر پر نمودار" ہوگیا ----- بہرحال بول تیرا اسپیکر اتنا پھٹ کیوں رہا ہے ؟ "اسنے اپنی آنکھیں مسلی اور سیدھا ہوکر بیٹھا ---------

کام ہوگیا ہے یہ ریکارڈنگ بھیج رہا ہوں تجھے اور اگے کیا کرنا ہے وہ تیرا مس ئی لا ہے ۔" وہ مزاق کے علاوہ کام کی بات کرتا سپاٹ بھاری آواز میں گویا ہوا --------- "

تیرے اعلی کارنامے پہ میں تیرا شکریہ ادا ہرگز نہیں کروگا صدمہ پشنٹ !!مقابل نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے کہا -------

جبکہ فون کے پیچھے ابرار جل بھون گیا اسے اس خطاب سے سخت نفرت تھی جو سالے اسکے بیغرت دوستوں نے اسے دیا تھا --------

سالے حرام پائی یوں کا کہنا تھا کہ اس بے ہوش مخلوق کو ہوش تب آتا تھا جب بریانی بٹ چکی ہوتی تھی اور پھر یہ سانڈ اپنا سر پکڑے افسوس میں بیٹھا ہوتا تھا ---------

اوئے منحوس باز آجا ۔ "وہ پھر بھڑکا --------"

ہاہاہا ----- اسکی غصے بھری آواز پہ ازمیر کا قہقہ بے ساختہ تھا ----------

خبیث ایک بندے کو تو اوپر نہ پہنچا سکا حڈ ہرامی کی انتہا ہے ویسے ۔ "اسکے قہقے پر صبر" کے کڑوے گھونٹ پیتا وہ دبا دبا سا چلایا ----------

قابل آفسر ابرار خانزادہ صاحب تم لوگوں کے پاس سال میں ایک دو دفعہ زرا سا محنت والا کام کیا آجاتا ہے تو سالے تم لوگوں کے پر نکل آتے ہیں ۔ "وہ پھر اپنی ہنسی دبائے بولا اسے زلیل کرنے کا مزہ ہی الگ تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہنہ غرق ہو کمینے " !ابرار کا غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔"

اوو میرا بچہ نالاج نہیں ہوتے ۔ "ازمیر اسکی حالت سے محفوظ ہوتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔"

مجھے لگتا ہے ایس پی جیل کے اندر جگہ سے تیرا دماغ ہل گیا ہے میرا پتر ابھی صبح" ہونی باقی ہے ۔ "وہ بھی اپنی آنکھ دباتا مقابل کو آگ لگایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"seriously I am eagerly waiting for this explosive morning

جب ازمیر ملک کی ہواؤں میں دہشت ہوگی اور اس ڈی ایس پی کی ذات کے سرعام چھترے بکھر رہیں ہوگے ۔ "وہ اسکی بات کو دوسرے وے میں لیتا اپنے غصے سے جھبڑے بھینچتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

چل پھر دا گرینڈ ہنگامے کا بے صبری سے انتظار رہے گا ۔ اب نوے نوے ہوکر نکل" اللہ حافظ ۔ "ابرار نے کہتے فون ڈسٹرکٹ کردیا ۔۔۔۔۔۔۔

کہ فون کی اسکرین پہ کال کٹتے ہوتے دیکھ ازمیر کے عنابی لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی جو بھی تھا یہ دوست اسے اپنے دل و جان سے عزیز تھا ایسا نہیں تھا اور باقی دوست عزیز نہیں تھے لیکن اسکی بات الگ تھی وہ کہتے ہیں ناں ہر دکھ سکھ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا ۔۔۔۔ وہی تو تھا جب اسکی ماں کی ڈیتھ ہوئی تو شانہ بشانہ ہر وقت اس کڑے سے دھوپ جیسے وقت میں اسکے سر پر سایہ بننے والا ۔ اسنے ہی تو سب کچھ سنبھال رکھا تھا ۔ ورنہ تو خود تو وہ بلکل ٹوٹ چکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

تھینکس جگر "!اسنے دل سے مسیج لکھ سینڈ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

جسکا فوراً جواب بھی آیا تھا ۔۔۔۔۔۔ "ابے چل خبث بیوی ہے کیا کہ تیرے ساتھ اب میسج پہ بھی لگوں ۔ "ساتھ میں مکے والا ایموجی تھا ۔۔۔۔۔ جسے پڑھ ازمیر کا قہقہ چھت پھاڑ تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ ابھی گھر آیا تھا ۔ شاور لیتا وائیٹ شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس وہ چھ فٹ وجیہہ مرد شاندار جاذب نظر لگ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

چلتا وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے اپنے بالوں کو کومب کیئے خود پر ٹیبل پہ رکھا پرفیوم اسپرے کر وہ کمرے سے باہر نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ ایک زیرک نگائی یں اسکی تلاش میں پورے گھر میں دوڑائی ی مگر وہ اسے کہیں نظر نہ آئی ی پھر وہ اپنا سر جھٹک دائی یں جانب بنے ایک روم کو چھوڑ دوسرے گیسٹ روم کی طرف گردن اکڑائے بڑھ گیا ۔ وہ گیسٹ روم کا دروازہ دکھیل اندر داخل ہوا -------

رائی مہ ڈوپٹہ کمر کے گرد باندھے بالوں کا جوڑا بنائے روم کی ڈسٹنگ کررہی تھی بقایا وہ پورے گھر کی صاف صفائی کرچکی تھی اور کھانا بھی ٹائی م سے بناچکی تھی بس یہ روم صاف کرنے کو رہتا تھا تو بس وہی کر رہی تھی کہ اسے پیچھے اس دشمن جان کی آہٹ محسوس ہوئی ی دل تو یکدم تیزی سے دھڑکا لیکن بدستور اپنے کام میں ہی مگن رہی

وہ اسکی بے خبری پہ اپنی مٹھیاں غصے سے بھینچ گیا جو اب اسٹول پہ چڑھ وہاں لگی پرانی الماری کی ڈسٹنگ کر رہی تھی ۔ ضوریز اپنے بھاری قدم اٹھاتا اس تک پہنچا جسکی اسکی جانب پشت تھی ---------

سنو !کب تک تمہاری یہ جھاڑ پونچ ختم ہوجائے گی ؟"ضوریز نے نگائی یں اسکے جانب" اٹھائی یں اور سنجیدگی سے اپنی آئی برو اچکا کر پوچھا --------

اسکی بھاری مردانہ آواز پہ رائی مہ یکدم سٹپٹائی ی تھی --------

وہ ۔ وہ آ ۔ آپ کب آئے ؟ "رائی مہ مماتی ڈبڈبائی ی نرمی سے عجلت میں گویا" ہوئی ی لیکن اسکی جانب پلٹی نہیں --------

تمہیں اس صاف ستھرائی ی سے فرصت ملے تو پتہ چلیں نا گھر میں تمہارا شوہر تشریف" لاچکا ہے جسکے جانب تمہاری کچھ زمہ داریاں بھی بنتی ہیں ۔ "وہ خود پہ ضبط کیئے اسے ناگواریت سے دیکھ چبا چبا کر بولا جو اب تک اسکے جانب اپنی پشت کیئے کھڑی تھی

اسے اتنا نہیں تھا کہ پلٹ کر پھر تحمل سے جواب دے نجانے کیوں ضوریز کو اپنی سراسر توہین لگی تھی وہ غصے سے اپنے لب بھینچ کے رہ گیا ---------

دل کیا اسی اسٹول پہ جس پہ وہ چڑھی تھی کہ اپنا توازن کھو وہ گرجائے جیسے فلموں ڈراموں میں لڑکیاں گرتیں ہیں اور محبوب ہیرو صاحب بھاگ کر جاتا اسے تھام لیتا مگر وہ ضوریز کی خام خیالی ہی رہی وہ آرام سے ڈسٹنگ کر نیچے اتر آئی ی تھی ---------

ایسی بچوں جیسی سوچیں تو کبھی اسکی شخصیت کا خاصہ نہ رہی تھیں پھر بھلا یہ سب کیا تھا؟ اسے یکدم ایسی اپنی اول جلول فضول سی سوچ پر طیش آیا ---------

"کھانا لگاؤ جاکر ۔"

اپنی بارعب آواز میں کہتا وہ اسے حکم دیتا بنا اس پہ اپنی ایک نظر ڈالے باہر کی طرف بڑھا ---------

" !! نخریلے میاں جی"

اسکی چوڑی پشت دیکھ وہ اپنی بامشکل مسکراہٹ ضبط کرتی بڑبڑائی ی ---------

"تم یہ سب سمیٹ کر میرے لیئے چائے بنادو ۔"

وہ کھانے سے فارغ ہوتا وہاں سے اٹھا اور ایک اور نیا حکم جاری کر اسکے معصوم گلابی چہرے کو دیکھنے لگا --------

جتنی اچھی شکل و صورت لیے پیدا ہوئی ی ہے کاش اتنے ہی اچھی اسکی حرکات و عمل بھی ہوتے ۔ "وہ ٹیبل سے سامان اٹھا رہی تھی کہ ضوریز چند سیکنڈ کے لیئے اسکے بے خود کرتے حسن خوبصورت نین نقوش میں کھو سا گیا ---------

مگر جلد خود کو کمپوز کر سنبھال وہاں سے اپنے روم کی جانب بڑھ گیا ---------

"یہ چائے۔"

وہ اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے بیڈ کی طرف آئی ی اور آہستگی سے اپنی ازلی آواز میں بولی جو سامنے اپنا بھاری بھرکم وجود لیئے پھیلا ہوا الٹا لیٹا ہوا تھا ---------

اسکی آواز پہ ضوریز نے اپنا چہرہ موڑ اس پر اپنی ایک نظر اٹھائی ی --------

"یہاں رکھ دو ۔"

آنکھوں سے سائیڈ ٹیبل کی جانب اشارہ کر بولا کہ وہ سمجھتی اپنا سر ہلاتی ٹیبل پر چائے رکھ گ ئی --------

کہ ضوریز یونہی فرصت سا ٹکٹکی باندھے اب سامنے کھڑی رائمہ کو تکنے لگا وہ اپنی انگلیاں مڑوڑ تذبذب کا شکار تھی کہ آخر یہ مسٹر روڈ اب اس میں کیا ایسا تلاش کر رہا ہے ---------

"جاؤ الماری سے سوٹ نکالو اور شاور لو ۔"

اسکی اٹھتی گرتی سیاہ رات جیسی پلکیں ، چھوٹی سی ناک ، سرخ ہلتے لب ، حواسوں پہ چھاتا اسکا نازک سا سراپا سب نے ملکر اسکے اندر ایک جنگ سی چھیڑ دی تھی کہ وہ فوراً سر جھٹک بہت مشکلوں اپنی نگائیں ہٹائیں بھاری لہجے میں بول اپنا چہرہ ہنوز اسکی جانب سے موڑ گیا --------

"جج ۔ جی پر میرے پاس تو کپڑے ہی نہیں ۔"

وہ حیرت سے اپنا سر اٹھائے اسے دیکھ بولی جسکے پاس بس اپنا ایک عبایا اور ایک یہی جوڑا تو تھا جو ہاں اب مسلسل پہنے رہنے کی وجہ سے میلا کچیلا گندہ سا ہوگیا تھا

بے وقوف عورت سر مت کھاؤ جاؤ جاکر دیکھو الماری میں ۔ "وہ اسے جھڑک کر بولا"

جج ۔ جی اچھا !!وہ اسکی غصے بھری آواز پہ اچھلی اور جلدی سے اپنے قدم الماری کی طرف بڑھائے ---

وہ الماری کھولے کھڑی تھی جہاں ایک نہیں بلکہ کہیں سارے جوڑے ایک سے بڑھ کر ایک اعلی قسم کے الگ الگ رنگ و خوبصورت ڈیزائن کے ہینگ ہوئے تھے ۔ وہ تو معاً دیکھ دنگ رہ گ ئی ---

" ان سب کو بعد میں دیکھ لینا بس ان میں سے ابھی ایک ریڈ کلر کا جوڑا پہن لو ۔"
پشت سے مسٹر روڈ کی بھاری آواز گونجی کہ ایک بار پھر وہ اچھل کر رہ گ ئی دل سیدھا حلق میں آیا دھڑکن ایسے کہ سو کی اسپیڈ سے دوڑنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا وہ اسے اپنی انڈائی ریکرٹلی پسند بتا رہا تھا ؟ کہ اسے ریڈ کلر اچھا لگتا ہے ؟ نن ۔ نہیں" بھلا ایسا ہوسکتا ہے کیا ؟ میں بھی ناں نجانے کیا کیا سوچنے لگ جاتی ہوں ایسے ہی بولا ہوگا ۔ "اپنے سر پر ہاتھ مار پھر ہاتھ بڑھا کر ہینگ ہوا ریڈ کلر کا جوڑا نکال جسکے اوپر ہلکا نفیس پیارا سا زرقون کے موتیوں کا کام ہوا وا تھا ، پلین اسکے ساتھ چوڑی دار بچامہ اور ڈوپٹہ بھی سادہ پیلن لیکن اسکے باڈر پر بھی وہی نفیس سا باریک سا کام ہوا تھا ۔ وہ انتہائی کا ایک شاندار جوڑا تھا اور رائی مہ کو پسند بھی بہت آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بار بار اس جوڑے پر اپنا ہاتھ پھیر اس جوڑے کی خوبصورتی پہ دل ہی دل میں قصیدے پڑھ رہی تھی جسکے فیس ایکسپریشن بہت باریکی سے ترچی دو بھوری نگائی یں حفظ کررہی تھیں ۔ اسکی آنکھوں میں ستائی یش دیکھ ضوریز کے دل میں الگ سی ہلچل پیدا ہوئی ی تھی ۔ اسے اب شدت سے انتظار تھا اسے اپنا پسندیدہ کلر پہنے دیکھنے کا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اب الماری بند کر جوڑا لیئے واش روم میں گھس گ ئی تقریبًا دس سے پندرہ منٹ بعد وہ باتھ لیکر نکلی ---------

ضوریز اپنی آنکھوں پہ بازوں رکھے اب سیدھا لیٹا تھا کہ آواز پہ آنکھوں سے بازوں ہٹائے سامنے باتھ لیکر نکلتی اس حسین نکھری نکھری دوشیزہ کو دیکھا جو اپنے بھیگے سراپے کے ساتھ جھجکتی اسکی نگاہیں خود پر محسوس کر آگے بڑھ تولیہ اپنے بالوں سے نکال ڈریسنگ مرر سے کنگا اٹھائے اپنے الجھے گیلے نم بال سلجھانے لگی ---------

جبکہ ضوریز کی تپش دیتی نگاہیں اسکے ایک ایک موؤ منٹ پر ٹکی تھی ---------

"یہاں آؤ ۔"

تھوڑی دیر گزری تھی کہ سکون سے کہتا وہ اٹھ کر بیٹھا اور پیچھے بیک پر تکیہ لگایا

"جج ۔ جی بولیں میاں جی ۔"

پاس آکر مدھم سا اسکے بیوی والے انداز پہ اسے نجانے کیوں اسے جی بھر کر پیار آیا ۔ اسکا ایسے اسے مخاطب کرنا ضوریز کو بھارہا تھا ۔ کہیں نا کہیں وہ لڑکی اس پتھر سے شخص کے دل میں باریک سی داڑاڑ ڈال ہی گ ئی تھی شاید ---------

آہ !!وہ اسکا ہاتھ پکڑ اپنے جانب کھینچ گیا کہ وہ بے قابو ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اسکے سینے پر گری ---------

تم نے کہاں تھا میں دوسری شادی کرسکتا ہوں ؟ رائٹ "!وہ اسکے چہرے پر آتی" چند نم لٹیں اپنے ہاتھ سے سمٹ اسکے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑ بھاری لہجے میں بولا ---------

"جج ۔ جی ہاں کرسکتے ہی ۔ ہیں ۔"

وہ اسکی دہکتی قربت سے پزل سی ہوتی ممنائی ی ہلانکہ یہ کہتے سینے کے اندر اسکا دل زور سے دھڑکتا اپنی ہی بات کی زور و شور سے نفی کر رہا تھا ----------

"تمہیں برا نہیں لگے گا؟"

اسکی کمر پہ اپنا انگھوٹا سہلاتا بولا کہ وہ جی جان سے خود میں سمٹی ---------

،،،نن ۔ نہیں آپ کا بھی حق ہے خوشیوں اور محبت پہ جو مم ۔ میری وجہ سے ------

"شش !!سوچ لو پھر ایک بار ۔"

اسکی بات کاٹ اسکے کانپتے گلابی لبوں پر اپنی انگلی رکھ گویا ہوا --------

"جی کک ۔ کرلیں ۔"

کہتی وہ اپنی تیز ہوتی سانسوں کے ساتھ آنکھیں میچ گ ئی جبکہ اندر کی حالت بری تھی

" ہمم ٹھیک ہے ۔"

کہتا اسکی صاف شفاف گردن کو دیکھ شہ رگ سہلانے لگا کہ رائی مہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گ ئی اور وہ کسمسا کر اٹھنے لگی کہ ضوریز نے ہنوز ہی اسکی کمر کے گرد اپنا بازوں ڈال مضبوط حصار قائم کرلیا کہ وہ ہل بھی نہ سکی ----------

پپ پر آ۔ آپ مجھے طل ۔ طلاق دے دینا جب آپ دوسری شادی کریں تو ۔ "وہ" ضبط سے خود پر باندھ باندھے بولی نجانے کیوں آنکھوں سے آنسو نکلنے کو بضد تھے

ضوریز تو بس اسکے مطالبے پہ اس نادان کو دیکھ رہا تھا جو معصوم سی نادان لڑکی تھی جسے یہی نہیں پتہ تھا آخر وہ خود سے چاہتی کیا ہے ؟

میں تمہیں طلاق ہرگز نہیں دوگا اور معلوم ہے جب میں دوسری شادی کروگا تو ظاہر" سی بات ہے میں مصروف ہوگا اور اپنی زندگی میں خوش ہوگا اور شاید پھر تم سے کوئی ی تعلق بھی نہ رہے لیکن اس صورت بھی میں تمہیں طلاق نہیں دوگا ۔ "وہ اسکی اٹھتی گرتی سایہ فگن پلکوں کا رقص دیکھ ہاتھ بڑھا کر انہیں چھوتا بولا ---------

رائی مہ پر تو گویا اسکی باتیں اسکے دل پر کسی تیز چاکو کے مانند گر رہی تھیں ۔ اسکا پور پور زخم زخم ہوتا تڑپ اٹھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ نن ۔۔۔۔۔ رائی مہ سے کچھ بولا نہ گیا تو وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز کی گھنی مونچوں تلے عنابی لب اس معصوم کی حالت پہ مسکرائے جو خود اپنی دلی کیفیت نہیں سمجھ پارہی تھی ۔ وہ اسے اسکی خوشیاں سکون لوٹانا چاہتی تھی لیکن اس سب میں وہ خود کا نہیں سوچ رہی تھی کہ جب وہ اسے چھوڑ دیگا تو اس پگلی کا کیا ہوگا ؟ بے شک اسکا دل کانچ کی طرح پاک و صاف تھا جس میں ضوریز کے لیئے صرف نرم گوشا اور ہمدردی ہی ہمدردی اور شاید پیار ہی پیار تھا بس اسنے غلط راستوں کا تعین ضرور کرلیا تھا لیکن شاید اس نادان سی لڑکی کو اس بات کا احساس بھی ہوچکا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو بس اسکی خطا و غلطی کو معاف کر اسکے اپنے ماں باپ سے بچھڑنے کے دکھ کو سمجھتا اسے سمیٹنا چاہتا تھا اسے خود میں گم کردینا چاہتا تھا ۔ اسے ازدواجی زندگی میں مصروف کر ہر تکلیف سے بچانا چاہتا تھا ہاں بس تھوڑا روڈ ہوجایا کرتا تھا کیونکہ اتنا آسان نہیں تھا اپنی زندگی میں آئی ی تبدیلی قبول کرنا لیکن اب کرچکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زوجم "!!محبت سے کہتا اسکے دونوں ہاتھ چہرے سے ہٹائے اپنے گلے میں ڈال اسے" قریب کیئے اسکی گردن میں اپنا منہ دیئے اس سے اٹھتی بھینی بھینی شیمپو کی خوشبو کو گہری سانس کھینچ اپنی سانسوں میں اتارنے لگا کہ اچانک ہوئی ی افتاد پہ وہ سمہتی اپنا تھوگ نکلتے رہ گ ئی اور اسکے کندھوں شرٹ پر اپنے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کرلی

۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کک ۔ کیا رہے چھوڑیں مجھے کل کے لیئے آپکے کپڑے نکالنے ہیں ۔ "وہ اسکی کمر" میں انگلیاں پھیر رہا تھا کہ وہ لرزنے لگی تھی کہ ہکا بکا تو جب ہوئی ی کہ ضوریز کی انگلیاں اپنی شرٹ کی زپ پر محسوس کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز لشاری سے بابا لشاری بننے کی تیاری اور اسکی سرپھری ماں کو پنجرے میں قید"
کرنے کا جال ۔ "خمار آلودہ لہجے میں کہتا وہ اسے اپنے حصار میں لیئے ہی بیڈ پر لیٹا گیا

ضوریز اسکی پھولی سانسیں دیکھ اسکا ڈوپٹہ الگ کر آہستہ سے سائیڈ رکھ اس پر جھکا

MAN E AZIZAM

EPISODE # 68

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

پہلی بیوی کا پہلا حق ہوتا اور وہ پہلے حق ضرور ادا کرنے چاہیئے ۔ "ضوریز نے سرگوشی"
کیئے اسکے کانوں میں سور پھونکتے اسکی ٹھوڑی کو اونچا کرتے اسکے کانپتے لبوں کو دیکھا جن
پر بار بار وہ اپنی زبان پھیر رہی تھی وہ مسکرایا اور پوری شدت سے جو شدتیں اپنی شریک
حیات کے لیئے سنبھال رکھی تھیں اسکے غیر معمولی حسن کی اسیری میں جکڑتا خود کی

ساری ٹینشن سارے درد زخم اپنی بہن کی جدائی ی سب کو سائیڈ پر رکھ اس پر جھک گیا اور ایک ہاتھ کمر میں اور دوسرے سے لائی ٹ آف کرتا اسکے بالوں میں الجھائے اس پر اپنی شدتیں لٹانے لگا کہ وہ نازک سی جان پھڑپھڑا اٹھی اس دیو نما شخص کے تنگ حصار میں ----------

اپنے کان کی لو پر ہلکا سا دباؤ محسوس کر رائی مہ کے پور پور میں کرنٹ سا پھیل گیا کہ وہ اپنی پھولی سانسوں کے ساتھ آہستہ سے اسکے کندھے پر سر رکھ گ ئی اور خود کو سپردگی کے طور پر اپنے شریک حیات کے حوالے کرگ ئی کہ اسکی سپردگی پہ وہ اسے خود میں سمٹتا اسکے پور پور پر اپنے نرم گرم ہونٹوں کا لمس چھوڑتا اسے مسکرانے پر مجبور کرگیا

رائی مہ کو اسکے کسی انداز سے ایسا نہیں لگ رہا تھا کہ وہ اس سے غصہ ہے یا کسی جھال میں پھنسا رہا ہے بلکہ وہ تو ایسے اس پر سحر چھوڑ رہا تھا جیسے اسے اسکی تمام غلطی گناؤں خطاؤں سے اسے آزاد کروارہا ہو ----------

کتنے خوش نصیب ہوتے ہے ناں وہ لوگ جن کو کوئی ی ایسا مل جائے کہ وہ بتائے یہ غلط ہے تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیئے جو گناہ اور ثواب میں فرق بتائی یں جو سیدھی راہ دیکھائی یں جو اپنے کیئے گئے گناؤ ں کے باعث ہزاروں ٹھوکریں کھانے کے باجود بھی گمراہی کے راستے لوگوں کی غلیظ نظروں سے بچاتے اپنے پاکیزہ وجود میں چھپادے ؟ تو پھر کیا خطاب دے ایسے پیارے انسان کو ؟ ----------

یا اللہ ----- !!سوچتے بے ساختہ دل ہی دل میں رائی مہ کے منہ سے سسکی آزاد ہوئی ی ---------

اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی کہ ضوریز جو اسکی پیشانی پہ بوسہ دے رہا تھا کہ وہ ٹھٹک گیا ----------

کیا میں پوری عزت کے ساتھ انکی زندگی میں نہیں آسکتی تھی ؟ کیا یہ رسوائی ی" ضروری تھی اللہ جی ؟ کیا میں انکی محبت نہیں بن سکتی تھی ؟ کیا اس شخص کے دل میں کبھی اپنے لیئے جگہ بناپاؤ ں گی ؟ نن ۔ نہیں اللہ جی میں اس شخص کو نہیں کھو سکتی یا اللہ اسکے دل میں صرف مجھے مجھے ڈال دے ----- مم ۔ میں مرجاؤ ں گی اگر یہ

شخص کسی اور کا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔ "وہ اپنی نم آنکھوں کی پھیلی پوتلیوں سے خود پر فکرمند جھکے ضوریز کو دیکھ مزید اور تیزی سے رونے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ ضوریز یکدم بھوکھلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا میری زوجم ؟ "وہ کروٹ بدل اسکا سر آہستگی سے اپنے مضبوط بازو پر رکھ اسکے سر پر ہاتھ پھیر پریشانی سے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچ ۔ کچھ نن ۔ نہیں ۔ "وہ اپنی بھاری نم پلکیں موندتی اسکے سینے پر سر رکھ گ ئی"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زوجم اپنا حق وصولا ہے اور تم تو ایسے ری ایکٹ کررہی ہو جیسے ڈاکا ڈالا ہو ۔ "کہتے اسے" نرمی سے اپنے حصار میں لیتا کمر سہلاتا اسے چپ کروانے لگا جس پر وہ بنا کوئی ی اسے جواب دیئے اسکے گرد کسی بچے کی طرح حصار ڈال گ ئی جیسے اس سے وہ چھین جائے گا ۔۔۔۔۔۔ یہ سوچ ہی رائی مہ کو پاگل کررہی تھی ضوریز دوسری شادی کریگا ۔۔۔۔۔۔

وہ مزید اپنا اسکے گرد معصوم حصار تنگ کرگ ئی ۔۔۔۔۔۔کہ ضوریز بھی اسکی پوزسیسوینس دیکھ اسے خود میں بھینچتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ اپنے کوک کو ناشتہ بنانے کا آرڈر دیکر خود سوٹ بوٹ پولیس کی وردی پہنے نک سک سا تیار ہوتے اب مہنگی ترین گھڑی کو اپنے ہاتھ کی زینت بنارہے تھے کہ آہہہہ ۔۔۔۔۔۔ باہر سے انکے کوک کی ایک خوفناک سی چیخ پورے گھر میں چھائی ی خاموش فضا میں گونج اٹھی وہ گڑبڑائے انہیں کچھ برا ہونے کا خدشہ محسوس ہوا اور تقریباً بھاگنے والے انداز میں وہ کمرے سے نکلتے سڑھیاں عبور کرتے گھر کے لاؤنج میں پہنچے اور چارو طرف اپنی تیز گہری نگائیں دوڑائی ی لیکن وہاں کوئی ی نہ دیکھا تو دھپ دھپ بائیں جانب بنے اوپن ویسٹ کیچن کی جانب الرٹ ہوتے اپنے قدم بڑھائے ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہاں موجود اپنے ملازم کی پھیلی خوف سے آنکھیں زرد رنگت دیکھ انہوں نے اپنے ملازم کی زیر توجہ کے سمیت دیکھا جیسے جیسے وہ دیکھتے گئے وہ وحشتزدہ ہوگئے چہرے کی رنگت

اڑتی گ ئی اور چہرہ لٹھے کے مانند فق پڑتا گیا اچانک پیشانی پہ پسینے کے ہلکے ہلکے نم قطرے نمودار ہوئے --------

سامنے نیچے سفید روش پر جیسے ڈی ایس پی کی گاڑی سے برآمد ہوئی تھی بلکل ویسی ہی بیگ میں بند ٹکڑوں میں کٹی لاش اوپر رکھا سر اردگرد پھیلا بیگ سے نکلتا خون سب کچھ ایک بھیانک سما پیش کررہا تھا ---- بس فرق اتنا تھا کہ وہ ایک ایکٹریس کی لاش تھی اور یہ انکے تھانے کے حال ہی میں انسپکٹر کی پوسٹ پر فائز ہوئے انسپکٹر ارمان کی تھی ڈی ایس پی جھرجھری لیتے افسوس سے اپنا چہرہ اس لاش کے جانب سے موڑ گئے ----------

نام دین جاؤ یہاں سے ۔ "سکتے میں کھڑے اپنے ملازم کو دیکھ سپاٹ لہجے میں بولے" جنکی گرج دار آواز پہ وہ وہاں سے تو کیا گھر سے ہی ایسے بھاگا جیسے اسکے پیچھے کوئی لگا ہے اسکی اسپیڈ دیکھنے لائق تھی ---------

یہ سب کیا ہے ؟ وہ سوچتے غصے سے اپنی پیشانی مسلتے بڑبڑائے ---------

معًا کچھ لمحے گزرے تھے کہ گھر کا مین دروازہ بجا جیسے کوئی ی بجا نہیں توڑنے کی کوشش کررہا ہو ------- وہ فل طیش اور غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچتے بھاری قدم اٹھاتے باہر کی طرف بڑھے پہلے یہ لاش اور اب باہر کون کتوں گدھوں کی طرح دروازہ کٹکٹارہا تھا ------- انہیں شدید غصہ آیا تھا -------

کون ؟ وہ غصے سے کہتے آٹومیٹک لاک کھولتے دروازہ وا کرتے بولے جو خود بخود بند ہوجاتا تھا لیکن کھلتا اسی صورت تھا جب اس لاک کا مالک یعنی وہ خود یا گھر میں موجود فرد کھولیں --------

اسلام و علکیم ڈی ایس پی ----- کیا حال ہے آپکا وہ دراصل ہمیں اعطلاع ملی آپ" کے گھر میں انسپکٹر ارمان کی لاش کی موجودگی کی ؟ "رپورٹر اینکر صحافیوں کی فوج کو ایک دوسرے کو دکا مارتے اپنے گھر میں گھوستے افراتفری کا عالم دیکھ وہ ایکدم بھوکلاہٹ کا شکار ہوئے --------

سر سر پلیز بتائیں انسپکٹر ارمان کی ڈیتھ کیسے ہوئی ؟ کہیں آپکا تو ہاتھ نہیں اس" کے پیچھے ؟ پلیز آپ ہمیں تلاشی لینے دیں گھر کی ؟ "ان میں سے ایک صحافی بولتا مائیک بلکل انکے منہ کے نزدیک کر انکے جواب کا انتظار کرنے لگا جیسے وہاں مزید اور صحافی کررہے تھے مگر ڈی ایس پی کے منہ سے ایک لفظ تک نکلنے سے انکاری تھا

وہ تو شاکڈ تھے بلکل ساکت و جامد ہوئے اپنے بھاری وجود کو سنبھالے نہ جانے کیسے کھڑے تھے آخر انسپکٹر ارمان کا خون کس نے کیا ؟ ان سب کے پیچھے کون تھا ؟ اور انکے گھر میں اسکی لاش کیا کررہی تھی ؟ یہ حرکت کس نے کی تھی آخر ؟ کس نے انہیں اتنا بری طرح سے پھنسایا تھا ------ یا پھر کسی بات کا بدلہ لیا تھا شاید ------- یکدم صحافیوں کے جا بجا سوالات پہ ڈی ایس پی کا بھی دماغ تیزی سے چلنے لگا تھا ---------

وہ اب اپنے پورے حواس میں لوٹ کچھ لمحوں کی تاخیر کے بعد اس ساری رپورٹر اینکر کی بھیڑ سے گویا ہوئے تھے ------ جن سب کا انکے ساتھ راویئے سے لگ رہا تھا جیسے

وہ یہ سب سچ ہونے پہ انہیں یہیں انکی دہلیز پہ زندہ گاڑھ چلے جائے گے

دیکھیں مجھے نہیں معلوم اس خبر کا جس سے آپ سب واقفیت رکھتے ہیں ابھی" میرے شعور میں یہ بات نہیں آئی ی لہذا یہ تازہ خبر ہے جو مجھے ابھی آپ لوگوں کے تھرو ہی معلوم ہوئی ی ہے اور یقین جانے اگر یہ صیح نیوز ہے تو میں جلد از جلد اس نیوز اور مجرم کے خلاف سخت سے سخت ایکشن لوگا ----- مگر یہ ہرگز ٹھیک حرکت نہیں آپ لوگوں کی کے ایسے کسی کے گھر میں باہر دھرنا دیئے یا اسکے گھر میں اس قدر اپنی تربیت کا ثبوت دیتے بدلحاضی سے اسکے گھر کے دروازے کو تھوڑنا شروع کردیں ----- پلیز آپ لوگ جائیں مجھے اب اپنی ڈیوٹی پر بھی جانا ہے ۔ "وہ ضبط سے سرخ چہرے کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر کہتے ان سب پر اپنی ایک اچٹتی نظر ڈالی --------

آپکی ہر بات ٹھیک ہے ڈی ایس پی صاحب بٹ پھر بھی ہمیں اپکے گھر کی تلاشی " لینے دیں ------ ہمیں تسلی ہوجائے گی تو ہم چلے جائے گے ----- "دوسرا صحافی اپنی سپاٹ آواز میں بولا ------ کیونکہ انہیں ایسا لگا کہ وہ بات کو گھما گئے ہیں لیکن انہیں اپنے شک کو دور کر تفتش بھی مکمل کرنی تھی --------

آخر یہ خبر انکے چینل کے لیئے ٹی وی اخباروں پہ بلاک باسٹر کی حثیت رکھتی تھی ----- جس کے لئے وہ شاید اس ڈی ایس پی کو بھی کچل کر گھر کے اندر داخل ہوسکتے تھے -------

مسٹر یہ تفتش وغیرہ آپکا کام نہیں ہے ہمارا کام ہے ہمیں ہی مبارک ----- "ان" سب کو دکا دیتے اندر گھوستے دیکھ وہ خونخوار ہوکر دھاڑے ----------

اگر ایسا نہیں ہے تو آپ ایک بار پورا گھر دیکھادیں ----- "پھر دوبارہ وہی صحافی بولا" ----- جسکی فضول گوئی ی پہ انہوں نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ لیئے ------ انکا دل کیا ان سب کے سینوں میں گن کی ایک ایک گولی اتار دیں مگر وہ جلد خود پر قابو پاگئے --------

پلیز سائیڈ ہوں ۔۔۔۔ "ڈی ایس پی کو پورا کسی دیو کی طرح دروازہ کے سامنے پھیلے" ہوئے کھڑا دیکھ وہی صحافی ہلکا سا انہیں دکا دے اندر بڑھا جس پر وہ لڑکھڑائے کہ باقی سب بھی بھاگنے والے انداز میں اندر داخل ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ ڈی ایس پی نے تو شاکڈ سے اپنے ہاتھ سے سر تھام لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسی صدمے کی حالت میں کھڑے تھے کہ پینٹ کی جیب میں انکے موبائل کی چنگاڑتی ہوئی بیل بجی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جھنجلا کر فون نکال اسکرین پہ چمکتا نمبر نام دیکھ انکا حلق تک کڑوا ہوگیا ۔۔۔۔۔۔ ایک کے بعد دوسری مصیبت ۔۔۔۔۔۔۔ بڑبڑاتے فون یس کرتے کان سے لگایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہے ایس پی سلاخوں کے پیچھے بھی سکون نہیں تمہیں ؟ "وہ چھوٹتے ہی دبے" دبے غصے سے مقابل سے گویا ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔

ڈی ایس پی صاحب لگتا ہے آپکی صبح کی شروعات اچھی نہیں ہوئی ی ؟ "وہ" تمسخرے سے کہتا مسکرایا جیسے فون کے پیچھے ڈی ایس پی کی خراب حالت سے لطف انداز ہورہا ہو -------

بکواس بند کرو اپنی -------،،، ڈی ایس پی صاحب آپ تو کہہ رہے تھے انسپکٹر کی لاش آپکے گھر میں موجود نہیں تو پھر یہ کیا ہے ؟ صحافی اپنے موبائل میں کھینچی گ ئی ٹکروں میں کٹی لاش کی تصاویر انکے پاس آتا دیکھانے لگا ---- جسے دیکھ انکے اندر ایک جنگ سی چھیڑ گ ئی --------

اگر آپ نہیں چاہتے کہ آئی ی جی، ڈی آجی کی گاڑیاں بھی ایسے ہی آپکے گھر تک پہنچے" تو اپنے ان تھانے دار چیلوں کو بولیں مجھے چھوڑ دیں ------ "اسنے جیسے انہیں دھمکی دی -------

"اوہ !تو یہ سب تم نے کیا ہے ؟ "وہ غصے سے بھپر چکے تھے کہ صحافی انکے غصے کو دیکھ یکدم سہمتا بھکلاتا پیچھے ہوا -------

"یس !!اتنی دلیری سے یہ کام صرف ون اینڈ اونلی ازمیر ملک ہی کرسکتا ہے ----" بہرحال کیسا لگا زور کا جھٹکا ---- "وہ اپنی بھاری سرسراہتی آواز میں بولتا انکا تمسخرہ اڑاتے پھر مسکرایا ---------

"میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں ایس پی تمہیں تمہاری نسل کو مٹا دوں گا ،تباہ کردوں گا نست نابود کردوں گا ------- "وہ دبا دبا سا ہی بولے کہ صحافی کے گناہ گار کانوں تک انکی گفتگو نہ پہنچ جائے --------

"آں ہاں !!ایسی غلطی بھی مت کیجیئے گا ---- آپ مجھے ابھی جانتے نہیں ازمیر کیا چیز ہے ؟ ویسے کچھ تو اب تک اندازہ ہوگیا ہوگا میری یعنی اس ناچیز کی پاور کا ------" وہ سرد ٹھٹرتے لہجے میں بولا ---------

کیا چاہتے ہو؟ "وہ ایک گہرا سانس باہر خارج کر کچھ توقف کے بعد بولے --------"

ہمم اب آئے نا پوائنٹ پہ ---- "کہتا انہیں آگ لگا گیا --------"

جبکہ وہ بس صبر کا گھونٹ پی کر رہ گئے ---------

میں آپ کو بچا سکتا ہوں اس ساری سچویشن سے لیکن اسکے لیئے میری کچھ کنڈیشنز ہیں"
----- "وہ کہتا چپ ہوا -------

کیسی کنڈیشنز ؟ "انہوں نے چبا چبا کر پوچھا کہ انکی ہوتی پتلی خراب حالت کے پیش"
نظر ازمیر کے دل میں کمینی سی خوشی ہوئی ی ---------

میری پرموشن ----- دوسرا خود آپکا اپنا ٹرانسفر اور تیسرا تھوڑا سا پلین میں چینج کرلیا "
ہے اب آپ خود یہاں آکر مجھے آزاد کر پوری عزت و احترام کے ساتھ میرے گھر مجھے
اپنی خدمت دیتے یعنی اپکی گاڑی میں چھوڑ کر آئے گے ----- "اسکی کنڈیشنز سن فون

کے پیچھے ڈی ایس پی کا خون کھول اٹھا غصے کی زیادتی سے سرخ ہوتے دل کیا ایس پی سامنے ہو اسکا گلا دبادیں ----------

سٹھیا گئے ہو ایس پی میں اپنا ٹرانفسر کیوں کرواؤ ں ؟ "وہ فل اشتیال میں بولے" --------

شکر کریں صرف ٹرانفسر کروانے کا کہا ہے ورنہ کام تو آپ نے ایسا کیا ہے کہ اس" نوکری سے ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے ہاتھ دھو بیٹھتے ۔ "وہ بھی دوبدو انکے لہجے میں ہی بولا -------

سیاسی پارٹی کارکن NNp کچھ سینڈ کر رہا ہوں ----- جس میں یہ واضح ہے اس خلیفہ فیاض کے بیٹے دانش فیاض نے آپ کو ایک بار نہیں بارہاں دھمکیاں دی تھیں کہ اگر اسکے خلاف کیس بند نہ کیا گیا اسے رہائی ی نہ دی گ ئی تو وہ کچھ ایسا کرے گا کہ آپ کا نام و نشان مٹی میں ملا دیگا ----- وہ مزید بولا اسکے بعد پاس پڑی رکارڈنگ انہیں سینڈ کی پھر دوبارہ موبائل پر چلتی کال کو دیکھ کان سے فون لگا گیا --------

کیونکہ اب یہی رکاڈنگ انہیں اس سارے بکھیرے سے بچا سکتی تھی -------

اور ہاں ڈی ایس پی صاحب یاد سے جب آپ اس ساری سچویشن سے باہر آجائیں تو کنڈیشنز پوری کرنا بھولیئے گا مت ناحق اپ نے ایسا کیا تو ---------- ایک ریکارڈنگ اور بھی ہے میرے پاس محفوظ -------جس میں یہ صاف واضح ہے آپ چار لوگ ملے ہوئے ہیں اس دھندے میں چلو دو تو پہنچ چکے اپنی اپنی آخری آرام گاہ تک بچے آپ جس نے ایک بھاری موٹی رشوت لی ہے انکا سب کا ساتھ دینے کی اور باقی بچا چوتھا آدمی جس نے سارے کھیل میں مجھے گمراہ کر میرے گھر تک وہ بیگ پہنچایا اور لاش میری گاڑی کی ڈکی تک ۔ "وہ بولتا چپ ہوا اسپیکر سے ابھرتی ازمیر کی بھاری آواز ڈی ایس کی سماعتوں میں پہاڑ بن کے ٹوٹی تھی یہ ساری گفتگو سن انکے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جارہا تھا ---------

تمہاری تو "!!!بے ساختہ ڈی ایس پی کہ منہ سے نکلا تھا -------"

ہاہاہا۔۔۔۔ "!!انکے آخری جملے پہ بھرپور مقابل کی جانب سے چھت پھاڑ قہقہ گونجا کہ" اپنی سماعوتوں میں اسکے قہقے کی گونج سنتے وہ جل بھون گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

گلاس وال پر اپنے گلابی موم جیسے نازک ہاتھ رکھے وہ سوئی منگ پول پر پڑتی ڈوبتے سورج کی سنہری کرنوں پر اپنی نظریں جمائے سوچوں کے جھال میں بکھری ہوئی ی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نکاح کو کہیں دن گزر چکے تھے ۔ وجدان سے اسکا سامنہ صرف ڈائینگ ٹیبل پر ہوتا نا وہ اسے مخاطب کرتا تھا نا وہ اسے ۔۔۔۔۔ مہمل کو ایسا فیل ہوتا جیسے وہ جان بوجھ کر اسے نظرانداز کر رہا ہے ۔ اسے اسکے نظرانداز کرنے سے جانے انجانے میں تکلیف ہو رہی تھی دل میں ایک کلک سی تھی جس سے وہ دن با دن چڑچڑی ہوتی جارہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دل کر رہا تھا سب تہنس نہس کردے وجدان نہ تو خود کچھ کہتا تھا اور نہ اسکے بھائی ی کے بارے میں کوئی ی اعطلاع دیتا تھا --------

مہمل کو یاد تھا کہ وجدان نے کہا تھا نکاح کے بعد وہ مل کر اسکے بھائی ی کو ڈھونڈیں گے مگر وہ مخاطب تک نہ کرتا تھا تو وہ بھلا پھر کیا کرے دل کیا خود بات کرے اس سے لیکن جب پہلے مدد نہیں کی تو اب کیا کرے گا۔ یہاں سے وہ جا بھی نہیں سکتی تھی اگر وہ گھر سے قدم نکالتی بھی تو کہاں جاتی کس کے سہارے جاتی بھائی ی کا کچھ آتہ پتہ نہیں تھا اور پھر رہ رہ کر اس دیندے کا ڈر اس پر کب حاوی ہوجاتا کہ وہ ہمت ہی نا کرپاتی یہاں سے جانے کی اوپر سے وجدان کی بے خبری بے نیازی مہمل کو آگ لگا دیتی -------

مہمل سوچوں کے تانے بانے بنتی اب تک سوئی منگ پول پر نظریں جمائے ناچاہتے ہوئے بھی اسکی آمد کی منتظر تھی جو شادی کی رات کے بعد سے اسکے روم میں نہیں آیا تھا --------

مجھے چھوڑ کر مت جانا ۔ کہہ تو ایسے رہے تھے جیسے میں اگر کہیں غلطی سے بھی چلی" گ ئی ی یا کھو گ ئی تو انکی سانسیں سینے میں اٹک جائی یں گی ۔ اونہہ !ساری شوخیاں بازی تھیں اگر اتنی میں اہم ہوں تو ایک بار بھی اس بندے نے میری خیر خبر تک لینے کی ضرورت محسوس نہیں کی ویسے کہتے ہیں پاس رہو ---- میری بھلا سے بھاڑ میں جائے میں کیوں اپنا بلڈپریشر بڑھا رہی ہوں ---- "وہ اپنی سوچوں پہ خاک ڈال ایک آخری نگاہ کھڑکی سے نیچے سوئی منگ پول اور پھر داخلی دروازے پر ڈال وال کے پردے برابر کر پیچھے ہوگ ئی --------

لیکن ہنوز پھر اسکی سوچوں کا مرکز اس دشمن جان کا وجود ٹھہرا تھا جو انجان تھی خود سے اپنے پاک جذباتوں سے پر سامنے والا جو زیرک نگائی یں رکھتا تھا ۔ وہ اسکے چڑچڑے پن سے انجان نہ تھا بلکہ خوش تھا وہ آہستہ آہستہ ہی سہی مگر اسکے رنگ میں رنگتی جارہی تھی --------

اوو میرا گڈا !! مہمل پیچھے مڑی تھی کہ پیچھے واجدان کا دیا گیا گفٹ چھوٹا سا سفید بالوں والا کتا اسے دیکھ باؤ ؤ کرتا اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کررہا تھا کہ وہ ہوئی ی بھی اور جاکر نیچے بیٹھ اسکے سر کے بال پیار سے سہلاتے اسے لاڈیاں کرنے لگی جو اپنی مالکن

سے محبت وصول کر اب نیچے یکدم بھاگا کہ وہ کھڑی ہوکر اسکے بھاگنے پر خود بھی دوڑتی اسکے پیچھے جانے لگی -------

ارے میرا گڈا کہاں جارہے ہو ؟ بھوک لگی میرے بے بی کو ؟ "پیار سے اسے آوازدیں" دے ساتھ ساتھ اسکے پیچھے سیڑھیوں سے اتر بڑے سے لاؤنج سے گزر اب باہر بنے دائیں جانب سوئمنگ پول کی جانب پہنچ چکی تھی جو اب سوئمنگ پول کے چکر کاٹ اپنے ٹی ہاوس کی طرف بھاگا جارہا تھا شاید اسے بھوک ہی لگی تھی جو ٹی ہاؤس میں کھانے کی خوشبو کو محسوس کر بھاگا جا رہا تھا جہاں کھانا اب سے کچھ منٹ پہلے ہی ملازمہ نے رکھا تھا ---------

وہ اتنی ہی تیز رفتاری سے پپی کے پیچھے بھاگ رہی تھی کہ دروازے سے اندر داخل ہوتی بلیک مرسیڈیز کے ٹائروں کی چر چر کی آواز مہمل کی سماعتوں سے ٹکرائی ی اور جیسے ہی اس نے مڑکر دیکھا سوئمنگ پول کے کنارے وہ پہلے ہی کھڑی تھی کہ

آہہہ------ اگلے ہی پل وہ ٹھاکی آواز کے ساتھ پانی میں غوطے مارنے لگی

وجدان نے گاڑی کے شیشے سے سامنے کا منظر دیکھا تو فوراً گاڑی سے اتر گڑبڑاتا بھاری بوٹوں سمیت تیز تیز دوڑتے پل تک پہنچا --------

وجدان ---- وجدان بچائیں ---- "اسے ڈبکیاں کھاتے دیکھ وہ مسکرایا کہ اسکی" چیخوں پر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آیا --------

جانِ وجدان تمہیں تیرنا نہیں آتا ۔ "بھاری آواز میں کہتے اسے دیکھا --------"

نن ۔ نہیں پل ۔ پلیز بچائیں مجھے ۔ "وہ ہاتھ پیر پانی میں مارتی بامشکل بول پائی ی" ۔ نیچے اسکے پاؤں بار بار پھسل رہے تھے اور ناک منہ سے گھستا پانی آکسیجن بند کرگیا اور وہ سامنے دشمنِ جان بہت مزے سے بیٹھا دیکھ رہا تھا ---------

آجاؤں جانِ وجدان ---- "اب بھی اجازت مانگ رہا تھا کہ مہمل کو رونا آنے لگا" آنکھوں کے سامنے پانی کی وجہ سے ویسے ہی کچھ نہیں دکھ رہا تھا ----- ہاتھ پاؤں کی حرکت بھی مدھم پڑنے لگی تھی ---------

اسکے دل میں ہوک سی اٹھی کس قدر ظالم تھا وہ --- اسے اپنا بھائی ی یاد آنے لگا اور بے بس ہوکر خود کو موت کے سپرد کردیا کہ اچانک اسے اپنی کمر پر گرفت کا احساس ہوا اور اگلے ہی پل وہ فضا میں گہرے گہرے سانس لے رہی تھی اتنی کہ بری طرح نڈھال ہوگ ئی ----------

جاری ہے ----------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 69

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

چھوڑیں مجھے بہت برے ہیں آپ ---- بہت بہت برے ۔ "وہ حواسوں میں آتی" اس پر جھپٹ پڑی تھی --------

"ریلیکس مائے ڈارلنگ !!اگر میں نے چھوڑ دیا تو پھر پلٹ کر بھی نہیں دیکھوں گا ۔"
وہ ہنستے ہوئے بولا --------

ہاں آپ تو چاہتے ہی یہی ہیں کہ میں مرجاؤں ۔ "وہ غصہ ہوتی ہنوز نروٹھے پن سے"
بولی --------

شش !!ایسے نہیں کہتے ۔ "وہ اسے پیار سے دیکھ بولا --------"

سچی آپ برے ہیں مم ۔ میں آج سچ میں مرجاتی ۔"اسکی گردن میں بازوں ڈالے کچھ"
دیر پہلے کا منظر یاد کر رونے لگی --------

ڈارلنگ جب میں یہاں موجود تھا تو تم نے سوچ بھی کیسے لیا تمہیں کچھ ہونے دیتا"
میں ۔"اسکے چہرے سے بھیگے بال ہٹاکر محبت سے کہا ---------

ویسے دونوں ساتھ ہیں پانی بھی ہے اور موقع بھی تو نہا کر چلیں ۔ "اسکی کان میں" سرگوشی کی کہ وہ سرخ ہوتی چیخ پڑی ---------

وجدان نہیں "!!وہ چیختی رہی چھوڑو مجھے لیکن وہ اسکی مزاحمت کو نظرانداز کرتا اپنے" ساتھ لگاکر تین چار ڈبکیاں لگالی کہ مہمل کا پھر برا حال ہوگیا --------

اوہ !میری جان بس بس ہوگیا۔"وہ اسکی حالت سے محفوظ ہوتا باہر آگیا اور اسے مضبوط" بازؤں میں اٹھائے روم میں لے گیا --------

دروازہ بند کر اسے صوفے پہ بیٹھاکر تولیہ لے آیا اور اسکے بالوں کو اچھی طرح سے پونچھنے لگا اور ایک نامحسوس انداز میں پینٹ کی جیب سے منی چیپ نکال اسکے دل کے مقام پر بھاری انگھوٹا پھیر پہلے سہلایا پھر وہاں لگادی کہ وہ سی کرتی تڑپ اٹھی ---------

آ۔آپ نے کک ۔کیا چھپایا ہے مجھے ؟ "وہ درد محسوس کر بولی --------"

تم اس کتے کے بچے کے پیچھے کیوں بھاگ رہی تھیں ؟ "وہ سرے سے اسکے سوال" کو گھما گیا -------

وہ میرا پپی ہے میرا گڈا پیارا لے بی ناکہ کتا ۔ "اسے برا لگا وجدان کا اسے اسطرح پکارنا کہ" وہ منہ پھولاتی ہمتن اپنا چہرہ اسکے جانب سے پھیر گ ئی ---------

جبکہ وجدان اسکے نازک لبوں پر اس کتے کے نیک نیم سن گہرا سانس لیکر صوفے سے پشت ٹکا کر ریلیکس ہوگیا اور اسے سوں سوں کرتے دیکھتا رہا --------

چھائی ی خاموشی پر مہمل نے اپنا چہرہ موڑ اسے دیکھا جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

آ۔آ۔ پ ------ وہ مزید کہتی کہ اسے یکدم اپنے قریب کھینچ خود سے لگاتا اسکے نازک سرخ پھڑپھڑاتے لبوں پر پوری شدت سے جھک گیا -------

مہمل اچانک ہوئی ی افتاد پہ اسکے تنگ حصار میں مچل اٹھی --------

اب کچھ لمحوں بعد دور ہوکر اسکی ہوئی ی ابتر سانسیں اور شرم سے ہوئے سرخ خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگا --------

جو اپنی سانسیں درست کرنے کی سعی کر رہی تھی --------

"نخرے کروں ۔ ہوں مندشمند خواہ کا سننے میں بارے ہمارے صرف پر لبوں ان میں، فرمائیشیں کرو، اپنی بات منواؤ ں، مجھے برا بھلا کہوں لیکن کسی دوسری چیزوں کے بارے میں بات کروں گی، سوچوں گی ، تو میں یہ قطعًا برداشت نہیں کروں گا پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہہ رہا ہوں لمٹ میں رکھو اسے ورنہ جن ہاتھوں سے اسے تمہیں دیا ہے انہی ہاتھوں سے اسکا قتل ہوجائے گا گوٹ اٹ "!!اسنے اسے اچھی طرح سمجھا کر اسکے پاس پڑا تولیہ اٹھا کر اپنے گلے میں ڈالا اور انگلیوں سے اسکے بال سلجھاکر ماتھے پر لب رکھ کر ڈریس چینج کرنے چلا گیا --------

اسکے جاتے ہی مہمل نے اپنے موٹے موٹے آنسوں صاف کیئے اور بے بسی سے چینجنگ روم کا دروازہ دیکھنے لگی جہاں وہ دشمن جان بند ہوا تھا --------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ڈی ایس پی نے جیپ اسکے گھر کے بلکل سامنے روکی تھی وہ گردن کو ہاتھوں سے دائیں بائیں کر کٹکا نکال ایک بھرپور انگھڑائی لیئے تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا اور گھم کر ڈی ایس پی کی جانب آیا --------

اور زرا سا گاڑی کی کھڑکی پر جھکا کہ ڈی ایس پی نے غصے سے جھنجھلا کر اسٹیرنگ پہ اپنی گرفت سخت کی --------

کیا ہے ایس پی ایسے کیا گھور رہے ہو ؟ "بلائے آخر وہ بول پڑے جو انہیں کھا جانے" والی خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا اچانک اسکی آنکھوں میں کچھ دیر پہلے کی سفیدی غائب تھی اور غصے کی سرخ لالی عود آئی تھی ---------

درخت نہیں ہوں جو کاٹ کر چلے جاؤ گے"

پہاڑ ہوں گرانے میں تمہاری نسلیں مٹ جائیں گی۔"کچھ توقف کے بعد وہ سرد برفیلے لہجے میں کہتا انکے کان میں سرگوشی منتقل کرتا اپنی سرد آنکھیں انکی سہمی آنکھوں میں گاڑے کہتا پلٹا اور لمبے لمبے ڈاگ بھر گھر کے اندر غائب ہوگیا جبکہ پیچھے ڈی ایس پی اپنے ہر پلین فیل اس قدر تزلیل پہ غصے سے ہاتھ کا مکا بناتے اسٹیرنگ پر مار گئے

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ بیڈ پر بے سود بیٹھی تھی کہ یکدم ہوا کا تیز جونکا کھڑکی سے آیا جو اسکے بال بے ترتیب کرگیا جنہیں وہ چہرے سے سمٹ کان کے پیچھے اڑستے کھڑکی بند کرنے کی نیت سے کھڑی ہوئی ہی ابھی اسنے دو قدم اگے بڑھائے تھے کہ لائٹ چلی گئی اور روم میں اندھیرا چھاگیا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے کوفت سے گہرا سانس بھرا اور موم بتی جلانے کے لیئے ماچس کی تلاش ٹیبل کے دراز میں کرنے لگی تبھی دوبارہ تیز ہوا کا جونکا کھڑکی سے اندر داخل ہوتا اسکے وجود سے ٹکرایا زرتشہ کپکپی لے اٹھی ---------

ماچس لیئے وہ ٹیبل پر رکھی موم بتی کو جلانے لگی تھی مگر اچانک اسے اپنے علاوہ بھی کسی کی موجودگی کا احساس ہوا --------

زرتشہ نے چونکتے ٹیبل پر رکھا آہستہ سے گلدان اٹھالیا اور اس پر سخت پکڑ جمائی ی ۔ آہٹ مزید قریب سے ہوئی ی ---------

آہہہ !!دفتاً وہ چلا کر پلٹی اور زوردار طریقے سے گلدان کا وار مقابل پر کرنا چاہا مگر دوسرے لمحے اسکے منہ پر بھاری ہاتھ آگیا -------

شش جاناں میں ہوں تمہارا اکلوتا شوہر ۔ "اسکی کمر زور سے اسکی چوڑی پشت سے لگی" اس سے گلدان چھین لیا گیا اور جھک کر کان میں سرگوشی نما بولا کہ اسکے پاس آنے پر

اسکی خوشبو پر وہ اندازہ لگاکر اسکی دھڑکنیں یکدم کھل اٹھی اور پلٹ کر فوراً اسکے چوڑے سینے میں سماگ ئی --------

ازمیر تو گویا شاک تھا اسکے خود پاس آنے بانہوں میں سمانے پر لیکن پھر اسکے ڈر کو بھانپ مسکراتا اسکے گرد اپنا مضبوط حصار قائم کرگیا اور اسے یقین دلانے لگا وہ اسکے قریب ہے بہت قریب ---------

مجھے نہیں معلوم تھا واپسی پہ ایسا وارم ویلکم ملے گا اگر اسی طرح روز خوش آمدید کہوگی تو" میں روز تم سے دور جانے ----- چپ کریں ازمیر بلکل چپ ہمیشہ فضول ہی ہانکیئے گا آپ ۔ "ازمیر بول رہا تھا کہ زرتشہ درمیان میں یکدم غصے سے بھپرتی اسکے حصار سے نکل چیخی اور اسکے سینے پہ اپنے نازک ہاتھ مار پیچھے دھکیلا --------

ازمیر تو ایک بار پھر شاکڈ ہوا تھا اپنی حسینا کی حسین گری دیکھ آج وہ جھٹکے پہ جھٹکے دے رہی تھی ---------

ادھر آؤ جاناں ۔ "وہ اسے خود سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑی دیکھ اسکے غصے کو" نظرانداز کر موم بتی کی سنہری مدھم سی روشنی میں حیا سے اسکی اٹھتی جھکتی پلکوں کا رقص دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ لمحے ایسے ہی ان دونوں کے درمیان سرک گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں ان دونوں کی موجودگی اور چھائی ی خاموشی کو ٹیبل پر ہی پڑے زرتشہ کے موبائل کی بیپ نے توڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ہڑبڑاتی ٹیبل پر بجتا موبائل دیکھ اس تک پہنچی جسکی اسکرین پہ سارہ فرینڈ نام شو ہو رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ تمہاری ہاسٹل کی روم میٹ اور ساتھ ٹیچنگ کرتی ہے ناں جسکے بھائی ی نے تمہیں" شادی کے لیئے پرپوز کیا تھا ۔ "ازمیر نے کہتے اسکی کمر کو پکڑ اپنی قریب کھینچی وہ ڈر کر اسکے سینے سے آلگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ازمیر "!!!اسکے لبوں سے کراہ نکلی اور دہل کر اسکے چوڑے شانوں کو تھاما --------"

بولو جان ازمیر ---- "اسکی پہنی ہوئی ی ہوئی ی شرٹ کےگلے کے ڈیزائن پر انگلی" پھیر دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر پر اپنی مضبوط انگلیوں کے پور سہلانے لگا ---------

پپ ۔ پلیز ----- وہ خشک حلق تر کرتی بولی --------

بولو "!!!وہ اسکی مزاحمت کو سرے سے نظرانداز کرگیا --------"

جج ۔جی وہی ہے ۔ "وہ ممناتی بولی جبکہ سوچ رہی تھی کہ اسے اس بات کا کیسے" معلوم ہوا ------ اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑے --------

جاناں تم مجھ سے دور تھیں ۔ میری نظروں سے نہیں ۔ "کہتا اسے سکتے میں ڈال الجھا" گیا وہ سمجھ چکی تھی اسنے ضرور اس پر خوفیہ طور پر نظر رکھی ہوئی ی تھی آخر پولیس والا

جو ٹھہرا لیکن یہ سب صرف اور صرف ازمیر نے اسکی سیفٹی کے لیئے کیا تھا جسے شاید وہ اب غلط سمجھ بدناں ہونے والی تھی ---------

تو تم نے کیا جواب دیا تھا ۔"وہ اسکی کلائیاں جکڑ پیچھے موڑتے اپنے ایک ہاتھ میں" اسکے ہاتھوں کو پکڑ اسے خود سے لگاتا بولا ---------

وہ تو اسکے دن رات جیسے بدلتے موڈ کو دیکھ دھک سی رہ گ ئی تھی سینے میں سانسیں جیسے اسکے سرد لہجے پہ اٹکنے لگی تھیں ---------

مم ۔ میں نے منع کردیا تھا ۔ "وہ اٹکتی اٹکتی بامشکل بول پائی ی -------"

گڈ !!اچھا کیا ----- "اسنے سنجیدگی سے کہا ---------"

آ۔ آپ مجھ پپ ۔ پر شک کر رہے ہیں ؟ "اسکی گرم سانسوں سے زرتشہ کو اپنا چہرہ آگ" کی مانند جلتا محسوس ہوا ----------

نہیں میں سوچ رہا تھا اگر وہ لڑکا مجھ سے پہلے تمہاری زندگی میں آتا تو تم اسے ہاں کہہ" دیتی اور مجھے ناں کیونکہ اس سے تمہاری پہلی شادی ہوتی مجھ سے دوسری ۔"اسکے ہاتھوں کو چھوڑ اسکی ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اپنے سامنے کر غصے سے بولا ---------

آپ بدگمان ہو رہے ہیں مجھ سے ؟ چھوڑیں مجھے آپ بہت برے ہیں ۔ "کہتی وہ روتی" ہوئی ی خوفزدہ ہراساں ہوتی ہاتھ اسکے شانوں پر رکھتی اسے دور کرنے لگی ---------

ٹھیک ہے تو کرو پھر میری بدگمانی دور ۔ "ازمیر نے باآواز کہتے اسکے وجود کو خود سے جدا" کرتے پیچھے بیڈ پر پھینکا --------

آہہہ !!وہ اچانک اسکے دھکیلنے پر اچھل کر بیڈ پر گری اسکی بے ساختہ چیخ نکلی لیکن اگلے ہی لمحے پل مقابل کھڑے ازمیر ملک کو دیکھتے اسنے گھبرا کر بیڈ کی چادر کو مٹھی میں جکڑا

وہ اپنی سانس روک کر سامنے دیکھنے لگی ---------

آ۔ آپ اس طرح بی ہیو کک ۔ کیوں کر رہے ہیں ۔ "وہ نظریں ملا کر اسکی آنکھوں میں ہمت کرتی سیاہ نم آنکھیں گاڑ کر بولی --------

کچھ مت کہو جانِ ازمیر بس مجھے سنو ۔ "اسے دیکھ گھمبیر سرگوشی کی جو روم کی خاموش فضا میں گونج رہی تھی ---------

ازمیر نے پرتپش نگاؤں سے اسکے وجود کو دیکھا اور چلتا بیڈ کے پاس آیا اور اپنا بیلٹ نکال کر کمرے میں موجود سامنے صوفے پر پھینکا اور اپنی جگہ بیڈ پر بیٹھ جھک کر اب اپنے شوز اتارنے لگا ---------

زرتشہ نے اسے دیکھا جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی اور سرک کر بیڈ کے کنارے پر بیٹھی اور دبے پاؤں نیچے اترنے لگی تھی کہ ازمیر نے اسکے اترنے سے پہلے ہی اسکے بالوں میں ہاتھ الجھا کر کمر کو دوسرے ہاتھ سے پکڑتے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا --------

وہ اسکے جانب پوری کھینچ آئی ی اور اسکے سینے سے لگی ---------

کہاں جارہی تھی ؟ "ازمیر نے اسکی لرزتی پلکیں دیکھ کہا -------"

کک ۔ کہیں نن ۔ نہیں ۔ "وہ گہرے سانس لیتی بامشکل بول پائی ی ---------"

کیا تم زندگی میں ہمیشہ میرا ساتھ چاہتی ہو ؟ "وہ اسکی تھم تھم کر چلتی سانسوں کی" صورتحال کو دیکھ بولا --------

جج ۔ جی مم ۔ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں اور آپ کو ہر خوشی دینا چاہتی" ہوں جس پر آپکا حق ہے ۔ "وہ حیاہ سے لبریز پھولی سانسوں کے درمیان ٹھہر ٹھہر کر بولی ---------

معلوم بھی ہے کیا بول رہی ہو ؟ میرا حق ؟ سوچ لو !بعد میں کوئی ی مزاحمت نہیں"
چلے گی ۔ "اسے معلوم تھا زرتشہ نے ایسے ہی کہا ہے لیکن وہ اسکی باتوں سے اپنا ہی
مطلب نکال بیٹھا تھا جو نا سمجھی سے اسکی باتوں پہ اپنا سر اثبات میں ہلا رہی تھی جبکہ
اپنی ہی زومعنی بات پہ ازمیر اس بے وقوف کو سر ہلاتا دیکھ مسکرایا اور اسے کمر سے
تھام کر قریب کرتے ہوئے اسکے دونوں ہاتھ اپنی شرٹ کے بٹن پر رکھے ----------

جو اب بھی نا سمجھی سے اسکے عمل کو دیکھ رہی تھی لیکن جب اسنے آنکھوں سے اسے
حکم دیا تو دھڑکتے دل کے ساتھ شرٹ کے بٹن کھولنے لگی ---------

ازمیر نے جھٹکے سے شرٹ اتار کر خود سے دور پھینکی کہ زرتشہ گھبراتی سر جھکائے آپس
میں انگلیاں الجھاتی کنفیوز سی ہتھیلیاں رگڑنے لگی ---------

وہ بغیر شرٹ کے بیٹھا اسے ہی اپنی خمار آلودہ نگاؤں سے دیکھ رہا تھا ---------

اسکے چوڑے کندھے توانا سینہ، پھولے چوڑے مسلز ہلکی سی نگاہ اٹھا کر دیکھتی وہ اندر تک سہم چکی تھی --------

زر " !!وہ اسکی ٹھوڑی کو اپنی دو انگلیوں سے پکڑ اونچا کر بوجھل لہجے میں بولا"

جج ۔ جی ۔ "کہتی وہ گھبرائی ی بھوکلائی ی سی اسکے چہرے کو دیکھا --------"

میں ایک خشک ساحل ہوں جاناں۔ تمہیں گہرا سمندر بنا کر سیراب ہونا چاہتا ہوں ۔" تمہیں گھونٹ گھونٹ خود میں اتارنا چاہتا ہوں ۔ تمہارے نشے میں دھت ہونا چاہتا ہوں ۔ "کچھ لمحے بعد ازمیر نے اسکے شانوں پہ ہاتھ رکھ بھاری سرگوشی کر اسے بیڈ پر لیٹایا اور اس پر گھنا سایہ بن جھکا --------

ازمیر کی آواز میں خمار محسوس کر زرتشہ کے دل دھڑکنوں میں شور سا گونج اٹھا

تمہاری ان دلکش اداؤں سراپے نے اب تک مجھ پر جتنی تھکن سوار کی ہے نا آج وہ " تم صیح معنوں میں سود سمت اتاروگی ۔"ازمیر نے جھک کر کان میں سرگوشی کی اور اسکی گردن میں انگلیاں پھیرتے منہ دیئے اسکی خوشبو میں گہرا سانس لیا زرتشہ یکدم خود میں سمٹی اسکی سانسیں روکنے لگی ---------

یکدم ٹھنڈی یک نم ہوا کا زوردار جونکا کھڑکی سے اندر آیا اور سارے دھویں کو خود میں جذب کرتا مدھم سی جلتی موم بتی کو بجھا کر بھی لے گیا مگر چاند کی روشنی نے روم کو اندھیرے میں ڈوبنے سے بچایا اور ملگجا سا اندھیرا ہر سو بکھیر دیا --------

،ازمیر کی نگاؤں کے سامنے اسکا دلکش نین نقوش والا چہرہ تھا اسکی آنکھیں ،گھنی پلکیں بکھرا تنفس ،چھوٹی سی سرخ ناک، سرخ ہونٹ ، سفید ٹھوڑی سے نگائیں سرکتی اسکی گردن سے ہوتی دھک دھک کرتے دھڑکنوں کے مقام پر آئیں --------

ازمیر نے انگلیوں کے پور اسکے دل کے مقام پر رکھتے تیز ہوتی دھڑکنوں کو محسوس کرتے وہاں اپنے ہونٹ ثبت کرد یئے --------

از ۔ میر ۔ "!!وہ اسکے لبوں کے لمس گھنی مونچھوں کی چبھن دل کے مقام سے سرکتا" محسوس کرتی تڑپ کر اسکے حصار میں پلٹ گ ئی ۔ اسنے کانپتے اپنا چہرہ بیڈ میں چھپایا اور گہرے سانس لینے لگی ----------

کچھ دیر پہلے تم میری خوشیوں اور حق کی بات کررہی تھیں ابھی تو میں نے تم پر اپنی" جمع شدہ شدتوں میں سے ایک قطرہ بھی تم پر نچاور نہیں کیا اور تمہاری یہ حالت ہوگ ئی ۔"اسکے گھبرا جانے پر وہ متبسم لہجے میں بولا ---------

زرتشہ نے کوئی ی جواب نہیں دیا ۔ وہ اپنے دھک دھک کر دل پر اسکے لمس کو سرکاتا ابھی بھی محسوس کر سرخ پڑتی جارہی تھی ---------

تم مجھے میری جان سے زیادہ پیاری ہو ۔ "وہ اسکے کان میں بھاری میٹھی سرگوشیاں" کرنے لگا اور اسکے سر پر لب رکھتے اسکی کمر میں بازوں حائل کرتے اسکی کمر کو قریب کھینچا زرتشہ بلکل اسکے حصار میں قید ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئی وانٹ یو ویری بیڈلی !بہت تڑپایا ہے تم نے میری جان۔ "اسکا ہاتھ کا کھردرا" سا لمس زرتشہ کو اپنے پیٹ پر محسوس ہوا ۔ اس نے پھر ایک بار بیڈ شیٹ کو مٹھی میں دبوچ لیا جب ازمیر کے سلگتے ہوئے ہونٹوں نے اسکی گردن پر اپنا لمس چھوڑا

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی دودھیا گردن پر جابجا اپنے ہونٹوں کی شدتیں لٹاتا ہوا زرتشہ کا وجود سن کرگیا

۔۔۔۔۔۔۔

جاناں ہم دونوں کے درمیان آج سارے پردے گرانا چاہتا ہوں ۔ تمہارے بکھرے" تنفس میں تمہارے وجود میں تمہاری دھڑکنوں سے روح میں سانس بن کر دوڑنا چاہتا ہوں تمہاری سانسوں کو قطرہ قطرہ پینا چاہتا ہوں ۔ "وہ اسے سرگوشیوں میں سراہا رہا تھا کہ

ازمیر نے اسکے شانوں پر ہونٹ رکھ اسکی پشت پر موجود زپ کو آہستہ سے نیچے کی جانب سرکایا۔۔۔۔۔۔۔۔

از۔ میر "!!وہ تڑپ کر مزاحمت کرنے لگی اسے روکنے لگی مگر اسکا نازک سا وجود اسکے آگے بے بس تھا وہ سرد پڑتی اپنے گھومتے ہوئے دماغ کے ساتھ سانس رک گ ئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

ازمیر نے اسے کمر سے تھام کر اسے تکیئے پر ڈالا۔۔۔۔۔۔۔

شش کوئی ی مزاحمت نہیں !!بہت محبت ہے تم سے جان ازمیر بہت بہت" شدت والی محبت۔"وہ مسکراتا خمار سے چور لہجے میں بھاری سرگوشی میں بولا۔۔۔۔۔۔۔

اسکے اظہار محبت پہ زرتشہ نے گہرا سانس کھینچا اور کب کیسے وہ مسکرا رہی تھی اسے احساس نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے مسکراتا دیکھ آنکھوں میں دلکشی کا خمار لیئے ازمیر نے اسکی نازک سی کمر پر موجود خم پر اپنے ہونٹ رکھتے زرتشہ کے اوساں خطا کر دیئے --------

کہ اس سے پہلے وہ اس پر اپنی شدتوں کی بارش کرتا وہ تڑپ کر اسکے چوڑے سینے میں چھپ گ ئی --------

وہ اسے کیسے بتاتی کہ ہاں ازمیر ملک مجھے بھی ہے تم سے محبت ۔ تمہارا میرا خیال رکھنے" سے، تمہاری میری لیئے فکر میں گھولنے سے،تمہاری میرے لیئے شدتوں سے ،تمہاری میرے لیئے دیوانگی سے ،تمہاری چاہت سے، تمہارے میرے لیئے محفوظ حصار سے اور یہ محبت نہیں معلوم کب پروان چڑھی بس اتنا جانتی ہوں شادی کے بعد جب جب آپ مجھ سے دور ہوئے میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہوئے تب میری یہ محبت عشق میں تبدیل ہوگ ئی اور اب آپ کے بغیر ایک سیکنڈ بھی سانس لینا مجھے محال لگتا ہے ۔ "سوچتی وہ اسکے دہکتے حصار میں دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں میچے پڑی تھی لیکن کہنے کی ہمت نہیں تھی یہ سب مگر سوچ لیا تھا وہ اپنے کسی نا کسی عمل کے تحت ہمیشہ اسے احساس دلاتی رہے گی کہ وہ اسکی زندگی میں ایک خاص مقام رکھتا ہے

جاناں "پچھلی زندگی کے مجھے کبھی تانے مت دینا بس یہ جان لو پہلا تجربہ ہی تم سے ہے اور میرے خیال میں یہ کافی ہے تمہارے لیئے ۔ "جھکتے اسنے بھاری سرگوشی کی

زرتشہ نے اسکی مونچوں داڑھی کی چھبن بازوں پہ رینگتی محسوس کی جس کے بعد وہ اسکے کپکپاتے سرخ ہونٹوں کو فوکس میں لیئے جھکتا قطرہ قطرہ اسکی سانسیں خود میں اتارتا مدہوش ہوگیا کہ وہ پوری طرح سہم کر خود میں سمٹی اسکی پشت پر اپنے ناخون گاڑھ گ ئی

کچھ دیر بعد اپنے لمس سے اسکے لبوں کو آزاد کر پیچھے ہوا جو گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

جسکی ابتر پھولی سانسیں دیکھ ازمیر کے سر پر صیح معنوں میں اسکا خمار سر چڑھ بولنے لگا تھا کہ اسنے اسکے نازک ہاتھوں کے انگلیوں میں اپنی مضبوط انگلیاں پھنسائی یں اور مدہوش اسکی خوشبو میں گہرے سانس لیکر جھکتے اپنی شدتوں کی بوچھاڑ کردی ---------

از --- میر -- "!!وہ تڑپ کر مچل اٹھی -------"

شش !ازمیر نے اسکے بنجر ہوئے ہونٹوں پر انگلی رکھی اور مسکراتے اسکی کمر سہلا کر دونوں پر بلینکٹ کھینچ لیا ---------

جیسے جیسے رات سرکتی گ ئی ازمیر کی شدتوں میں اضافہ ہوتا گیا جانتی تھی وہ اسے روک نہیں سکتی تھی اور نہ ہی وہ اسے روکنا چاہتی تھی -------

بلاآخر وہ اسے اپنی محبت کو حاصل کرہی گیا تھا ---------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ اسکے چوڑے وجود میں چھپی سونے کی کوشش کر رہی تھی ۔ وہ خود تو اپنی ساری رات
ممنانی کر اب سو چکا تھا لیکن زرتشہ ابھی تک اسکے حصار میں قید تھی --------

اسنے حیا سے بھاری پلکیں اٹھاکر کھڑکی کی طرف دیکھا تو وہ بند تھی اسے یاد آیا رات تیز ہوا
کی وجہ سے ازمیر نے کھڑکی بند کر پردے برابر کرد یئے تھے --------

پورے گھر میں پرسکون خاموشی چھاہی ہوئی ی تھی۔ رات ازمیر کے اظہار کا سوچ اسکے
لبوں پر خود با خود مسکراہٹ بکھر گ ئی تھی --------

وہ سونا چاہتی تھی لیکن اسے نیند نہیں آرہی تھی معًا لگلے ہی لمحے اسنے اپنے چہرے کا
رخ اسکی طرف کیا جو اسکی نیندیں اڑاکر خود مزے سے سو رہا تھا ۔ زرتشہ نے اسے گھورا
اور اسکے تنگ حصار میں کروٹ بدلنے لگی --------

کہاں ؟ "ازمیر نے اپنی آنکھیں وا کرتے اسے دیکھا -------"

ککک ۔ کہیں نہیں ۔ آپ جاگ رہے تھے ؟ "وہ اسکے فوراً آنکھیں کھولنے پر گڑبڑاتی" گھبراتی نظریں جھکاگ ئی -------

نہیں جاگ تو نہیں رہا تھا البتہ تمہاری ان دلکش نگاؤں کی تپش نے مجھے آنکھیں" کھولنے پر مجبور کردیا ۔ "اسکے حیا سے سرخ چہرے کو دیکھ گال تھپکتا اسے جھٹکے سے قریب کر سینے میں بھینچ لیا --------

آہہہ "!!وہ کراہ کر رہ گ ئی ---------"

چھ ۔ چھوڑیں آپ تو مجھ سے بدگمان تھے شک کر رہے تھے ناں رات مجھ پر ۔ "وہ" خفگی سے کہتی خود کو چھوڑواتی بولی --------

اوہ !میری جان میں بس تمہیں تنگ کر رہا تھا اور پھر جس روز تم پہ شک کرو اس دن"
مر نا جاؤں ۔۔۔۔ اللہ نا کرے ۔۔۔۔ "وہ بے اختیار اسکے لبوں پر ہاتھ جماگ ئی

۔۔۔۔۔۔۔

ویسے ایک بات بتاؤں ۔ "وہ اپنے ہونٹوں پر اسکی ہتھیلی کو لبوں سے چھوتا بولا"

۔۔۔۔۔۔۔۔

جج ۔ جی ۔ "زرتشہ نے جھجکتے کہتے یکدم ہاتھ اسکے لبوں سے ہٹایا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

تم بے حد خوبصورت ہو جانِ ازمیر "!!زومعنی کان میں سرگوشی کیئے اسکی کمر میں"
سختی سے اپنا بازوں حائل کیئے تنگ حصار قائم کرتے ایک بار پھر اپنے آغوش میں
لے لیا ۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماموں مامی یہ ناشتہ ۔ "کنزیش نے کھانا کمرے میں بیڈ پر جہاں وہ دونوں براجمان تھے" انہیں دیکھ ٹرے تھامے چلتی آکر انکے سامنے رکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا تمہارا شکریہ " !!ماموں نے اسے دیکھ سر پر ہاتھ رکھ پیار سے بولے ۔۔۔۔۔۔۔۔"

شکریہ کی کیا بات ہے ماموں جان یہ تو فرض ہے میرا ۔ "وہ انہیں دیکھ اب بیڈ پر" بیٹھتی محبت سے بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جس کا فرض تھا وہ تو نجانے کہاں در در کی ٹھوکریں کھاتی پھر رہی ہوگی۔ نجانے میری" بچی کہاں ہوگی ۔کس حال میں ہوگی ؟ "اس بار مامی کھانے کو دیکھ بڑبڑائی ی

۔۔۔۔۔۔۔۔

مامی جان جہاں بھی ہوگی رائی مہ میرا دل کہتا ہے اللہ کے امان میں ہوگی بلکل ٹھیک" ہوگی اور دیکھنا آپ دونوں بہت جلد وہ ہمارے پاس ہوگی ۔ "وہ ایک کمزور سی امید لیئے ان دونوں کی آنکھوں میں رائی مہ کو لیئے آس کے دیے بجتے دیکھ انہیں دلاسہ دیتی بولی

اور ساتھ ہی ڈبل روٹی ہاف فرائے انڈے کا نوالا بنا کر باری باری دونوں کے منہ کے جانب بڑھایا --------

جسے دیکھ یکدم دونوں کی آنکھیں نم ہوگ ئی یں --------

ارے کک ۔ کیا ہوا آپ دونوں کو ؟ "کنزیش ان دونوں کی آنکھیں آنسوں سے تر دیکھ" بولی جس میں ماموں نے تو جیسے تیسے کر اپنے آنسوں حلق کے اندر اتار لیئے کہ کہیں وہ دونوں پریشان نہ ہوجائی یں جبکہ اندر سے تو وہ بھی اب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے بیٹی کے غم میں بکھر کر بلکل کھوکھلے ہوچکے تھے -------

بیٹا کچھ نہیں مجھے کام ہے میں بعد میں کرلوں گا ناشتہ اور خوش رہو ہمیشہ ۔ "ماموں" اپنا شفقت بھرا ہاتھ ایک بار پھر اسکے سر پر رکھ وہاں سے اٹھے اور کمرے سے نکلتے چلے گئے --------

معًا مامی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رودیں --------

دھی معاف کردے شاید میرے ہی کرم اور گناؤ ں کی سزا ملی ہے مجھے بیٹی کی بے" وفائی ی کی صورت ۔ معاف کردے مجھے تجھے کبھی سکون سے جینے نہیں دیا ہر ظلم کا پہاڑ تجھ پہ ہمیشہ توڑ کر رکھا ۔ معاف کردے بیٹا میں زمینی خدا بن بیھٹی تھی بھول بیٹھی تھی کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے دیکھ اب پڑی ہے تو بلبلا اٹھیں ہوں کہ نا اب آگے جاسکتی ہوں نا پیچھے پلٹ --------

تو معاف کردے دھی میرے دل سے بھوج اتار دے توں تو بڑے ظرف کی مالک ہے ناں شاید تیرے معاف کرنے سے میرے دل کو کچھ سکون ملے اور رائی مہ بھی واپس آجائے ۔ مامی بلک بلک کر روتی ہذیانی ہوئی ی مقابل بیٹھی کنزیش کے ہاتھ تھام معافی مانگنے لگی --------

کنزیش تو انکی قابل رحم حالت دیکھ تڑپ اٹھی ---------

مامی نن ۔ نہیں !!مائیں کب معافی مانگتی ہیں بھلا ؟ ماؤوں کے ہاتھ تو بس دعا" کے لیئے اٹھتے اچھے لگتے ہیں ۔ پلیز بھول جائیں سب ۔ رونا بند کریں ۔ رائمہ ان شاء اللہ ضرور ایک نا ایک دن مل جائے گی اور ہم سب کے پاس ہوگی ۔ "وہ انکا بھیگا چہرہ صاف کر محبت سے بولی --------

دھی میں نے جسے پیتل سمجھا وہ سونا نکلی اور جسے سونا سمجھا وہ پیتل ۔ "وہ بے دماغی" سے بڑبڑائی یں -------

انہیں معلوم تھا کہ جب سے ان دونوں کو ابرار یہاں لایا تھا اس دن سے لیکر آج تک انکی خدمت میں ایک زرہ برابر بھی کمی نہیں کی گ ئی تھی ابرار اور کنزیش نے انہیں اپنا بڑا مانا ہی نہیں تھا بلکہ ان دونوں کو وہ مہذب متعبر مقام دیا بھی تھا --------

مامی پلیز یہ کھانا کھائیں میں ہونا آپ دونوں کے پاس چلیں ایک بیٹی نہ سہی دوسری" تو ہے ۔ "وہ دوسرا نوالا انکے منہ کے پاس کر بولی --------

دھی معافی کے لائق تو نہیں تیری مامی پر پھر بھی معاف ۔۔۔۔ شش مامی جان"
" مم ۔ میں نے معاف کیا ۔رونا بند کریں ۔ مجھے تکلیف دے رہے ہیں آپکے آنسوں ۔
انکی بات کاٹ بھیگی نم آواز میں کہتی انہیں اپنے ساتھ لگاگئی کہ اسکا سہارا ملتے ہی
مزید مامی کے رونے میں تیزی آئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بس بس میری پیاری مامی جان ایسے روتے نہیں ۔ "وہ انکی پشت سہلاتی بولی"

کنزیش کو اس دن کا کب سے بے صبری سے انتظار تھا جب وہ اسے اپنی خوشی سے
قبول کر اپنی بیٹی ہونے کا حق دینگی لیکن اب یہ خوشی حاصل ہوئی ی بھی تو وہ سہی
سے اس خوشی کو محسوس تک نہیں کرپا رہی تھی آخر اسکی کزن جان سے پیاری بہن
غائب تھی وہ چاہ کر بھی اسکے لیئے کچھ نہیں کرپا رہی تھی اور مامی کا رونا اس سے
دیکھا نہیں جارہا تھا اسلیئے خود بھی ان سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رودی ۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

موٹر بائی ک جھٹکے سے اسنے اس گاؤں کے پاس احاطے میں آکر روکی تھی ۔ اسکے پیچھے بیٹھی رائی مہ تو یہاں آتے ہی جیسے کانپنے لگی تھی۔ بے بسی سے اپنے ہونٹ کاٹتی گھبرارہی تھی ایک ڈر کی سرد لہر اسکے پورے جسم میں دوڑ رہی تھی --------

یہ تمہارا گاؤں ہے ۔ "ضوریز نے پشت پہ بیٹھی رائی مہ سے اپنی بھاری آواز میں پوچھ" وہاں پر اپنی سرسری سی نگاہ چارو جانب دوڑائی ی --------

واہ میرے مالک اس گاؤں سے تو زبردستی کے رشتے نکل رہے ہیں میرے ۔ "اب" اپنی بہن کو یاد کر افسردہ سا سوچتا زیر لب بڑبڑاتے اپنا سر جھٹکا --------

جج ۔ جی ۔ "وہ ممنناتی خوف سے اپنی ہاتھ کی ہتھیلیوں میں آئے پسینے کو پہنی چادر" سے صاف کرنے لگی --------

وہ یہاں آ تو گ ئی تھی مگر اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اسکے ماں باپ گاؤں والے نجانے اسکے ساتھ کیسا سلوک کرے گے ؟ کہیں اس گاؤں کی ریت بھاگنے والی لڑکی

کو زندہ جلا دیا جاتا تھا کہیں اسکے ساتھ بھی ایسا ہی کیا تو ؟ اسے بھی ایسے ہی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تو ؟ اور ضوریز ----نن ۔ نہیں ---- !!!وہ سوچ جھرجھری لے اٹھی

اترو "!!!اسنے حکم دیا --------"

جاری ہے ---------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 70

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

"نن ۔ نہیں میاں جی واپس چلیں ۔"

اسکے شانے سے لگ کر وہاں آگے آنے والے وقت کا سوچتی خوف سے سسک اٹھی

ضوریز نے اسکی آواز میں ڈر محسوس کر اپنا سر ہلایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"زوجم اترو ۔"

یہاں آنے کی ضد رائی مہ کی تھی اور اب جب وہ اسے لے آیا تو اب وہ انجانے سے خوف میں مبتلا ہوگ ئی تھی وہ اسکے لٹھے کے مانند سفید پڑتے چہرے کو بائی ک کے ہنڈیل پر لگے بیک مرر سے دیکھتا دم بخود رہ گیا جس کی بس اب خوف سے جان ہی نکلنی باقی تھی ورنہ تو نجانے وہ خود کو کیسے سنبھالے بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"!پپ ۔ پلیز"

رائی مہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جانِ زوجم میں ساتھ ہوں تمہارے کچھ نہیں ہوگا ۔ "ضوریز نے نرمی سے اگے پیٹ " پر رکھے اسکے نازک سے ہاتھ کو اپنے بھاری ہاتھ میں لیئے لبوں سے چھوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے لمس کی حدت کو اپنے ہاتھ پر محسوس کر وہ یہاں وہاں دیکھتی جھجکی مگر اسے تھوڑی ڈھارس ملی اور پھر اسکے ہاتھ چھوڑنے پر آہستگی سے موٹر بائک سے اترگئی

جسے دیکھ ضوریز بھی وہی سائیڈ پر موٹر بائک کھڑی کر خود بھی اترگیا اور ایک گہرا سانس لیکر اسکی جانب رخ کر اسکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھام آگے بڑھا ---

جوں جوں وہ دونوں رائمہ کے گھر کا فاصلہ طے کر رہے تھے گاؤں میں کچے پکے راستوں سے گزرتے جارہے تھے کہ توں توں ہی گاؤں کے مرد عورتیں وغیرہ رائمہ کو کسی غیر مرد کے ساتھ اس طرح ہاتھوں میں ہاتھ دیئے دیکھ پہلے تو ٹھوٹکتے پھر اپنی اپنی اس جوڑے پر گہری چبھتی ہوئی نظر ڈال ایک دوسرے سے چہ مگوئیاں کرنے لگے تھے ---

" میاں جی ہا ۔ ہاتھ چھوڑ دیں سب دیکھ رہیں ہیں ۔"

وہ جھنپتی اسکے مضبوط ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھوڑوانے کی تگ و دو کرتی منمنائی ی

" بھاڑ میں جائی یں سب کسی غیر کے ساتھ نہیں ہو تم اپنے شوہر کے ساتھ ہو ۔"
وہ سرے سے اسکی بات پہ بھڑک اٹھا ---

ہاں مگر اچھا نن ۔ نہیں لگتا ناں ۔ "وہ ایک بار پھر دھیرے سے بولی ---"

مگر وہ اسکی بات کو نظرانداز کر اس سے گھر کا راستہ پوچھ اسے لیئے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا اسکے گھر تک پہنچا ---

کہ رائی مہ کی ٹانگیں باہر گھر کے دروازے کو دیکھ کانپنے لگی ساتھ ماتھے چہرے پہ ٹھنڈے ٹھنڈے پسینے آنے لگے ہاتھوں کی حرارت گرمائی ش سے یکدم یک ٹھنڈک میں تبدیل ہونے لگی ---

ضوریز اسکے برف جیسے ٹھنڈے ہوتے ہاتھ کو اپنے دبے ہاتھ میں محسوس کر اسکا دوسرا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ میں لیئے اسے ہاتھوں سے رگڑتے حرارت دینے لگا اور ساتھ اسکے چہرے پر پھر ایک بار نظر ڈالی جہاں خوف کے اثار اب واضح طور پر نمایاں تھے

کیا ہورہا ہے تمہیں ؟ "ضوریز اسکی آنکھوں کو پانی سے لب با لب ڈوبا اسے اسپرنگ کی طرح کانپتا دیکھ اسکے دلکش چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر بولا ----------

مم ۔ مورے اور ابا مار ڈالے گے مجھے ۔ میں نے انکے بھروسے کو توڑا ہے انہیں کہیں" معاشرے میں منہ دیکھانے کے قابل نہیں چھوڑا ۔ "وہ ہچکیوں کے ساتھ بولی

ہمیں یہاں غالباً دس سے بیس منٹ ہوگئے آئے ہوئے ۔ یہ گاؤں کے لوگ کچھ" کرپائے نہیں نا بتاؤ ؟ "ضوریز نے اسکے آنسوں انگلیوں سے صاف کرتے نرمی سے پوچھا

نن ۔ نہیں ۔ "اسنے خود پر قابو پاکر اپنا سر نفی میں ہلاتے جواب دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

میری موجودگی میں تم پر کوئی ی آنچ نہیں آسکتی ۔ تم اس ضوریز لشاری کی غیرت ہو" عزت ہو اور عزت کو ہمیشہ محفوظ رکھا جاتا ہے غلیظ نظروں سے اور پھر میرے خیال میں کوئی ی بھی ماں باپ اپنی اولاد سے زیادہ دیر بدناں یا ناراض نہیں ہوسکتے دیکھنا وہ مان جائیں گے بس یہ تم اپنے دل سے بے وجہ کا خوف نکال دو زوجم اب میں تمہیں روتے ہوئے نہ دیکھوں سمجھی ۔ "کہتے ضوریز نے اسکی بھیگی آنکھوں پہ انگھوٹا پھیر خود سے لگاتے اسکی کمر سہلائی ی کہ وہ یکدم کرنٹ کھاکر اس سے دور ہوئی ی

۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ؟ "اسکے دور ہونے پر اپنی آئی برو اچکاتے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

کچ ۔ کچھ نہیں وہ یہاں کوئی ی بھی آسکتا ہے ناں اسلیئے ۔ "وہ اپنے ہاتھ کی انگلیاں" موڑتی ہونٹ دانتوں تلے چباتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا جان ضوریز ۔ "اسکی احتیاط برتتے دیکھ وہ اپنا سر ہلاتا محبت سے کہتا ہاتھ بڑھا کر" اسکے ہونٹوں کو آزاد کروایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ ! یہ تالا ۔ "رائی مہ اور وہ اب تک تو دروازے کو سرسری نگاؤں سے دیکھ باتیں ہی" کرتے رہے تھے کی اب جب دروازے پر قفل لگا دیکھا تو رائی مہ کے منہ سے بے اختیار نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ مورے اور ابا کہاں چلے گئے ؟ "اے چوکری تیرے ابا اماں حویلی والوں کے" یہاں ہیں ۔ وہ تجس لیئے سوچ پیچھے مڑی تھی کہ گاؤں کی کچھ عورتیں ان دونوں کے جانب آئی یں جن میں سے ایک اس سے گویا ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

پر کیوں ؟ "رائی مہ ان سب کو دیکھ حیرت و ورطہ کی کیفت میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔"

یہ تو ہمیں بھی نہیں معلوم بھئی لیکن سننے میں آیا کہ اب سے وہ دونوں ہمیشہ" ہمیشہ کے لیئے سرکار کی حویلی میں ہی رہے گے ۔ "وہی عورت اسے دیکھ بولی

جبکہ رائی مہ گم سم سی یہ سب سنتی سب کچھ سمجھنے کی کوشش کرنے لگی ----- میرے یہاں سے جانے کے بعد آخر کیا ہوا ہوگا ؟ "اسنے سوچتے خالی نظروں سے" مقابل کھڑے ضوریز کو دیکھا --------

جن میں پھر بے چینی ڈر و خوف دیکھ ضوریز نے اسے آنکھوں کے اشاروں سے ہی تسلی دینے کی کوشش کی --------

اے چوکری ویسے توں تھی کہاں ؟ شک پہلے دن ہوگیا تھا ہمیں جب توگ ئی تھی گھر" سے کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے ----- پھر آخری خیال ہی یہی آیا کہ یقیناً تو اپنے ماں باپ کے منہ پر کالک مل کسی لڑکے کے ساتھ بھاگ گ ئی ہے اور تیری ماں تو گاؤں میں کہتی کہتی نہ تھک رہی تھی کہ تو کسی رشتے دار کے یہاں گ ئی کچھ دن رہنے کے واسطے لیکن دیکھ سچ چھپائے چھپتا نہیں ہے ہمارا اندازہ درست ثابت ہوا اور دیکھ

آج تجھے اس مرد کے ساتھ دیکھنے سے سمجھ بھی آگیا ہے ۔ "وہی مجموعے میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ابکی بار دوسری عورت شکیہ طور پر اپنی آنکھیں چھوٹی کیئے اسے دیکھ لفظوں میں تنز و تند لیئے بولی --------

جس پہ رائی مہ تو شرمندگی کی انتہا گرایوں میں ڈوبتی دانستہ طور پر اپنا سر جھکا گ ئی مگر ضوریز نے انکی گھٹیاں گفتگو پہ غصے سے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ لیں ---------

شٹاپ جسٹ شٹاپ ! عورت ذات ہیں آپ سب اسلیئے آپ سبکا لحاظ کررہا ہوں اب" ایک لفظ بھی اور میری بیوی کے خلاف بولا یہاں ایک ایک کی گدی سے میں زبان کھینچ لوں گا ۔"وہ سپاٹ سرد لہجے میں دبا دبا سا دھاڑا کہ وہاں تمام عورتیں مقابل کھڑے کسی پہاڑ کی طرح مضبوط لڑکے کو دیکھ جھرجھری لے اٹھی ------ انہوں نے تو بہت کچھ اور ابھی رائی مہ کو سنانا تھا کہ وہ ضوریز کی آنکھوں میں اب غصے کی لالی کو اترتی دیکھ جوں کے توں وہاں سے غائب ہوئیں جیسے گدھے کے سر پر سے سینگ --------

وہ اب رائی مہ کے کندھے پر اپنا ہاتھ پھیلاتا اسے خود سے لگائے اسکے سر پر ہونٹ رکھ اگے بڑھ گیا جو بے سود سن ہوتے دماغ کانپتی ٹانگوں کے ساتھ نجانے کیسے اسکے سنگ قدم اٹھانے لگی ---------

میری دھی پیاری بیٹی کہاں تھی تم ؟ کیسی ہو؟ تمہیں معلوم ہے میں اور تیری مورے" کتنے پریشان ہوگئے تھے ؟ در در تجھے ڈھونڈنے میں زمین آسمان ایک کردیا تھا مگر میری بیٹی تیرا نہ پتہ چل سکا ۔ "وہ دونوں حویلی کے باہر پہنچے تھے کہ باہر ہی دروازے پر کھڑے رائی مہ کو اسکے ابا نظر آگئے جنکی نظر جیسے ہی رائی مہ پہ پڑی تو دھک سے رہ گئے

مگر جلد خود کو سنبھال بھرپور خوشی سے آگے بڑھے اور یکدم اسے سینے سے لگاتے اسکے پیشانی پر اپنے شفقت بھرا بوسہ دیتے فکرمندانہ محبت سے بولے --------

ابا مم ۔ میں -------،،، بس بس مجھے کچھ نہیں پوچھنا تو میرے سامنے سہی سلامت ہے باحفاظت یہاں آگ ئی ہے میرے لیئے یہ بہت ہے ----- تیری ماں تجھے بہت یاد کر کرکے روتی ہے ----- وہ تو تجھے دیکھ کر پاگل ہوجائے گی خوشی سے ------ مم

۔ میں بھی نہ ادھر ہی شروع ہوگیا آہ چل اندر چل ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے دیکھ بے جا ربط جملوں میں بولے انکے لہجے کی خوشی ہی بتارہی تھی کہ اسے وہاں دیکھ وہ کیسا محسوس کر رہے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

رائی مہ سے شکوے شکایت کے بعد انکی نظر اسکے برابر میں کھڑے چھٹان سے ضوریز پر پڑی جسے دیکھ وہ ٹھٹکے انکی نظروں میں اجنبیت اور دماغ میں چلتے سوالات کو رائی مہ یکدم بھانپتی انہیں ضوریز کے بارے میں سب بتاگ ئی لیکن سرسری سا کیونکہ اسے اچھا نہیں لگا باپ کو جو اسکے ساتھ حادثہ پیش آیا وہ سب لفظوں میں بیان کرنا اسلیئے سرسری سا بتاگ ئی جس میں انہیں بس اتنا سمجھ آیا اس لڑکے نے انکی بیٹی کی حفاظت کی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکے بعد وہ ضوریز کے شکرگزار تھے جس نے انکی بیٹی کو نام اور عزت ہی نہیں بلکہ اسکی حفاظت کی اسے اپنے ہونے کا تحفظ فراہم کیا اور اب وہ یہاں انکی بیٹی کو لیکر حاضر تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یقیناً وہ ایک اچھا انسان تھا یہ انکی بیٹی کے چہرے سے چھلکتی آسودگی اور سکون ہی انہیں بتاگیا تھا آخر باپ تھے ایک عمر کا حصہ گزارا تھا اسلیئے انہیں شاید پرکھ ہوگئی تھی اچھے برے کی ---------

اسلام وعلیکم انکل !!کیسے ہیں آپ خیریت سے ہیں ؟ "ضوریز نے انہیں دیکھ خوش" اصلوبی سے پوچھا ---------

"ہاں بیٹا میں ٹھیک الحمدُللہ ۔"

وہ بھی اسی کے انداز میں دوبدو بولے ---------

باتوں کا سلسلہ جاری تھا ضوریز سے بات کرنے کے بعد وہ اور زیادہ مطمئن ہوگئے تھے کہ انکی بیٹی کو اس مالک حقیقی نے بلکل بہترین ہاتھوں میں سونپا تھا --------

کچھ دیر اور دو چار باتوں کے بعد وہ ان دونوں کو حویلی کے اندر لیکر آتے رائی مہ کو اس کمرے میں بھیج جہاں کنزیش اور انکی بیوی موجود تھیں جبکہ ضوریز کو اپنے ساتھ حویلی کے بڑے سے ہال میں لگے صوفوں پر لیئے براجمان ہوگئے --------

ہائے میری بچی کہاں تھی تو میرے جگر کا ٹکرا میری آنکھوں کی ٹھنڈک ۔"وہ تو رائی مہ" کو روم کے داخلی دروازے پر کھڑا دیکھ پھولے نا سما رہی تھیں کہ رائی مہ بھی جلدی سے انکے اور اپنے بیچ کا فاصلہ طے کر تقریباً بھاگتی انکے گلے سے لگی روپڑی ---------

جبکہ کنزیش کے آنکھوں میں بھی خوشی کے جگنو ٹمٹا رہے تھے اسکا بھی اپنی مامی سے مختلف حال نہ تھا رائی مہ کو یہاں سہی سلامت باحفاظت سے دیکھ وہ دل ہی دل میں اللہ سے ڈھیروں بار شکرگزار تھی ---------

میری بچی کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تجھے تیری تلاش میں ہر جگہ کھنگال لی ہم نے ساتھ" ابرار بیٹے نے بھی مگر تیرا آتہ پتہ نہ ملا ۔ تو بہت یاد آتی تھی مجھے ۔ "وہ اسکا معصوم چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اپنی نم بھیگی آواز میں بولیں ---------

مورے دیکھ میں ہشاش بشاش بلکل تیرے سامنے ہوں اور مجھے بھی تیری اور ابا" کنزیش تم تینوں کے بے حد یاد آئی ی ---- میرے دل سے پوچھ مورے میں نے کب کب کس کس لمحے تم سب کو یاد نہیں کیا ۔ "وہ بھی آنسوں سے تر چہرہ لیئے انہیں پھر کنزیش کو دیکھ بولی ---------

جسکی آنکھوں میں شرمندگی لہجے میں بھیگا پن محسوس کر کنزیش نے اسے اپنی ہلکی سی نم کچھ خوشی سے جگماتی نظروں سے دیکھ اپنی بانہیں پھیلائے اسے اشارہ دیا جسکا اشارہ سمجھ رائی مہ ایک لمحہ بھی ضائع کیئے بغیر اسکے سینے سے لگتی دل کا سارہ درد غبار گلے شکوے شکایات کرتی اسے معافی مانگنے لگی --------

مجھے معاف کردے کنزیش مم ۔ میں نے بہت ------،، شش رائی مہ تو میری بہنوں" جیسی نہیں بلکہ سگی بہن سے بھی زیادہ عزیز ہے میں تجھے اس طرح آنسوں بہاتے "شرمندہ نہیں دیکھ سکتی سب بھول جا آج سے ایک نہ ئی شروعات کرتے ہیں ---- کنزیش اسکا چہرہ صاف کر نرمی سے بولی --------

دفتاً پورا ایک گھنٹہ انہیں ایک دوسرے سے معذرت شکوے شکایات دور کرنے میں لگ گیا جن باتوں کے دوران رائےمہ پر یہ نیا نیا انکشاف بھی ہوا کہ کنزیش اور ابرار کی شادی ہوچکی ۔۔۔۔۔جسے سن آج حسد جلن جیسے احساسات نہیں بلکہ دل میں کنزیش اور ابرار کو لیکر بھرپور خوشیوں اور نیک تمنائی ی دعائیں تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بے شک رب کے فیصلے بہترین ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔اسنے ابرار کو کبھی بھی اس نظر سے نہیں دیکھا تھا جیسے اپنے شوہر ضوریز کو لیکر دل میں احساسات جاگے یا دل دھڑکتا اسے منہ کے بل لے آیا تھا وہ تو بس اسکی وہی اپنی گندی بری نیت غریبی سے نفرت اور امیری سے محبت اس سے سب کروا رہی تھی لیکن وہ تو وقت رہتے شاید اسے عقل آگ ئی کہ ضوریز جیسا وفادار انسان اسکی قسمت میں لکھ دیا گیا جسنے واقعی اسے کچھ وقت میں ہی بدل کر رکھ دیا اب رائےمہ پہلے والی اکڑو، بگڑی، خود سر ، بدمزاج رائےمہ نہیں رہی تھی بلکہ اب ایک باآداب خوش اخلاق دل سے سب کی عزت کرنے والی ایک پیاری لڑکی کے روپ میں ابھری تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز نے واقعی ایک پتھر کو تراش اسے نکھرا خوبصورت قیمتی ہیرا بنادیا تھا جس سے بس اب ہر جگہ آنکھوں کو چھندیاں دینے والی ہر سو بکھرتی خوبصورت روشنی پھوٹ رہی تھی

رائی مہ کو ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ ابرار نے سارے گاؤں کے فضول گھٹیا ریت رواج سب ختم کر دیئے ہیں ----------

اب نہ وہاں کوئی ی گدی کا جانشین تھا نہ کوئی ی سرپنچ نہ کسی کو کسی کی غلطی کی سزا یا جزا دی جاتی تھی نہ کسی بے گناہ کو گناہ گار ثابت کر زندہ درگور کیا جاتا تھا ۔ وہاں سب کچھ بدل چکا تھا اب ہر ایک انسان کو اپنے اپنے معاملات میں خود مختاری حاصل تھی جس وجہ سے تبدیلی یہ آئی ی تھی لوگ اپنے گھروں کے فیصلے پنچائیت میں لانے پر مجبور نہیں تھے بلکہ گھر کی چار دیواری میں ہی نپٹا کر زندگی کو آسان کرنے لگے تھے
------ وہ سب خوش اور مطمئن تھے کھلی فضا میں کھل کے سانس لیتے جی رہے تھے انہیں یہ تبدیلی بہت پسند آئی ی تھی ---------

اب اس گاؤں میں آہستہ آہستہ ساری سہولیات جو پہلے نہیں تھیں وہ ابرار کے بدولت میسر ہوگئی تھیں جو وہ کوئی سرپنچ بن کر نہیں بلکہ انسانیت کے ناطے اپنے گاؤں کے لیئے سب کچھ دل سے کررہا تھا ------- اب گاؤں کے ایک ایک انسان کے چہرے سے کسی قسم کا ڈر و خوف نہیں بلکہ آسودگی اور خوشی جھلکتی تھی

اور رائی مہ کو یہ سب سن پورے دل سے خوشی ہوئی تھی ---------

وہ سب ایسے ہی باتیں کرتیں کمرے سے نکل اب ہال کی جانب آئی تھیں رائی مہ نے اپنی ماں کو بھی وہی سرسری سا سب اپنے بارے میں بتایا تھا جسے سن وہ ششدر ہوئیں لیکن پھر سنبھلتی کھڑی ہوتیں اپنے باہر بیٹھے داماد سے ملنے نکلی

------انہیں بھی تو دیکھنا تھا آخر انکا داماد کیسا ہے ؟

انہوں نے جتنا سوچا تھا اس سے بڑھ کر پایا تھا ضوریز ہر اینگل سے رائی مہ کے لیئے انہیں پرفیکٹ لگا چھوڑا سینہ اونچا قد و قامت وجیہہ چہرہ جس پر چھاہی ہمتن سنجیدگی

انہوں نے دل ہی دل میں اپنے داماد کی نظر اتاری وہ صرف دکھنے میں ہی قابل تعریف نہیں تھا بلکہ اخلاق میں بھی قابل فخر تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز نے ان کے وہاں آتے ہی کنزیش رائمہ کے ساتھ شاید اسکی ماں ہی انکے ہمراہ چلتی آئی ی تھیں جنہیں دیکھ فوراً وہ ان کے ادب میں کھڑا ہوتا اگے کو آتے سلام کر اپنا سر جھکایا جنہوں نے اسکے سر پر ہاتھ پھیر ڈھیروں دعائیں دی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکے بعد وہ رائمہ کے ماں باپ وہاں اسکے ساتھ بیٹھے ہلکی پھلکی گفتگو کرنے لگے جنہیں دیکھ کنزیش کیچن کی طرف کچھ چائے ناشتہ کھانا وغیرہ تیار کرنے کے لیئے چلی گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

رائمہ کی نظر جیسے ہی مقابل آن بان شان سے بیٹھے ٹوئی سٹر صوفے پر ضوریز پر پڑی تو یکدم ٹھہر سی گ ئی یں اسے ایک پل کے لیئے وہ اپنے ماں باپ سے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بات کرتا بہت اچھا لگا وہ مہبوت سی اسے دیکھے گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسی ٹرنس کی کیفیت میں کھڑی اسے نہار رہی تھی کہ ضوریز کی نظریں اس پر گ ئی جسکی بے خیالی ناٹ کر خود کو تکتا پاکر وہ ٹھٹکا مگر جونہی پھر ہلکا سا اسکے لبوں پہ تبسم پھیلا اپنی زوجم کی حرکت پہ ---------

کچھ ہی لمحے گزرے تھے رائ مہ کے ہاتھ میں تھامے ٹچ موبائل کی اسکرین روشن ہوئ ی جسے دیکھ اسکا یکدم سکتہ ٹوٹا --------

یہ پرسنل موبائل بھی رائ مہ کو ضوریز نے ہی لیکر دیا تھا کہ اسکی کسی بھی ضرورت کے وقت اسکے کام آسکے اور سب سے بڑھ کر وہ اس سے کانٹکٹ میں رہ پائے ---------

وہ موبائل پر ضوریز کے میسج کا ناٹیفیکشن دیکھ چونکی کیونکہ وہ تو بلکل اسکی آنکھوں کے سامنے بیٹھا تھا تو میسج کیوں کر رہا تھا بھلا ؟

پہلے اس نے ضوریز کو دیکھا جو اب بھی اسکے ماں باپ سے محو گفتگو تھا پھر سر جھٹک کر موبائل سامنے کر میسج اوپن کیا جوں جوں پڑھتی گ ئ اسکے گال سرخ شرم سے دہک

اٹھے تو یعنی وہ اس سے بے خبر نہیں تھا ۔ اسنے سوچا اور اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے گھر چلکر فرصت سے دیکھ لینا ۔۔۔تمہارا ہی ایکلوتا مزاجی خدا ہوں ۔۔۔۔۔ ایسے اچھا" نہیں لگتا ناں ساس سسر بیٹھے ہیں زوجم ۔ "مسیج پر اسکے گال دہک اٹھے جھنپتی فوراً سے اسکی جانب سے اپنی نگائیں ہٹا گ ئیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں سوچ رہی تھی ایک دن یہاں مورے اور ابا کے پاس رک جاؤں ۔"وہ اسکے جھکے" سر کو دیکھ بولی جو اسکے ابا کی کسی بات پر اثبات میں سر ہلاتا ہلکا سا مسکرا رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو سامنے بیٹھے ظالم کی مسکراہٹ میں ایک بار پھر کھو گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

افف انکی مسکراہٹ کس قدر دلکش ہے ۔"وہ نظروں ہی نظروں میں اسکے صدقے" اتارنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

میرا اب گزار نہیں تمہارے بغیر ۔۔۔۔۔ سیدھی شرافت سے گھر چلو ۔ "ٹائی پ کر" سینڈ کرتا اسے وہی کھڑا منجمد دیکھ اسنے اپنا سر اٹھایا اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا جو حجاب کے ہالے میں دھمکتا پیارا معصوم دلکش لگ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سر جھکائے ضوریز کے بیجھے گئے میسج کو پڑھتی اپنا لال بھبوکا چہرہ لیئے ہلکا سا شرمائی ی کہ مقابل پر اسکی یہ دلفریب ادا پھولوں کی برستی بارش کی طرح دل پر قہر ڈھاگ ئی ایک پل ضوریز کا دل کیا مقابل موجود اس مومی وجود کو خود میں بھینچ لے ۔۔۔۔ اسے ٹوٹ کر پیار آیا اس پر ۔۔۔۔ مگر جلد خود پر کنٹرول کر اپنی نظروں کو اسکی جانب سے پھیر گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

صرف ایک دن "۔ وہ مسکراہٹ ضبط کر لکھتی سینڈ کرگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔"

تم ایک دن کی بات کر رہی ہو میرا ایک پل بھاری ہے تمہارے بغیر ۔ وہ بھی دوبدو جواب میں لکھتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔

پلیز ۔۔۔۔ "!!بہت پیار سے لکھ کر بھیجا وہ بضید تھی کہ مقابل مان جائے ۔۔۔۔۔۔۔"

محبت سے بول رہا ہوں قبول کرو ورنہ پھر میرا جنون تم برداشت نہیں کرپاؤ ں گی ۔"
پھڑپھڑنے کی اجازت بھی نہیں دوں گا ۔ اس قدر بے بس کردوں گا اپنی بانہوں میں
۔ "اس بار صاف وارننگ دی گ ئی تھی کہ رائی مہ کا حلق سوکھ کر کانٹا ہوگیا ہتھیلیاں
بھیگ گ ئی یں دل کی دھڑنکیں تیز تیز دھڑکنیں لگیں کہ وہ بیکوقت کسی ڈھول کی
تھاپ کی طرح اسکے کانوں میں بجنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آج گل کی اپائی نمنٹ تھی کچھ دن کے بعد اسکا ڈاکٹر نے آپریشن کرنے کی ڈیٹ دی
تھی پروپر چیک اپ کروانے کے بعد ابرار اور آغر گل کو ہا سپٹل سے لیکر گھر آئے تھے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حویلی میں ناآشنا انسان کی موجودگی اور آواز سن وہی تھمے پھر سر جھٹک اندر لاؤ نج میں
داخل ہوگئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

لاؤنج میں بیٹھے دراز قد ضوریز کو کنزیش کے ماں باپ سے محو گفتگو دیکھ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے -------

آغر تو اسے پہچان چکا تھا اور کہیں نا کہیں ابرار بھی -------

یہ چہرہ وہ کیسے بھول سکتا تھا جسے دیکھ وہ اپنے باپ کے کارناموں پہ اس انسان سے بے تحاشہ شرمندہ تھا اسے یاد آیا تھا وہ دن جب پہلی بار وہ اس سے ملا تھا اپنے آفس میں جب اسنے کسی مہربان کے سائے کی طرح اسکی انجانی سی ہی سہی اسکی مدد کی تھی ہلانکہ جو اسکے باپ نے اسکی بہن -------،،، کے ساتھ کیا انکا ہنستا کھیلتا گھر برباد نست نابود کردیا اس صورت میں تو اس کو اسے مار دینا چاہیئے تھا چلو باپ نہ سہی بیٹا ہی سہی لیکن اسنے ایسا کچھ نہیں کیا تھا اسنے باپ کے گناہ کی سزا بیٹے کو نہیں سنائی ی تھی بلکہ اسنے اس نازک وقت میں بھی جوش سے کام لینے کی بجائے ہوش سے کام لیا تھا اور اسکی یہ بات ابرار کو بہت پسند آئی ی تھی ---- ابرار کے دل میں وہ شخص اسی دن ایک نرم گوشاں قائم کرگیا تھا یقیناً وہ ایک بہترین سمجھدار انسان تھا

میں جانتا ہوں اسے ۔۔۔۔یہ میرے ہی ساتھ میجر ہے ابھی کچھ عرصے پہلے ہی" جوائن کیا ہے ۔ "برابر میں کھڑے آغر نے سرگوشی کر ابرار کو آگاہ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تبھی یہ بڑی آسانی سے میرے آفس تک پہنچ گیا تھا ورنہ وہاں کوئی ی پرندہ بھی میری" اجازت کے بغیر پر نہیں مار سکتا ۔"ابرار آغر کی بات پہ سر اثبات میں ہلاتا سوچتا رہ گیا

۔۔۔۔۔۔۔

اسلام وعلیکم " !اب لمحے کی تاخیر کیئے بنا وہ دونوں اگے بڑھے اور لاؤنج میں داخل" ہوتے یک زبان ہوتے سلام کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

بھاری مردانہ آوازوں پہ ضوریز نے اپنا سر گھمایا سامنے ہی آغر اور ابرار اپنی اپنی وجیہہ شخصیت لیئے کھڑے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز بھی دونوں کے چہروں سے آشنا تھا وہ جانتا تھا ابرار سے تو اسکی ملاقات لازمی ہونی تھی یہ حویلی ہی اسکی تھی لیکن وہ آغر کو بھی یہاں دیکھ حیران تھا -------- وہ کون تھا اور یہاں کیا کر رہا تھا ؟ اسنے سوچا پھر سر جھٹک گیا مجھے کیا لینا دینا ؟

اب اسکی نظر نیچھے وئیل چیئر پر ڈوپٹے کے حجاب نما ہالے میں اس خاتون کے روشن چہرے پر پڑی جو اسے ہی آنکھوں میں ناآشنائی ی اجنبیت لیئے دیکھ رہی تھی

آپی چلیں ۔ "رائمہ گل کو وہاں ان سب کے بیچ انکفرٹیبل محسوس کرتے دیکھ اگے" بڑھ گل کی وئیل چیئر کو تھام اسے لیتی وہاں سے کچن میں ہی چلی گئی جہاں ابھی کچھ دیر پہلے ہی کنزیش گئی ---------

اسکے جانے بعد وہ دونوں بھی اگے بڑھتے ایک ایک کرتے ضوریز سے بلغیر ہوئے ---- ضوریز بھی پورے دل کے ساتھ انسے بلغیر ہوا --------

اور پھر کچھ ہی دیر میں ہلکی پھلکی باتوں میں ان سب کی دلوں سے ایک دوسرے کے لیئے قدورت بدگمانی چھٹتی گ ئی اور دل میں ایک دوسرے کے لیئے عزت انسیت نرم گوشاں قائم ہونے لگا --------

وہ تینوں اب ایک دوسرے سے کافی بے تکلفی سے محو گفتگو تھے جو ان تینوں میں ہلکی سی تراش تھی وہ اب نہیں رہی تھی ---------

ہاں مگر ضوریز کا ہنوز لہجہ ویسا ہی سخت تھا کیونکہ وہ اسکی نیچر تھی لیکن دل میں اسکے بھی کوئی ی غلط فہمی یا بدگمانی نہیں تھی --------

کنزیش کے ماں باپ بھی ان سب کے پاس بیٹھے انہیں مسکراتے باتیں کرتے دیکھ خود بھی کسی نا کسی بات میں حصہ لیتے باتیں کر مسکرارہے تھے ---------

رائمہ نے اندر کیچن میں گل کو بھی سب بتادیا جسے سن وہ کچھ پل کے لیئے ششدر ہوئی ی پھر اسکے بعد اسے دعائیں دی ہمیشہ خوش رہنے کی --------

رائی مہ کنزیش کے ساتھ باہر دوپہر کا کھانا ڈائی ینگ ٹیبل پر لگانے میں مدد کر رہی تھی جسنے جھٹ پھٹ چکن بریانی تیار کر سلاد ، رائی تے اور سالن میں چکن کڑاہی بنائی ی تھی ---------

کنزیش نہیں چاہتی تھی ضوریز اور رائی مہ پہلی بار انکے گھر آئے اور ایسے ہی بنا کچھ کھائے لوٹ جائی یں اور پھر رائی مہ کے ماں باپ کے حوالے سے ابرار ہی نہیں اب ضوریز بھی اس گھر کا داماد تھا جسکی بھرپور خاطرداری تو کرنی بنتی تھی ناں اسلیئے وہ جلدی جلدی کھانا بنانے میں جھٹ گ ئی تھی ---------

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا ----------

ضوریز نے کافی اصرار کیا رائی مہ کے ماں باپ سے وہ چاہے تو انکے ساتھ چل سکتے ہیں اور ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ رہ سکتے ہیں کیونکہ رائی مہ ہی نہیں رائی مہ کے حوالے سے ہر شے ہر انسان اسکے لیئے اہمیت کا حامل ہے اور وہ تو پھر اسکی شریک

حیات کے ماں باپ تھے اسے لگا وہ انکی زمہ داری ہیں اور وہ ٹھہرا میچور شخص وہ نہیں چاہتا تھا کسی بھی صورت اپنی زمہ داری سے دستربردار ہونا ---------

لہذا ضوریز کی باتیں بھی اپنی جگہ ٹھیک تھیں اور ابرار نے بھی رائی مہ کے ماں باپ پر فیصلہ چھوڑ دیا کہ اگر وہ جانا چاہیں تو چلے جائیں اور رکنا چاہیں تو رک جائیں نجانے کیوں وہ دل سے چاہتا تھا کہ وہ دونوں کنزیش اور اسکے ساتھ رہیں ---------

ان دونوں کے باعث حویلی میں بڑے بزرگوں کی کمی ایک خالی پن سا جو پہلے کھل رہا تھا وہ پور ہوچکا تھا وہ اب نہیں رہا تھا وہ حویلی پھر سے ایک بار خوشیوں سے مہکتی بحال ہو رہی تھی اور پھر کچھ ہی دنوں میں وہ دونوں اسے اپنے ماں باپ کی طرح ہی عزیز ہوچکے تھے اسلیئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہاں سے جائیں اور یہی کنزیش بھی چاہتی تھی لیکن وہ دونوں ہی انہیں یہاں باندھ کر تو نہیں رکھ سکتے تھے ناں وہ دونوں خود مختار تھے اپنا فیصلہ خود کرسکتے تھے اسلیئے فیصلہ ان پر چھوڑ دیا گیا ---------

جو فیصلہ ابرار اور کنزیش کی حق میں ہی آیا جسے جان ان دونوں کے چہرے مسکرا اٹھے -----وہ دونوں یہاں سے نہیں جانا چاہتے تھے یہاں وہ ایک مدت و عرصے سے رہ

رہے تھے یہاں کی ایک ایک چیز سب سے وہ مانوس تھے خاص طور پر اب ابرار اور کنزیش تو انہیں اپنی جان سے پیارے ہوگئے تھے جنہیں وہ چھوڑ کر کسی صورت نہیں جاسکتے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

دفتاً ضوریز نے بھی ان دونوں کے فیصلے کا دل سے احترام کیا جسکے بعد رائی مہ اور ضوریز کے جانے کا وقت بھی ہوگیا کہ رائی مہ کنزیش گل سے پھر روتی اپنے ماں باپ سے ملتی انکی دعاؤں شفقت پیار بھرے سائے تلے رخصت ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

باہر کنزیش ابرار کی لو دیتی نظروں سے بچتی اور ضوریز اور رائی مہ کو خیر خیریت سے رخصت الوداعی کلمات کا تبادلہ کر اپنے روم میں آتی دوچار قدم چلتی بیڈ کی سائیڈ والی درازسے نیچے والی ڈرو کے جانب پہنچی جہاں اسے یاد پڑا تھا کہ اسنے وہاں اپنا لیڈیس بیگ رکھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

وہ اب ڈرو کھول اندر سے اپنا بیگ نکالتی دوبارہ ڈرو بند کرگ ئی پھر بیگ کی زپ وا کر اندر ہاتھ سے موبائل کھنگالنے لگی جو رائی مہ کی ہی بدولت اسکے پاس ابھی تک موجود تھا

فون نکال وہ اپنے ہاتھ میں لیئے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے کرتی اسکی ڈیڈ اسکرین دیکھ آفسوس سے اپنا سر ہلاگ ئی وہ کبھی نا کبھی اسے چارج کرلیا کرتی تھی لیکن حالت یکدم ایسے الجھے کہ اسکا موبائل پر سے دھیان یکسر ہٹ گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب وہ اسکا چارجر تلاش کر رہی تھی بیگ میں لیکن اسے نہ ملنا تھا تو نہیں ملا شاید وہ گھر میں ہی کہیں نا کہیں رہ گیا تھا بیگ میں صرف اسکا موبائل موجود تھا ۔۔۔۔۔۔۔

اسکے ماموں مامی اپنے سامان کے ساتھ اسکا ذاتی سامان بھی لائے تھے لیکن اس میں اسے یاد تھا کہ چارجر وغیرہ نہیں تھا اس نے وہ سامان ابرار کی الماری میں دوسرے خالی کبرڈ میں سیٹ کردیا تھا جہاں اسکے یہاں آنے کے ایک دن بعد ہی ابرار خود اسکی ساری شاپنگ کر ہر چھوٹی سے چھوٹی اور ہر بڑی سے بڑی شے لاکر سیٹ کرچکا تھا کچھ

چیزیں تو ایسی تھیں جنہیں دیکھ وہ کان کی لو تک سرخ پڑی تھی مگر انہیں دیکھ کنزیش کے منہ سے بے ساختہ چھچورا برامد ہوا تھا --------

اسنے بیگ دوبارہ ڈرو میں رکھ اسے بند کر اوپر والی دراز میں غیر ارادی طور پر چارجر تلاش کرنے لگی جیسے اسے اس انیس سو بیس کے ماڈل کا چارجر یہاں اتفاقاً پڑا مل جائے گا بہرحال چارجر تو نہیں ملا مگر اسکے ہاتھ لاتعداد سلیپنگ پلز کے پیکٹ لگ گئے جنہیں دیکھ وہ موبائل اور چارجر کو یکسر بھول بیھٹی اور شاکڈ کے عالم میں بس ان ٹیبلیٹس کو ڈبوں سے نکال دیھکنے لگی جنہوں نے اسکی ساری توجہ اپنی جانب مبذول کرلی تھی

یہ نیند کی اتنی ساری گولیاں ؟ "وہ منہ ہی منہ بڑبڑاہی وہ گولیوں کو پہچان اسلیئے سکی" تھی کہ اکثر رائی مہ کی ماں گھٹنوں کے شدید درد کی دوا لیتے نیند کی گولی بھی اکثر ساتھ لے لیتیں تھیں کیونکہ درد اتنا ہوجاتا تھا اچانک سے کہ انسے برداشت کرنا بے حد مشکل ہوجاتا تھا اسلیئے ڈاکٹر نے گھٹنوں کے درد کی گولی کے علاوہ بھی نیند کی گولی بھی لکھ دی تھی جو وہ انکی ہدایت کے مطابق کبھی کبھار لے لیتیں تھیں جب درد حد سے تجاویز کرجائے بس اس صورتحال میں وہ لے لتیں ---------

وہ چلتا اپنے روم میں آیا جہاں بیڈ کی بائیں طرف کھڑی کنزیش ہاتھ میں تھامی لاتعداد ٹیبلیٹس کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ کوئی جن بھوت ہو --------

ابرار کی نظر جیسے ہی اسکے ہاتھ کی گرفت میں اپنی سلیپنگ پلز پر پڑی تو گویا ٹھٹکا مگر جلد یکدم سنبھل کر وہ اپنے بھاری قدم اٹھاتا اس تک آیا اور جھپٹنے والے انداز میں اس سے وہ ساری ٹیبلیٹس لیتا واپس دراز میں رکھ گیا جبکہ اسکی پھرتی اور ایک ایک کاروائی پہ کنزیش ہوش کی دنیا میں آتی کلس کر رہ گئی --------

کس کی ہیں یہ گولیاں ؟ "کنزیش نے اپنے سینے پر دونوں ہاتھ باندھ کر گردن اکڑا کر" سپاٹ لہجے میں اسکے وجیہہ چہرے کو دیکھ پوچھا --------

ایسے ہی رکھی ہوئی تھیں بس ---- "ابرار نے اپنی جنگلی بلی کے خونخوار موڈ کو آن" ہوتے دیکھ ٹھہر ٹھہر کر بولا --------

اچھا تو اسکی کوئی ی وجہ نہیں ؟ ایسے ہی یہ سلیپنگ پلز کی بھرمار تمہاری ڈرو میں رکھی" تھی ؟ ہاں بولو؟ "وہ پھر ڈھٹائی ی کا مظاہرہ کر اسی سرد سپاٹ لہجے میں بولی

ارے میری وائی لڈ کیٹ !یہ انیس سو بیس کا ماڈل اب تک تمہارے پاس ہے ؟ تم" اب بھی اسے استعمال کرتی ہو؟ چلو کوئی ی نہیں میں نیو موبائل دلوا دوں گا ۔ "وہ سرے سے اسکے سوالات کو نظرانداز کرتا بیڈ پر پڑا اسکا موبائل جھکتے اپنے بھاری ہاتھ کی ہتھیلی میں لیتا الٹتا پلٹتا عام سے لہجے میں ہی بولا --------

بھاڑ میں بھیجو موبائل کو --- بات کو گھماؤ مت سیدھے طریقے سے بتا دو سرتاج ۔ "وہ" تقریباً اس سے جھپٹتے موبائل دوبارہ بیڈ پر پھینکتی غصے سے بولی -------

ابرار تو اپنی شیرنی کے دبنگ انداز پر دم بخود رہ گیا اور ماتھے پر اپنا انگھوٹا رگڑ کسی سوچ میں گم ہوا --------

کیا سوچ رہے ہو پھر کوئی ی نیا نٹاک ڈرامہ کر میرا دھیان اس بات سے ہٹانا چاہتے ہو"
؟ "وہ تڑک کر بولی --------

مجھے نیند کا مس ئی لہ ہے اسلیئے ڈاکٹر نے ہی پریفر کی ہیں اور ہاں انف اینڈ نو مور"
کوئی چشن "!!کہتا اسکا ہاتھ پکڑ اپنی جانب کھینچا کہ وہ کٹی پتنگ کی طرح حواس بختہ
ہوئی ی اسکے چوڑے سینے سے لگی ---------

وہ اسے یہ بھی بتا سکتا تھا کہ تم اور تمہارے حوالے سے برے خواب اسے سونے
نہیں دیتے تھے وہ ساری ساری رات جاگتا تھا لیکن وہ یہ نہیں بتا سکا کیونکہ اسکے
خوابوں کا حوالہ اسکے ماضی سے جوڑا تھا جسکی ذرا سی آنچ کنزیش کو غمزدہ دکھی کر اسکی
حالت خراب کرسکتی تھی اسلیئے وہ بہت محتاط تھا اسکے لیئے ----------

وہ اسے چلتی سانسوں کی طرح ضروری تھی جسے تکلیف پہنچانا مطلب خود کو تکلیف
پہنچانے کے مترادف تھا اور وہ ایسا رکس ہرگز نہیں لے سکتا تھا --------

پہلے ہی وہ اسے بے انتہا زخم دے چکا تھا جنکی بھرپائی ی کرنے کا اب وقت تھا

کب سے تمہیں نیند کا مس ئی لہ ہے ؟ "کنزیش اسکے سینے سے لگتی بھکلاتی"
سٹپٹائی ی پھر ایکدم خود پر قابو پاکر بولی -------

اوو ہو !چھوڑو یہ سب بس اپنی بات کرو مائی ی وائی لڈ کیٹ "!آنکھوں میں جذبات کا"
سمندر لیئے وہ پہلے با آواز بلند پھر مدھم بھاری لہجے میں اسے دیکھ گویا ہوا -------

جبکہ کنزیش کو یکدم اسکے بدلتے موڈ پر اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس
ہوئی یں ----- وہ اپنا حلق تر کرتی گھبراتی تھوگ نکلتی رہ گ ئی ---------

تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آتی نا ایسے کیسے تم اپنی ن ئی ی نویلی دلہن کو چھوڑ کر کہیں"
بھی جاسکتے ہو ؟"وہ آج صبح ہی آیا تھا لیکن وہ اس سے بلکل بھی بات نہیں کر رہی

تھی اوپر سے وہ بولنا تو کچھ اور چاہتی تھی مگر نجانے کیسے زبان پھسل گ ئی وہ ایکدم اپنی زبان دانتوں تلے دبا گ ئی --------

آہ میری ن ئ ی نویلی دلہن کو برا لگا میرا جانا ؟ یہاں آؤ میری ن ئ نویلی دلہن تمہیں" میں احساس دلاؤں اپنے ہونے کا تمہارے ہونے کا ہم دونوں کے وجود میں دھڑکتے دل کی دھڑکنوں کے رقص کا ---- "ابرار نے بھی اسی کے انداز میں دوبدو کہا اور اسکے معصوم گلابی چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنی پیار بھری نگاؤں سے دیکھنے لگا کہ وہ اچانک سٹپٹاتی اسکے نرم ڈھیلی گرفت سے نکلتی اس سے دور ہوتی کمرے میں موجود الماری کی جانب بڑھنے لگی --------

ارے میری ن ئ ی نویلی دلہن کہاں جارہی ہو ؟ "وہ ہوش میں آتا اسکی چلاکی پر عش" عش کر اٹھا کتنی آسانی سے وہ اسکے حصار سے نکل گ ئ تھی --------

میں اپنے خوابوں کے شہزادے کے پاس ۔ "اپنے لبوں تلے مسکراہٹ دباتی پیچھے" سکتے کے عالم میں کھڑے ابرار کی حالت سے محفوظ ہوتی الماری تک پہنچتی الماری میں

اپنے کپڑوں والا کبرڈ کھولتی اندر کچھ ہینگ ہوئے اور کچھ طے شدہ کپڑوں کو دیکھ ہاتھ بڑھاتی طے شدہ کپڑوں کے نیچے سے وہ شال نکال گ ئی --------

ہیں کونسا شہزادہ ؟ "وہ ہوش میں آتا بڑبڑاتا اپنے قدم اٹھاتا تیزی تک اس تک پہنچتا بولا" --------

مگر اسکے ہاتھ میں اپنی مردانہ شال دیکھ ہکا بکا سا تھا تو یعنی کنزیش ہی وہی لڑکی تھی جسے اسنے اس رات ----،،، آگے وہ کچھ سوچ نہ سکا ----------

اوو میرے خدایا تبھی اس رات پھر اس رات کے بعد سے جب جب اس سے میرا" ٹکراؤ ہوا میرا دل میرے قابو میں نہیں رہتا تھا میرا وجود جانے انجانے میں ہی سہی چینج چینج کر اسکے ہونے کی گواہی دیتا تھا اسکے پاس ہونے کی اسکے بہت پاس ہونے کی جسے میں جھٹلاتا رہا تھا ۔ "وہ مزید سوچتا خود سے سرگوشیانہ مخاطب ہوا --------

کس کی ہے یہ شال ؟ "وہ غصے سے پیچ و تاب کھاتا رہ گیا بظاہر وہ اسکی شال تھی" لیکن کنزیش نے اسے محبت سے خود میں ایسے بھینچا ہوا تھا کہ اسے خود پر کنٹرول کرنا مشکل لگا اسکے مطابق کنزیش پر صرف اسکا حق تھا اور یہ حق خود سے منسلک چیزوں خود سے منسلک رشتوں خود اپنے سائے تک کو بھی نہیں دیا تھا اسنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے خوابوں کے شہزادے کی ۔ "وہ اس شال کے کھونے کو اپنے دانتوں تلے دباتی" شرمائی ی بلکل کسی مشرقی لڑکی کی طرح ۔۔۔۔۔۔۔

ابرار تو یہ سن اسکی حالت پہ بس غصے سے گہرا سانس بھرتا رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

دو ادھر ۔۔۔۔۔ "کہتا اس سے جھپٹ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

رار ۔ فرار یہ میرے شہزادے کی ہے دو واپس ۔ "کنزیش تو جیسے تڑپ اٹھی اور اگے" بڑھ ہاتھ بڑھاتی اس سے شال لینی چاہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہاری اس شال کو اور تمہارے اس شہزادے کو دونوں کو احتاججا پٹرول چھڑک کر آگ" لگادوں گا سمجھی"۔ کہتا وہ دائیں طرف رکھے صوفے پر وہ شال پھینک گیا -------

جسی دیکھ کنزیش آگ بگولہ ہوتی صبر کا گھونٹ پیتی اپنے پیر زمین پر پھٹک کر رہ گ ئی

اسے غصے میں منہ پھولائے کھڑا دیکھ وہ اسکے جانب بڑھا -------

وہ تو ایک بے جان سی شے ہے اسکی جگہ تم ایسا کرو مجھے گلے لگاؤ ۔ "پاس آتا اسکے" کان میں بھاری سرگوشی کی کنزیش کی ہاتھ ہتھیلیاں بھیگ گ ئیں اور دل زور سے دھک دھک کرنے لگا جسکے دھڑکنے کا رقص اسے اپنے کانوں تک سنائی دینے لگا

تت ۔ تمہارا مطلب کیا ہے ؟ "وہ بھی کنزیش تھی اپنے نام کی ایک خود پر قابو پائے" مقابل لمبے چوڑے اپنے شوہر کی بھوری آنکھوں میں اپنی گریش آنکھیں ڈال جو محبت

پاش نگاؤں سے اسے دیکھ رہا تھا کہ بہادری سے بولی جبکہ اندر سے تو بھیگی بلی بنی ہوئی تھی -------

وہ شال میری ہے ۔ "کہتا اب اسکے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا جو اب گڑبڑاتی ادھر" اُدھر دیکھنے میں مشغول تھی --------

جھوٹ بول رہے ہو تم ۔ وہ تمہاری شال نہیں ہے ۔ "وہ ایک بار پھر خود کو کمپوز کیئے" اسے دیکھ اسکا تمسخرہ اڑانے والے انداز میں بولی ہلانکہ کنزیش جانتی تھی وہ اسی کی شال ہے اور اسے یہ بات اس شال سے اٹھتی مہنگی ترین کلون کی خوشبو جو اسکے مالک کی منہ بولتی ثبوت تھی وہی خوشبو وہی مہک اسے جب پہلی بار ابرار اسکے قریب ہوا تب اسکے کپڑوں سے اسکے بدن سے اٹھتی محسوس ہوئی تھی جسنے اسکے اعصاب سلب کر اسکا روم روم خود میں جکھڑ لیا تھا ۔ اسے اس شال سے اٹھتی مہک اچھی لگی تھی لیکن یہ خوشبو پسندیگی میں جب تبدیل ہوئی جب اسے ابرار کے پاس محسوس کیا تھا اسنے

میری جان جب میں تمہاری رگ و روح میں اتروں گا میری قربت کے بعد تمہارے پور" پور سے جب میری مہک پھوٹے گی تو تم خود با خود یقین کرلوں گی اور ایمان بھی لے آؤں گی ۔ "بھاری جذبات سے چور لہجے میں کہتا وہ ایک بار پھر اسے اپنے قریب کھینچ یکدم اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتا بیڈ کی جانب بڑھا ----------

کنزیش تو اسکے خطرناک ارادے اس افتاد پر بھوکلاتی مچلتی خود کو اس دیو کے چنگل سے چھوڑوانے کی تگ و دو کرنے لگی جو وہ سرے سے نظرانداز کرگیا اور اسے لاکر بیڈ پر لیٹایا

وہ فوراً ہی اٹھتی بیٹھنے لگی کہ اسکی کوشش کو ناکام کر وہ واقعی کسی دیو کی طرح اس پر جھک گیا --------

کنزیش نے چارو طرف اپنے رائیں مسدود دیکھ آنکھیں میچ زور سے دھڑکتی دھڑکنوں پر اپنا ہاتھ رکھتی گہرا سانس کھینچا جیسے خود پر ضبط کر اندر ابھرتے لاوے کو دبانا چاہا رہی ہو مگر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کہیں سالوں کی اپنے دل کے اندر تکلیف درد عزیت کو اپنی گریش آنکھوں کے پورو سے لاتعداد بہتے آنسوں سے ظاہر کر گ ئی ---------

مائی ی وائی لڈ کیٹ !کیا ہوا ؟ "کنزیش کا گلابی چہرہ بھیگا نم دیکھ ابرار تڑپ اٹھا"

اسکے نرم لہجے کو محسوس کر وہ مزید اس سے لگتی تیزی سے رونے لگی جسے دیکھ ابرار کے ہاتھ پاؤں پھول گئے آخر اچانک اسے ہوا کیا ؟

جانتی ہو آہستہ آہستہ میری جان نکال رہی ہو تم ؟ بتاؤ کیوں بہا رہی ہو یہ قیمتی موتی" ؟ "اسی نرمی سے کہتے اسکا چہرہ اپنے بھاری ہاتھوں کے پیالے میں لیکر اپنے انگھوٹے سے اسکے بہتے آنسوں صاف کیئے ---

مگر وہ پھر بچوں کی طرح رودی ۔ کہاں گ ئی وہ بہادر دلیر کنزیش وہ تو اب ایک ڈری سہمی بچپن والی سات سال کی بچی میں تبدیل ہوچکی تھی جو اس درندے سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہچکیوں سے روتی ابرار کے چوڑے سینے میں چھپنے لگی تھی

ابرار بھی اسکا ڈر بھانپ چکا تھا وہ سختی سے اسکی حالت پہ اپنے لب بھینچ کر رہ گیا اسکا درد وہ اپنے دل میں ابھرتا محسوس کرسکتا تھا جسکا دل پھٹ جاتا اگر تھوڑی دیر اور کنزیش اس حالت میں رہتی وہ یکدم سختی سے اسے خود میں بھینچ گیا جیسے ایسے کرنے سے اسکی تکلیف کم ہوجائے گی ---------

رار ----- "!وہ بھیگی درد سے لرزتی آواز میں بولی ---------"

ہاں جانِ رار ---- "ابرار بھی دوبدو محبت سے بولا ---------"

رار تت ۔ تم اپنا حق ------ ،،، شش میرا بچہ !!ریلیکس میں کچھ نہیں کر رہا جب" تک تم نہیں چاہوگی ہم اپنے رشتے کو اگے نہیں بڑھائے گے بس تم ٹھیک ہوجاؤ ں میرے لیئے صرف تم اہم ہو باقی مجھے کچھ نہیں چاہیئے ۔ "اسے سمجھ آچکا تھا وہ کس بات سے ڈری تھی یقیناً اسکے اسطرح قریب آنے پر اسکی اتنی نازک حالت ہوئی ی تھی

وہ اسکی قربت کو اپنے اندر سالوں سے چھپے ڈر زخم عمل اور تکلیف سے جھوڑ گ ئی تھی

اسنے سوچا تھا وہ اپنے کسی بھی عمل سے اسکے ماضی کی دھول ذرا بھی اسکے اردگرد چھانے نہیں دیگا لیکن ناچاہتے ہوئے بھی وہ اسے اسکے بے نام دردناک ماضی کی زہریلی یادوں میں دکھیل چکا تھا ---------

وہ افسردہ سا اسکے چہرے پر خوف کے تاثرات دیکھ جھکتا آہستگی سے اسکی صاف شفاف پیشانی پہ اپنے ہونٹ رکھ گیا --------

مجھے دے دو اپنے سارے درد میرا بچہ ۔ "اسے خود سے لگا کر اسکے ہچکیوں سے لرزتے" وجود پر اپنے بازوں کی گرفت سخت کر اسکی کمر سہلاتے اسکے کان میں سرگوشی نما بولا جسکی دماغی حالت اس وقت قابل قبول اسے ہرگز نہیں لگی کہ وہ اسکی باتوں یا اسکے پاس ہونے پر اپنا کوئی ی رد عمل دیکھاتی ----------

رار ۔۔۔۔ "اسکی پھر نم بھیگی ہلکی سی آواز ابرار کی سماعتوں سے ٹکرائی ی"

۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جان رار ۔۔۔ "!!وہ بھی دوبارہ ویسے ہی دوبدو بولا جبکہ اسکی کھردری بھاری ہاتھ کی" انگلیاں اسکے بالوں کی جھڑوں کو سہلاتی اسے سکون پہنچا رہی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے کبھی چھوڑوں گے تو نہیں ؟ "کنزیش نے باریک سی سرگوشی کی ۔۔۔۔۔۔۔"

نہیں ۔۔۔۔ "!کہتے اسنے اسکی کان کی لو کو اپنے ہونٹوں سے چھوا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

مجھے اکیلا تو نہیں کروگے کبھی ؟ "اسکی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں قید کر اپنی بھیگی" ناک اسکے سینے پہ رگڑتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں ۔۔۔۔۔ "!اسے خود میں سمیٹتا اسکے گلابی گال پہ لب رکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔"

کبھی ڈانٹوں گے تو نہیں ؟ "وہ اب آہستہ دھیرے دھیرے اپنے حواس میں لوٹ" رہی تھی ---------

نہیں ---- "!وہ اب اسکے دوسرے گال پر اپنے لب رکھ بولا --------"

مجھے ایںگرز ایشوز ہیں ------ "وہ اسکے گلے میں اپنے دونوں بازوں باندھ کر گردن میں" منہ دیئے اسکی مردانہ کلون حواس سلب کرد ینے والی جادوئی ی سحرزدہ خوشبو میں لمبے لمبے سانس بھرتی بولی ----------

میں سنبھال لوں گا ۔ "بھاری گھمبیر محبت پاش لہجے میں کہتا اسکے کندھے پر لب رکھتا" بولا ---------

مجھے ڈر لگتا ہے بھیانک برے برے خواب آتے ہیں ۔ "اسکی گردن پر ناخن سے" کروچ ڈال وہاں بے ساختہ لب رکھ کہا --------

کنزیش کی حرکت پر ابرار کے چہرے پر تبسم پھیلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میں ہونا اب سے نہیں لگے گا ایسے ہی روز تمہیں سلایا کروں گا تو میٹھی نیند آئے گی اور برے خواب بھی تنگ نہیں کرینگے ۔ "پیار سے بولتے سر پر لب رکھتے بولا ۔ ابرار کا اشارہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے جھڑیں سہلانے پر تھا ۔۔۔۔۔۔۔

"مجھے تم بلکل پسند نہیں ۔ "سریلی آواز میں تنک کر اسکی مونچھوں کو اپنے سرخ لبوں سے چھوتی گویا ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہاہاہا یہ ہضم کرنا تھوڑا مشکل ہے ۔ "کنزیش کی بے خودی خود پر محبت نچاور کرتے دلفریب انداز کو محسوس کر لہجے میں سرشاری لیئے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اونہہ !میں نے کہا نا مجھے تم اچھے نہیں لگتے ۔ "اسکے قہقے خود پر ٹرسٹ نہ کرنے پر وہ غصے سے سلگ اٹھی اور اسکی ناک پہ اپنے موتی جیسے دانت گاڑھ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ ۔۔۔ "!!اسکی ہلکی سی کراہا نکلی ۔۔۔۔۔۔۔۔"

دونوں کا مطلب ایک ہی ہے جان ۔ "ابرار اسکا سر اونچا کر چہرہ سامنے کر اسکی ٹھوڑی" پر اپنے دہکتے لب رکھ بھاری لب و لہجے میں بولا جبکہ اسکی بنا سر پیر والی باتیں بھی اسکے دل کو عجیب طرح سے چھورہی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم تھوڑے سے بھی پیارے نہیں لگتے ۔ "انگلی اور انگھوٹے کی مدد سے چٹکی بناتی" بتاتی اسکے ماتھے آنکھوں ہلکی شیو ذدہ گالوں گردن کو چومنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بس میری جان اب جن حدود کی جانب تم بڑھ رہی ہو وہ تمہاری جان بری طریقے سے" الجھادیں گے پھر تم مجھ سے شکایت کروں گی ۔"خمار آلودہ بھاری لہجے میں اسکے کان میں سرگوشی انڈھیلتا جھک کر اسکے سرخ ہونٹوں پر جسارت کر اسکی نازک انگلیوں کو اپنی کھردی انگلیوں میں الجھائے گردن پر جھک اپنی ناک ہونٹوں سے چھوتے گدگداتے اسے کھکھلانے پر مجبور کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا سرتاج میں تو مزاق کررہی تھی چھوڑیں مجھے ۔ "اسکی زندگی سے بھرپور کھنکدار قہقہے"
کی گونج روم کی فضا میں چھائے خاموش سکوت کو تھوڑ گونجنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن جان ابرار اب میں سیریس ہوگیا ہوں ۔ "کہتا وہ جھکتے اسکے سرخ لبوں پر اپنے"
عنابی دہکتے لب ثبت کر اپنی جمع شدہ شدتیں لوٹانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی دہکتی قربت میں بے بس ہوتی اسکی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ گ ئی
۔۔۔۔۔۔۔

وہ پیچھے ہوا اور اسے لمبے لمبے سانس بھرتے دیکھنے لگا ساتھ اپنی قربت کے حسین
خوبصورت رنگ بکھرے دیکھے جو کنزیش کے چہرے پر واضح تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

ان چند سکینڈ میں اسکا چہرہ لال اناری خون چھلکانے جیسا ہوگیا تھا وہ شرم سے دھری
ہوئی ی اپنی نگائیں ادھر اُدھر پھیرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی پاگل کر دینے والی دلفریب ادائیں اپنی قربت میں اسکا اسطرح سے سانسیں بھرنا ابرار کا یکدم دل مچل اٹھا اور اسکا خمار سر چڑھ بولنے لگا --------

"وہ اپنی دو انگلیوں سے اسکی ٹھوڑی پکڑ اسکا چہرہ اپنے چہرے کے بلکل سامنے کرتا اسکے چہرے پر پھونک مار بھاری لہجے میں بولا --------

"وہ آنکھیں میچتی اسکی آگ کی مانند جھلساتی سانسوں کی تپش چہرے پر محسوس کر بڑبڑائی ی --------

"اسکے چہرے کے قریب جھک کر اسکی سانسوں میں گہرا سانس بھرا --------

"بے ساختہ اسکی زبان ہکلا گئی --------

ہاہاہا !چلو نا دیکھو پر شوہر کی بے شرمی میں خود بھی حصے دار بن جاؤ ۔"وہ اسکے کان میں سرگوشی سے بولتا پینٹ کی پاکٹ سے سونے کی چین نکال اسکے گلے کی زینت بنا گیا

وہ گلے پہ کچھ محسوس کر آنکھیں کھول ہاتھ لگا کر دیکھنے لگی اسکی آنکھیں پوری طرح پھیل گ ئی وہ ایک بہت ہی خوبصورت سادہ نازک سی چین تھی بلکل اسکی طبیعت کے مطابق ------ چین کو وہ ستائی شی نظروں سے دیکھ مسکرائی ی ---------

بہت خوبصورت ہے ۔ "وہ بے ساختہ بولی --------"

یس مائی ی جان ہے تو خوبصورت مگر تمہاری گردن میں سج کر اور مزید نکھر گ ئی ہے" ۔ "کہتا اسے شرمانے پر مجبور کرگیا ---------

اب اسطرح شرماؤ گی تو پھر معاملہ گھمبیر ہوجائے گا ۔ "جذبات سے چور لہجے میں بولتا"
اسکی گردن میں موجود چین کو لبوں سے چھونے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دو ۔ دور ہٹو تم تو پھیل رہے ہو اور کک ۔ کیا کہہ رہے تھے تمہاری بے شرمی میں"
۔۔۔۔۔۔۔ میں خود کو بھی شامل کرلوں ؟ "وہ اسکے کچھ دیر پہلے کے جملے کو یاد کر اٹک
اٹک کر بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اِسے بے شرمی نہیں کہتے ۔ "اسکے منہ سے بے ساختہ پھسلا ۔۔۔۔۔۔۔"

پھر کیا کہتے ہیں ؟ "وہ جواباً بولتی گہری سانس بھرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔"

شوہر کی محبت ۔ "کہتے وہ مسکرایا اور گالوں کو اپنے دہکتے ہونٹوں سے چھوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

جی نہیں اسے شوہر کی بے شرمی اور بے باکی ہی کہتے ہیں ۔ "اسے سمجھ نہیں آیا وہ"
کیا کہے اور کیا نہیں تو یہی بول گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ اچھا جان من "!اسکی ہاں میں ہاں ملاتا اسکے بالوں کو بکھیر کر ان میں اپنی" انگلیاں الجھائی یں ---------

رار تنگ کر کر رہے ہو مجھے ؟ "وہ کچھ توقفیق کے بعد اپنا سانس بحال کرتی بولی" -------

تنگ میں کہاں کر رہا ہوں جان -------- وہ تو مجھے تم کررہی ہو ؟ اور تمہیں معلوم" ہے ناں شوہر کو ستانے والی عورت کو گناہ ملتا ہے ۔ "وہ اس بار اسکے کان میں سرگوشی کر اسکے گردن میں منہ چھپا گیا ---------

آں ہاں اچھا !تو یعنی میں تو پھر جہنم میں جاؤں گی اور تم سیدھے شریف شوہر جنت --------"""

ششش !وہ اگے بھی بولتی کہ ابرار اسکے لبوں پہ انگلی رکھ چپ کرواتا سرشار سا اسکے وجود کو اپنی بانہوں کے تنگ حصار میں سمٹ گیا --------

اسنے حصار مزید تنگ کیا کہ کنزیش کو اپنی پسلیاں ٹوٹتی محسوس ہوئی یں مگر گہرا سانس اسکے پرفیوم میں بھرتی مسکرائی ی --------

وہ اب سیدھا ہوتا اسکی پیشانی پر لب رکھ اسکے بال سمٹ اٹھنے لگا تھا کہ وہ اسکے گلے میں اپنے دونوں بازؤ ں ڈال اسے دوبارہ اپنے جانب کھینچ گ ئی -------

کیا ارداے ہیں جان من ؟ "وہ اسکی خود سپردگی پہ پرسکون سا مسکرایا -------"

ارادے تو نیک ہیں میرے -- تمہاری طرح بے باک ------،،، وہ ادھا جملہ چھوڑ" ناک سے مکھی اڑاتی بولی --------

تم نے اچھا نہیں کیا رار پر پھر بھی میرا دل مجھ سے بغاوت کرتا بے لگام گھوڑے کی" طرح تمہارے ہی جانب کھینچا چلا جاتا ہے ۔ "وہ اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالے کہہ رہی تھی لیکن مقابل کی آنکھوں میں بولتے جذبات طلب جنون خمار شدت کیا کچھ نہیں دیکھا تھا اسنے وہ یکدم اپنی آنکھیں جھکاتی اسکے چوڑے سینے سے لگ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت کی ستم ظرفی تھی ۔۔۔۔ قسمت نے ایک کھیل کھیلا تھا ہم دونوں کے" ساتھ ۔۔۔۔ بھول جاؤ سب ۔۔۔۔۔ مگر تمہیں اگر ایسا لگتا ہے میں اس سارے عرصے میں تمہارا قصوروار رہا ہوں تو مجھے معاف کردو ۔۔۔۔۔۔ میں نے کچھ جان بوجھ کر کبھی نہیں کیا ۔۔۔۔۔ "بارہاں کہتے اور آخری جملہ دل میں کہتے اسکا چہرہ سینے سے اٹھاکر اسکی جھکی پلکوں لرزتے ہونٹوں کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے انکھوں سے دفتاً آنسوں چھلک پڑے ۔۔۔۔۔ ابرار تو دیکھ ہکا بکا سا اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے گیا ۔۔۔۔۔۔۔

ہے میرا بچہ کیوں بات بات پہ رو دیتی ہو ؟ "اسکی بھیگی آنکھیں اپنے انگھوٹے صاف" کر تڑپ کر لہجے میں محبت سموئے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ میں تت ۔ تم سے محبت کک ۔ کرتی ہوں ۔۔۔۔۔ مم ۔ میں نن ۔ نہیں رہ سکتی"
تمہارے بغیر ۔۔۔۔۔۔ادھوری ہوں تمہارے بغیر میں ۔ "وہ ذرا سی پلکیں اٹھا کر بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے اعتراف محبت کو سن وہ نہال ہوگیا اس پر ۔۔۔۔۔۔۔۔

میری جان محبت صرف تمہیں ہی نہیں مجھے بھی ہے تمہارے اس دل سے تمہاری"
سانسوں سے تمہاری معصومیت سے تمہاری روح سے اور ہاں تمہارے سر پر چڑتے بخار
کی طرح جلادی روپ سے میں پور پور جان ابرار تمہارے عشق میں سراپائے محبت ہوں

۔۔۔۔۔۔"

کچھ تم بھی سادھے ہو
کچھ ہم بھی کورے ہیں
ایک آسماں پر ہم

دو چاند آدھے ہیں ۔

وہ مسکراتا بولتے گنگنایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ادھوری تم نہیں جان ادھورا میں بھی ہوں تمہارے بنا آؤ ایک ہوجائیں اور اپنی اپنی" دو ادھوری روحوں کو مکمل کریں ۔"مزید کہتا بنا اسکا جواب سننے کے بجائے خود پر ضبط نہ کرتے ایکدم اسکی گردن پہ جھک جابجا اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔

را ۔۔۔ ر ۔۔۔۔۔ " !!سر اٹھانے اسکے آزادی دینے کے بعد گہرے سانس لیتی اپنا" تنفس بحال کرتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔

جان ان پلوں لمحوں کو محسوس کرو اور کچھ مت سوچو ۔ "اسکا کہنا تھا کہ وہ آسودگی سے" اسکے شانے پر سر رکھ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرار نے مسکراتے اسے تکیئے پہ ڈالا ۔کنزیش کی دھڑکنیں منتشر ہوگ ئی یں اور اسے وہ دھڑکنوں کے قریب ترین محسوس ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

روم میں آہستہ سے فانوس کی روشنی گل کر دی گ ئی کھڑکی کی اوٹ سے چاند کی آتی مدھم سی روشنی میں ان کی سانسوں کے میلاپ پر چاند نے شرماتے اپنا عکس سمیٹ کر بادلوں کی چادر اوڑھ لی --------

فضا گنگنا اٹھی ماحول پُرفسوں ہوگیا --------

آج وہ دو جان ایک قلب ہوکر ہجر کے کانٹے سمیٹ کر خوشیاں اپنے دامن میں سمیٹ رہے تھے ---------

اسکی آسودہ مسکراہٹ اور بڑھتی گھمبیر سرگوشیاں اس پر آشکار کر رہی تھیں کہ وہ کس قدر اہم اور خاص ہے اسکے لیئے --------

اور گزرتے لمحات کے ساتھ اسکی محبت اور عمل میں شدتیں بڑھتی گ ئی یں ۔ بڑھتی بے باکیوں اور جسارتوں کے ساتھ وہ سمٹنے لگی اسکے سینے میں --------

For more novels visit our website
www.urdupdfnovel.com

اسنے اس پر شدتیں لٹائی ضرور تھی مگر اتنی نرمی سے جیسے کسی کانچ کی گڑیا کو چھورہا ہو جو ذرا سا اسکے چھونے پر ٹوٹ جائے گی ----------

زندگی کے نئے سفر میں تمہارا ویلکم جانِ ابرار "!کانوں سے بکھرے بال سمٹ کر" سرگوشی کرتے اپنی دہکتی سانسوں سمیت جھک کر اسکے لبوں کو چھوا --------

وہ اسکے بکھرے تنفس اور منتشر دھڑکنوں کا ساز سننے لگا ۔ دونوں کی سانسیں ایک دوسرے سے الجھ کر ایک فسوں خیز سحر طاری کر رہی تھیں --------

وہ اسکے شدتوں سے سیراب ہوتی گ ئی ۔ وہ جیسے جیسے شدتیں لٹارہا تھا کنزیش کو لگا وہ قطرہ قطرہ اسکی بانہوں میں بکھر جائے گی --------

وہ بلکل بارش کی بوند بوند بن کر اسکے پور پور کو اپنے لمس سے مہکا رہا تھا جس میں کنزیش نے کوئی ی احتجاج نہیں کیا تھا بس اسکی تشنگی چاہت محبت پیار کو محسوس کیا تھا

وہ دونوں ایک دوسرے کو پاکر مکمل ہوگئے تھے ۔ زندگی انہیں دیکھ مسکرانے لگی تھی

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

رات بارہ بجے کا وقت تھا سڑکیں سنسان پوری روڈ خالی تھی رات کی سرد خاموشی روڈ پر جلتی اسٹریٹ لائی ٹس آنکھوں کو بھلی لگ رہی تھی ---

ایسے میں وہ دونوں وجود موٹر بائی ک پر سوار گھر پہنچنے کی جلدی میں تھے ۔ پیچھے بیٹھے وجود نے اگے بیٹھے شخص کی پشت پر سکون سے سر رکھا ہوا تھا موٹر بائی ک ہواؤ ں کو چھیرتی جارہی تھی کہ ایکدم جھٹکا کھاکر روکی ---

پشت پہ بیٹھے وجود نے ہڑبڑاتے گھبراتے سر اٹھایا ---------

اگے بیٹھے وجود نے اسے نیچے اترنے کا کہا جسکی سن وہ آہستگی سے نیچے اتر سائیڈ پر کھڑی ہوئی ی ---------

یہیں کھڑی رہنا ہلنا نہیں آرہا ہوں میں ۔ "اپنے ساتھ وجود کو ہدایت دیتا وہ آندھی" طوفان بنا بائی ک سے اترا اور روڈ کی دائیں جانب کھڑی بلیک کار کو دیکھ لمبے لمبے ڈاگ بھرتا اسکے جانب چل دیا ---------

گہرا سانس بھر اسنے گاڑی کے شیشے پر دو انگلیوں سے ناک کیا ---------

بب ۔ بھائی ی ۔ "!!خوشی سے چیختے اسنے دروازہ کھولا اور سامنے کھڑے اتنے ماہ بعد" ضوریز کو پاکر سسکتی اسکے سینے سے لگی ----------

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM

EPISODE # 71

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے سسک کر بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

میرا بیٹا۔ "ضوریز نے مسکراتے اسکے گرد حصار ڈالا ۔۔۔۔۔۔۔"

یہ میٹھی آواز سننے کے لیئے وہ دن رات تڑپا تھا اور اب وہ جب اسکے سینے سے لگی کہ ضوریز کے اندر تڑپتے باپ جیسے بھائی ی کی پیاس کو جیسے ٹھنڈک مل گ ئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی ی کا بچہ کیسا ہے۔ "آئی ی ایم سوری اپنے بھائی ی کو معاف کردو اتنا لاپروا" ہوگیا تھا --------

اسکی حالت دریافت کر اپنی ندامت ظاہر کی جس پر مہمل نے تڑپ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھا --------

پلیز بھائی ی میری قسمت میں یہ سب ہونا لکھا تھا۔ آپ شرمندہ نہ ہوں۔ "اسکے کہنے" پر ضوریز نے اسکے ماتھے پر لب رکھے --------

روڈ کی بائی یں طرف کھڑی رائی مہ اپنے شوہر کو کسی لڑکی سے گفتگو کرتے دیکھ الجھن کا شکار تھی --------

وہ دونوں وہاں صبح بارہ بجے تک پہنچے تھے اور ابرار کنزیش کے گھر سے دوپہر کا کھانا چائے وغیرہ پی کر تقریباً رات سات بجے کے وقت وہاں سے نکلے تھے ---------

وہ نکل جلدی جاتے وہاں سے مگر ضوریز رائےمہ کی یہاں روکنے کی خواہش کو سوچتا اسے یہاں چھوڑ تو نہیں سکا البتہ کچھ گھنٹے اضافی دے دیئے اسے اپنے ماں باپ کے ساتھ وقت گزارنے کے --------

جس کے بعد وہاں سے دو گھنٹے کا راستہ طے کر شہر آتے مارکیٹ گئے تھے کیچن کی کچھ گروسری کے لیئے جس میں انہیں وہاں مزید دو گھنٹے لگ گئے ---------

وہاں سے فارغ ہوئے کہ راستے میں موٹر بائیک خراب ہوگئی جسے ریپرنگ کے لیئے وہی قریبی دوکان میں دیتے روڈ کی بائیں جانب بنے رسٹورینٹ میں رات کا کھانا کھانے چلے گئے --------

کھانا کھاکر ایک گھنٹہ موٹر بائیک ٹھیک کروانے میں لگ گیا نجانے ایسا بھی کیا ہوگیا تھا موٹرسائیکل میں وہ سوچتا جھنجھلا چکا تھا --------

اسی سب میں کب رات کے بارہ کا وقت آن پہنچا انہیں علم نہ ہوا --------

اور جب وہ پھر موٹرسائیکل گیراج سے لیئے رسٹورینٹ میں ہی بیٹھی رائی مہ کو باہر بلوا کر لیکر نکلا کہ اسی روڈ پہ اسکی زیرک نگاہ بلیک کار پر پڑی --------

اسنے وہی یکدم اپنی موٹربائی ک روکی --------

جس میں موجود وجود کوئی ی اور نہیں اسکی جان سے پیاری گڑیا اسکی بہن تھی جو کھلکھلا کر برابر میں فرنٹ سیٹ پہ بیٹھے شاید کسی سے محو گفتگو تھی ---------

اسے پہنچاننے میں اپنی گڑیا کو صرف ایک سکینڈ لگا اور رائی مہ کو سائیڈ کھڑی ہونے کا بول خود لمبے لمبے ڈاگ بھرتا اس تک پہنچا تھا -------

کسی مرد سے مہمل کو ایسے گلے لگتے سوں سوں کر روتے شکوے شکایات کرتے تھے دیکھ اندر بیٹھے وجدان کے تاثرات الجھے کیونکہ جس انسان سے وہ بات کررہی تھی اسکا چہرہ

وہ صیح سے نہیں دیکھ پایا تھا وجہ مہمل پھرتی سے گاڑی سے نکلتی دروازہ بند کرگ ئی تھی جسکے باعث وہ اسکا چہرہ واضح طور پر نہیں دیکھ سکا -------

وہ گاڑی کا دروازہ وا کر گھم کر مہمل کی جانب آیا -------

مگر یہ دیکھ ٹھٹکا شک نہیں اسے پورا یقین تھا جسکے ساتھ وہ کھڑی اسکا بھائی ی ہی تھا ۔ وہ جانتا تھا ضوریز کو -------

اے میرے خدایا۔ "بے ساختہ وجدان کے لبوں سے نکلا اور گہرا سانس باہر خارج کر" سامنے کھڑے لمبے چوڑے ضوریز اور مہمل کے ایموشنل سین دیکھنے لگا -------

چلو بھائی ی کا بیٹا۔"وہ اسے لیکر اگے قدم بڑھانے لگا -------"

روکو سالے صاحب "!وہ جلدی سے ان تک پہنچا ضوریز کے ہاتھ میں مہمل کے ہاتھ" کو دیکھ خود نے بھی مہمل کا ہاتھ تھام گرفت سخت کرتے کہا -------

ضوریز اپنی پشت پہ بھاری مردانہ آواز سن ساکت سا مہمل سمیت پیچھے پلٹا -------

مقابل عالیشان سے کھڑے وجدان زید کو دیکھ اسکا ماتھا ٹنکا اسکے دماغ کے پردوں پہ اس دبو ڈرپوک سے ڈاکٹر وجدان کا چہرہ گھوما جہاں اسکے پھوپھا کو وہ ایڈمٹ کرا آیا تھا جنکا علاج اسنے کیا تھا --------

اسے ایک ایک پل سب یاد آگیا تھا لیکن اس وقت اسے یہ ایک بے وقوف ڈرپوک ڈاکٹر سے کم نہ لگا تھا مگر آج اسکی آواز میں ایک الگ ہی روعب و دبدبہ تھا --------

آج وہ اسے ڈرپوک بے وقوف دبو نہیں بلکہ دلیر ، بھادر ، پراعتماد ، بڑے جگرے والا انسان لگا -------

وہ دونوں ایک دوسرے کو مکمل پہچان چکے تھے مگر دونوں کی ہی لبوں پر ابھی تک قفل لگے تھے نہ ضوریز اسے مخاطب کر رہا تھا اور نہ ہی وجدان نے ضوریز کو مخاطب کیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

کچھ لمحے ایسی ہی خاموشی کے نظر ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ میری بیوی ہے اسطرح سے کہاں لیکر جا رہے تھے ۔ "وجدان چپی توڑتے مقابل" سے گویا ہوتا مہمل کو اپنی جانب کھینچ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکے کھینچنے سے مہمل کا سر اسکے چوڑے سینے سے لگتے لگتے بچا مگر یکدم خود کو ایکدم سنبھال گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز کی سماعتوں سے ٹکراتے وجدان کے لفظ اسکا عمل اسکی آنکھوں میں چنگاریاں بھڑکا گیا ۔ غصے سے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ اسے دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمل تو ایسا ہرگز نہیں چاہتی تھی وہ دونوں ایسے ایک دوسرے کے مخالف بن کر آمنے سامنے آئی یں --------

اسکا دل خوفزدہ ہونے لگا اب کیا ہوگا ----- ایک شیر تھا تو دوسرا سوا شیر ----- مہمل کی حالت بری ہونے لگی -------

کیا کہاں تونے بیوی ؟ "ضوریز جھٹکے سے آگے بڑھ اسکا گریبان پکڑ گھورتے دھاڑا" --------

ہاں سالے صاحب یہی کہاں ہے میں نے۔ "وہ بھی دوبدو بولتا غصے سے اسکے ہاتھ" اپنے گریبان سے جھٹکتا بولا --------

تونے میری بہن کو کہیں گڈنیپ ؟ نن ۔ نہیں بھائی ی ایسا نہیں ہے ۔"ضوریز اسکی" اشتیال بھرپا آنکھوں میں اپنی لال سرخ آنکھیں گاڑے بول رہا تھا کہ اسکی بات بیچ میں کاٹ مہمل بول پڑی -------

مہمل کے بولنے پر اب وہ اسکی جانب چہرے پر سخت تاثرات لیئے دیکھنے لگا جو نفی میں سر ہلاتی اسکی غلط فہمی کو دور کر رہی تھی --------

بھائی ی یہ سس ۔ سچ کہہ رہیں ہیں ۔ "وہ سہمتے منمناتی بولی -------"

تم جانتی بھی ہو کیا بول رہی ہو میرا بچہ ؟ "ضوریز سامنے کھڑی ڈری سہمی مہمل کو دیکھ" بولا -------

سترہ سال چھ مہنے کچھ دن کی ہے غالباً سالے صاحب آپکی بہن لہذا اتنی عقل تو ہے" اس میں کہ وہ کیا بول رہی ہے اور ایسی بھی کیا معیوب بات کردی جسکی تصدیق چارہے ہیں آپ ؟ "پہلے مہمل کو پھر ضوریز کو دیکھ وہ اپنے ازلی انداز میں بولا -------

تم ۔ تمہاری تو ----- وہ نابالغ ہے۔ "وہ غیض و غضب میں دھاڑتا اسکے ناک پہ ایک" زوردار پنچ مارا کہ وجدان ہلکا سا جھٹکا کھاکر خود کو سنبھال پیچھے ہوا -------

تمیز سے سالے صاحب ورنہ بدتمیزی مجھے خوب آتی ہے ۔ "وہ ناک پہ ہاتھ رکھ ٹھہر" ٹھہر کر لہجے میں اشتیال لیئے بولا -------

ورنہ جو ابھی تازہ تازہ عنایت ضوریز نے اس پر کی تھی وہ اسے وہی عنایت ڈبل ٹرپل کرکے لوٹاتا اور بتاتا دیتا آخر وجدان زید ہے کیا شے لیکن خود پر کنٹرول کرگیا بیوی کا بھائی ی سمجھ کر -------

مہمل تو ششدر سی کانپتی ٹانگوں کے ساتھ خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کیا کرے اور کیا نہ کرے ؟ اگر بھائی ی کا ساتھ دیتی تو وجدان کی نظروں میں بری بن جاتی اور اگر وجدان کا ساتھ دیتی تو اپنے جان سے پیارے ہر دکھ سکھ کے ساتھی بھائی ی کو شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے کھو دیتی --------

وہ دونوں میں سے کسی کو بھی کھونا نہیں چاہتی تھی اسلیئے بس خاموشی کی مورت بنی ساکت و جامد سی کھڑی رہی -------

یقیناً تونے اسے بھیلا پسلا کر شادی کی ہے ۔ میں تجھ پر نابالغ سے شادی کرنے پر" کیس کروا دوں گا۔ "وہ جنونی حالت میں اس پر غراتے بولا -------

ایز یو وش !جائیں کروا دیں لیکن یہ جان لیں کوئی ی عدالت میرا کچھ نہیں بگاڑ" سکتی۔ "وہ ٹوس سخت لہجے میں ضوریز کو دیکھ بولا -------

وہ معصوم ہے گڑیا جیسی میری بہن ہے سمجھے۔"اسکا دماغ سنسنا اٹھا اور اگے بڑھ" اس پر بھپرے شیر کے مانند جھپٹا ------

اور میری بیوی ہے۔"وجدان بھی فل غصے میں گرجتا کہتا اگے بڑھا -------"

وجی "!!مہمل لمحے کی دیر کیئے بنا ان دونوں کے بیچ آتی وجدان کے شانوں پر ہاتھ رکھتی" اسے اگے بڑھنے سے نفی کرنے لگی -------

بیٹھو جاکر گھاڑی میں۔ "اسکی التجا پر اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی ی اسنے ایک جتاتی" ہوئی ی نظر ضوریز کے چہرے پر ڈالی اور مہمل کے کان کے پیچھے لٹ کو اڑستے اسے حکمیہ لہجے میں بولا -------

جسے سن کر وہ سہم گ ئی اور بھائی ی کے سامنے اسکے ایسے رد عمل پر اب جھنپتی اس سے دو قدم پیچھے ہوئی ی ۔ وہ شخص بے باک تھا لیکن اس حد تک تھا مہمل کو آج معلوم ہوا تھا --------

مقابل کھڑے ضوریز کا اسکی حرکت پر چہرہ غصہ سے متغیر ہوا اور دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں تیزی سے بند کی ۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا سامنے وجدان کا حشر نشر بگاڑ کر رکھ دے -------

وجی ----- "!!وہ منمناتی بولی --------"

جی جانِ وجی "!!وجدان نے بھی اسی محبت سے اسے پکارا --------"

میں جانتی ہوں آپ مجھے کبھی بھی خود سے جدا نہیں ہونے دے گے شاید آپ کو مجھ" سے اپنائیت ہوگئی ہے یا کچھ اور میں نہیں جانتی مگر اتنا جانتی ہوں مجھے آپکا ساتھ اچھا لگنے لگا ہے ۔ میرا آپ جس قدر خیال رکھتے ہیں اس سے کہیں گنا زیادہ بھائی ی کرتے ہیں میرا خیال مجھ سے پیار اور میں جانتی ہوں وہ اپنے بہنوئی ی کو بھی اپنی پسند کا چاہیں گے اور وجدان میں انکی خواہش کا احترام کروگی اور چاہوگی کہ آپ پورے طور طریقے سے میرے بھائی ی سے میرا ہاتھ مانگے اور مجھے انتظار کی سولی پہ لٹکنے سے بچالیں -------

کیونکہ میں نے اپنے بھائی ی کے بعد کسی دوسرے مرد کی آنکھوں میں اگر کچھ دیکھا ہے تو وہ آپکی پاکیزہ نظروں میں اپنے لیئے احترام، عزت ،فکر ،خیال ،پرشائی ستگی یہ سارے پاک جزبے دیکھے ہیں اور مجھے یقین ہے وجدان جب آپ دماغ کو چھوڑ کر دل کی سنے گے تو مجھے اپنے پاس پائے گے ۔ اللہ نگہبان"!

وہ ایک کرب سے کہتی آخر میں اس سے الگ ہوئی ی اور بغیر اسکے چہرے کی طرف دیکھے گالوں سے آنسو صاف کرتی اپنے بھائی ی کے جانب پلٹتی ایک بار پھر ضوریز کے سینے سے جالگی -------

چلیں بھائی ی ۔ "کانپتی لرزتی نم آواز میں بولی کے ضوریز کے کانوں میں بامشکل ہی" اسکی باریک آواز سنائی ی دی -------

چلو بھائی ی کا بیٹا۔ "ضوریز بھی نرمی سے کہتا اسکے بالوں پہ لب رکھ اسے لیئے اگے" بڑھ گیا -------

پیچھے رہ جانے والے وجود سے کسی کو غرض نہیں تھا ۔ اسنے ایک بھائی ی کو ایک بہن سے جدا کررکھا تھا اسلیئے شاید وہ اسی سلوک کا مستحق تھا -------

پر دل بے ترتیب تھا ۔ تڑپ میں مچل رہا تھا ۔ وجدان نے یکدم سن ہوتے اعصاب کے ساتھ آنکھیں سختی سے بیچ لیں جیسے آنکھیں کھولے گا تو سب آنکھ جھپکتے ہی نارمل

ہوجائے گا لیکن اسکی یہ آس اور کاش ہی رہی ۔ اسنے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں

وہاں سے جاتی مہمل نے بے ساختہ نظریں موڑ پیچھے دیکھا جہاں وہ دشمنِ جان پشت کیئے کھڑا تھا اسکی آنکھوں سے اشک رواں ہوئے ------

نجانے وہ کیا چھوڑے جارہی تھی اور کیا ساتھ لیکر جارہی تھی ۔ سوچتی وہ سر جھٹکتی اگے کو دیکھ اپنے بھائی ی بھابھی کے ہمراہ منزل کے جانب گامزن ہوگ ئی

گل اپنے روم سے نکلتی ہال میں آرہی تھی کہ سامنے مقابل آغر پر نظر پڑی جو ہاتھ میں جوس کا گلاس تھامے شاید اسکے کمرے میں ہی جارہا تھا کہ وہ خود ہی اسے باہر یہاں آتی نظر آگ ئی ------

آغر کی ملکہ میں آپکے پاس ہی آرہا تھا ۔ یہ لیں۔ "وہ مکس فروٹ کے جوس کا گلاس" نیچے اسکے جانب جکھتے اسکے ہاتھ میں تھماتا بولا -------

یہ جوس کیوں لائے ہو ؟ "وہ گلاس پہ گرفت سخت کر مقابل کے آنچ دیتی نظروں سے" خائف ہوتی بولی --------

آپکے لیئے لایا ہوں ۔ ہیلتھی چیزیں کھائیں پیئے ۔ پھر آج رات آپکو ہاسپٹل ایڈمٹ ہونا" ہے ۔کل آپکا آپریشن ہے جسکے بعد صبح ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق آپریشن سے قبل آپکو کچھ بھی کھانے پینے کی اجازت نہیں ہوگی ۔ اسلیئے ابھی کچھ اچھی ڈائیٹ لے لیں جو کل خالی پیٹ آپکے اندر جان تو ہو ۔"وہ اسے دیکھ محبت سے بولا -------

گل نے گلاس کا جوس ختم کر پیچھے گھر کی صاف صفائی کرتی ملازمہ کو بلاتے خالی گلاس اسے دیا جو وہاں سے گلاس تھامتی فوراً غائب ہوئی ی -------

گل نے سر اٹھاکر آغر کو دیکھا جو اسے ہی اپنی پیار بھری نگاؤں سے تکتا اسکا بھرپور جائی زہ لے رہا -------

اسکے اسطرح دیکھنے پر وہ جھنپتی اپنی نگائیں ادھر ادھر پھیرنے لگی ۔ جانتی تھی مقابل کھڑا وجود سدا کا بے شرم انسان ہے --------

آغر تمہیں معلوم ہے میری پیٹنگ آؤٹ آف بگ اگزیبشن کے لیئے سلیکٹ ہوئی ی" ہے ۔"کچھ ہی لمحے سرکے تھے کہ گل کو کچھ یاد آیا اور چہرہ خوشی سے جگمگا اٹھا

جسکے بعد اسنے وہ گڈ نیوز آغر کو سنائی ی -------

واؤ ڈیٹس گریٹ !آغر کی جان ۔ "وہ گھٹنوں کے بل مقابل بیٹھ اسکے گال تھپتھپاتا" چہرہ تھام چٹ چٹا اسکے گال چوم گیا -------

وہ ہکا بکا سی اسکے عمل پر دھک سی لال بھوبکا چہرہ لیئے اسے دیکھنے لگی --------

ہاہاہا ایسے کیا دیکھ رہی ہو جان آغر ۔ "اسکا بے ساختہ گل کی حالت پہ قہقہ گونجا تھا"

سنو "!!کان کے قریب اسکی کمر میں مضبوط بازو ڈال جھکتے سرگوشی نما کہا کہ اسکی دہکتی قربت پہ گل کا دل اچل کر حلق تلے آیا ------

کک ۔ کیا ؟ "وہ بھوکلا کر اسکے سر کو دیکھنے لگی --------"

ایک چھوٹی سی کس ۔ "وہ نہایت معصومیت سے بولتا اپنی انگلی اسکے نچلے لب پر" گھومائی ی گل کا چہرہ سرخ پڑا -------

تت ۔ تم ------ "گل نے کچھ بولنے کی تگ و دو کی ------"

دیکھیں یہ آپکے ننھے سے شوہر کی ننھی سی خواہش ہے اور آپ اِسے رد نہیں"
کرسکتیں ۔ اسلیئے کچھ بھی بولنے سے پہلے سوچ لیں ۔ "اسنے دوسرا ہاتھ اسکی کمر میں
ڈالتے سامنے کیا اور سینے سے لگالیا --------

گل کا چہرہ مزید حیا سے سرخ پڑ گیا کیونکہ اسکی لب کی جسارتیں اسے اپنی گردن پر
محسوس ہورہی تھیں --------

تت ۔ تم پیچھے ہو اپنا حق لے تت ۔ تو چکے ہو تم ۔"وہ کسمسا کر بولی -------"

تو آپکو دکھ ہے اس بات کا ؟ "اسکی بات پہ آغر کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گ ئی"

میں ایک بار نہیں ہزار بار اپنا حق ڈھنکے کی چوٹ پر لینے کا متمنی ہوں اور آپ مجھے"
روک بھی نہیں سکتی ویسے بھی آپکی پاگل کرتی قربت میں ہوش کس کمبخت کو رہتا ہے
۔ "مزید کہتے جھٹکے سے اسکے دونوں بازوں پیچھے کمر پر باندھ لیئے --------

گل کا تنفس بکھر گیا وہ کسمسائی ی مزاہمت کرنے لگی پر کوئی ی کام نہیں آئی ی اسکی جھنجھلاہٹ ۔۔۔۔۔۔۔۔

تت ۔ تم جانتے ہو جب ابرار کو پتہ چلے گا تو تمہیں مار کاٹ کے رکھ دیگا۔"وہ غصے" سے بولی ہلانکہ اندر سے دل ڈر بھی رہا تھا کہ یہاں کوئی ی آ نہ جائے وہ نہیں چاہتی تھی اپنے چھوٹے سے شوہر کی درگت بنتے دیکھنا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں سفارش نہیں کرے گی آپ اپنے بھائی ی سے میری؟ مجھے بچائے گی نہیں اپنے" بھائی ی کے عتاب سے ؟ گل

بہت کوشش کی محبت نہ کروں پھر سوچتا ہوں کہ کیا آپ سے بھی نہیں ۔ "کہتا اسکے ہاتھ چھوڑ چہرہ پکڑ اسکے سرخ لبوں پر جھکتا اسکے ہونٹوں پہ مہر ثبت کرنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔

گل کی سانسیں تھم گ ئی یں ۔ اسکے جانلیوا لمس سے اسکا پور پور دہک اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔

"میرا خیال ہے کہ تھوڑا اور پرسنلی ٹائم دینا چاہیئے ہم دونوں کو ایک دوسرے کو ؟"
اس سے دور ہوتا وہ مزید گھمبیر سرگوشی میں بولا --------

بہت بدتمیز ہو تم ۔ "گہرا سانس بھرتی وہ اپنی خفت خجالت مٹانے لگی جبکہ وہ قریب"
سے اسکے دلکش نقوش میں اتری سرخی سے محفوظ ہوتا محبت سے اسے دیکھنے لگا

کنزیش "!کچھ دیر بعد اسکی مدھم آواز نے اسکا سحر توڑا جو ڈری سہمی کیفیت میں گھری"
سامنے دیکھ رہی تھی جسکے نظروں کا تعاقب کر خود نے بھی موڑ کر پیچھے دیکھا تو کنزیش کو
کھڑا پایا اور خجل سا کھڑا ہوتا ایک نظر بھر کر گل کو دیکھا اور برابر سے بنا کنزیش پہ اپنی
نگائیں اٹھائیں وہاں سے اپنے قدم اٹھاتا باہر کی جانب بڑھ گیا ---------

گل تو بھونچاگ ئی اچانک کنزیش کو وہاں دیکھ کر وہ گھبراہٹ میں مبتلا ہوکر حواس باختہ
سی کسی مجرم کی طرح نیچے وئیل چیئر پر منجمند اپنے پیروں کو دیکھنے لگی --------

کنزیش دھیرے سے چلتی اسکے قریب آئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپی "!وہ اسکی حالت سے محفوظ ہوتی اسے بلانے لگی ۔ گل کی دھڑکنیں یکدم سست" پڑھ گ ئی جیسے واقعی اس سے کوئی ی گناہ سرزد ہوگیا ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔

گل کا دل فل اسپیڈ سے بھاگ رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا ۔۔۔۔۔۔۔

مجھے معلوم ہے آپ دونوں کے نکاح کے بارے میں ۔ مجھے آغر بھائی ی نے یہاں " میرے آنے کے دوسرے دن ہی بتا دیا تھا اسلیئے آپ پریشان نہ ہوں ۔ "دفتاً کنزیش نیچے اسکے مقابل بیٹھ اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ تھپتھپاتی اسے شرمندگی خجالت سے نکالتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کنزیش کی بات سن گل کے چہرے پر چھائے خوف ہراس جیسے تاثرات کچھ ڈھیلے پڑے دل میں جیسے اٹھتا طوفان تھوڑا تھما سکون میں آیا مگر پھر بھی نجانے کیوں وہ اس سے نظریں نہیں ملا پارہی تھی ---------

میں جانتی ہوں اس سارے عمل میں آغر بھائی ی کی ساری غلطی ہے آغر بھائی ی نے مجھے بتایا تھا آپکی اس سب میں کوئی ی غلطی نہیں ۔ انہوں نے آپکو دھمکا کر نکاح کیا ۔ چلیں خیر جس بھی حالت میں نکاح ہوا آپ دونوں کا نکاح تو ہوگیا ناں ۔ میں بس یہ کہہ رہی تھی کہ اگر آپ اب تک انہیں اس عمل کے لیئے معاف نہیں کرسکیں تو میں انکی منہ بھولی بہن ہونے کے ناطے ان کی جانب سے شہزادی آپ سے معافی چاہتی ہوں ۔ "کنزیش التجا کرنے جیسے لہجے میں نرمی سے بولی --------

نن ۔ نہیں گڑیا تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ی ضرورت نہیں ہے ۔ "وہ اسکے ہاتھ پر" اپنا دوسرا ہاتھ رکھ مان سے بولی لیکن نظریں اٹھاکر اب بھی اسے نہیں دیکھا --------

اچھا تو آپ نے معاف نہیں کیا ؟ کیا میرے بھائی ی اتنے برے ہیں ؟ "وہ گل کو" نظریں اور سر نہ اٹھاتے دیکھ بولی -------

For more novels visit our website
www.urdupdfnovel.com

نہیں گڑیا وہ اچھا انسان ہے اور میں نے اسے معاف کیا ۔ "وہ اسکی بدگمانی دور کر سچے" دل سے بولتی اپنا سر اٹھاکر اسے دیکھنے لگی جو اب اپنے لبوں تلے امڈتی مسکراہٹ دبا رہی تھی --------

یعنی سمتھنگ سمتھنگ "!!وہ اپنی آنکھیں گھماتی مٹکاتی شریر لہجے میں گویا ہوئی ی"

نتھنگ نتھنگ "!!چلو ہٹو پیچھے اور مجھے ہال میں لے چلو۔ "گل شرم سے دھری" ہوئی ی اپنی خفت مٹھاتی جھنپتی اسکی شرارت پہ اسکے سر پر ہلکی سی چپت لگاتی جھڑکتی بولی --------

آئی پی آپی "!وہ مسنوعی احتجاج کرتی اپنے منہ کے زوائے بگاڑتی منمنائی ی --------"

ہاہاہا "!گل کا ایک شاندار قہقہ پڑا تھا اسکی معصوم حرکت پر --------"

آپی آپ کو آغر بھائی ی کیسے لگتے ہیں؟ "کنزیش وئی یل چ ئی یر پر گرفت کر اسے ہال" میں لیجاتی بولی --------

معلوم نہیں ہاں مگر اسکی عادت ہوگ ئی ہے اور پھر تم نے سنا ہے ناں بعض دفعہ" عادت محبت سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہے۔"گل مسکراتی بولی --------

کہ کنزیش نے سن ان دونوں کی جوڑی دل سے سلامت رہنے کی دعا کی ---------

شہر کے اس مشہور و معروف ہوٹل کے فورتھ فلور پر ایک عجیب سنسنی خیز ماحول میں ہلچل سی مچی ہوئی ی تھی --------

پولیس کی بھاری نفری ، میڈیا ، ہوٹل انتظامیہ ، ہوٹل میں موجود عام عوام اور خاص طور پر وہ دو لمبے چوڑے بھاری وجود اس وقت فورتھ فلور کے کمرا نمبر 605 میں ایک دوسرے کو دھکا مار اندر گھسنے کی کوشش میں کوشاں تھے --------

زینیہ "!!وہ دھاڑتا اندر کمرے میں داخل ہوا ساتھ پیچھے وہ دوسرا وجود بھی داخل ہوا" اسکے پیچھے پولیس اہلکار بھی --------

باقی پولیس حوالداروں نے ہوٹل انتظامیہ، باہر کی عوام ، اور پریس میڈیا والوں کو دروازے کے پاس ہی روک لیا تھا --------

وہ سب بھی اندر لڑتے مرتے گھسنے کی ہر ممکن تگ و دو کررہے تھے جن کی تمام کوششوں کو اپنی ڈیوٹی باخوبی نبھاتے پولیس حولدار ناکام کرتے جارہے تھے --------

سامنے کا دل لرزا دینے والا منظر دیکھ ان دونوں ہٹے کٹے مردوں کے وجیہہ چہرے اچانک لٹھے کے مانند سفید پڑے تھے -------

کمفرٹر میں لپٹا ڈرا سہما زنانہ وجود دیکھ وہ ہکا بکا تھے ۔ بلاشبہ وہ راحیل دورانی کی بہن اور ازمیر ملک کی سابقہ بیوی زینیہ تھی --------

بیڈ پہ نیم برہنہ حالت میں خود کو بیڈ شیٹ سے کور کیئے اپنا سر گھٹنوں میں دیئے بیٹھی تھی جبکہ کچھ فاصلے پہ بیڈ پر پڑی لاش جس سے رستا خون کچھ بیڈ شیٹ اور کچھ نیچے زمین پر بہتا عجیب ہولناک منظر پیش کررہا تھا ---------

اپنی بہن کی پاگلوں والی حالت دیکھ راحیل دورانی کی حالت خود بری ہوگئی تھی

باقی تمام پولیس والے اس معاملے کی جڑ تک پہنچتے سب سمجھتے افسوس میں اپنا سر ہلاتے وہاں سے اپنی نظریں ہٹا گئے -------

دروازے پہ کھڑے تمام میڈیا والے ہاتھ نہ کچھ لگنے پہ بے بسی کا شکار ہوئے اب غصے کی آخری حد کو چھوتے حولداروں کو اپنے اپنے مائک اور ہاتھوں پیروں سے دھکا مار کر اندر گھسنے کی پوری پوری جان کی بازی لگا رہے تھے مگر ہر بار ناکام ہورہے تھے

حرام زادے "!راحیل دورانی اس پر غراتا جھپٹا اسے گھسیٹ کر نیچے پھینکتا اسکے مردہ" وجود پیٹ پر لاتیں مارنی شروع کردیں --------

زینی "!!راحیل داؤد کو ایک آخری لات مارتا اپنی بہن کی طرف بڑھا جو کمفرٹر میں چھپی " اب نفی میں گردن ہلا رہی تھی --------

دفعہ ہوجاؤ سب یہاں سے ورنہ اس پڑی لاش کی طرح ایک ایک کی یہاں لاش بچھا" دوں گا ۔ "وہ غرایا --------

اسکی زخمی دھاڑ پہ وہاں موجود ایک ایک انسان کی جان حلق تلے آئی ی تھی وہ سب اسکے غصے سے ڈرتے آہستہ آہستہ پیچھے ہونے لگے --------

انسپکٹر !ایک ایک فرد کو یہاں سے رفوچکر کرو ۔ یہاں مجھے ایک فرد بھی نظر نہیں آنا" چاہیئے ہرپ "!ازمیر نے سپاٹ لہجے میں وہاں کھڑے تمام پولیس والوں اور ایک نظر وہاں موجود ہر شخص پر ڈال پاس کھڑے حوالدر سے بولا ---------

اوکے سر آپ بے فکر رہیں یہاں آپ کو ان لوگوں میں سے کوئی ی ایک بھی نظر" نہیں آئے گا ۔ "حولدار کہتا پہلے دروازے سے مکمل طور پر اپنے ساتھیوں پولیس والوں کے ساتھ مل کر وہاں کا راستہ صاف کرواتا اب لاش کو اپنے ساتھ گھسیٹ کر وہاں سے لے گئے --------

انکے جاتے ہی زینیہ نے سسکتے اپنا سر اٹھایا --------

یہاں آئی ی وہ اس سے اس بریف کیس کے بارے میں پوچھنے تھی کہ وہ بریف کیس کس کا تھا؟ اور اس میں ایسا کیا تھا کہ اس بیگ بریف کیس کے باعث اسکے سابقہ شوہر ازمیر ملک کو پوری ایک رات سلاخوں کے پیچھے رہتے بھاری نقصان اٹھانا پڑا تھا لیکن مقابل نے اسکی بات سرے سے نظرانداز کردی تھی اب وہ اسے اگر یہ بتاتا اس کا شوہر جس مجرم کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا تھا وہ اسکے ساتھ ملا ہوا ہے تو وہ بری طرح پھنستا فلحال وہ یہ سب اپنے دماغ سے جھٹک گیا اور اسی کمزور لمحے میں نجانے کیا ہوا کہ زینیہ کے نازک وجود کو دیکھ اچانک اس پہ شیطان حاوی ہونے لگا ----------

تت ۔ تم داؤد میرے دوست ہو ۔ تم میرے ساتھ ایسا نن ۔ نہیں کرسکتے دیکھو ہم" نے تو شادی کرنے کا وعدہ کیا تھا ناں ۔ "وہ سسکتی مقابل کھڑے دریندے کے آگے ہاتھ جوڑتے گڑگڑانے لگی جو اپنی ہوس بھری نظریں اسکے وجود پہ گاڑے اسے بیڈ پر دھکا دے چکا تھا ---------

پپ ۔ پلیز داؤد مجھے رسوا نہ کرو ۔ مم ۔ میں مرجاؤ گی ۔ تمہیں خدا کا واسطہ ۔ "اسنے" ایک آخری کوشش کرنی چاہی -------

چپ بدزات عورت !شادی مائی ی فٹ !اپنی شوہر کی تو تم ہونا سکی میری کیا خاک" ہوگی ؟ تم جیسی بدکردار عورت ایسے التجائیں کرتی اچھی نہیں لگتی اسلیئے ناٹک بند کرو اور خود کو میرے حوالے کردو ۔ "وہ دھاڑتا اسکے جانب بڑھا اور اسکی چیخوں آہوں پکار کو نظرانداز کرتا جھکتا اسکی عزت و ابرو کو کچلتا چلا گیا --------

اور ساتھ سگریٹ کے دہکتے شعلے سے اسکے پور پور کو جلانے لگا نجانے وہ وحشی یہ سب کر کس قسم کی اپنے دل کو تسکین پہنچا رہا تھا --------

اسکی چیخیں اب دل دہلا دینے والی خطرناک آہوں میں تبدیل ہوچکی تھیں -------

اور وہ نیم مردہ سی حالت میں بے ہوش ہوتی اپنے حواس کھو بیٹھی تھی ---------

اسے دو سے تین گھنٹوں میں ہوش آیا تھا اور دھیرے دھیرے اسکے حواس بیدار ہونے لگے تھے وہ اپنا چکراتا سر اپنی اجڑی بکھری حالت لیئے اٹھتی بیڈ پر سیدھی بیٹھی تو برابر میں سوئے اس وحشی کو دیکھا -------

یکدم زینیہ میں معلوم نہیں اتنی ہمت کیسے آئی ی کہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا لیمپ کا نچلا بھاری برکم حصہ اسکے سر پر دے مارا وہ بلبلاتا اٹھنے لگا تھا کہ اسے بنا کوئی ی موقع دیئے پاس ہی فروٹ باسکٹ میں رکھی چھوری اسکے سینے گردن منہ پیٹ جہاں اسے لگا وہ در پہ در مارتی گ ئی اور آخر کار وہ وہیں جائے وقوع پر اپنا دم توڑ گیا تھا ---------

اسے افسوس تھا یہ چھوری اسے پہلے کیوں نہ نظر آئی ی ؟

آج کا ہوا حادثہ زینیہ کے سامنے کسی فلم کی طرح گھومنے لگا اور مقابل بیٹھے اپنے بھائی ی کو دیکھ اسکے چوڑے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رودی --------

اپنی بہن کے ماتھے اور گال پر سگریٹ سے جلائے گئے نشانات دیکھ روم کی فضا میں گونجتی سسکتی اسکی آواز سن راحیل دورانی کا دل کٹ کر رہ گیا --------

آنسوں ٹوٹ کر راحیل دورانی کے گال پر گرا --------

جبکہ پشت پہ کھڑا ازمیر ملک اپنی ضبط سے مٹھیاں بھینچتا رہ گیا اور اپنے بھاری قدم اٹھاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا --------

ازمیر نے زینیہ سے فون پر اس بیگ کے بارے میں پوچھا تھا جس کا شک درست نکلا تھا وہ بیگ زینیہ کے تھرو ہی اسکے گھر بیجھا گیا تھا اسنے اس سے لوکیشن پوچھ اسے پھر فون پر سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ آئندہ اس شخص سے کسی بھی قسم کا رابطہ نہ رکھے ۔ وہ خود ہی یہ معاملہ نبٹا لے گا لیکن نتیجہ وہی تین کے چار پات زینیہ نے اسکی بات ایک کان سے سنی تو دوسرے سے نکال دی اور خود پہنچ گ ئی داؤ د کے پاس

تو وہ چوتھا شخص زینیہ کا دوست ہے۔ "ازمیر ایک کیس سے نبٹتا اپنے آفس میں آکر " بیٹھتا سوچ رہا تھا کہ اسکے دل میں نجانے کیا سمائی ی کہ اسنے ٹیبل پر پڑے اپنے موبائل کو اٹھاکر زینیہ کا نمبر ڈائی ل کرتے اسے ایک بار پھر کال لگائی ی --------

اسے کہیں نا کہیں معلوم تھا کہ زینیہ ایک بددماغ اپنی ہی اکڑ میں رہنے والی ٹھڑی شے ہے بھلا وہ اسکی کہاں سنے گی ؟ اسی خدشے کے تحت اسنے اسے کال لگائی ی تھی

بدقسمتی سے کال جارہی تھی مگر سامنے سے کوئی ی رسپانس نہیں آرہا تھا --------

اسکا دل انجانے سے خوف میں مبتلا ہوا اور وہ اپنے آفس سے اٹھتا راستے میں ہی راحیل دورانی زینیہ کے بھائی ی کو فون کرتا وہی لوکیشن جو زینیہ نے چند گھنٹے پہلے بتائی ی تھی وہاں پہنچنے کا کہتے خود کچھ پولیس حوالداروں سمیت گاڑی میں وہاں سے نکلا تھا

وہاں پہنچتے راحیل دورانی بھی اسے مل گیا جو اپنا قیمتی کام چھوڑ یہاں صرف اپنی بہن کے ہونے کا سن ششدر سا ڈرتا وہاں موجود تھا ---------

ان لوگوں کو زینیہ کو تلاش کرنے میں کچھ ہی سیکنڈ لگے تھے اور اب وہ دونوں وہاں تھے اور رہ گئے میڈیا والے تو وہ لوگ تو کسی انہونی کی خوشبو سونگ ہی شہد کی مکھیوں کے چھتے کی طرح جائے وقوع پر پہنچ جاتے تھے اسلیئے پریس کا یہاں ہونا کوئی ی بڑی بات نہیں تھی ----------

راحیل دورانی زینیہ کا سر تھپتھپاتا اسے حوصلہ اور صبر کرنے کی تلقین کرتا اب اسکے نم بھیگے چہرے کو صاف کرتا وہاں سے اٹھا اور باہر گیا ۔ اسی وقت ازمیر لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ وہاں پہنچا -------

اندر جائیں ۔ "وہ نظریں چراتا بولا ڈاکٹر سر ہلاتی اندر گئی جہاں روتی ہوئی ی زینیہ " بیڈ پر بیٹھی تھی --------

جاری ہے --------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 2ND LAST

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

میرا بچہ ۔ "ضوریز نے سنگل بیڈ پر سوہی ہوئی ی مہمل کو محبت سے دیکھ اسکے بالوں" پہ لب رکھے پھر اس پر بلنکیٹ صیح کر وہاں سے اٹھا اور کمرے کا دروازہ بند کر وہاں سے نکلتا اپنے روم میں پہنچا --------

ضوریز کا روز کا معمول تھا کہ اسکے سونے کے بعد اسے ایک نظر دیکھ پیار کر پھر اپنے کمرے کا رخ کرتا تھا --------

ضوریز نے مہمل کو بتایا کہ کیسے پھوپھو کی ڈیتھ اور پھر شہر تبادلے ساتھ اسکی بھابھی رائی مہ کا اسکی زندگی میں آنا زندگی کیسے پلک جھپکتے چینج ہوئی ی جس پر مہمل نے بھی ضوریر کو سب کچھ بتادیا تھا کہ کیسے اسکے پھوپھا کے نام پہ دھبا دیندے شخص نے اسے اس شرفو نامی وحشی کے ہاتھوں جواہا ہار جانے پر اسکا سودا کیا جس میں سرپنچ صاحب

بھی برابر کے شریک تھے انہوں نے بھی اسے بچانے کی کوئی ی کوشش نہیں کی بلکہ اس وحشی کا ساتھ دیتے اسے گاؤں سے دور لے جانے کا حکم سنایا تھا --------

صرف اسلیئے اگر اس کا بھائی ی شہر سے لوٹ آیا تو شرفو کو پھر اللہ کے سوا کوئی ی اسکے عتاب سے نا بچا سکتا تھا ۔ وہ نڈر تھا وہ مارنے یا مرنے سے پہلے سوچتا نا تھا کہ اسکا انجام کیا ہوگا اور کیا نہیں ؟ بس کر گزرتا تھا اور اسکی اسی دلیری کو سوچ سرپنچ صاحب اور شرفو جھرجھری لے اٹھتے اور پھر شرفو غلطی سے بھی ضوریز کے ہاتھ نہیں آنا چاہتا تھا اسلیئے مہمل کو ڈرا دھمکا دو چار تھپڑ رسید کر وہی سستی سی مارکیٹ سے لال جوڑا لاکر زیب تن کرنے کو کہا کہ کہیں باہر ایسے کسی لڑکی کو لیجاتے دیکھ عوام یا پولیس فورسز والوں کے ہتھے نا چڑھ جائے اسلیئے حفاظتی اقدامات کے طور پر اسنے اسے دلہن کے روپ میں ڈھال لیا تھا کہ اگر کہیں کسی جگہ پکڑے بھی گئے تو وہ اسے اسکی بیوی بتا کر انسے جان چھوڑوا لیگا فلحال تو اسے یہی ٹھیک لگا اور اسے اپنے ساتھ گھسیٹ کر وہاں سے لے گیا -------

پیچھے مہمل بچاری بھلا اس مضبوط دریندے کا کب تک مقابلہ کرتی کہ وہ مزاحمت ترک کر اسکے ساتھ چلتی گ ئی --------

مگر پھر شہر پہنچتے ہی اسنے اپنے اندر تمام تر ہمت متجمع کی اور اس وحشی کے چنگل سے اسے چکما دیئے وہاں سے بھاگ نکلی ۔ اسنے سوچ لیا تھا یا تو آر یا پار آخر وہ ایک باکردار بھائی ی کی باکردار بہن تھی ۔ اپنے بھائی ی کی عزت اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیئے خوشی خوشی مرنا تو پسند کرتی لیکن اپنی عزت پر حرف ہرگز نا آنے دیتی --------

وہ کمرے میں داخل ہوا تو اسنے اپنی ایک زیرگ نگاہ پورے روم میں دوڑائی ی ابھی تو رائی مہ کو یہیں بیڈ پر بیٹھی ہوئی ی چھوڑ کر گیا تھا لیکن اب وہ کہیں نظر نہیں آرہی تھی --------

ایک تو یہ عورت بھی ناپتہ نہیں کہاں گ ئی ہے۔"وہ سوچتا بڑبڑاتا کمرے سے نکلتا" لاؤنج میں داخل ہوا پھر کیچن گیسٹ روم میں اسے تلاش کیا مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی اسکے بعد اسے آخری خیال پیچھے بنی اندرونی گیلری کا آیا شاید وہ وہاں ہو اس خیال کے تحت وہ لمبے لمبے ڈاگ بھرتا گیلری تک پہنچا اور سامنے اندھیرے میں کھڑے وجود کو دیکھ کر کچھ ٹھٹکا --------

اسنے موبائل نکال کر اسکی ٹارچ آن کی اسکا رخ وہاں لگے سوئی چ بورڈ کی جانب کر لائی ٹ جلائی ی جس سے پوری گیلری روشن ہوگ ئی -------

ایکدم اردگرد روشنی چھا جانے پر رائی مہ نے اپنا رخ موڑ ضوریز کی طرف کیا --------

ضوریز کے اسکے اتنے دن آنکھوں سے اوجھل رہنے پر ماتھے پر تیوریں آگ ئی یں تھی اسلیئے آج کھانا کھانے اور مہمل کے سو جانے کے بعد وہ کیچن سمیٹتی فارغ ہوئی ی تو وہ اسے آج زبردستی لیئے کمرے میں آیا اور اسے وہی رہنے کا حکم جاری کر خود ایک نظر اپنی جان سے پیاری بہن مہمل کو دیکھنے اسکے روم میں چلا گیا اور جب واپس اپنے روم میں آیا تو رائی مہ کو پھر وہاں نہ پاکر اسکے غصے کا گراف بڑھا --------

جب سے مہمل کو وہ دونوں لیئے گھر آئے تھے سارے ناز و نیاز شکوے شکایات کے بعد سے وہ مہمل کے ساتھ اسکے روم میں سو رہی تھی کہ مہمل کو اکیلا پن فل نہ ہو وہ تھوڑی سنبھل جائے پھر وہ اپنے روم کا رخ کرلے گی اور یہ سب تب ضوریز کو بھی بلکل ٹھیک لگا تھا لیکن اب جیسے جیسے دن گزر رہے تھے اور مہمل بھی چونکہ اپنی روٹین لائی ف میں آتی جارہی تھی ویسے ہی ضوریز کی بے چینیوں میں اضافہ ہوتا جارہا تھا اور

اسنے آج سوچ لیا تھا بیگم صاحبہ کو ذرا اسکے ایک عدد شوہر اور روم کی یاد دلائی ی جائے خدانخواستہ کہیں وہ محترمہ بھول تو نہیں بیٹھی ؟

کیا کر رہی ہو یہاں ؟ "وہ غصے سے اسکے پاس آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ ۔ وہ مم ۔ میں میاں جی انگنی سے کپڑے اتارنے یہاں آئی ی تھی پر لگتا ہے" مہمل نے پہلے ہی اتار لیئے کیونکہ موسم اچانک تبدیل ہوگیا اور بارش کا موسم بن گیا ہے اوپر سے ٹھنڈ بھی کتنی ہے ۔ "اسنے تمہید باندھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم "!!اسنے سمجھتے سر ہلایا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

آئی و ۔"ضوریز نے اسکا ہاتھ پکڑ اپنی جانب کھینچا رائی مہ تو اسکے ہاتھوں کی حرارت پہ" سٹپٹا اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

پر برا ہوا کہ اسکے سینے سے لگتی لگتی اچانک لڑکڑاتی اسکے منہ سے چیخ برآمد ہوئی ی کہ ضوریز نے اسکا بازو پکڑ گرنے سے بچالیا اور جھٹ سے منہ پر ہاتھ رکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"شش !!رات کو تماشا بنواؤ گی کیا ؟"اسنے موبائل جیب میں رکھتے اسکا ہاتھ پکڑا جس پر چوڑیوں کی کھنک خاموش فضا میں گونجی جو خود نے ہی اپنی پسندگی کے باعث اسے دلوائی ی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رائی مہ بگڑے تنفس کے ساتھ لرز سی گ ئی اور اپنے ہاتھوں کو سن کرلیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

رائی مہ کی دھڑکنیں بڑھنے لگی اسکا ہاتھ اسکے سینے پر تھا اور ایسے بدحواس ساکت و جامد کھڑی تھی جیسے چور ہو اور پکڑے جانے پر بت بن گ ئی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ضوریز نے سرگوشی کی جس پر وہ جھرجھری لیکر وہ ہوش میں آئی ی اور اسنے چلو ۔ اسکے ساتھ جانے کے لیئے ایک قدم بھی نہیں اٹھایا تھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے اسکے

سراپے کو لرزا ڈالا یکدم ہوتی زناٹے دار بارش کی بوچھاڑ اسے اور ضوریز کو بھیگا گ ئی

آئے اللہ جی بارش "!وہ گھبراتی بھوکلاتی اپنا پہلو بدل کر رہ گ ئی جبکہ بارش ٹھنڈی" ہواؤں اوپر سے اسکی چوڑیوں کی کھنک ضوریز کے دل کے تاروں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگی --------

میاں جی چلیں ۔ "وہ گھبرائی ی سی بولی اور مچل کر اسکی گرفت سے نکلنا چاہا پر اسے" ناممکن لگا اسے اچانک اپنے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی یں

وہ صرف مہمل کے لیئے اس سے بچتی بچاتی چھپتی چھپتی پھیر رہی تھی بلکہ خود بھی اس بیتی رات کے دونوں کے ملن پر شرمائی ی شرمائی ی سی جھجکتی اس سے دور رہنے کی سہی کر رہی تھی پہلے تو اسے یہ موقع کسی طرح فراہم نہ ہوسکا تھا لیکن اب مہمل کی وجہ سے اسے ٹھوس وجہ مل گ ئی تھی جسکا وہ پورا پورا فائدہ اٹھارہی تھی --------

آں ہاں ایسے کیسے جانے دیں زوجم کہیں آپکو چھوڑا تو آپ ابکی بار پھر کمرے کی بجائے کہیں اور چلی گ ئی تو ؟ وہ اسی کے انداز میں بولا کہ رائی مہ جھینپ گ ئی اسنے مزید قریب کیا کہ وہ اسکے سینے کا حصہ بن گ ئی --------

نن ۔ نہیں میں کہیں نہیں جاؤ گی پکا پرومس ۔ "وہ گڑبڑاتی لڑکڑاتے لہجے میں بولی"

ہمم مگر پھر بھی میں یہ رکس کسی صورت نہیں لے سکتا زوجم ۔ "وہ صاف مکر گیا اور" اسکے ڈر پر اپنی مدہم سی مسکراہٹ چھپائی ی --------

اب اسنے اسکے سراپے پر گہری نظریں ڈالیں بے شک وہ اس رات اسکی توجہ کی بارش میں کھل کر گلاب ہوگ ئی تھی اور اب اسکے ریشمی بالوں کی بھیگی لٹوں میں اسکا چاند سا مکڑا کپکپاتے لب بھیگا سراپا اسے گستاخیوں پر اکسا رہا تھا اور آج وہ کسی بھی صورت اپنے من کی تڑپ پر لبیک کرنا چاہتا تھا ---------

آخر مینا گھونسلے سے نکل کر اسکے پاس آئی ی گ ئی تھی اب کہاں بھاگ سکتی تھی بھلا

دونوں بھیگ جائیں گے سردی لگ جائے گی اور پھر صبح آپکو کام پر بھی تو جانا ہے" ۔ "وہ اپنے بھیگے وجود سے شرمندہ ہوتی کتراتی اس سے دور ہونے کی تگ و دو کرنے لگی پر ضوریز نے اسکی کوشش ناکام کرتے اسکی نازک کمر کے گرد بازؤں کا گھیرا تنگ کردیا اور آہستہ سے اسکے بالوں میں اپنے انگلیاں الجھائیں ---

زوجم ہم سخت جان ہیں تم اپنی فکر کرو ۔ "گھمبیر بھاری سرگوشی کر اسکے بالوں میں اپنا" چہرہ چھپانے لگا ---

سمجھ نہیں آرہا یہ بارش حسین ہے یا تم ؟ "مزید کہتے اسکے بگڑے تنفس اپنی سانسوں" سے الجھا دیا اور ٹھنڈی سرد ہواؤں بارش کی بوچھاڑ تلے اسے اپنی بانہوں میں سمائے کھڑا رہا ---

پلی ۔ پلیز چچ ۔ چلیں می ۔ میاں جج ۔ جی ۔ "اپنے دانتوں کی کٹکٹاہٹ پر بامشکل اپنا" جملہ پورا کرپائی ی تبھی ضوریز نے اس پر رحم کھاتے اسے بانہوں میں اٹھالیا ایک بار پھر چوڑیوں کی کھنک گونجی جب رائی مہ نے اسکی گردن میں بازو لپیٹے اور چہرہ سینے میں چھپا دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زوجم تو تم گ ئی یں آج کوئی ی بخشش نہیں ہونے والی تمہاری ۔ "اسنے زرا سا اونچا کر" اسکے ناک پر دہکتے لب رکھتے اسکی سانسیں خشک کر دیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اسے لیکر آہستہ سے اپنے روم میں داخل ہوا اسے بیڈ پر لیٹانے لگا ۔۔۔۔ اسکی دھڑکنیں بڑھتی گ ئی یں اور وہ شرما کر چہرہ ہاتھوں میں چھپاگ ئی کہ ضوریز نے مسکراتے کھڑکی کے پٹ بند کیئے اور دروازہ لاک کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز چلتا اسکے پاس آیا وہ کھسک کر پیچھے ہوئی ی ۔ وہ مسکراتا سائیڈ ٹیبل کے دراز سے سرخ ململ کے کیس سے ایک کنگن نکال کر اسکے قریب آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رائی مہ نے اسکی انگلیوں کا لمس اپنی کلائی ی پر محسوس کیا تو کپکپا اٹھی اسنے اسے کنگن پہنایا تھا وہ مسکراتی ہاتھ کو ہلا جھلا کر دیکھ رہی تھی --------

بس ایک ۔ "وہ اسے دیکھ بولی --------"

ہمم دوسرا کنگن تب جب تم ماں کے عہدے پر فائی ز ہوگی یہ تو بیوی کے عہدے پر" آنے کے لیئے ہے ۔ "وہ اسکے ماتھے پر مہر ثبت کرتا بولا رائی مہ سرخ ٹماٹر ہوتی مسکرائی ی اور اپنا چہرہ شرما کر اسکے سینے میں چھپاگ ئی --------

میں اسے خود سے کبھی جدا نہیں کروں گی ۔ "وہ اسکے سینے میں منہ چھپائے ہی بولی" شاید اسے دیر سے ہی سہی رشتوں کی اہمیت کا اندازہ ہوگیا تھا وقت نے اسے کافی گہری ٹھوکر ماری تھی کہ وہ لڑکڑا کر دلدل میں گرنے کی بجائے چھائی وں تلے آگ ئی تھی

زوجم مجھے امید بھی یہی ہے ۔ "اسنے کہتے تکیئے پر اسکا سر رکھا اور اسکے چہرے پر جھک" کر اسکے نقوش پر لبوں کی مہر ثبت کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میاں جی کیا آپ سچی دوسری شادی کر لینگے ؟ "وہ اسکی بے باکیاں بے تابیاں خود پر" جھلیتی ممنائی ی ۔۔۔۔۔۔۔

بے وقوف لڑکی پھانسی ایک بار کی بہت ہے ۔ "وہ شرارت سے کہتے جھکتا اسکی چھوٹی" سرخ ناک کو چوم گیا ۔۔۔۔۔۔۔

مطلب میرا آپکی زندگی میں آنا موت کے مترادف ہے ؟ کیا میں اتنی بری ہوں ہاں" ؟"وہ روہانسی ہوتی دکھ خفت سے اپنا چہرہ موڑ گ ئی جس پر ضوریز نے اپنے سینے پر رکھے اسکے نازک ہاتھوں کو اپنی مٹھی میں جکڑ کر تکیئے سے لگا د یئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

مطلب زوجم ہم لشاری ہیں ہمارے خون میں بغاوت کرنا شامل نہیں اور پھر نکاح" میں موجود عورت کو ہم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں ۔۔۔۔ اس ایک عورت

کے ساتھ ہی مرنا جینا دکھ سکھ سب کچھ زندگی میں آنے والی عورت پر تمام کرد یتے ہیں ۔"وہ اسے دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔

مطلب آپ میرے ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے ۔"وہ اپنی آنکھوں میں اچانک آئی ی" گہری چمک کے ساتھ بولی ۔۔۔۔۔۔۔

جی جان زوجم صرف تمہارا ہوں ۔ "اسکے رخسار کو سہلاتا وہ بولا رائی مہ اپنی بے اختیاری" پہ جھنپتی خود میں سمٹی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا دل کیا بتائے کہ کس قدر چاہنے لگی اسے وہ مگر ہنوز وہ خاموش رہی اور اسے دیکھتی رہی ہمت ہی نہیں ہوئی ی کہ اسے کہہ پائے ۔۔۔۔۔۔۔

اچھی لگنے لگی ہو مجھے تم ۔ تمہارا میاں جی کہنا مجھے دیوانہ کرگیا ہے اوپر سے بیوی" ٹھہری تو خاص بھی ہو میرے لیئے ۔ "مسکراتا کہتا وہ اسکے لبوں پہ اپنے لب ثبت کرتا اپنی دہکتی سانسیں اسکی سانسوں میں انڈیلنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ مدہوش سا اس پر جھکا اپنی بے چینیاں بے تابیاں رافعاں کررہا تھا کہ رائی مہ اپنے ہونٹوں پہ پہلے نرم سا اور اب سخت لمس محسوس کر پانی کی بن مچھلی کی طرح مچھل اٹھی اور اسکی شرٹ کو اپنے نازک ہاتھ میں جھکڑتے ہلکا سا جھٹکا دیا --------

جانتی ہو چھ دن آٹھ گھنٹے دس منٹ دو سیکنڈ تم مجھ سے دور رہی ہو اسکی اب اتنی" سزہ تو بنتی ہے نا زوجم ۔ "گھمبیر بھاری لہجے میں سرگوشی کر اسے اپنی لو دیتی نظروں سے تکتا متبسم سا اسکے بھیگے لبوں پر انگھوٹا پھیرا -------

سسی "!!!اسکے لبوں پر انگھوٹا پھیرنے سے اسے جلن کا احساس ہوا کہ اچانک" رائی مہ کے منہ سے سسکی آزاد ہوئی ی --------

میاں جی آپ بہت برے ہیں دور ہٹیں اور میرے منہ مت لگیں ۔ "وہ غصے میں" بول تو گ ئی مگر اب پچھتاتی اپنی زبان دانتوں تلے دبا گ ئی --------

ہائے اللہ جی کیا کیا سنا گ ئی میں اپنے میاں جی کو اب تو ضرور یہ کسی برف باری کی" طرح غصے میں مجھ پر برسے گے ۔ "وہ سوچتی بنا ضوریز کی طرف ایک بھی نگاہ اٹھائے بغیر اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے چھپاگ ئی --------

اسکی اس دلکش ادا پر ضوریز محفوظ ہوتا ہلکا سا مسکرایا -------

میں تمہارے منہ نہیں بلکہ ڈائرکٹ تمہاری طبعیت خراب کرنا چاہتا ہوں ۔ "کہتے لب دباتا مسکرایا --------

شرم آتی ہے آپ کو میاں جی ۔"وہ سرخ سے پڑتی منمنائی ی -------"

بیوی کے معاملے میں لشاری کا شرم سے کیا تعلق ۔"اسکے چہرے سے دونوں ہاتھ" ہٹاکر اپنے ہاتھوں میں لیتے اسکی انگلیوں میں اپنی کھردری بھاری انگلیاں الجھاتے ساتھ آنکھ دبائی ی --------

رائی مہ تو شرم سے جھنپتی اسکے چوڑے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی مگر ضوریز نے اسکی کوشش کو ناکام کرتے اسکے بالوں میں انگلیاں الجھاتے سر تکیئے پر رکھ اسکی گردن پر جھک گیا اور جابجا لمس چھوڑ اپنے دہکتے لبوں کو سیراب کرنے لگا --------

اسکی ہلکی شیو حدت بھرے لمس کو اپنے پور پور پر سرکتا محسوس کر گہرے لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی --------

میا ۔ ں ۔جج ۔ جی ------ "ٹوٹ بکھر کر اسکے منہ سے الفاظ ادا ہوئے تھے کہ وہ" اسکے سرخ لبوں پہ ہونٹ رکھ اسکے سارے لفظوں کو اپنے لبوں تلے دبا گیا --------

می ۔ میاں جج ۔ جی کچ ۔ کچھ تو خیال کک ۔ کریں ۔"وہ پیچھے ہوا تو وہ اسکے حصار میں" مچھلتی اپنا بکھرا تنفس بحال کرنے لگی --------

میاں جی کی زوجم تم میرا خیال کرو ۔ مجھے تمہیں محسوس کرنا ہے اور اس وقت تمہاری باتیں میرے عمل میں خلل پیدا کررہی ہیں ۔ "بھاری لہجے میں کہتا اسکے چھکے چھڑاگیا

وہ اس قدر بے باک تھا رائی مہ کے منہ میں کہنے کے لیئے الفاظ ہی باقی نہ بچے تھے وہ لال بھبوکا چہرہ لیئے اپنی تیز سانسوں کے ساتھ اپنی آنکھیں موند گ ئی کہ کہیں اس بے باک انسان پر نظر پڑھ گ ئی تو نجانے کیا ہوجائے گا ۔۔۔۔۔۔

زوجم کبھی دور نہ جانا محبت کا تو معلوم نہیں پر تم میرا جنون ضرور بن گ ئی ہو ۔۔۔۔" اور معلوم ہے محبت میں انسان اپنے ہمسفر پر پیار عقیدت شدت لُٹاتا اسکے ناز و نخرے اٹھاتا ہے اور جنون میں انسان ، انسان نہیں رہتا ایک زخمی پرندہ بن جاتا ہے جسے ذرا سی چوٹ لگے تو وہ یا تو خود گھائل ہوتا ہے یا اپنے ہمسفر کو گھائل کرتا ہے یا پھر دونوں کو ۔۔۔۔۔۔۔

جنون میں باقی بچتا کچھ نہیں اور میرا جنون بھی آہستہ آہستہ اس ایک آخری سیڑھی کو پار کرنے کے در پر ہے اسلیئے خیال کرنا ۔ "وہ اسکے کندھے سے شرٹ سرکا کر وہاں اپنا بھاری انگھوٹا سہلاتا بولا ۔۔۔۔۔۔

آپ ڈرا رہے ہیں میاں جی مجھے ۔ "اسکے لمس پر وہ خود میں سمٹتی اپنا حلق تر کرتی سرگوشی نما بولی ۔۔۔۔۔۔۔

نہیں وارن کر رہا ہوں۔"کہتا اسکے شانے پر جھکتا اپنے لب رکھ گیا ۔۔۔۔۔۔۔"

یعنی آپ دھمکی دے رہیں ہیں ؟ "وہ پھر ہلکا سا ممنائی ی ۔۔۔۔۔۔۔"

شش زوجم !بہت بولتی ہو تم ۔ "اسکی بات کو نظرانداز کرتا چہرہ تھام اسکی ٹھوڑی کو" اپنے لبوں میں دباتا اسکے قلب پر ایک جاندار لبوں کا لمس چھوڑ اسے اپنے آغوش میں لیئے دونوں پر بلینکٹ کھینچتا بیڈ کے سائیڈ پیلر سے بندھی ڈوری کھینچی جس کے کھینچنے سے بیڈ کی چارو طرف وائی ٹ مخملی پردے گر گئے ۔۔۔۔۔۔۔

جس میں دونوں وجود چھپ سے گئے --------

صبح کے پانچ بج رہے تھے وہ اپنی ممنانیاں کرچکا تھا جسکی شدیتیں اپنے نازک وجود پر جھلیتا وہ حسین معصوم پرندہ اسکی شرٹ میں ملبوس مخملی بستر اور بلینکٹ میں دبکا سو رہا تھا -------

جسے دیکھ ضوریز کی تشنگی تھمنے کی بجائے بڑھتی جارہی تھی -------

وہ ذرا قریب ہوا اور اسکے معصوم نین نقوش اپنی آنکھوں میں ازبر کر دیکھنے لگا اسے ایک پل کو لگا جیسے ابھی اسکے خوبصورت نقوش سے خون چھلکنا شروع ہوجائے گا وہ اس قدر سرخ ہورہے تھے شاید اسکی شدتوں کے باعث ------

اسے ایکدم رائی مہ پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا اور غصہ اپنے ظلم پر لیکن نہیں اسکی جانب سے تو یہ اسکا پیار تھا ہاں مگر شاید اس معصوم پرندے کی طبعیت پر اسکے پیار الفت کا

گہرا اثر ہوا تھا یا یوں کہا جائے سابقہ گزری حسین رات اپنا ایک ایک دلکش راز اگل رہی تھی --------

ضوریز بے خود سا اسکے ایک ایک نقوش کو اپنی انگلیوں سے چھوتا محسوس کرنے لگا --------

اپنے چہرے پر نظروں کی تپش اور لمس محسوس کر رائمہ کی یکدم آنکھ کھلی اور اپنی مندی آدھ کھلی آنکھوں سے خود کو محبت سے دیکھتے ضوریز کی جانب اٹھیں -------

زوجم ---- "!!رائمہ کو جاگتا پاکر خمار سے بھرپور بھاری لہجے میں اسے پکارتے اسکے" نچلے لب پر اپنی انگلی گھمائی --------

جج ۔ جی ۔ "اسکے حلق سے مدھم سی آواز نکلی --------"

وہ مجھے کچھ پوچھنا تھا یہ ابکائی یاں الٹیاں وغیرہ کب تک آتی ہیں ؟ مطلب کتنا ٹائم"
لگتا ہے ؟ "وہ لب دباتا بے شرمی کی ہر حد پار کرتا بولا مگر چہرے کے ایکسپریشن ایسے
رکھے جیسے کافی اچھی بات کہی ہو --------

شرم کی گولیاں کہاں سے ملتی ہیں لشاری صاحب ؟"رائی مہ کا برا حال ہوگیا تھا اسکے"
ڈھیٹ پنے پر -------

وہ شرم سے پانی پانی ہوکر رہ گ ئی لیکن مجال ہے سامنے والے پر اسکا رتی برابر بھی
کوئی ی اثر ہوا ہو --------

کیوں ؟ "اسکے چہرے سے بالوں کی چند لٹیں پیچھے کر بولا -------"

آپکو دینی ہیں ۔ "جلدی سے کہتی اسکی بے باک نظروں سے بچتی بیلنکٹ اپنے سر تک"
اوڑھ گ ئی --------

"ہاہاہا !زوجم ان گولیوں کا کہیں الٹا اثر نہ ہوجائے مجھ پر ہوں بھی الٹے دماغ کا بندہ ۔"
رائی مہ کی حالت پہ ضوریز کا روم میں ایک بھرپور جاندار قہقہ گونجا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ رائی مہ بلینکٹ کے اندر شرم سے دھری ہوئی ی لب بھینچتی کلس کر رہ گ ئی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

پورے ہاسپٹل میں ہر طرف لوگوں کی افراتفری کا ماحول تھا ڈاکٹرز ہاسپٹل کا تمام آملہ اپنی اپنی ڈیوٹی انجام دینے میں مشغول تھا جبکہ ہاسپٹل کے سیکنڈ فلور پہ بنے آپریشن تھیٹر کے بند دروازے کے اوپر جلتی بجھتی ہری لائٹ کی طرح وہاں موجود سب کی دل کی دھڑکن بھی اسی طرح تیزی سے دھک دھک کر کبھی تیز ہوتی اور کبھی سست پڑھتی جارہی تھی ۔۔۔۔۔۔

انکی سب کی موجودگی انکے پریشان چہرے بتارہے تھے کہ اندر آپریشن تھیٹر میں پڑا وجود انکے لیئے کتنی اہمیت رکھتا ہے ۔ جیسے سبکی سانسیں اس وجود سے جڑی ہوئی یں تھیں

کنزیش اپنے شوہر اور آغر دونوں کو پریشان بے قرار اور بے چین دیکھ خود بھی پریشانی کے عالم میں کھڑی تھی جیسے ان سب کی سانسیں گل کی مٹھی میں قید ہوں

خوف ایک الگ تھا کہ باہر کچھ ڈاکٹرز کی سرگوشیاں بھی تھیں کہ اتنی سی بھی اونچ نیچ ہوئی ی آپریٹ کرنے میں تو گل ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے وئیل چی ئیر پر آسکتی تھی جس سوچ نے سبکے مزید حواس جکڑ لیئے تھے ---

پریشان مت ہو ان شاء اللہ آپریشن کامیاب ہوگا دیکھنا ۔"کنزیش نے یہاں سے وہاں" تشویش ذدہ حالت کے زیر اثر ادھر سے اُدھر ٹہلتے اپنے شوہر ابرار کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا ---

جبکہ آغر دیوار سے ٹیگ لگائے سرخ دہکتے چہرے سے زمین کو گھور رہا تھا جیسے کسی نقطے پر نظرثانی کر رہا ہو ۔ وہ کچھ بول چاہے نا رہا ہو لیکن اندر سے دل کی حالت آنکھیں سب بتارہی تھی کہ وہ اس وقت کیا محسوس کر رہا ہے --------

حویلی میں بھی کنزیش کے ماں باپ گل کے لیئے رب کے حضور دعا گو تھے

اسکے حوصلے پر ابرر نے لہو ہوتی آنکھیں اٹھاکر کنزیش کو دیکھا -------

تمہیں معلوم ہے ماں باپ کے بعد صرف یہی ہے میرا سب کچھ میری شہزادی میری" جان سے پیاری بہن ------ میں اپنی بہن سے بہت بہت پیار کرتا ہوں ------ اگر یہ آپریشن کامیاب نہ ہوا---------،، تت ۔ تو مم ۔ میں اس مجھ سے ہوئے ایکسڈینٹ کے لیئے خود کو کبھی معاف نہیں کرسکوں گا ۔ "بولتے ابرار کی آنکھیں نم ہوگ ئی یں --------

رار تم ایک مضبوط مرد ہوکر رو رہے ہو ؟ رار میں جانتی ہوں تم کتنا پیار کرتے ہو ان" سے اور پلیز تم نے وہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا تھا اسلیئے خود کو اسکا دوشی مت ٹھہراؤ ------- دیکھو تمہیں اس طرح دیکھ کر آپی کو بہت تکلیف ہوگی ------ وہ بھی تو تم سے بہت پیار کرتی ہیں نا ------ اسلیئے تمہیں انکے لیئے خود کو سنبھالنا ہوگا ۔ "اسکی بات سنتے وہ سر ہلاگیا --------

چند سیکنڈ گزرے تھے کہ آپریشن تھیٹر کا بند دروازہ وا ہوا اور آؤ ٹ آف کنٹری سے کچھ ڈاکٹر اور یہاں پاکستان سے کچھ ڈاکٹرز نرسسز ایک دوسرے سے ہلکی ہلکی سرگوشیاں کرتے باہر آئے -------

باہر سے آئے ڈاکٹرز کو ابرار نے اسپیشلی اپنی بہن کے آپریشن کے سلسلے میں اپنی پاور کے تھرو بلوایا تھا جسکے بعد وہاں سے کچھ ڈاکٹرز یہاں موجود تھے --------

ڈاکٹرز نرسسز کو دیکھ دروازے کے باہر پریشان سے کھڑے وہ تینوں الرٹ ہوئے اور انکی جانب بڑھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر میری بہن ۔ "ان میں سین ئی ر سرجن کو دیکھ ابرار جلدی سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

ریلیکس ینگ مین !پیشنٹ الحمد للہ ٹھیک ہیں اور آپریشن بھی سکسیس فُل رہا ۔" پیشنٹ ہوش میں آجائیں تو آپ مل سکتے ہیں ۔ "ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ڈاکٹر نے اپنے پروفیشنلی انداز میں کہتے ابرار کو ریلیکس کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہی آغر یہ سنتے ہی وہاں سے شکرانے کے نفل ادا کرنے ان دونوں سے کچھ کہے بغیر پری ئی ر روم کے جانب چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ وہ دونوں گل کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگے ۔۔۔۔۔۔۔۔

و

مائے لٹل پرنسز "!باہر سے آتے راحیل دورانی بھاگتی اسکی طرف آتی بیٹی کو گود میں "
اٹھایا اور اسکے دونوں گالوں پہ بوسے دینے لگا --------

آپ کیا لائے ؟ "چار سالہ بیٹی اسکے ہاتھ میں دو بیگ دیکھتی اپنی میٹھی آواز میں بولی"

یہ میری پرنسز کے لیئے کینڈیز اور چاکلیٹ ۔ "راحیل مسکراتا اپنی کانچ کی گڑیا جیسی"
پھولے گالوں والی بیٹی کو دیکھ مسکراتا بولا -------

اوہ آئی لو یو ڈیڈ ۔"وہ خوش ہوتی اپنی چیزوں کا سن اسکے گال پر لب رکھ گلے میں"
بازوں ڈال گ ئی -------

راحیل نے مسکراتے اسے خود میں بھینچا اور اللہ کی اسکے گھر میں دی گ ئی رحمت کا دل
ہی دل میں شکرگزار ہوا بے شک بیٹیاں بہت پیاری ہوتی ہیں -------

اسنے اسے نیچے اتارا اور لیونگ روم میں لگے گلاس وال کے پاس کھڑی اپنی شریک حیات کو دیکھا جسکا آٹھواں منتھ چل رہا تھا جسکے بعد وہ اسکے دوسرے بچے کی ماں کے عدے پر فائز ہونے جارہی تھی ---------

باپ بیٹی کے روز کے سین کو دیکھ ہمیشہ کی طرح وہ بھی چہرے پر مسکراہٹ سجائے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی ----------

بیگم یہ تمہارے لیئے ۔"وہ چند قدموں کا فاصلہ مٹاتا اسکے پاس آیا اور ہاتھ کی انگلیوں" سے اسکے گلابی چہرے پر آئے پیار سے بال سنوارتے دوسرا بیگ اسکے ہاتھ میں تھماتا بولا --------

کرن نے لب دبائے اور ادھر اُدھر شرم سے نظریں گھمائی ی --------

اس میں کیا ہے ؟ "وہ جھجھکتی بولی --------"

خود دیکھ لو ۔ "راحیل نے بیگ کی طرف آنکھوں سے اشارہ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

واہ بھائی ی !آپ میرے لیئے کوئی ی گفٹ شفٹ لائے ہیں ۔ "وہاں اچانک زینیہ" نمودار ہوئی ی اور کرن کے منی شاپنگ بیگ کو وا کرنے سے پہلے ہی اسکے ہاتھوں سے جھپٹتی اسے کھنگالتی دیکھنے لگی جسکے اندر سے سرخ ململ کے کیس میں سے سونے کے ای ئی رنگز برآمد ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیوٹی فلُ !!بھائی ی یہ کتنے خوبصورت ہیں آپ یقیناً میرے لیئے لائے ہیں ناں" ۔۔۔۔۔ اوہ تھینک یو بھائی ی ۔۔۔۔۔۔۔ "وہ اسکے گلے لگتی خوش ہوتی بولی اور ای ئی رنگز کو نہارتے اپنے کمرے میں جاتی دوبارہ بند ہوگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کرن تو یہ سب دیکھتی اپنی گردن موڑ چھپ چھاپ سی وہی کی وہی کھڑی رہی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راحیل دورانی اپنی پیاری بیوی کا سرخ چہرہ دیکھ اپنا سر جھٹکا مسکراتا اسکے قریب ہوا

اوہ میری پیاری بیگم ناراض ہوگ ئی ؟"اسکے کان میں سرگوشی کرتے وہ بامشکل" مسکرایا ورنہ اندر سے تو بلکل ٹوٹا بکھرا تھا اپنی بہن کی حالت دیکھ کر ---------

ہاں کیونکہ وہ میرے لیئے تھے مگر میں سمجھ سکتی ہوں زینیہ کی حالت ------اسلیئے" آپ سے کوئی ی شکوہ نہیں ۔ "وہ ضبط سے کہتی اگے بڑھ اسکے سینے پر اپنا سر رکھ گ ئی ---------

شکریہ بیگم مجھے سمجھنے کے لیئے ----- میں تمہیں ان سے بھی مزید پیارے ای ئی رنگز لادوں گا ۔ "وہ مسکراتا اسکی پیٹھ سہلاتا قریب کرتے اسے خود میں سمیٹ گیا

راحیل دورانی سب جان چکا تھا ازمیر نے اسے ساری کہانی بتادی تھی جو ابھی تک زینیہ اس سے چھپاتی آرہی تھی اپنی بہن کا کیا دھرا کہ کس طرح اسنے اپنا گھر برباد کر ازمیر کو مجبور کیا اسے طلاق دینے پر دوسرا اسکی ماں کے ساتھ اسکی بدسلوکی زرتشہ سے نکاح اور ریشمہ صاحبہ کی ڈیتھ جسے سن اسے اپنی بہن پر اور خود پر بہت افسوس ہوا کہ اس میں اور اسکی بہن زینیہ میں کیا فرق تھا بھلا دونوں ہی تو بے حس تھے ---------

بہن نے اتنا پیار مان دینے والے شوہر کو پیسے دولت جیسی عارضی شے کے لیئے گنوا دیا مانا ازمیر اسے چاہتا نہیں تھا لیکن پھر بھی اسے ہمیشہ پلکوں پہ بیٹھاکر رکھتا تھا مگر زینیہ جیسی بے حس عورت کو یہ عزت ہضم نہ ہوئی ی اور چند پیسنوں رپوں جلتے سیراب کے پیچھے برباد کر بیٹھی اپنا گھر اور اب اپنی عزت بھی گنوا بیٹھی تھی ----------

اور وہ خود ----- خود بھی اپنی بہن کی من گھڑت کہانی کو سن اس پہ ایمان لاتے ازمیر اور ازمیر کے خاندان سے تمام تعلق دل ہی دل میں عاق کر بیٹھا جسکے بعد اسنے ازمیر اور ازمیر کی فیملی کے بارے میں کچھ بھی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی مگر اس دن اپنی بہن کے ساتھ ہوئے حادثے کے باعث ازمیر سے اسکی ملاقات ہوگ ئی جس کے بعد سارا سچ جھوٹ سب کچھ اسکے سامنے تھا --------

ازمیر اسے کچھ نا بتاتا مگر راحیل دورانی کے جارحانہ رویے نے اسے سب اگلنے پر مجبور کردیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب جاننے سمجھنے کے بعد راحیل دورانی کے لیئے مرنے جیسے مقام پیدا ہوگیا تھا دل اپنی بہن کے کارناموں پہ شرمندگی کی آتھاہ گرایوں میں ڈوب چکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پھر اس ہوئے حادثے میں صرف اسکی بہن کی عزت ہی نہیں خود کا غرور اسکی بہن اپنا مان سمان سب کہیں کھوگیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دن راحیل دورانی شاید کبھی نہیں بھول سکتا تھا جسے یاد کر بار بار اسکے رونگھٹے کھڑے ہوجاتے تھے ۔۔۔۔۔۔۔

بہت خوشی ہوئی ی ازمیر تم لوگ یہاں آئے ۔"راحیل دورانی ازمیر سے بغلگیر ہوتا" زرتشہ کو سر کے ساتھ سلام کر انہیں ڈرائی ننگ روم میں لایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

شام کے پانچ بج رہے تھے جب ازمیر اور زرتشہ یہاں آئے تھے -------

راحیل دورانی ان دونوں کو دیکھ بہت خوش ہوا تھا وہ ازمیر کو معاف کرچکا تھا کیونکہ جو بھی ہوا اس میں ازمیر کی نہیں بلکہ اسکی بہن کی غلطی تھی کہ کیسے اسنے اپنا بسا بسایا گھر چند پلوں منٹوں میں اجھاڑ تہنس نہس کر بکھیر کر رکھ دیا تھا --------

راحیل نے ازمیر سے کی گ ئی یں باتوں کے زکر کے بارے زینیہ سے کوئی ی بات نہیں کی تھی اور نا ہی وہ اس ٹاپک کو چھیڑنا چاہتا تھا یہ سانحہ اس قدر اتنا نازک ہوا تھا کہ وہ باتیں ٹاپک اس حادثے کے بوجھ تلے کہیں دب کر رہ گ ئی یں تھیں جسے وہ خود بھی کُھریدنا نہیں چاہتا تھا --------

پھوپھا "!!راحیل کی بیٹی ڈرائی ننگ روم میں بھاگتی ازمیر کے پاس آتی کھلکھلاتی بولی"

پھوپھا کا پیارا بچہ کیسی ہو آپ ؟"اسکے سر پر بوسہ دیتا وہ پوچھنے لگا کہ وہ ہنس پڑی"

یہ آپی ۔ وہ زرتشہ کو دیکھ بولی ----------

آپی نہیں پھوپھو آپکی ۔ "ازمیر نے اسکے گالوں کو کھینچتے پیار سے کہا ---------"

زرتشہ بت بنی خاموش سی بیٹھی تھی کہ راحیل کی گول مٹول پیاری سے گڑیا جیسی بیٹی کو دیکھ مسکرائی ی وہ اکثر راحیل اور کرن بھابھی کے ساتھ انکے گھر آتی جاتی رہتی تھی اسلیئے وہ اسے جانتی تھی -------

وہ بہت پیاری بچی تھی زرتشہ کو تو اسکی پیاری میٹھی باتیں اور خود وہ بہت پیاری لگتی تھی ---------

اوہ اوکے پھوپھو ۔ "اس معصوم کو سمجھ تو نہ آئی ی اسلیئے جلدی سے اس کی تصیح" کرنے پر خود بھی خوش ہوتی بولی کہ ازمیر ہنس پڑا ساتھ راحیل اپنا سر ہلاتا مسکرایا

پھوپھو لفظ پر ڈرائی ننگ روم سے آتی آوازوں کو سن زینیہ کے وہی دہلیز پہ قدم جکڑ گئے

پھوپھو تو صرف اسکی بھتیجی اسے بولتی ہے تو پھر نہ ئی پھوپھو میدان میں کون آگ ئی تھی ؟؟ اسے تجسس ہوا اور سر جھٹکتی اپنے قدم اگے بڑھائے کہ ازمیر اور زرتشہ کی اس بار آتیں واضح آوازوں نے اسکی ساری خوش فہمی اڑن چھو کردی اور وہ ڈوبتے دل اور سرخ آنکھوں کے ساتھ پتھر کی مورت بن کر وہیں ساکت و جامد ہوگ ئی --------

مطلب زر اور ازمیر ------،،، اگے وہ سوچ نہ سکی اسے یکدم اپنا سر پھٹتا محسوس ہوا

اسکا بس نہیں چل رہا تھا یا تو وہ خود کو مار دیتی یا ازمیر کو ۔۔۔۔ اسنے چاہے ازمیر سے کبھی محبت نہیں کی لیکن نجانے کیوں اسکی زندگی میں بھی کسی اور کو وہ برداشت نہیں کرپارہی تھی اس وقت ۔۔۔۔۔۔۔۔

آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ کیسے جب وہ اسکے قریب آتا تو وہ اسے نخرے دیکھا اسے تڑپاتی تسکین پاتی اس سے دور ہوجاتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

کیسے بیوی ہوکر بھی اسے بیوی کے سکھ سے محروم رکھتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

مانا کہ زرتشہ شاید اسکی محبت رہی تھی لیکن اسکے ساتھ رشتہ جوڑنے کے بعد سے اس مرد نے اپنے دل کو مار بار بار اسکی طلب کرتے اسے اسکی رضا سے حاصل کرنا چاہا اپنی ازدواجی زندگی کو بہتر کرنا چاہا لیکن اسنے کیا کِیا ہمیشہ اسے دھتکار دیا ۔۔۔۔۔۔۔

اگر وہ سمجھوتہ کرلیتی تو آج نہ اسکی عزت سرعام نیلام ہوئی ی ہوتی اور زرتشہ کی جگہ وہ خود کھلکھلا کر اس مرد کے پہلو میں بیٹھی مسکرارہی ہوتی ۔۔۔۔۔۔۔

سوچتی اسکے دل میں ہونک سی اٹھی اور کسی ٹرانس کی کیفیت میں چلتی ڈرائنگ روم تک اپنے پیر گھسیٹتی پہنچی --------

سامنے کھڑے وجود پر ازمیر کی نظر پڑی تو گویا دنگ رہ گیا ہر ٹائم ٹپ ٹاپ رہنے والی زینیہ سلوٹ ذدہ لباس دہکتی رنگت کے ساتھ مرجھائی سے سسک رہی تھی آنکھیں ویران انکے نیچے سیاہ حلقے جیسے وہ کہیں عرصے سے بیمار ہو --------

ازمیر تم اسے طلاق دے چکے ہو اور تمہیں کوئی حق نہیں اب اسکی تکلیف یا دکھ کو" محسوس کرنے کا ویسے بھی وہ تھی اسی لائق ----- "اسکے اندر سے آواز آئی اور وہ اپنی نظریں ہٹائے راحیل اور کرن سے زرتشہ کو لیکر چائے وغیرہ سے فارغ ہوتا وہاں سے اٹھتا مصحافہ کرنے لگا جنہیں دیکھ غیراردای طور پر آئی زینیہ وہی سے واپس لوٹتی باہر کیچن کی آڑ میں جاتی کھڑی ہوگئی --------

وہ سب باتیں کرتے ڈرائنگ روم سے باہر آئے ------

زرتشہ کرن سے کسی ٹاپک پر بات کررہی تھی کہ زینیہ نے ازمیر سے نگاہیں ہٹائیں اب اسکے چہرے کو گھور سے دیکھا اور پل میں حیران رہ گئی وہ ازمیر ملک کی قربت میں اسکے خوبصورت چہرے کی رونق کا اندازہ لگا سکتی تھی -------

وہ دونوں پلٹتے جانے لگے ازمیر کے مضبوط ہاتھ میں زرتشہ کا دبا ہاتھ دیکھ زینیہ اندر ہی اندر تڑپ سسک کر رہ گئی -------

مگر اب کر بھی کیا سکتی تھی اپنے نصیب پر آنسوں بہانے کے علاوہ ------

جو تکلفیں زخم دکھ ناسور جو اسنے اپنی زندگی میں بوئے تھے انکا زہر تو اسنے شاید اب زندگی بھر جھیلنا تھا --------

MAN E AZIZAM

LAST EPISODE (PART 1)

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

پتہ ہی نہیں چلا وقت پر لگا کر اتنی تیزی سے گزرا تھا آج چھ مہینے ہوگئے تھے اس دشمنِ جان کو دیکھے اسکا دیدار کیئے ہوئے ------

وہ اسٹڈی کر رہی تھی ۔ ضوریز نے بھی اسے ساری فرسٹ ائیر میڈیکل کی بوکس لا دیں تھیں جنکی مدد لیتی اسنے یہاں بھی اسٹڈی اسٹارٹ کردی تھی بلکہ اب تو پیپر بھی دے چکی تھی اور اسکا دوسرا سمسٹر بھی اسٹارٹ ہوچکا تھا جسکی اسٹڈی کرنے کے درمیان بار بار اس دشمنِ جان کی سوچ اسکا برا حال کر دے رہی تھی --------

بار بار آنکھوں کے سامنے اسکے ساتھ وہ حسین بیتائے لمحے گزرنے لگے تھے -------

کہاں ہیں آپ وجی ؟ "وہ سرگوشی کر خود سے مخاطب ہوئی ی کہ چہرے کے خدوخال" میں سرخی نمایاں ہوئی ی -------

For more novels visit our website
www.urdupdfnovel.com

اسکے نام میں عجب کشش تھی کہ اسکا دل عجیب طریقے سے گدگُدانے لگا تھا یکدم ایسا لگا کہ وہ اس دشمنِ جان کے پیار بھرے تنگ حصار میں قید ہو -------

ایکدم اسنے اپنی سوچ پر جھرجھری لی تھی اور اسکے انچھائے کھول سے خود کو کھینچ کر نکالتے بلائے آخر اسٹڈی سے اکتاتی کتابیں سمٹتی سائیڈ پر رکھتی باتھ روم میں بند ہوگئی یں -------

باہر نکل پھر بالوں کو بینڈ سے آزاد کرواتی برش کرنے لگی -------

نجانے کیوں اسکی سہمی سہمی سی نظریں کھڑکی کی جانب اٹھ رہی تھی ۔ اسے کچھ محسوس ہوا تھا جیسے وہاں گیلری میں کوئی ی ہے لیکن جونہی وہم سمجھ اپنا سر جھٹک گ ئی

"ماشاءاللہ میرے بھائی ی آرمی میجر بن گئے کتنے پیارے لگ رہے تھے نا اس دن ۔" ضوریز چیف کے بلانے پر یونیفارم میں نک سک سا تیار ہوکر گیا تھا تو اس دن مہمل پر

یہ راز کھلا تھا کہ وہ آرمی آفسر بن چکا ہے جسے دیکھ وہ بے انتہا خوش ہوئی ی تھی

اور بھائی ی بھابھی کی جوڑی بلکل چاند سورج کی جوڑی ہے اللہ نظر بد سے بچائے میرے بھائی ی بھابھی کو ۔"وہ مزید دل ہی دل میں سوچتی مسکرائی ی --------

مہمل کو اپنے بھائی ی کی زندگی میں اچانک سے ہوئی ی دھماکے دار رائی مہ کی انٹری پر تھوڑی حیرت بھی تھی مگر ساتھ خوشی بھی -------

اسے رائی مہ اپنی بھابھی کے طور پر بہت پسند آئی ی تھی اور اب تو ان دونوں میں اتنی اچھی دوستی ہوگ ئی یں تھی کہ بلا جھجک وہ دونوں نند بھابھی ایک دوسرے سے اچھی بری ہر قسم کی بات چیت کرلیتی تھیں -------

رائی مہ نے بھی ویسے اپنے بھابھی ہونے کا پورا پورا حق ادا کیا تھا جیسا اسکا بھائی ی اسے ایک پرنسسز کی طرح ہی ٹریٹ کرتا تھا بھابھی بھی ہوبہو اسے نند نہیں بلکہ بہنوں کی طرح اسکا خیال رکھتی تھی -------

مہمل کو ہی صرف رائی مہ نہیں رائی مہ کو بھی مہمل بہت پیاری تھی -------

ضوریز کی تو اپنی ان دونوں جان سے پیاری ہستیوں میں جان بستی تھی گھر کی رونق جو تھیں وہ دونوں اور پھر اب تیسری یا تیسرے جان سے پیاری یا پیارے ہستیوں کا اضافہ ہونے جارہا تھا ان سبکی زندگیوں میں -------

رائی مہ کے خوشخبری تھی اور ڈاکٹر نے رائی مہ کو خاص ہدایت کرتے الٹراساؤنڈ کے دوران ٹوئی نز کا بتایا تھا جس پر وہ بہت خوش ہوئی ی تھی مقابل ضوریز صاحب کے تو اس خبر پر زمین پر پاؤں ہی نہیں ٹک رہے تھے وہ بھی بے انتہا خوش ہوا تھا جسکی خوشی کا کوئی ی ٹھکانہ ہی نہیں تھا -------

مہمل اور ضوریز تو رائی مہ کو ہر وقت اب ہاتھ کا چھالا بناکر رکھتے تھے اسکے اٹھتے بیٹھتے لاڈ اٹھاتے تھے اسے ہیلدی چیزیں کھلانا پیلانا اسکی ہر ضرورت کا پل پل خیال رکھانا سب سے زیادہ اسکا خود کا خیال رکھنا ------

رائی مہ تو یہ سب دیکھ اپنے نصیب پر اس رب کا شکر ادا کرتی نا تھکتی تھی جسنے اتنی محبت کرنے والا شوہر اور اس قدر پیاری نند دی تھی --------

وہ پنک کلر کی کرتی سفید ٹراؤ زر میں سلکی لانبے بال پشت پر بکھری وہ کسی کی گہری نظروں کی ذد میں تھی --------

مہمل کی نظر بیڈ پر دراز اس لاپروہ شخص پر نہیں گ ئی تھی جو سینے میں دونوں بازؤ ں سے کشن بھینچے اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا --------

مہمل چہرے پر سے بال ہٹا کر کان کے پیچھے اڑستی دروازہ بند کرنے کے غرض سے اگے بڑھتی دروازہ بند کر کے مڑی تو بیڈ پر نظر پڑتے بے ساختہ دروازے کے ساتھ لگی

آ۔آ۔آپپ ۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ صرف بڑبڑاہی سکی اسکی پرتپش نظریں خود پر محسوس کرتی" دروازہ کا لاک کھولنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی ی کا بیٹا سو جاؤ بہت دیر ہوگ ئی ہے شاباش۔ "مہمل جو لاک کھول کر وہاں" سے بھاگنے والی تھی کہ پیچھے سے آتی ضوریز کی آواز پر اسکی رنگت سفید پڑھ گ ئی

اسنے گھبرا کر سامنے دیکھا جہاں وہ بیڈ پر آرام سے سونے کی تیاری کر رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز کچھ دیر پہلے ہی اسے سونے کی ہدایات کرکے گیا تھا لیکن دوبارہ یہاں کسی کام سے آیا کہ اسکے کمرے کی لائی ٹ روشن دیکھ اسے ایک بار پھر ہدایات کرتے دروازہ ناک کرتے کہا کہ مہمل کرنٹ کھاکر دروازے سے دور ہوئی ی --------

وجدان بڑے مزے سے اسکی حالت انجوائے کر رہا تھا جو اپنی سانس درست کرنے کی سہی کررہی تھی ۔ وہ بیچاری تو اندر باہر بری طرح سے پھنسی تھی --------

جج ۔ جی بھائی ی میں بس سو ہی رہی تھی ۔ "وہ بہت ہمت جماکرکے بولی پھر بھی" نجانے کیوں لہجہ لڑکڑا گیا --------

میرا بیٹا آر یو اوکے ۔ "ضوریز نے اسکے گھبراکے جواب دینے کو نائس کرکے بولا"

جج ۔ جی بھائی ی مم ۔ میں ٹھیک ہوں اور سو رہی ہوں بس۔ "مہمل نے جلدی" جلدی کہا مزید اس لاپروہ شخص کی ڈھٹائی ی جسنے ضوریز کو یقین دلانے کے لیئے روم کی لائی ٹ آف کردی --------

ایک تو رات کے اس وقت بھی اس سالے کو سکون نہیں ہے۔"بیڈ پر لیٹا وہ سوچتا" اپنا سر جھٹک گیا --------

اوکے شبہ بخیر مائی ی پرنسز ۔ "لائی ٹ آف دیکھ کر ضوریر پرسکون ہوتا اپنے روم کی" جانب بڑھ گیا --------

اندھیرے کمرے میں وہ بت بنی ایک ہی جگہ کھڑی شدید گبھرائی ی ہوئی ی تھی

مہمل کو اسکا اسطرح اپنے بھائی ی کی موجودگی میں چوری چھپے یہاں آنا کچھ عجیب سا لگا تھا مگر وہ اپنی ناپسندگی کا اظہار کرتی تو ضرور وہ اکڑو شخص کچھ الٹا سیدھا کر بیٹھتا ------

اسکے موڈ کا پتہ بھی تو نہیں تھا کب مشرق ہے کب مغرب ۔۔۔۔۔۔ اسلیئے وہی جم کر کھڑی رہی جیسے نہ ہلنے کی قسم کھائی ہی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تو اسکے پیر بھی بری طرح سے درد کرنے لگے تھے ۔۔۔۔۔ مگر یہاں فکر کسے تھی ۔۔۔۔۔ بیڈ پر لیٹا شخص تو جیسے یہاں سونے ہی آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ اسنے سوچتے اپنے لب کاٹے ۔۔۔۔۔۔۔

ایک تو اسکا ڈوپٹہ پاس نہیں تھا اس لیئے مزید نروس ہورہی تھی اوپر سے کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہوا سے اسکے کھلے بال بار بار اسے چہرے پر بکھر رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا ساری رات شاید وہی کھڑے رہ کر گزرانے کا ارداہ تھا مگر سامنے والا کا نہیں تبھی اچانک کمرہ روشن ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمل نے اپنی میچی آنکھیں کھول اور گردن گھما کر دیکھا جسکی نظریں اسی پر ٹکی تھی اور ہاتھ لائٹ کے آن آف سوئیچ بٹن پر ۔۔۔۔۔۔۔

اسکے دیکھنے پر لائٹ روشن ہوئی ی اور پھر بار بار بند اور روشن ہوئی ی کہ مہمل کی آنکھیں پوری طرح سے پھیل گ ئی یں --------

اسکی حرکت پر شدید خوف سے اسکے ہاتھ پاؤ ں کانپ گئے کہ اگر بھائی ی ایک بار پھر آگئے تو ------ یہ سوچتے اسکے جسم میں سرد لہر دوڑی -------

آ۔ آپ وجی یہ کیا کر رہے ہیں ؟ پاگل ہوگئے ہیں کیا؟ "یکدم اسکی جان حلق تلے آئی ی اور بھاگ کر اس تک پہنچی اور اسکا ہاتھ ہٹا کر لائٹ آف کی -------

ہاں پاگل تو ہوگیا ہوں کوئی ی شک "!اسکی بات پر مہمل نے گھوری ڈالی کہ اچانک" اسنے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے اوپر گرالیا ------ وہ آنکھیں میچیں چیخ کا گلہ گھونٹ گ ئی

ا۔ایسے کون آتا ہے ؟ "لڑکڑاتے لہجے میں بولی البتہ غصے سے اسکی ناک سرخ"
ہوگ ئی ۔۔۔۔۔۔ یقینا وہ کھڑکی سے آیا تھا شاید تبھی کھڑکی کھلی ہوئی ی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بتادیں مسسز اور کیسے آتے ہیں اگلی بار اسی طرح آجائے گے ۔ "اپنے چہرے پر"
بکھرے اسکے ریشمی آبشار ہٹاتے سینے میں چُھپے اسکے چہرے کو اونچا کیا ۔۔۔۔۔۔۔

وج ۔ وجی !!مطلب آپ پھر آئی ینگے ؟ "وہ پھڑ پھڑا کر رہ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

آف کورس مائی ی ڈارلنگ !ڈھنکے کی چوٹ پر سالے صاحب کے چنگل سے اپنی بیوی
چُرانے ۔ "اسکے نازک وجود کو اپنے برابر بازو پر ڈال کر آہستہ سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمل نے بے ساختہ اپنے دل پر ہاتھ رکھا جو پسلیاں تھوڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

یعنی آپ نے بھائی ی سے بات کرلی ہے ۔ "اسکی آگ کی مانند سانسیں اپنے چہرے" پر محسوس کرتی وہ گھبراتی بولی --------

"یس مائی ی گرل "!ویسے ہو تم چھوٹی سی لیکن باتیں میرا ضبط آزمانے والی کرتی ہو۔" وہ اسکی سابقہ تمام الوادعی باتیں سوچتے بولا تو مہمل کی دھڑکنیں اچانک سے تیز ہوگ ئی یں --------

کب کیسے ؟ "اسنے اپنے لب کاٹتے بے چینی اور گھبراہٹ کی ملی جلی کیفیت لیئے پوچھا" --------

اسکے پوچھنے پر وجدان کے لبوں پر ہلکا سا تبسم چھایا اور آنکھوں کے پردے پر ضوریز سے کی گ ئی ملاقات کسی فلم کی طرح چلنے لگی --------

تو میں اس ملاقات کی وجہ کیا سمجھوں کہ آپ مان گئے ہیں؟"جب سے رائی مہ امید" سے تھی تبھی سے ہر ہفتے یا دو ہفتے بعد ضوریز ہاسپٹل میں رائی مہ کا چیک آپ کروانے

کے لیئے آتا تھا اور آج بھی آیا تھا کہ وجدان نیچے بچوں کے وارڈ میں چکر لگانے جارہا تھا کہ اس سے ملاقات ہوگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسنے اسے اپنے کیبن میں بیٹھنے کو کہا تھا ۔۔۔۔۔ رائی مہ تو ابھی لیڈی ڈاکٹر سے چیک آپ ہی کروا رہی تھی۔۔۔۔۔وہ اکیلا ہی تھا اسلیئے چلتا وجدان کے کیبن میں جا بیٹھا تھا جبکہ وہ خود نیچے چکر لگانے چلا گیا تھا اور اب یہاں آتا اپنی کرسی سنبھالتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہوگ ئی کہ میں مان گیا ہوں؟"اسنے بے تاثر چہرے سے" سوال کیا ۔۔۔۔۔۔ وجدان مسکرا دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ماننا تو پڑے گا تبھی تو آپ اپنی لاڈلی بہن میرے نام کرے گے ۔ "وہ فل ڈھٹائی ی" سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔

اور اگر نہ مانو تو ؟ "ضوریز بھی اسی کے انداز میں دوبدو بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

نا مانیں کوئی ی بات نہیں !وہ تو ہے ہی ہر صورت میری۔"ضوریز تو یہ سنتا غصے" سے مٹھیاں بھینچتا کلس کر رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز نے اسے دو منٹ زیرک نگاہوں سے ایسے ہی دیکھا پھر جیب سے ایک آلہ نکال کر ٹیبل پر اسکے سامنے رکھ دیا ۔۔۔۔۔۔ جو چھپے کیمرے، چھپی کرائی مز ڈیوائی سسز ، منی چیپ یا چھپے بمب ڈسپازل ڈھونڈنے کے لیئے استعمال کیا جاتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ !بڑی کام کی چیز ہے یہ ویسے ۔ "وہ مسکرا رہا تھا ضوریز دیکھ کر رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔"

تو یعنی تم جانتے ہو یہ کیوں اور کس لیئے استعمال ہوتا ہے ؟ "ضوریز اپنی آئی برو اچکاتا" طنزیہ بولا ۔۔۔۔۔۔۔

ہاں "!وہ ٹھوس لہجے میں ضوریز کو دیکھتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔"

دو چہرے دو پہچان لیئے گھومتے تمہاری یہ گردن نہیں دُکھتی ؟"وہ کافی دیر خاموشی کے بعد بولا تو وجدان بغیر شرمندہ ہوئے ڈھیٹ بن کر ہنسا --------

نہیں ایک چہرہ ایک پہچان میرے ماں باپ کا فخر ہے تو دوسرا چہرہ دوسری پہچان میرا فخر ہے ۔ "وہ بولا تو ضوریز نے اسے غصے سے گھورا لیکن پھر قدرے چونکا تو یعنی اسکا شک صحیح درست ثابت ہونے جارہا تھا -------

تمنے کوئی ڈیوائس یا چپ کہیں میرے گھر ------"اسکا اشارہ مہمل کے ساتھ ہونے یا اسکے روم کی طرف تھا --------

ہاہاہاہا------ "وجدان کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا --------"

تم پاگل ہو ؟ "ضوریز اسے دیکھ اپنا سر ہلاتا رہ گیا -------"

نہیں پوزسیو ہوں اپنی بیوی کے لیئے۔"وہ مسکراتا بولا ضوریز ایک نظر اسے دیکھتے" چپ ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔

میرے خیال میں آپکو مان جانا چاہیئے کیونکہ چراغ لیکر بھی ڈھونڈیں گے تو میرے جیسا" پرفیکٹ بہنوئی ی نہیں ملے گا اور پھر میں تو آپکی بہن پر جان چھڑکتا ہوں۔ "وہ شرارت سے بولا کہ ضوریز اسکی آخری بات پر اسے گھوری سے نوازتا رہ گیا لیکن پھر ہلکا سا مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے میری اس رشتے کے لیئے ہاں ہے لیکن اگر میری بہن راضی ہوئی ی تو۔" وہ کہتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔

ہوجائے گی وہ بھی ہوجائے گی راضی نہیں ہوئی ی تو اٹھالوں گا۔۔۔۔ "وہ بھی سوچتا" کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔

چلیں سالے صاحب گلے لگالیں اب تو ۔ "وہ ٹیبل کی طرف سے گھمتا اسکے مقابل آتا" بولا ۔۔۔۔۔۔۔

اگر میری بہن کو ذرا بھی تکلیف ملی تو اسکا انجام تم جانتے ہو بہت برا ہوگا ۔ "ضوریز" اسے گلے لگا کر بولا تو وجدان دل میں اپنی بے بی کو یاد کر مسکرا دیا ۔۔۔۔۔۔۔

چلتا ہوں میں اب۔ "ضوریز اس سے الگ ہوکر بولا اور جانے کے لیئے پلٹا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

سالے صاحب ایڈریس تو دیتے جائیں گھر کا۔ "وہ پیچھے سے ہانک لگاتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔"

کیوں جو ڈیوائس یا چپ تمنے ۔۔۔۔۔۔۔ کیا اس سے ابھی تک معلوم نہیں ہوا گھر کا ایڈریس ؟"ضوریز اسکے جانب پلٹتا چبا چبا کر بولا ۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز کے بولنے پر وہ یکدم لب دبا کر مسکراہٹ روک گیا ۔۔۔۔ جو ضوریز کی نظروں سے چھپا نا رہ سکا کہ وہ مڑتا پھر اپنے لمبے ڈگ بھرتا اسکے آفس کیبن سے باہر نکل گیا

۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے وجدان کا روکا قہقہ پڑا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

فائی نلی کنگ کو اسکی کوئی ن مل ہی گ ئی ۔۔۔۔۔ "سوچتا دوبارہ اپنی چ ئیر پر جا بیٹھا" اور اپنی آنکھیں موندلی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں سچ تھا وہ چاہتا تو مہمل کے جانے کے دوسرے دن ہی اسے اپنے پاس لے آتا لیکن اسنے جان بوجھ کر اسے وہاں چھوڑا ہوا تھا وجہ وہ نابالغ کا ٹیگ ہٹانا چاہتا تھا مہمل پر سے اور وہ تبھی ہٹ سکتا تھا جب وہ اٹھارہ کی ہوتی اور اب وہ اٹھارہ کی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کب کیسے چھوڑو مائی ی لے بی ۔۔۔۔۔۔۔ جسٹ اونلی ون منتھ ۔۔۔۔۔۔ اسکے بعد تم" میری ۔۔۔۔ "دونوں کے اوپر لحاف ڈالکر اسکے گرد حصار قائم کیا کہ وہ بس بے بسی سے کسمسا کر رہ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آ۔ آپ جائیں پپ ۔ پلیز۔۔۔۔۔"وہ پہلے بھی اسکے سینے پر سر رکھ کر سوئی ی تھی" پر آج اسکا پورا بدن لرز رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

شش"!!۔۔۔۔۔ اسکے لبوں پر انگلی رکھ کر اسکی مزید بولتی کو بند کردیا اور اسے قریب" کرکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

آ۔ آپ بہت برے ہیں جائیں اپنی مانگ شانگ کے پاس ۔۔۔۔۔"مہمل اسکی ہٹ" ڈھرمی دیکھ کر اسکے سینے پر ہلکا سا مکا مار کر رہ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرایا مگر پھر ٹھٹکا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک کہا ۔۔۔۔ میں بہت برا ہوں ۔۔۔۔ اسپشلی فار یو "!بٹ ٹیل می مائی ی"
ڈارلنگ یہ مانگ شانگ والی کیا بکواس ہے ؟ "اپنا دہکتا لمس اسکی گردن پر چھوڑتا سرگوشی
نما بولا ۔۔۔۔۔ مہمل ڈر سے اسکے سینے میں سمٹ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بولوں ڈارلنگ "!یہ مانگ شانگ یہ سب کیا ہے ؟"اسکے گالوں کی سرخی پر انگلی"
پھیرتے پھر پوچھا تو وہ آنکھیں میچ کر سانس روک گ ئی پر اس بار اسکا یہ عمل مقابل کو
متاثر نا کرسکا ۔۔۔۔۔۔۔

!وہ ۔ وہ آ۔ آپکی ماما نے کہا تھا آ۔ آپ کی مانگ کے بارے مم ۔ میں ۔۔۔۔۔۔ شش"
ساری باتیں جھوٹ ہیں ۔۔۔۔ تمیں اگر کچھ پوچھنا ہی ہے تو اپنے بارے میں پوچھوں
نا مجھ سے ۔۔۔۔ باقی کسی چیز پر دھیان مت دو ۔۔۔۔ "وہ سمجھ چکا تھا یہ محیض
ایک غلط فہمی ہے جو اسکی مام کے ساتھ ساتھ اب اسے بھی ہوچکی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور یہ آ۔ آپکے دو دو نام کیوں ہیں وجدان پھر زید بھی ؟"اپنی انگلیوں پر گنتے اسے دیکھ" مزید بولی جبکہ دل میں اسکی مانگ شانگ کو لیکر اسکے کنفارم کرنے پر ٹھنڈک اتری تھی

وجدان مام کو پسند تھا جبکہ زید ڈیڈ کو تو میں ٹھہرا ان دونوں کی ایکلوتی اولاد تو ظاہر سے" بات ہے پیار بھی ڈھیر سارا ملا مجھے اسلیئے دونوں نے اپنے اپنے سلیکٹ کیئے ہوئے نام جوڑ کر مجھے ایک نام دیا وجدان زید اور حمدانی میرا سر نیم ۔"وہ کہتا اسکے کچلے سرخ لبوں کو فوکس میں لیکر ان پر اپنا لمس چھوڑنے لگا ساتھ اسے زور سے سینے میں بھینچ لیا

بے بی ہزار بار سوال پوچھوں گی ہزاروں بار جواب دوں گا کیونکہ وجدان زید حمدانی" صرف اپنی بیوی کو ہر بات کے لیئے جواب دہ ہے اور کسی کو نہیں۔ "تبسم کے ساتھ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا مسکرایا -------

جبکہ مہمل تو اپنی سانسیں درست کرتی یہ سوچنے لگی کہ اسکا انتخاب غلط نہیں ہے ---- وہ ایک بہت پیارا شخص ہے ---------

میرا پپی ہے میرا گڈا پیارا لے بی کیسا ہے ؟"اسے اپنے ڈوگی کی یاد آئی ی تو اسکے سینے" سے سر اٹھاتی جلدی سے بولی -------

میرے ہاتھوں قتل ہوجائے گا اسکا ہمارے بیچ میں ------ میں کسی تیسرے کو یا" کسی تیسرے کا زکر برادشت نہیں کرسکتا پھر چاہے وہ جانور ہو ؟ اور یہ میں پہلے بھی تم سے کہہ چکا ہوں ------- لے بی لہذا سمجھ نہیں آتی تمہیں ایک بار کی بات ؟ "مہمل اسکے اتنے سخت رد عمل پر گھبراتی دوبارہ اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گ ئی -------

وہ ہلکی ہلکی کانپ رہی تھی کہ وجدان نے پیار سے اسکی کمر سہلاتے اسے مزید قریب کرلیا ---------

آ۔ آپ بہت برے ہیں ۔"وہ کہتی اسکی شرٹ سے سوں سوں کرتی اپنی ناک رگڑتی" آنکھیں موند گ ئی -------

شش ۔۔۔۔ وائے یو کرائی نگ ؟"اسنے تبسم کے ساتھ سوال کیا کہ مہمل گھبرا کر نفی" کرنے لگی کہیں اور کچھ کہنا بھی مبادا کو برا نا لگ جائے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا میں برا ہوں ؟"اسنے پھر چہرے پر وہی تبسم لیئے سوال کیا ۔۔۔۔۔۔۔"

ہاں۔۔۔۔۔"!!اسکے بولنے پر وہ بھی جلدی سے نروٹے پن سے بول گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔"

ہمم۔۔۔۔۔ "!!ایک لمبا سانس کھینچتے کچھ دیر سوچتے اسکی گردن اور پیٹ پر گدگدُانا" شروع کردیا کہ مہمل کا ہنس ہنس کر برا حال ہوگیا چہرہ خون چھلکانے جیسا جبکہ آنکھوں میں پانی امڈ آیا اسکے ہنسنے پر وجدان بھی ہنس دیا کہ اسکے ہنسنے پر جلدی سے مہمل نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا ۔۔۔۔۔۔۔

کک ۔ کیا کر رہے ہیں بھائی ی آجائے گے ۔"ہاتھ منہ سے ہٹا کر گال پر رکھا تو اسے" احساس ہوا کہ پہلے کی نسبت اسکی داڑھی کافی بڑھ گ ئی تھی ۔۔۔۔۔۔ وجدان نے مسکرا کر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا ۔۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں بس اپنی ایک عدت کیوٹ بیوی کو منارہا تھا ۔"وہ معنی خیزی سے گویا ہوا کہ"
وہ سٹپٹا گ ئی -------

اب آپ جائی یں۔"وہ منت بھرے لہجے میں بولی -------"

نہیں میں نہیں جاؤ ں گا۔"وہ ضدی لہجے میں کہتا ایک بازو اسکے سر کے نیچے دوسرا"
اسکے گرد حائی ل کرتا اسکا ہاتھ اپنے بالوں میں ڈال دیا -------

مہمل نے اسکے انداز پر اپنی آنکھیں پھیلائی یں ------- آج تو اسکا ہر روپ ہی نرالا تھا

سوجاؤ ----- تمہارے جانے کے بعد میں بھی نہیں سویا ---- لیکن آج سونا چاہتا"
ہوں ۔"اسکی گھمبیر آواز پر مہمل مسکرادی -------

کہیں درد تو نہیں ہو رہا نا ؟"وہ اسے بیڈ سے اٹھاتا پیچھے بیک پر تکیہ لگاتا فخرمند لہجے " میں بولا --------

نہیں ٹھیک ہوں میں ----- تم نے تو مجھے ک ئی یر کرنے کے معاملے میں دو سال" کا بچہ بناکر رکھ دیا ہے ۔ "وہ بے زار سی ہوکر سامنے بیٹھے آغر کو دیکھ بولی جسکا جب سے آپریشن ہوا تھا اس دن سے اسنے اسے ہاتھ کا چھالا بناکر رکھا ہوا تھا ہاں بس ابرار کی موجودگی میں وہ ذرا پھر بھی صبر کرتا یہاں آنے سے گریز کرتا تھا لیکن اب تو کچھ دنوں سے وہ بھی اسنے احتیاط برتنی چھوڑ دی تھی جیسے اسے کوئی ی فکر ہی نہ ہو --------

آپریشن کے بعد سے اب تو اللہ کے کرم سے اسکے پیروں میں کافی حد تک بہتری آئی ی تھی جسکے باعث پوری طریقے سے نا سہی لیکن اب بے ساکی کے سہارے وہ چل پھر سکتی تھی ----- جسے دوبارہ اپنے پیروں پر چلتے دیکھ ابرار کا تو خوشی کا کوئی ی ٹکانہ ہی نہیں رہا تھا اسکے ساتھ ساتھ گھر کے ہر ایک فرد کا بھی یہی حال تھا اور آغر وہ تو شاید لفظوں میں اپنے احساسات بیان نہ کرپاتا تھا ------ لیکن گل کو لیکر اسکے ہر عمل سے جھلکتا تھا کہ وہ کس قدر خوش ہے --------

گل کو ایک مہنے بعد ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق آؤ ٹ آف کنٹری جاکر فسزیو تھراپی بھی کروانی تھی ۔۔۔۔۔ جس کے سلسلے میں ابرار نے کچھ دن بعد اسکا اپنا اور کنزیش کا پاسپورٹ بننے کے لیئے دینا تھا ۔۔۔۔۔۔ اسلیئے کہ وقت سے پہلے سارے لیگل کام پورے ہوجائیں تو انہیں جانیں میں کوئی می مس ئی لہ درپیش نا آئے ۔۔۔۔۔۔

رویا نا کریں یہاں سانسیں اٹک جاتی ہیں میری ۔"اسکی گود میں اپنی ماں کی تصویر اور" اسے دی گ ئی گفٹ مالا کو نہارتے چہرے کو نم دیکھ وہ پیار سے بولتا اسکے بلکل برابر میں بیٹھتا اسکا سر اپنے کندھے پر رکھتا اسکا ایک ہاتھ اپنے دل پر رکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

یاد آتی انکی شدت سے دل کرتا ہے آنکھیں بند کروں اور کھولوں تو امی بلکل میرے" سامنے بیٹھی ہو۔ "وہ ہچکیوں سے روتی بولی ۔۔۔۔۔ آغر نے بنا کچھ کہے اسکے بہتے موتیوں کو اپنے لبوں سے چنتے اسے قریب کرتے سینے میں بھینچ لیا ۔۔۔۔۔۔۔

ہیلو خبیث !کیا بھابھی صاحبہ نے کمرے سے نکل دیا ہے جو بھٹکی روح کی طرح" رات کے اس پہر فون پر ٹپک پڑا ہے ؟ "آغر کا موبائل رنگ ہوا تو گل کو چھوڑ باہر آیا اور اسکرین پر چمکتا نمبر نام دیکھ کال رسیو کرتا جو شروع ہوا کہ فون کے پیچھے مقابل اسکی باتوں پر اپنی ہنسی کنٹرول کرتا رہ گیا -------

بس کر زلیل انسان ایک تو تیری مدد کی ہے میں نے یہ بتانے کے لیئے کال کی" ----- لیکن تجھے عزت ہی راز نہیں ہے ---- بھاڑ میں جا -----"مقابل نے دانت کچاتے مسنوعی غصے سے کہا اور فون رکھنے لگا -------

ابے روک جا منحوس میرے باپ فون مت رکھ اور بتا کیسی مدد کی ہے تونے میری" -----؟"وہ جلدی سے بولا -------

آہاں ہاں ایسے نہیں تمیز سے ------ بول ازمیر صاحب بتائیں آپ نے کیسی مدد" کی ہے میری ؟"وہ اپنی امڈتی ہنسی دباتا سریس انداز میں بولا ----- جبکہ اندر سے تو کمینی سے خوشی ہورہی تھی ------

سالہ کمینہ ۔۔۔۔۔ "آخر دل ہی دل میں دانت کچاتا بڑبڑایا ۔۔۔۔۔۔"

ازمیر صاحب بولیں کیسی اور کس قسم کی مدد کی ہے آپ نے میری ؟ "دل کیا اپنا سر پیٹ لے کب سے نخرے برادشت کر رہا تھا اسکے ۔۔۔۔۔۔۔

ڈیٹس پرفیکٹ ساؤنڈ میرے شہزادے !ہاں تو بات یہ ہے میں نے یہ مدد تیری بہت" پہلے ہی کردی تھی لیکن شاید سالے صاحب سے وہ مدد ہوسکتا ہے اسکیپ ہوگئی تھی مگر آج میں نے پھر کوشش کی ہے تیری پوری جی جان سے مدد کرسکوں اور اس بار تیرے مم ۔ موت کے فرشتے یعنی سالے سے وہ میری کی گئی مدد اسکیپ بھی نا ہو ۔"وہ سپاٹ لہجے میں بولتا آخر میں گڑبڑاتا بولا مگر جلد ہی خود کو کمپوز کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہیں ہیں کیا بولا تونے ؟ مدد اسکیپ ،موت کا فرشتہ، سالہ کک ۔کیا ہے یہ سب" ؟"اسے جیسے گڑبڑ کی بو آنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔

ارے کچھ نہیں شہزادے اب دیکھنا جب سے تیری بھابھی میری لائف کا حصہ بنی ہے تو زندگی میں ہریالی آگ ئی ہے ---- اسلیئے میں نے سوچا میرے دوست کی بلیک ان وائٹ بنا پکچر کی بے رنگ زندگی بھی رنگین مہکتے پھولوں کی طرح مہک اٹھے ۔"وہ منمنایا -------

وہ کیسے ؟"اسنے دلچسپی سے آنکھیں چھوٹی کر کے کہا -------"

میرے بھائی ی کیسے ویسے کو چھوڑ ----- بس سمجھ تو مجھے دعائیں دیگا ----- تجھے فخر ہوگا میرا جیسا نیک انسان تیری زندگی میں موجود ہے ----- اچھا چل اب میں رکھتا ہوں فون اللہ نگہبان ----- "وہ جلدی جلدی کہتا فون رکھ گیا جبکہ آغر اسکی بنا سر پیر والی باتوں پر ارے ارے کرتا رہ گیا ------ مگر مقابل نے بھی فون بند کر کے ساتھ سوئی چ آف کردیا -------

آغر نے دوبارہ ٹرائے کیا لیکن فون آف دیکھ اپنا سر ہلاتا رہ گیا ضرور دال میں کچھ کالا تھا یا دال ہی ساری کالی تھی ----- سوچتے اسنے موبائل جیب میں رکھا -------

آغررر ۔۔۔۔۔۔ "!!وہ ہال میں آتا دھاڑا کہ اسکی گرج دار دھاڑ پر آغر یہاں آتا چونکا"
سوئے ہوئے کنزیش کے ماموں مامی گھبراتے باہر آئے اور گل بھی اپنی بے ساکی کے
سہارے آہستہ آہستہ قدم لیتی چلتی بھکلائی ی سی وہاں آئی ی ۔۔۔۔۔۔۔

وہ وہاں آیا تو الجھی نظروں سے اسکے سرد تاثرات والے چہرے کو دیکھنے لگا ۔۔۔۔ اسے
کچھ برے ہونے کا خدشہ ہوا ۔۔۔۔۔ اسے اب سمجھ آرہا تھا مدد ، موت کا فرشتہ ، سالہ
اسکا یکدم گلہ خشک ہوا ۔۔۔۔۔۔

یا۔ یار وہ۔وہ ۔۔۔۔۔۔۔ وہ منمنایا ۔۔۔۔۔۔

کیا سمجھ رکھا تھا میری بہن لاوارث ہے ؟ کہ جو چاہے جیسا چاہے اس کے ساتھ"
سلوک کرسکتے ہو ؟ ہمت بھی کیسی ہوئی ی تمہاری آغر ۔۔۔۔ بولوں ؟؟"اسکے پاس پہنچا
اسکا گریبان جکھڑتا اسے نیچے پھینکتے وہ غرایا ۔۔۔۔۔۔۔

یا۔ یار ابرار ۔۔۔۔۔۔ اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا البتہ دل ہی دل میں ازمیر کو بھرپور گالیوں سے نواز رہا تھا جو جو اسے آتیں سب دے ڈالی ۔۔۔۔۔ وہ دوست نہیں دوست کے روپ میں سانپ تھا جسنے ایسی جگہ ڈنسا کہ ۔۔۔۔۔۔اگے بس وہ سوچ ہی سکا

۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا ۔۔۔۔ !یہ کک ۔ کیا کر رہے ہو ؟ "کنزیش کے ماموں مامی جلدی سے اسکی طرف" لپکے ۔۔۔۔۔ ہال میں تھوڑی دور کھڑی گل کا جسم تو یہ سب دیکھتے کانپ اٹھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

یہی کھڑے رہے رہیں آپ لوگ خبرادر جو اسکی طرف داری کی ۔۔۔۔"اسنے سرد برفیلے" لہجے میں کہتے انہیں باز رکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

گل کے تو بے آواز آنسوں بہنے لگے تھے ۔۔۔۔۔۔۔ اس دن کا تو ڈر تھا ۔۔۔۔۔ اور آج اسکا ڈر حقیقت کا روپ لیئے آنکھوں کے سامنے کھڑا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا سوچھ سمجھ کر تونے یہ کیا کہ میں مرگیا ہوں ---- میں یہاں نہیں زیادہ رہ پاتا تو"
کیا تم میرے پیٹھ پیچھے کچھ بھی کرنے کی طاقت رکھتے ہو ----- "وہ سنبھل کر اٹھا کہ
ایک زوردار مکا منہ پر پڑنے سے واپس لڑکڑاتا پیچھے کو گرا --------

اب صورتحال اس قدر بگڑ رہی تھی کہ وہاں موجود وجود سب آغر کی حالت پر افسوس
بھری نگاؤں سے دیکھ رہے تھے مگر بیچارے چاہا کر بھی کچھ نہیں کرسکتے تھے اسکے لیئے

بول کیسے جرات کی تونے میری بہن سے نکاح کرنے کی؟"اسکی خوفناک دھاڑ پر ایک"
پھر مکا جڑا کہ ابکی بار اسکا سر چکرا گیا ------- پوری حویلی میں یکدم وحشت سی چھا
گ ئی --------

دیکھ یار ابرار میری بات --------،،، اسنے ایک بار پھر بولنے کی کوشش کی -------

خاموش اور خبردار جو میرا یا میرے گھر کے فرد میں سے کسی کا نام بھی اپنے گندے" منہ سے باہر نکالا ۔۔۔۔ بھروسہ توڑا ہے تونے میرا ۔۔۔۔۔۔۔ مان غرور سب کچھ خاک کیا ہے تونے ۔۔۔۔۔۔ "ابرار کا لہجہ وحشتناک حد تک سرد تھا ۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے ماردے مجھے جان سے لیکن ایک بات سن لے میں نے کوئی ی گناہ نہیں" کیا اپنی محبت کو نکاح جیسے پاک بندھن میں بندھا ہے ۔"وہ سپاٹ لہجے میں سر جھکائے گویا ہوا جبکہ گل کا دل تو جیسے سینے کی چادر توڑ کر باہر آنے کو ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں مار ہی دینا چاہیئے تجھے ۔۔۔۔۔۔۔ تجھ جیسے غدار دوست کی میرے گھر یا میری زندگی" میں کوئی ی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔"وہ جھک کر اسکے کالر کو جکڑ کر کھینچتے اسے مقابل کھڑا کر اسکے منہ پر گرجا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں تو بول تو رہا ہوں مار دے ۔"وہ سر جھکا کر بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسنے سرخ لہو ہوتی اپنی آنکھوں سے اسکے جھکے سر کو دیکھا اور اسے ایک جھٹکے سے جھٹک کر دور پھینکتا پلٹا قدم اپنے کمرے کے جانب اٹھائے --------

اس منظر کی تاب نا لاتے ہر ایک وجود صدمے کی کیفیت میں گرا کھڑا جبکہ گل کی تو رنگت زرد پڑھ گ ئی تھی -------

دفتاً گل کی آنکھیں سامنے اٹھیں اور بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جوکہ سر اٹھائے اب اسکی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا ---------

جسکی آنکھوں میں جنون پاگل پن کیا کچھ نہیں تھا ایک پل کے لیئے اسکی روح لرز گ ئی وہ اس ایک پل میں سمجھ چکی تھی وہ ضدی انا پرست آدمی خود مر تو جاتا لیکن اسے کبھی نہیں چھوڑتا ---------

اسکے ارادے اس قدر اٹل دیکھ اب گل خوفزدہ ہوتی لرز چکی تھی --------

ابرار شہزادے نن ۔ نہیں ایسا مت کرو ۔ "وہ یکدم اسکی جاتے پشت دیکھ چیخی اور" منہ پر ہاتھ رکھ یکدم سسک اٹھی ۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی اندار وہ گن لینے جارہا تھا جس کا سوچ ہی اسکا دل پھٹنے کے در پر آگیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی نم آواز پر وہ ایڑی کے بل خونخوار تیور لیئے پلٹا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں نا کروں ایسا ۔۔۔۔۔ کیا اسنے آپکی مرضی کے خلاف نکاح نہیں کیا ؟ بولو کیا یہ" صیح ہے ؟"وہ غرا اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔

اسکے غرانے پر وہ اپنے ڈوپٹے سے نم آنکھیں صاف کرتی ہچکیاں دبانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں انہوں نے غلط کیا ہے لیکن اب یہ میرے شوہر میرے سر کا تاج ہے اور" شہزادے یقیناً تم ہرگز نہیں چاہوگے کہ تمہاری بہن کے سر کے سائے کو کچھ ہو ۔۔۔۔۔۔"اسنے بھیگی آواز میں سرجھکائے کہا جبکہ ایک عورت ہونے کے ناطے اوپر سے بھائی ی سے یہ سب کہنا اسے عجیب لگا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی بھیگی مترنم آواز میں "انہوں"لفظ پر آغر نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا کہ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا اتنی عزت اپنی بڑی بیوی کی جانب سے اپنے چھوٹے شوہر کے لیئے ---- وہ تو غش کھاتا رہ گیا تھا --------

مگر جونہی اسکے "انہوں "لفظ نے اسکے لبوں پر ایک گہری مسکراہٹ کی چھاپ چھوڑی تھی جبکہ ابرار تو اب سکتے کے عالم میں کھڑا تھا ---------

کنزیش کے ماموں مامی یہ سارا معاملہ سلجھتے دیکھ بنا کچھ کہے وہاں سے پلٹتے اپنے کمرے کے جانب بڑھ گئے تھے ------ لیکن ان سب میں یہاں کنزیش موجود نہیں تھی اور یہ اس ہوتے ہنگامے کی وجہ سے کسی نے نوٹس بھی نہیں کیا تھا کہ یہاں کنزیش موجود ہے بھی یا نہیں --------

ماحول میں اس وقت گہرے سکوت کے ساتھ چھاہی دل چیرتی خاموشی کو ابرار کے کمرے سے گلاس ٹوٹنے کی آواز نے توڑاکہ یکدم وہ ہوش میں آتا الرٹ ہوتا چونکا

اوو شیٹ۔۔۔"!!اپنے ماتھے کو مسلتا وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسے اس طرح دیکھ گل آغر شاکڈ ہوئے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھتے معاملہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگے تھے ۔۔۔۔۔۔

اسنے ابرار کی بے چینی کی وجہ جاننے اسکے تیز بھاگنے پر بے ساکی کے سہارے اگے بڑھنا چاہاکہ آغر اپنے مضبوط قدم اٹھاتا اسکے پاس پہنچا اور ایک جھٹکے میں اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا ۔۔۔۔۔۔

وہ تو اس افتاد پر بھوکلائی ی ہی گ ئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جانم انکا پرسنل میٹر بھی ہوسکتا ہے اور غلط بات ہے اسطرح رات کے پہر کسی کے" کمرے میں جانا ۔"گہری سرگوشی کر اسکے کان پر لب رکھے گل تو اسکی ساری بات خاموشی سے سنتی شرمندہ سی اپنے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اسکے سینے سے لگی رہی ۔۔۔۔۔۔۔۔ جس پر وہ اسے اسکی بے ساکی سمیت بانہوں میں اٹھائے روم کا رخ کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرار کمرے میں آیا دروازہ بند کر سامنے اسے دیکھا جو لمبے لمبے سانس لے رہی تھی ۔۔۔۔۔ اسے سانس نہیں آرہی تھی ۔۔۔۔۔ وہاں سے ہوتی نظر نیچے زمین پہ ٹوٹے بکھرے کانچ کے گلاس پر پڑی جو ہوسکتا ہے اسکے ہاتھ لگنے سے ٹوٹا تھا ۔۔۔۔۔۔

اسے جس بات کا خدشہ تھا وہی ہوا تھا لیپ ٹاپ پر چلتا وہ کلپ جسے دیکھ اسکی حالت غیر ہوئی ی تھی شاید ۔۔۔۔۔۔۔۔

میرا بچہ مائی ی وائی لڈ کیٹ !میں یہی ہوں کچھ نہیں ہے سب ٹھیک ہے ۔"وہ" سب کچھ اگنور کر چند قدموں کا منٹوں میں فاصلہ طے کر لیپ ٹاپ کو زور سے اسکے

سامنے سے اٹھاتا غصے سے پوری شدت سے زمین پر پٹکا اور کھینچ کر اسے خود سے لگاتا اسکی کمر سہلانے لگا ----------

اسے خود پر شدید غصہ آیا تھا وہ اپنے آفس کا لیپ ٹاپ آخر یہاں گھر کیوں لے آیا تھا اور اگر لے ہی آیا تھا تو اسے اس پر کام کرنے کی کیا ضرورت تھی ----- اس میں بہت کچھ ایسا تھا جسے کوئی ی بھی عام انسان دیکھ لے تو اسکی بھی اچھی خاصی حالت بری ہوجائے ------ اوپر سے وہ کلپ اسے ضائع کردینا چاہیئے تھا مگر بھول ہوگئی کہ وہ اس کلپ کو ضائع نا کرسکا تھا --------

جب ازمیر کا لیپ ٹاپ پر آیا پیغام پڑھا جو کچھ یوں تھا ---- میرے پیارے سالے ابرار کے نام میرے جانب یعنی آغر کی طرف سے جس پیغام کو سالے تک رسائی ی دینے میں میری مدد کی ہے میرے دل عزیز خیرخواہ دوست ازمیر ملک نے جن کا میں بہت شکر گزار ہوں ----- چلیں بہرحال میں اپنی بات پر آتا ہوں --------

تو میں اپنے پورے ہوش و حواس میں دیدہ دلیری سے یہ اعتراف کرتا ہوں کہ میرے سالے ادھے دماغ والے ابرار سکندر خانزدہ کی بہن کو میں اپنی زوجیت میں لے چکا

ہوں یعنی نکاح کرچکا ہوں --- جس نیک کام میں ابھی آپ تک میرا یہی پیغام پہنچانے والے ہمدرد شاندار دل عزیز دوست ازمیر اور کچھ مزید باہر کے دو چار لوگ شامل تھے ----- یہ نکاح بلکل گل سکندر خانزدہ کی مرضی کے خلاف ہوا ہے لیکن میں معصوم بھی کیا کرتا گل خانزدہ سے میں شدت عشق میں مبتلا ہوچکا ہوں ------ میں کیا کروں انکے علاوہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا حتیٰ کہ اپنا ادھے دماغ والا سالہ بھی نہیں ------

لہذا میرے پیغام کا اختتام ہونے کا وقت ہوا جاتا ہے تو میرے آخری کچھ الفاظوں پر غور فرمائیں میرے پیارے سالے صاحب ------

آج سے سالے صاحب آپکی بہن کی گلیاں میری ہوگئیں

آج سے سالے صاحب آپکی بہن کی ساری خوشیاں میری ہوگئیں

آج سے آپکی بہن کا بجلی کا بل میرا ہوگیا

😜آج سے میرے پن کوڈ کا نمبر آپکی بہن کا ہوگیا -----

تفصلی گانے کی لائنز کو تھوڑ جوڑ کر لکھ ساتھ میں ایک آنکھ دباتا ہوا ایموجی بھی تھا جس میں کمنگی کی حد کراس کی گئی تھی -------

جسے وہ پڑھ سلگتا غصے آپے سے باہر ہوتا ہاتھ کی مٹھیاں بھینچتا پیغام کو ریمو کر لیپ ٹاپ اوپن ہی چھوڑے غصے سے باہر نکلا تھا تو یقیناً پیچھے سے کنزیش نے کچھ فائلز ری اوپن کی تھیں جسکے باعث جانے انجانے میں اس سے وہ کلپ اوپن ہوا تھا ------ جس کا نتیجہ بہت بھیانک تھا ----- اسکی جان کی حالت کافی تشویش ناک ہوگئی تھی -------

اس ویڈیو میں موجود کنزیش کے بچپن میں جس آدمی نے اسے ڈرایا دھمکایا حتی کہ اسکے ساتھ زیادتی کرنے کی کوششیں کی جس عمل میں وہ کامیاب تو نہیں ہوسکا لیکن وہ کچھ سالوں پہلے اسکے ہتھے چڑھ گیا تھا----- بچوں کے ریپ، چوری چکاری، ڈرگز اسمگلنگ جیسے کیسس کے سلسلے میں -----جسکا اسنے وہ حشر کیا تھا کہ دیکھنے والے کی روح تک بلبلا اٹھے اور اسکی آنے والی سات نسلیں تک اسکے ظلم سے پناہیں مانگیں اتنی بے دردی سے اسنے اسکے ایک ایک اعزا کو کاٹ کر ٹکڑوں میں تقسیم کیا تھا ----- جس کی عبرت ناک سی سی ٹی وی فوٹج کا کلپ اسکے پاس موجود تھا --------

اپنی بیوی کی نازک حالت دیکھ اسکا دل کیا ایک بار پھر اس وحشی کے ٹکرے ٹکرے کردے ایسے تڑپا تڑپا کر مارے جیسے ابھی اسکی بیوی تڑپ رہی تھی --------

رار ---- وہ--- وہ اچھے نہیں ہیں گندے ہیں ----"وہ ڈر اور وحشت کے مارے" اسکے سینے میں چھپی جارہی تھی ------

شش---- میں پاس ہوں تمہارے ریلیکس "!کہتے بھوری سرخ آنکھ سے ایک کرب" بھرا آنسوں نکل کر کنزیش کے بکھرے بالوں میں جذب ہوگیا --------

رار مم ۔ مجھے چھپالوں وہ-- وہ اچھے نن ۔ نہیں -------- وہ ہذیانی ہوتی ہچکیوں سمیت مزید اسکے سینے میں چھپی -------

بس بس میرا بچہ ------ کیسے میرے بچے نے اتنا درد برداشت کرلیا -----؟"وہ ضبط" سے آنکھیں میچتا اسکے بالوں پر لب رکھ گیا -------

رار چھپالوں ناں پپ ۔ پلیز چھپالوں ۔۔۔۔وہ۔۔۔ وہ گندے ۔۔۔۔۔۔۔۔،،، وہ لرزتی" خوفزدہ سی یکدم بلند آواز میں اب روتی چیخ چلا رہی تھی کہ ابرار نے خود پر ضبط کے پہرے بیٹھائے اسکی نیم وا پاگلوں والی حالت کو محسوس کر زبردستی اسے اپنی بانہوں میں قید کر اسے بیڈ پر لیٹا دیا ۔۔۔۔۔۔۔

تت ۔ تم مجھے بہلا پھُسلہ کر کہیں چلے جاؤ گے بلکل پہلے کی طرح میں نے کہا ناں" مجھے چھپالوں ۔۔۔۔ "وہ تکیئے پر اپنا سر پٹکتی چلائی ی ۔۔۔۔۔۔۔کہ ابرار نے اسکے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنی ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسا کر بیڈ سے لگا دیئے پھر اسکے مسلسل پٹکتے سر کو دیکھا اور وہاں سے نظریں سرکتی اسکے کانپتے نازک ہونٹوں پر آئی یں اور وہ آہستہ سے جھک آیا اسکے چہرے پر ، اسکے سارے خوف وحشت کو قطرہ قطرہ کرکے پینے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

خوف سے چلاتی لرزتی کنزیش ساکت رہ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جب وہ اسکے چہرے پر جھکا اسکی پھولی سانسوں کو رفتہ رفتہ پینے لگا اور کنزیش اسکی انگلیوں پر اپنی پکڑ مضبوط کرتی آنکھیں میچے پڑی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

پپ ۔ پیچھے ہٹو جب دیکھوں موقع کا ایڈوانٹج اٹھاتے ہو تمہیں تو میں چھوڑوں گی نہیں"
۔"پھولی سانسوں کے ساتھ وہ اسکے حصار میں ہکلاتی بولی -------

ہائے مائی ی وائی یلڈ کیٹ میں تو چاہتا ہی یہی ہوں تم مجھے نا چھوڑوں۔"اسکے کان"
میں سرگوشی کرتے وہ اسکی گردن پر اپنے ہونٹوں سے مہر ثبت کرنے لگا -------

اسکا انداز ہی الگ تھا کہ وہ ایک سیکنڈ میں اپنی سہمی ڈری خوف سے لرزتی کنزیش کو اپنی
پہلے کی طرح ہنستی کھیلتی بہادر کنزیش میں تبدیل کر گیا تھا -------

وہ اب مسکراتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا --------

تم جانتی تھیں یہ حویلی کس کی ہے اس میں رہنے والے لوگوں کے بارے"
میں؟"اسکے ہونٹ کے دائیں جانب تل پر اپنے نرم گرم لب رکھ پوچھا --------

معلوم نہیں جانتی بھی تھی شاید یا جانکر بھی انجان بنتی تھی ہاں لیکن میں ان خاتوں" کو نہیں جانتی جنہیں تم والدہ کہہ رہے تھے ؟ مگر انکے بارے میں گل آپی نے بتایا مجھے اور تمہاری ماما کو تو میں پرسنلی جانتی ہوں ہاں لیکن انکا سن کر بھی بہت دکھ ہوا تھا ------"وہ سرگوشی میں بول رہی تھی ابرار اسکے بالوں میں منہ چھپائے سن رہا تھا

سورج کی پہلی کرن اسکے چہرے پر پڑی تو اسنے کسمسا کر کروٹ بدلی اور موندی موندی آنکھیں رگڑ کر کھولیں --------

اچانک رات کا منظر دماغ میں گھما تو اپنے دائیں جانب دیکھنے لگی جہاں برابر میں رکھے تکیئے پر سرخ گلاب کی کلی اسکی منتظر تھی ------ وہ ایکدم اٹھ بیٹھی -------

آپ چلے گئے ---- "بڑبڑاتی گلاب ناک کے قریب لاتی منہ بناگئی -------"

مگر تکیئے پر رکھی چٹ پر نظر پڑی تو اسے اٹھا کر پڑھنے لگی جسے پڑھتے اسکے گال گلال ہوگئے ۔۔۔۔۔ جیسے ابھی ان سے خون چلک پڑے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"Baby u r the most beautiful part of my life....."

پڑھتے وہ بے اختیاری میں پہلے گلاب پھر چٹ پر اپنے لب رکھ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ بلکل بھی اچھے نہیں ہیں ۔۔۔۔۔ "زبان چڑھاتی وہ کھلکھلا کر ہنسی اور چھلانگ مار کر بیڈ سے اتری ۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM🔥😍

LAST EPISODE (PART 2 final)

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧"❤️"✧✧✧✧✧

رسم حنا خوبصورتی سے ادا کی گ ئی -------

مہمل کے ساتھ باقی لڑکیوں رائی مہ ، کنزیش ، زرتشہ ، گُل ان سب کے خوبصورت ہاتھ سرخ رنگ میں رنگے ہوئے تھے -------

مہندی والی نے ان سب کے ہاتھوں پر خوبصورت ڈیزائن لگائی ی تھی ان سب کے شریک حیات کے نام سے -------

مہمل چونکہ دلہن تھی بھرے بھرے دونوں ہاتھوں کو مہندی کے خوبصورت بیل بوٹوں سے سجایا گیا تھا جس پر کافی گہرا رنگ پڑا تھا کہ وہ سبکی چھیڑ کھانی پر شرما جاتی

For more novels visit our website
www.urdupdfnovel.com

رسم حنا کے بعد پورے گھر میں میں چہکار تھی ------

ضوریز نے آغر کے ساتھ ابرار اور ازمیر کو بھی شادی پر مدعو کیا تھا جس کے باعث وہ سب اپنی اپنی فیملیوں کے ساتھ یہاں تھے --------

رسم حنا کی رسم گھر میں ہی چھوٹے مگر خوبصورت پیمانے پر کی گ ئی تھی ---------

گھر کے ہال میں عورتوں کی خوبصورت آواز میں شادی کے گیت گونج رہے تھے ساتھ ساری لڑکیاں لاؤنج میں ڈھولک بجاتی مدہم قہقہے لگاتی ہر طرف خوشیاں بکھیر رہی تھی

ہر طرف چہل پھیل تھی --------

برقی قمقوں پھولوں سے پورے فلیٹ کو خوبصورت سا سجایا گیا تھا -------

شہر کے مشہور میرج ہال کو بک کیا گیا تھا اور اس میں شادی اریج کی گ ئی تھی چونکہ رسم حنا چھوٹے پیمانے پر کی گ ئی تھی لیکن ضوریز چاہتا تھا برات کا فنکشن گرینڈ پیمانے پر ہو جس میں جو لوگ رہ گئے ہیں سبکی آمد ہو --------

ضوریز کے ساتھ ازمیر ، آغر ، ابرار سب شادی کی تیاری میں بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے تھے -------

رسم حنا کے فنکشن کے بعد سب نے اپنی اپنی بیویوں کو ضوریز کے گھر مہمل اور رائی مہ کے سنگ ہی چھوڑ دیا تھا کہ وہ سب ان حسین یادوں کو اکھٹا کر کچھ خوبصورت لمحات گزر سکیں اور مہمل بھی تھوڑی نروس ہورہی تھی لیکن ان سبکو وہاں رکتے دیکھ اسکی بھی نروسنس آہستہ آہستہ ختم ہوگ ئی تھی اور اسی ایک دن میں ان ساری لڑکیوں کی بہت اچھی دوستی ہوچکی تھی ان سب نے پوری پوری رت جگہ کیا تھا اور پھر سب نماز وغیرہ پڑھ کر صبح کے چھ بجے سوئے تھے -------

میں کیسی لگ رہی ہوں ؟ "آئی مینے کے سامنے سے ہٹ کر رائمہ مہمل کے"
سامنے آئی ی -------

مہرون لباس میں ماتھے پر مانگ ٹکا سجائے کانوں میں بڑے سے جھمکے پہنے خوبصورت
میک اپ اور زیورات میں سجی رائمہ پر مہمل کی نظریں ٹھٹھک کر تھم سی گ ئی

واؤ بھابھی یار ماشاءاللہ۔"بھاری گولڈن کلر کا لہنگا سنبھالے مہمل اسکے سامنے آئی ی"
اور اسکے ماتھے پر لب رکھے -------

ماشاءاللہ بھابھی آپ اتنی پیاری لگ رہی ہیں کہ آنکھیں پلٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی"
۔"اسکے گال پر ہاتھ رکھے وہ محبت سے گویا ہوئی ی ---------

رائمہ نے بھی جھک کر اسکے گال پر لب رکھے -------

لیکن تم سے کم میری جان آج یہ مہمل آسمان سے اتری کوئی ی حور لگ رہی ہے"
۔"وہ اسکے شانوں سے پکڑے آئی ینے کے سامنے لائی ی --------

مہمل نے نظریں اٹھاکر خود کو دیکھا تھا اسے بیوٹیشن سجا کر گ ئی تھی وہ تیار تو اس دن بھی ہوئی ی تھی جب اسے وجدان کے نکاح میں دیا گیا تھا اسکا پور پور تو اس دن بھی سجایا گیا تھا مگر آج روپ ہی الگ آیا تھا اس پر -----چہرے کی رونق ہی الگ تھی آج تو ----چہرہ مانو دل میں اٹھتی خوشی سے دھمک رہا تھا --------

خوبصورت بھاری زیورات میں نفاست سے کیئے گئے برائیڈل میک اپ میں اسکے پہلے سے ہی خوبصورت نقوش کو مزید نکار دیا گیا تھا مہارت سے ---------

کندن سے جڑا ہوا گولڈن ڈوپٹہ سلیقے سے سر پر سجایا ہوا تھا --------

ناک میں پہنی خوبصورت سی نتھ نے جسکا ریڈ موتی اسکے لبوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا اسکے حسن میں چار چاند لگا گیا تھا کہ اس حلیئے میں ایک بار پھر وجدان کا سامنے ہونے کا سوچتے ہی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ پھیل جاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی بھاری گھنی پلکوں کی لرزش پر رائےمہ نے دل کھول کر قہقہ لگایا وہ جھینپ گ ئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

ویسے ایک بتاؤ وجدان صاحب کیا کوئی ی جن ہیں جنکا تصور بھی تمہیں لرزا دیتا ہے"

۔"رائےمہ نے شرارت سے سرگوشی کی وہ گھور کر رہ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

بھابھی آپ بھی ناں ۔"ناک سکوڑ کر بولتی وہ اپنی انگلیوں میں پہنی رنگز کو گھمانے لگی"

۔۔۔۔۔۔۔۔

اوئے اوئے ۔۔۔۔۔۔۔،،،"ابھی وہ کچھ کہتی کہ اسی پل دروازہ کھلا اور رائےمہ کی ماں" کچھ خاندان کی عورتوں اور کنزیش گل زرتشہ کے ساتھ اندر آتی دونوں کی نظر اتارنے لگی

ساتھ ساتھ پیچھے کھڑی ان تینوں کی بھی اتاری وہ تینوں بھی بھاری لہنگوں میں زیورات سے سجی بیوٹشن کی مہارت پر بہت حسین لگ رہی تھیں --------

اللہ نظر بد سے بچائے حوریں لگ رہی ہیں میری بچیاں۔"وہ سب کا ماتھا باری باری" چومتے بولیں اور مہمل کے چہرے پر گھوگھنٹ ڈالے وہ اسے لیکر سب کے ساتھ نکلی

رائی مہ کی ماں باپ کل رسم حنا میں بھی آنا چاہتے تھے مگر زیادہ سردی اور شہر کے سفر کو دیکھ رائی مہ نے انکی طبیعت کو سوچتے کہ خراب نہ ہوجائے اسلیئے انہیں منع کردیا تھا کہ وہ اور اسکے ابا نہیں آئیں ہوائیں تیز چل رہی ہیں سردی میں آج کافی اضافہ ہے اگر کل تک سردی میں کمی آتی ہے تو وہ دونوں آجائیں انہیں بھی اسکی بات ٹھیک لگی اس لیئے آج سرد موسم میں کمی دیکھ ابرار خود انہیں لینے گیا تھا اور اب وہ دونوں یہاں موجود تھے ----------

گیت سنگیت میں ڈھولک کے ہمراہ سب جاتے گاڑیوں میں بیٹھے --------

مہمل کی تو حالت آنے والے وقت کو سوچتے عجیب سی ہورہی تھی جس پر رائمہ کنزیش زرتشہ گل سب خوب مزے لے رہی تھیں میٹھی میٹھی سرگوشیاں کرتیں مہمل کے کانوں میں کہ وہ جھینپتی ترچی نظروں سے اگے والی سیٹ پر بیٹھی رائمہ کی ماں کی طرف اشارہ دیتی کچھ شرم دلانے لگی پر انہیں کہاں فرق پڑھنے والا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

مہمل ویسے کیا نام تھا تمہارے انکلکلکا ۔۔۔۔ ہاں یاد آیا وجدان بھائی ی قسم سے انکی تو" آج خیر نہیں مجھے لگتا ہے ان بیچارے کے حواس ضرور کام کرنا چھوڑ دینگے آج ۔"کنزیش کھلکھلاتی بولی مہمل بے بسی سے گہرا سانس خارج کرتی رہ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

سب سے آگے رائمہ کی ماں اور دلہن سمیت ساری لڑکیوں کی گاڑی تھی جس میں وہ سب پھنس پھنسا کر پوری آگ ئی یں تھی ۔۔۔۔۔۔۔

اسکے بعد ضوریز کی گاڑی تھی جس میں رائےمہ کے ابا اور خاندان کے کچھ معزیز بڑے عمر کے مرد وجود تھے جبکہ ابرار آغر ازمیر میرج ہال میں سارے انتظامات دیکھ رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے باقی بڑی مزید دو گاڑیاں اور تھی جس ایک میں خاندان کی ساری عورتیں اور دوسری میں مرد حضرات موجود تھے ۔۔۔۔۔۔۔

ساری گاڑیاں اپنی منزل کی جانب رواں تھیں ۔۔۔۔۔۔۔

ساری گاڑیاں میرج ہال کے پارکنگ ایریا میں رکی ۔۔۔۔۔۔

جس کے ساتھ وجدان کی پھولوں سے سجی بلیک مرسڈیز اور تمام براتیوں کی گاڑیاں بھی وہاں رکی ۔۔۔۔۔۔۔

رات کا خوبصورت پہر تھا ۔۔۔۔۔۔۔

میرج ہال سارا لائی ٹوں سے جگمگا رہا تھا --------

سب لڑکیاں پہلے باہر نکلتی میرج ہال میں پہنچتی دلہا دلہن اور برات کا استقبال کرنے کے لیئے دروازے پر پھولوں کے تھال لیئے کھڑی تھیں --------

جنکے باہر نکلتے ہی گلاب کی پتیاں تھال پکڑے لڑکیاں نچاور کرنے لگیں --------

ہنسی قہقہے سرگوشیاں کی سنگت میں برات میرج ہال میں داخل ہوئی ی -------

جنکے بعد اب دلہا دلہن کی گرینڈ انٹری ہونے لگی -------

وجدان گولڈن شیروانی میں اپنے چوڑے سینے دراز قد کے ساتھ ہر کسی کی آنکھوں میں چمک رہا تھا وہی ضوریز نے اپنی لاڈوں میں پلی گھوگھنٹ ڈالے کھڑی بہن کو لیکر آتے وجدان کے مضبوط ہاتھ میں اسکا ہاتھ دیا تھا -------

جسے اسنے پیار سے تھام اپنے بھاری ہاتھ میں چھپا دیا ---------

یہ محض اتفاق ہی تھا کہ برات اور ان سب کی گاڑیاں ایک ساتھ ہی میرج ہال میں رکی تھیں جسے دیکھ مہمل کو پہلے اندر لیجانے کے بجائے وجدان نے ضوریز سے بات کر مہمل کی انٹری اپنے ساتھ ہی کروالی تھی --------

چونکہ نکاح ہوا تھا پہلے ہی تو ضوریز نے بھی اس سب میں کوئی ی قباحت محسوس نہیں کی اور بڑے نازو لاڈوں سے پلی اپنی پیاری بہن اسکے محافظ کے ہاتھ سونپ دی

وجدان کے آنکھوں میں ملن کے دیپ جلنے لگے تھے جبکہ مہمل کے کانوں میں دھڑکن جیسے سرگوشیاں کرنے لگی -------

وہ دونوں اب اندر میرج ہال کے داخل ہورہے تھے کہ ان پر پھولوں کی بارش سی ہونے لگی -------

یکدم لائی ٹس آف کردی گ ئی یں مووی میکر نے مووی بنانے کے لیئے سیلچ لائی ٹ آن کی لمبے خوبصورت راستے پر چلتے دونوں کے اطراف سے پھولجڑی نما لائی ٹس جلائی ی گ ئی یں جنکے روشن ہوتے ہی وجدان اور مہمل کے خوبصورت چہرے بھی دھمک اٹھے ساتھ انکی چرچراہٹ سے مہمل ڈرتی وجدان کے قریب ہوئی ی کہ وجدان نے مہمل کے ہاتھ پر گرفت سخت کر اسے احساس دلایا وہ اسکے پاس ہے -------

مہنگے پرفیوم کی خوشبوں سیکے نتھوں سے ٹکرائی ی کانوں میں ماشاءاللہ بیوٹیفل واؤ جیسے جملے گونجنے لگے -------

مہرون تھری پیس میں ملبوس ضوریز لشاری اپنی تمام تر مردانہ وجاہت کے ساتھ انکی آمد پر مسکرایا ------

ساتھ ہی سفید کرکڑاتے شلوار قمیض میں شانوں پر شال ڈالے سرخ سفید رنگت والا ابرار سکندر خانزادہ مونچوں کو بل دیئے عنابی لبوں پر تبسم سجائے سامنے لڑکیوں کے

ساتھ کھڑی ہلکے پنچ کلر کے لہنگے پھٹانوں کی پیچان مانگ پٹی سر پر سجائے خوبصورت میک اوور کے ساتھ نازک سی گلابی پیروں میں ہیل پہنے کنزیش کو اپنی نظروں کے حصار میں لیئے کھڑا تھا --------

پاس ہی ایکوا بلو کلر کے ٹاکسیڈو میں روبدار شخصیت لیئے ازمیر مسکراتا اپنے کندھے پر بار بار ڈوپٹہ ٹھیک کرتی سمپل ہی ایکو بلو کلر کے لہنگے میں ملبوس کانوں میں ہلکے ٹاپس گلے میں سمپل سی گولڈ کی چین اور خوبصورت سے میک اپ اونچی ہل ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے وہ غضب ڈھا رہی تھی جس پر سے نظریں ہٹانا مشکل ہوگیا تھا اسکے لیئے

ساتھ آغر چوہدری بھی بلیک تھری پیس میں ملبوس اپنے دراز قد کے ساتھ اپنی سحر انگیز شخصیت لیئے سامنے ہی کھڑی گل کو ملٹی کلر کے لہنگے بالوں میں لگائے سائیڈ ہلکے جھومر گلے میں ہلکا سا نیکلس ہاتھوں میں کنگن پیروں میں خوبصورت سینڈل وہ اپنی لے ساکی تھامے کھڑی وہاں موجود کسی لڑکی محو گفتگو تھی کہ وہ پل میں آغر کا سکون لٹ کر اسے اپنے قاتل حسن سے زیر کرچکی تھی --------

دلہا دلہن کو مبہوت سا دیکھتے اب ینگ جنریشن کی یکدم ہوٹنگ بازی شروع ہوچکی تھی

ڈی جے نے فضا میں مدھم سی دھن چھیڑی کہ سب کی دھڑکنیں تھم سی گ ئی یں

خوبصورت دھن کے سحر پھولوں کی مدھم بارش کے سنگ وہ دونوں مسکراتے چلتے سامنے ہال میں اسٹیج تک آئے --------

وجدان اپنے مضبوط قدم اٹھاتا دو اسٹیپ چڑھ اسٹیج پر آیا اور مڑتے اب مقابل اپنی بے بی کو دیکھا جو گھبراہٹ کا شکار ہوتی مزید اپنا سر جھکا گ ئی --------

اسکی اس ادا پر نجانے کیوں یکدم وجدان کے چہرے پر ہلکی مگر دلکش مسکراہٹ آئی ی تھی ------

اسنے ہاتھ بڑھایا تھا جسکے مضبوط ہاتھ میں وہ اپنا کنپنپاتا نازک ہاتھ رکھ گ ئی تھی

کیمرہ مین کھٹ کھٹ تصوریں نکالنے لگا ایک ایک جھلک کی اور ایک بار پھر اس خوبصورت لمحے پر ینگ جنریشن کی ہوٹینگ بازی ہوئی ی تھی اور اس کے چلتے ہی ضوریز کی نظریں اپنی کھلکھلاتی زوجم پر گ ئی کہ پل کو تھم سی گ ئی --------

اسکے لائے گئے مہرون لباس میں حسین زیورات سے سجی وہ اسکی دھڑکنوں کو ایک الگ ہی لے پر دھڑکانے لگی --------

وہ دونوں سجے اسٹیج پر صوفے پر بیٹھے تھے ------

مہمان انہیں دیکھتے سراہ رہے تھے اور ایک ایک کر کپلز ینگ پارٹی بڑے بوڑہے سب اسٹیج پر آتے ساتھ مبارک باد دے رہے تھے ---------

میڈم کل سے لیکر آج ہوگیا شوہر کو کوئی ی لفٹ ہی نہیں کروارہی ہو بھئی ۔۔۔۔۔نو" انٹری کا بورڈ لگایا ہوا ہے تم نے تو ۔۔۔۔۔ "کنزیش کے گرد سے جب سب لڑکیوں کو ہٹتے دیکھا تو شانے پر شال ڈالے سفید کڑکڑاتے شلوار قمیض میں ابرار اسکے پاس پہنچا

۔۔۔۔۔۔۔

سرتاج کیا کروں کسی کو اپنی یادوں میں تڑپانے کا ایک اپنا ہی سکون ہے۔"کنزیش" اپنے پیچھے اسے محسوس کرتی شرارت سے بولی البتہ اگے ہاتھ میں تھامے موبائل کو یوز کرتے اپنے ڈوپٹے میں چھپا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

اس تڑپانے کا مطلب میں تمہیں اچھے سے سمجھاؤں گا۔"اسکا لہجہ گھمبیر سرگوشیانہ تھا" کہ ایک پل کو کنزیش کی دھڑکنیں تھمی اور پھر تیزی سے دھڑک اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔

تم ناں ہر بات پر سریس مت ہوجایا کرو۔"گڑبڑا کر جلدی سے اسنے معاملہ سنبھالا"

۔۔۔۔۔۔۔

سرپس تو تمنے بنایا ہے اس آتش فشاں روپ میں میرے سامنے آکر ۔"اسکے پاس آتے" اسکی کمر میں اگے بازوں ڈالا اور اسکے ہاتھ میں ڈوپٹے کے نیچے چھپایا اسکا موبائل جھٹ سے لیکر اپنے آنکھوں کے سامنے کیا ۔۔۔۔۔۔

کنزیش تو اسکی اچانک حرکت پر شاکڈ سی پلٹتے اسے دیکھنے لگی تھی ۔۔۔۔۔۔ جسکی حرکت اسے اب اچھا خاصا شرمندہ کرنے والی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

رار ۔۔۔۔۔۔ موبائل دو ۔"وہ منمناتے اس سے نظریں چراتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔"

جبکہ مقابل کی چمکتی گہری نظریں اسکے موبائل کے کنٹیکٹ سیونگ نمبر پر تھی جسے وہ دلکشی سے دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جہاں خوبصورتی سے لکھا "ون اینڈ اونلی"جگمگا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو مائے چھپی رستم لیڈی !فائی نلی تم میرے عشق کی سطر سطر گھونٹ گھونٹ خود" میں اتارچکی ہو ۔۔۔۔۔ "تپش دیتے خمار آلودہ لہجے میں ہونٹوں کو سٹی نما گھول کر کے اپنی پہلے کہی گ ئی بات کو یاد کر دوبارہ وہی بات دہراتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی معنی خیز بات پر اتنے لوگوں کے درمیان اسکا برا حال ہوچکا تھا ۔۔۔۔۔۔ وہ شیرنی اپنی چوری پکڑی جانے پر اب بھیگی بلی بنی نروس سی اپنی انگلیوں کو ڈوپٹے میں الجھائے اِدھر اُدھر گھما رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

پیلز ۔۔۔ رار ۔۔۔۔۔"!وہ سر جکھائے ہلکا سا ممنائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔"

شش مائی ی لیڈی !شوہر ہوں تمہارا جانتا محبت کرتی ہو مجھ سے اور کوئی ی شک" نہیں میں بھی تمہیں ٹوٹ کر چاہتا ہوں اسلیئے یہ سر جھکا کر نہیں سر اٹھاکر میری نظروں میں نظریں ڈال کر ہمیشہ کی طرح بات کرو حق رکھتی ہونا تو حق جتانا بھی سیکھو ۔"اسنے پیار اور کچھ سختی سے کہتے اسے اپنے ساتھ لگایا وہ مسکراتی محبت میں اسکا سہارا لے گ ئی مگر جلد ہی لوگوں کا سوچ جھینپتی پیچھے ہٹ ۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا کیسے ہو تم ؟ اور تمہاری ماں کہیں نہیں دکھائی دے رہی کہاں ہے وہ ؟"وجدان"
کی ماں ڈاکٹر ناز پروین ابرار کی پشت دیکھ اسے پہچانتی اسکے سامنے آتیں بولیں جنہیں
دیکھ کنزیش سیدھی کھڑی ہوئی ی --------

جی ہاں آنٹی میں الحمدُ للہ خیریت سے ہوں اور والدہ -----،،، وہ بولتے بولتے یکدم"
چپ ہوا ہوتا اور اپنی ضبط سے آنکھیں بند کی تھیں جیسے اپنے اندر کی اذیت کو چھپانا چاہا
رہا ہو جو اسے ابھی اپنی ماں کے زکر پر ہوئی ی تھی --------

رار ----- " !اکنزیش کے کندھے پر ہاتھ رکھتے حوصلہ دینے پر اسنے اپنی انکھیں وا کر"
مقابل کھڑی دلہے کی ماں ڈاکٹر ناز پروین کو دیکھا --------

والدہ کی کچھ عرصے پہلے ڈیتھ ہوگ ئی ہے ۔"وہ جلدی سے بولتا اپنی انکھوں میں"
آئی ی نمی کو چھپائے چہرہ انکی جانب سے موڑ گیا -------

اوو بیٹا کیسے ہوا یہ سب ؟ اور تمہارے والد وہ کہاں ہیں ؟"انہوں نے افسردہ لہجے میں" اس جوان درازقد کے مالک کو دیکھ کہا --------

وہ --- وہ بھی رضائے حقیقی سے جا ملے۔"لڑکڑاتے لب و لہجے میں گویا ہوا جیسے زبان" اسکا ساتھ دینے سے انکاری ہو -------

کنزیش سمجھ سکتی تھی اسے ابھی اس وقت کیسا اور کیا محسوس ہورہا ہے آخر وہ دونوں ہجر کے ساتھی تھی دور ہوکر کر ایک دوسرے کے درد سے آشنا رہے تھے تو پھر قریب رہ کر کیسے ایک دوسرے سے غافل رہتے -------

بیٹا اللہ ان دونوں کے گناہ معاف کر انہیں جنت میں جگہ دے -----آمین "!وہ" اسے دیکھ پھر افسوس میں سر ہلاتی بولیں -------

ویسے بیٹا یہ کون ہے ؟"انہوں نے ساتھ کھڑی کنزیش کو دیکھتے اور کچھ ماحول کی نزکت" کو سمجھتے بات بدلتے کہا ------

جی میری بیوی کنزیش۔ "انہیں خوش اصلوبی سے دیکھ گویا ہوا -------"

ماشاءاللہ بہت پیاری ہے ۔ "ڈاکٹر ناز پروین نے پاس آتے اسکے گلابی گال پر ہاتھ" رکھتے کہا وہ اسے کل رسم حنا میں بھی دیکھ چکی تھیں لیکن اتنی افراتفری میں اس سے کچھ پوچھنے کہنے سننے کا موقع ہی انہیں میسر نہیں آیا تھا --------

تم دونوں کی جوڑی بڑی پیاری ہے بیٹا اللہ نظر بد سے بچائے اچھا چلو میں ذرا مہمانوں سے مل لوں تمہارے انکل اکیلے ہی انہیں اٹینڈ کررہے ہیں ۔"وہ ان دونوں کو مزید دعائیں دیتیں وہاں سے ایکسکیوز کرتیں اگے بڑھ گ ئیں --------

سب خوش باش سے فنکشن انجوائے کرتے گپوں میں لگے تھے کہ یکدم ایک بار پھر پورے ہال کی لائٹس آف کردی گ ئی -------

سبکی چہ مگیوئی یاں شروع ہوچکی تھی کہ آخر لائی ٹ کو کیا ہوا ؟ لیکن جلدی ہی یہ شور شرابا تھم سا گیا جب مہمل اور وجدان کو اسٹیج پر ایک دوسرے کے سامنے وائی ٹ اسپوٹ لائی ٹ میں کھڑا پایا -------

وجدان اپنے ہاتھ میں مائی ک پر گرفت جمائے مقابل کھڑی اپنی کوئی ن کو دیکھ رہا تھا جسنے حیا سے گلنار ہوتے اپنا سر جھکا لیا --------

Hey 'my doll ever since you came into my life my life has become like a fragrant flower I don't know how to express my feelings... anyway I hope you like what I am going to do now.

مائی ک سے وجدان کا ٹھہرے بھاری گھمبیر پیار بھرے لفظ گونجے تھے جو پل میں مہمل کی دھڑکنیں بے ترتیب کرگئے -------

ہال میں موجود لوگ متجسس سے اسٹیج پہ ان دونوں کو دیکھ کچھ رشک اور کچھ حسد بھری نگاؤں سے تکتے تو کچھ دنیا بھر کی خوبصورت دعائیں ان دونوں کو دل ہی دل میں دیتے سراہا رہے تھے --------

This is for u my doll .....

اوو بدلہ نی می پایہ اے

اوو بدلہ نی می پایہ اے

وجدان کے منہ سے بکھرتے سرور پرینگ پارٹی پھر جوش میں آئی ی تھی جنہوں نے شور شرابا ہوٹینگ بازی خوشی سے چہکتے قہقے لگانے شروع کرد یئے تھے ماحول ایکدم پرفسوں ہوگیا تھا --------

اوو جیدہ انتظار سی

آج ربا اوئی ی دن آیا اے

اوو جیدہ انتظار سی

آج ربا اوئی ی دن آیا ہے

یہ جلتے سورج سے

یہ تیز ہوا ہائے زمانے سے

تیرے لیئے آئی یں گے

بچائے گے تجھے ڈوب جانے سے

اب وجدان نے اگے ہوتے اسکا مومی حنائی ی ہاتھ تھاما تھا -------

اوو رہنا تیرے ساتھ ہے میں نے

اوو چھونے تیرے ہاتھ ہے میں نے

اوو پوجا تیری کرنی ہے

ہر دن رات ہے میں نے --------

مہمل کا کپکپاتا ہاتھ وجدان کی چوڑی ہتھیلی میں تھا جسکی پشت پر یکدم ہی اسنے اپنے لب رکھے تھے --------

اس مومنٹ پر لڑکے لڑکیوں کا ایکدم پھر کانوں کو چیرتا شور برپا ہوا تھا --------

ہو یونہی رونے نہیں دوں گا

ہو یونہی رونے نہیں دوں گا

ان مصروں پر واقعی مہمل کی سجی خوبصورت آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے تھے اس لمحے میں ایسا نجانے کچھ تھا کہ وہ اپنے دل پر قابو نہیں رکھ پائی ی تھی شاید اسلیئے بھائی ی کے بعد کسی دوسرے مرد میں اسنے اپنے لیئے اتنی شدت پیار عقیدت محسوس کی تھی ----- جبھی اسکا دل سنبھلے نہیں سنبھل رہا تھا --------

سامنے کھڑی اپنی معصوم ڈول کو آنسو بہاتے دیکھ وہ اگے بڑھا تھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اسکا چہرہ لیئے اپنے انگھوٹے کے پوروں سے اسکے گرم سیال صاف کرتے گنگنایا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں جب تک زندہ تجھے

کچھ ہونے نہیں دوں گا

اوو سب کچھ ہی مٹادیں گے

سارے ہوش گنوا دیں گے

اگر تجھے ہوگیا کچھ

ساری دنیا جلا دیں گے

اب اسے قریب کیئے وجدان نے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے ۔۔۔۔۔۔۔

واؤ یار کتنے رومنٹک ہیں بھائی ی کیا یہ پری پلینڈ تھا ؟ "گھانا ختم ہوتے ہی شور برپا ہوا" تھا اور زرتشہ ساتھ کھڑی کنزیش رائی مہ کے کان میں چہکتی بولی تھی -------

نہیں نہیں زر یہ کوئی ی پری پلینڈ نہیں تھا سب کچھ جو ہمارے وجدان بھائی ی نے" کیا ہے وہ رئی یل ہے ۔"رائی مہ اسکی بات پر جھٹ سے بولی کیونکہ بارات تو انکی طرف کا فنکشن تھا جس میں یہ سب ممکن نہیں تھا اور اگر تھا بھی تو مہمل کو کچھ نہیں معلوم تھا جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ سب وجدان کا ابھی ابھی کا کوئی ی سوچا سمجھا اپنی بیوی کے لیئے چھوٹا سا سرپرائی ز تھا -------

اوو بٹ دس از سو رومانٹک "!زرتشہ جواباً آئی یں بھرتی یہی بولی تھی پر جیسے ہی کچھ دور" کھڑے ازمیر پر اسکی نظر پر پڑی جسے بارات لوگ دلہا دلہن کسی سے کوئی ی لینا دینا نہیں تھا جو بے شرموں کی طرح اپنی لو دیتی نگاؤ ں سے اسکی ایک ایک حرکت ناٹ کرتا اور سمجھتا یہی سوچ رہا تھا کہ گھر تو چلو جاناں تمہیں میں رومانٹک کی ساری انجیوگرافی رٹواؤ ں گا ---- وہ ایک سکینڈ میں گڑبڑاتی ادھر ادھر دیکھتی اسکی جانب سے اپنی نگائی یں ہٹا گ ئی --------

میں سوچ رہا ہوں ایک میجر کے ہاتھوں ایک پولیس والا پٹتا کیسا لگے گا؟ "آغر پاس" کھڑے لمبے چوڑے ازمیر کو دیکھ بڑبڑایا -------

ازمیر کو کچھ برا ہونے کی بو آنے لگی کہ وہ اس سے تھوڑا دور ہوتا آغر نے گھما کر بازو اسکی گردن میں ڈالا اور دبوچتے ہوئے لوگوں کی جانب سے گھسیٹتا ڈی جے والے کے پاس پہنچا جہاں لوگ تھے مگر کم -------

ازمیر تو مسکینی سی صورت بنائے ہنستے ہوئے اسے دیکھنے لگا -------

تونے میرے سالے کو کیا بتایا ہے ---؟ "آغر نے غصے سے دانت پیستے کہا"

قسم لے لے اگر میں نے تیرے سالے کو کچھ بتایا ہو بھائی ی ۔"اسکے چھوڑنے پر" سیدھا کھڑے ہوتے ازمیر نے تڑپ کر کہا --------

"اچھا پھر وہ سب کیا تھا میری مدد کی تو نے --- کیا تھا وہ سب ؟"اسنے اسکے سفید جھوٹ پر مزید دانت پیسے -------

"ابے نتھنگ اسپیشل ۔"کہتا وہ اپنی شرارت پر ہلکا سا مسکراتا خود اب بری طرح پھنس گیا تھا ------

"نتھنگ اسپیشل کے بچے ----- تو اسے میرے فرشتوں نے آکر بتایا جو اسنے میری درگت بنا ڈالی ۔"وہ اسکی گردن پر ایک بار پھر سخت گرفت کرتا آخری بات دل میں بولتا غصے سے دھیمے لہجے میں غرایا --------

آج سے سالے صاحب آپکی بہن کی گلیاں میری ہوگ ئی یں

آج سے سالے صاحب آپکی بہن کی ساری خوشیاں میری ہوگ ئی یں

آج سے آپکی بہن کا بجلی کا بل میرا ہوگیا

آج سے میرے پن کوڈ کا نمبر آپکی بہن کا ہوگیا -----

قسم سے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا اب اس میں تو خود بتا برا ماننے والی کونسی بات ہے ؟ "اسنے ہنستے اپنا کارنامہ بتایا اگلے پل آغر کے ہاتھوں اپنی درگت پر تڑپتا قہقہ لگا کر وہاں سے بھاگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ویسے بیٹا کیسا لگا مزہ آیا چھتر کھاکر اور کیا سبق حاصل کیا آپ نے میرا پتر اس ساری" سچویشن سے ؟"اس سے کچھ دور فاصلے پر جاتے اسنے شریر پن سے پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہی کہ دوست سالے کمینے بیغرت ہوتے ہیں اور یہاں آ خبیث تجھے بتاتا ہوں کیسا اور" قسم کا سبق حاصل کیا ہے میں نے۔"وہ مٹھیاں بھینچے اسے بلانے لگا ازمیر نے فلک شگاف اسکی سرخ رنگت پر قہقہ لگایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ابے زلیل تو مارے گا میرے ہاتھوں ۔ "آغر نے اسے گھورا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

اوئے کیوں روٹی محبوبہ بنا ہوا ہے ؟"آغر نے سنبھلتے اسے دیکھتے کہا ۔۔۔۔۔۔"

جو اب لوگوں کے بیچ موجود ابرار کے ساتھ گل کو بیٹھا دیکھ رہا تھا جو گل کی کسی بات پر عقیدت سے اسکے سر پر بوسہ دے رہا تھا ----------

آغر کے تعاقب میں اپنی نظریں دوڑاتے اسے سارا معاملہ سمجھ آگیا -------

تجھے معلوم ہے جب سے میرے آدھے دماغ والے سالے کو پتہ چلا ہے کہ میں نے" اسے واقعی اپنا سالا بنالیا ہے اس رات کی صبح سے ہی یہ منحوس میرا سالہ اکچھا داری سانپ بنکر میری بیوی کے گرد سخت پہرے دے رہا ہے -------

اب اس ادھے دماغ والے منحوس کو کون بتائے جو ہونا تھا ہوگیا ----مجھے میری بیوی واپس کردے ----- قسم سے میں رو دوں گا ----- مجھے تو اپنا بھویشئ ر سنکھٹ میں لگ رہا ہے ۔"آغر فل مسکینی اور کمینے پن کے ملے جلے تاثرات لیئے بولا کہ مقابل کھڑے ازمیر کا قہقہ پورے ہال میں بلند و بانگ گونجا تھا جسے لوگوں نے عجیب گھور کر دیکھا تھا -------

آؤ شہزادی "!ابرار پاس کھڑی اپنی بیوی کنزیش اور گل کا ہاتھ پکڑ کر انہیں لیئے اوپر" جانے لگا اسٹیج کی طرف --------

وہ ابرار کے سنگ دونوں اسٹیج پر آئی یں جہاں مہمل وجدان رائی مہ ضوریز زرتشہ ازمیر پہلے سے ہی موجود تھے --------

پرینسز میں جارہی ہوں ان شاء اللہ پھر ملاقات ہوگی آپسے دعا ہے کہ آپ دونوں کی" جوڑی سلامت رہے اور ہمیشہ خوش رہیں آپ دونوں ۔"گل نے تھوڑا سا گھوگھنٹ اوپر اٹھایا اور سرخ سفید جیسی مہمل وجدان حمدانی کو دیکھتے پیار سے بولی --------

مہمل نے بھی مسکرا کر اپنی گھنی پلکوں کی بھاڑ کو اٹھایا اور اپنی آنکھیں سجی سنوری خوبصورت سی اسٹک اور ابرار کے سہارے کھڑی گل پر ٹکائی یں --------

آ۔ آپی آپکی فلائی ٹ کا وقت ہوگیا کیا ؟ ابھی تو ہم ملے تھے سہی سے دو گھڑی باتیں" بھی نہیں کرپائے اور آپ دور جارہی ہیں ----- کیا آ۔ آپ اپنا یہی علاج نہیں

کرو سکتیں ؟ "مہمل نے دکھ سے پوچھا البتہ سجی خوبصورت آنکھوں میں آنسوں امڈ آئے تھے وہ اسے ایک ہی دن میں اپنا اسیر کرگ ئی تھی اسے بہت اچھی لگی تھی گل اور وہ نہیں چاہتی تھی وہ دور جائے بلکہ چاہتی تھی یہی رہے کہ جب دل کرے اس سے وہ ملنے تو جاسکے -------

گل ہنسی اور اپنا حنائی ہاتھ اسکی پھولی گال پر رکھا -------

ارے پاگل میری جان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے تھوڑی جارہی ہوں بس تھراپی کے" لیئے جارہی ہوں وہ جیسے ہی مکمل ہوگ ئی میں آجاؤ گی واپس ۔"گل اسکے لہجے میں اپنایت اور دکھ محسوس کر محبت سے بولی ---------

اچھا چھوڑو یہ سب یہ تمہارے لیئے ۔"گل نے جلدی سے بات پلٹی ورنہ اب اس" چھوٹی سی لڑکی نے رونا شروع کر دینا تھا وہ تو اس لڑکی کی خود کے لیئے محبت کو دیکھ سوچ اسکے صدقے واری ہوئی ی تھی -------

مہمل نے اسکے ہاتھ سے وہ گفٹ لیا جس میں نفیس سا پنک اینڈ وائی ٹ کلر کا عبایا خوبصورت پیکنگ میں تھا --------

ڈاکٹر مجھے نہیں معلوم تھا ڈاکٹری اور میرے ساتھ پارٹنرشپ کے علاوہ تو زن مریدی" لبوں پہ مسکراہٹ "!what a performance بھی اچھی کرلیتا ہے ---- دباتا ابرار مقابل دراز قد شیروانی میں ملبوث وجدان کو دیکھ بولا --------

خبیث آفسر !وہ تو دکھ رہا ہے کون زن مریدی کررہا ہے ویسے مجھے تجھ سے کلاسس" لینی چاہیئے کیوں؟ "جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ وجدان نے اسے اسکے بھاری ہاتھ میں کنزیش کا لیڈیز بیگ تھامے کھڑے دیکھ کہا --------

جسے دیکھ وہ لب بھینچتا خود خجل سا ہوتا اپنی بے وقوفی کو کوستا رہ گیا -------

مم۔ میں نے ہماری پارٹنر شپ میں تجھ کتنے داؤ ں پیچ تو یو منٹوں میں سکھائے ہیں"
کسی کو ٹپکانے اوپر پہنچانے کے ۔۔۔۔ تو فکر نا کر ڈاکٹر میرا دل بہت بڑا ہے تجھے زن
مریدی بھی سکھا دوں گا۔ "وہ اسے دیکھ اپنی گردن اکڑا کر بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جسے دیکھ وجدان نے اپنی ایک اچٹتی نظر اس پر اٹھائی جیسے کہہ رہا ہو یہ منہ مسور کی
"دال یہ ہمیں داؤ پیچ سکھائے گے ؟

بس کر بھائی ایسے تو پبلک میں نہ دیکھ مجھے شرم آرہی ہے۔ "اپنی جیب میں ہاتھ"
ڈال چہرہ اسکے جانب سے موڑتے اپنا قہقہ کنٹرول کرنے لگا جو اب مشکل ہوتا جارہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

سالے خبیث ۔۔۔۔۔۔۔۔ "!وجدان نے گھور کر اس نوٹنکی کو دیکھ دانت کچکچاتے کہا"

۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا دفعہ کر سب میں ایسے ہی کہہ رہا تھا خیر شادی مبارک میرے بھائی ی۔"اسنے" کہنے کے ساتھ وجدان کو گلے سے لگایا تو دوسری طرف وجدان نے بھی گرم جوشی کا اظہار کیا۔۔۔۔۔۔۔

گل اب مہمل کے پاس کھڑی رائمہ کے مقابل آئی ی اور اسے بھی ڈھیروں دعائیں دیتی ساتھ سر پر بوسہ دیتی زرتشہ سے بھی اسی پیار بھرے خلوص سے ملتی سائیڈ پر ابرار کے برابر جاکر کھڑی ہوئی ی جب تک کنزیش بھی مہمل رائمہ زرتشہ سے الوداعی ملاقات کرتی ابرار اور گل کے ہمراہ اسٹیج سے اتریں کہ پیچھے وہ تینوں اسکی پشت کو دیکھ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا دیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انہیں یہاں سے سیدھا ائی ئی رپورٹ کے لیئے نکلنا تھا ۔ سارا سمان بیگ وغیرہ سب گل پیک کرکے لائی ی تھی اپنے ساتھ کیونکہ ابرار نے اسے بتایا تھا رات ایک بجے کی فلائیٹ ہے امریکہ کی ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے ایسی رخصتی کا تو نہیں سوچا تھا میری شہزادی میں تو دھوم دھام سے تمہاری شادی کرنا چاہتا تھا ۔"وہ سب حال سے باہر پارکنگ ایریا میں کھڑی گاڑی کی طرف کھڑے تھے جہاں ابرار گل کو خود سے لگا کر کہتے ابدیدہ ہوگیا --------

میرے پیارے بھائی ی شہزادے میں بہت خوش ہوں اپنے اس رب کی مرضی میں" اسنے جیسی میری رخصتی لکھی بہتر ہے اور اس سے بھی بڑھ کر اسنے مجھے دو مضبوط سہارے دیئے جس میں ایک تم ہو اور ایک میرا شوہر ۔"وہ خود بھی ابدیدہ ہوتی اپنی بھاری نم آواز میں کہتی اسکے ماتھے پر بوسہ دیا --------

آ۔آپی ----۔"آپ وہاں جاکر بھول تو نہیں جائے گی ناں ہمیں۔"کنزیش روتی اسے" دیکھ گویا ہوئی ی --------

ہاہاہا ارے یہ بھی کوئی ی بات ہوئی ی اپنوں کو بھلا کون بھولتا ہے پاگل اور وہ بھی" وہ اپنے جن کے ہونے سے اپ ہو جن کی سانسوں سے اپکی سانسوں کی ڈور جڑی ہو ۔"گل اسکی بچکانی بات پر نم آنکھوں سے مسکراتی اسکے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتی بولی

آئی یں گل ۔"ڈرائی یور کے گاڑی کا ڈور کھولنے پر آغر نے مسکرا کر کہتے گل کو گاڑی" میں بیٹھایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری بہن کا خیال رکھنا آغر۔"ابرار نے اسے دیکھ بھاری لہجے میں کہتے اسے خود میں" بھینچا ۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی غلطی پر اس سے ناراض ضرور ہوا تھا لیکن جب اپنی بہن کی رضا بھی اسی رضا میں شامل محسوس کی تو یکدم ہی سارا غصہ جاگ کی طرح بیٹھ گیا ہاں لیکن پھر بھی وہ جب جب اسکے غلط طریقے کو اپناتے گل سے زبردستی نکاح کا سوچتا تو بارہاں پھر ایک بار سارے جہاں کا ابال غصہ اسکے اندر امڈ آتا بہرحال جو بھی ہوا وہ اسے کب کا معاف کرچکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

بس اسنے آغر کو اپنی بہن کو چھپاتے اسے چھوٹی سی سزا دی تھی کہ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو مگر مقابل بھی آغر الٹرا پروملکس تھا جس سے نکاح کے بعد جب جب اس

سے ملاقات ہوئی ی تو اسے یہی گنگاتے پایا تھا "پیار کیا تو ڈرنا کیا اور نکاح کیا ہے کوئی ی چوری نہیں کی تو چھپ چھپ کر آئی یں بھرنا کیا جب پیار کیا تو ڈرنا کیا "بعض دفعہ تو وہ اپنی لبوں تلے اسکی دیوداس جیسی شکل اور جمعلوں پر اپنی امڈنے والی ہنسی marc کنٹرول کرتا رہ جاتا اور بعض دفعہ اتنا غصہ آتا تھا کہ اسے اس زمین سے سیدھا پر پہنچا دے ---------

آغر گل گاڑی میں بیٹھ چکے تھے -------

مم ۔ میں کیسے رہوں گی سب کے بغیر آغر ؟ "گل نے سسک کر پوچھا تو آغر نے" اسکے گال پر محبت بھرا بوسہ دیا -------

جانم آپکا علاج بھی تو ضروری ہے اور بے فکر ہوجائی یں میں اپکو اتنا وقت ہی نہیں" دوگا کہ اپکو کسی کی یاد ستائے ۔"وہ زومعنی کہتا اسکے گرد اپنا بھاری ہاتھ پھیلاتا اسے خود سے لگا گیا کہ گل ڈرائی یور کی موجگی میں اسے پٹری سے اترتے دیکھ گڑبڑائی ی اور دور ہونا چاہا کہ اسنے اپنی پکڑ اس پر مضبوط کردی کہ وہ اسکے ڈھیٹ پنے پر ٹس سے مس نا

ہوسکی اور تھک ہار کر اپنا سر آغر کے کندھے پر ٹکا گ ئی جو اسکے سر پر پیار کرتا اسکے ہاتھ کو تھامے سفر کر رہا تھا --------

ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی اور میرج ہال کے حدود سے باہر نکالتا چلا گیا --------

کنزیش اور ابرار گاڑی کو دیکھ نم آنکھوں کے ساتھ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئے جس میں موجود کنزیش کے ماموں مامی تھے جن سے آغر اور گل پہلے ہی مل چکے تھے جو اب ابرار اور کنزیش کی راہ تک رہے تھے کہ کب آئیں دونوں اور وہ لوگ بھی وہاں سے گاؤں کے لیئے نکلیں --------

رسمیں ساری اختتام کو پہنچی اور رات گہری سے گہری ہوتی جارہی تھی -------

سب نے ملکر بنگڑا ڈالا ہنسی قہقہوں کے بعد محفل اپنے اینڈ تک پہنچی -------

رخصتی کا شور مچا تو گاڑیاں لائن میں کھڑی ہوگ ئی -------

ابرار اور آغر تو کب کے سب سے ملکر اپنے اپنے سفر پر نکل چکے تھے اور اب ازمیر بھی زرتشہ کو لیکر نکل ہی رہا تھا --------

نیا کپل وجدان اور مہمل بھی سب سے ملے اب ضوریز اور رائمہ کی جانب آئے مہمل اپنے بھائی ی اور بھابھی کے سینے سے لگتی خود بھی روئی ی ساتھ انہیں بھی رلایا

اللہ تمہیں سدا خوش رکھے میرا بیٹا آج میں بہت خوش ہوں تمہیں اپنے گھر کا ہوتے دیکھ" ---- میں خوش نصیب ہوں اللہ نے مجھے اتنی مضبوط پیاری بہن دی -- "ضوریز نے اسے سینے سے لگا کر کہا کہ مہمل پھوٹ پھوٹ کر رو دی ---------

مہمل کو روتے دیکھ وجدان کے جسم میں جیسے چونٹیاں رینگنے لگی ------

اور اسی پل وہ اگے بڑھتا کسی پر بھی دھیان دیئے بغیر اسے وہ ضوریز سے الگ کر اپنے سینے میں چھپا گیا --------

اسکی اچانک اس بے ساختہ حرکت پر مہمل اپنا رونا چھوڑتی یکدم گڑبڑاتی شرمندگی سے تھوک نکلنے لگی -------

ضوریز نے اسکی حرکت پر ایک گھوری سے نوازتے اپنے لب بھینچتے دانت پیسے -------

وہاں موجود سب دبی دبی سی ہنسی ہنسنے لگے تھے --------

سالے صاحب آپ نے تو میری بیگم کو بری طرح رلا دیا حد ہے ۔"وہ مسنوعی غصے" سے کہتا مسکرایا -------

جسکے کہنے پر ضوریز نے دوبارہ اس پر ایک گھوری ڈالی اور پھر ہنس پڑا ------ وہاں موجود باقی سب بھی دل کھول کر مسکرائے اور طرف قہقہے گونجنے لگے --------

سب اپنے اپنے سفر کو روانہ ہوئے اپنی اپنی منزل کی طرف -------

سب کو خوشیاں اپنے اپنے حساب اور نصیب کی ملی تھی جس پر سب اس اپنے پروردگار کا ڈھیروں شکر ادا کرتے نہیں تھک رہے تھے --------

بے شک وہ رب بے مثال ہے وہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا --------

آؤ زوجم "!سب کی گاڑیاں نکلتے دیکھ ضوریز نے رائےمہ کو اپنے حصار میں لیا اور لیجاکر" سامنے کھڑی گاڑی میں آرام سے بیٹھایا -------

رائےمہ کے ڈیلوری کے دن بھی خیر سے قریب ہی تھے جس پر رائےمہ کی ماں نے اسکے ساتھ ہی رکنے کا کہا تھا کہ ضوریز نے کہا کہ وہ جب چاہے اکر یہاں رک سکتیں ہیں انکا ہی گھر ہے جس پر وہ اسے کہیں دعائیں دیتی فلحال تو چلی گ ئیں کیونکہ

ابھی گھر بھی شادی کے باعث پورا بکھرا پڑا تھا وہ چاہتا تھا وہ آرام سے آئیں ورنہ وہ بس بے آرام ہی ہوتیں --------

ضوریز گھوم کر اپنی ڈرائیونگ سیٹ پر آیا یہ گاڑی بھی اسنے کچھ دن پہلے اپنے خود کے کچھ جما کیئے پیسوں سے لی تھی جسکی قسطیں ابھی باقی تھی مگر اسنے سوچ لیا تھا وہ ابرار ازمیر ملکر اپنے اپنے شعبے کے علاوہ بھی ملکر بڑے پیمانے پر اپنا کاروبار اسٹارٹ کرینگے ۔ جس سے وہ اپنی زوجم کی تمام خواہشات اور پلکوں پر بننے والے خواب جو اسنے جاگ کر دیکھے تھے وہ سب ضرور پورے کرے گا -------

ضوریز نے سوچتے اپنے برابر میں بیٹھی اپنی زوجم کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی جسے دیکھ وہ ہلکا سا مسکراتا اسے اپنے ساتھ لگاتا گاڑی اسٹارٹ کر اپنے چھوٹے سے فلیٹ کے جانب بڑھا دی --------

✧✧✧✧✧"❤️"✧✧✧✧✧

وہ آئی ینے کے سامنے کھڑی ایک نظر خود پر ڈال کر اپنی جولیری اتار رہی تھی -------

گاڑی میں ازمیر بار بار کچھ نا کچھ معنی خیز باتیں کردیتا کہ جسے سوچتی اسکے ابھی لبوں پہ ہنوز شرمگین سی مسکان تھی -------

وہ پنیں نکال کر جلدی جلدی ڈپٹہ اتار کر ٹیبل پر رکھتی اپنی ہی رو میں چوڑیاں اتارنے میں مگن تھی کہ اسی پل اسے اپنی کمر میں رینگتی سرسراہتی انگلیوں کا لمس محسوس ہوا

وہ یکدم سانس لینا بھول گ ئی اور اپنی پھیلی آنکھوں سے جزبات سے چور اسکی گہری آنکھوں میں دیکھنے لگی -------

از --ازمیر----"!وہ کسمائی ی ------"

جی جان ازمیر ۔"اسنے کہتے دیوانگی کے عالم میں اسکی گردن میں اپنا چہرا چھپایا اور گہرا" سانس بھرا زرتشہ سہم کر ڈریسنگ ٹیبل کو سختی سے تھام گ ئی --------

وہ دلکشی سے مسکراتا اسکے کان چومنے لگا اور ہاتھ بڑھاتے اسکے ایرنگز کو اتارتے اسکی کان کی لو کو چھوا کہ وہ خود میں سمٹ گ ئی --------

میں نے تو ابھی سہی سے تمہاری تیاری کو دیکھا بھی نہیں اور تم میرے آنے سے" پہلے سب اتار کر میرے خوابوں پر پانی پھیرنا چاہتی تھی ---- "کہتے اسنے اپنا ٹاکسیڈو اتار کر پیچھے صوفے پر پھینکا کہ اسی پر زرتشہ اسکی باتوں سے گھبراتے بھاگ کر باتھ روم بند ہوجانا چاہتی تھی کہ دوسرے ہی پل اسے جکڑتے ازمیر نے اسکے بازو پکڑا اور اپنی طرف کھینچا وہ لڑکڑاتی اسکے سینے میں سمائ ی --------

جاناں ----- شوہر سے ہوشیاری "!کہتے اسکے سراپے کو اپنی خمار بھری نگاؤ ں سے" تکتے اسے خود میں زور سے بھینچتا اسے اوپر کو اٹھا گیا جسکے پیر اب زمین سے اوپر تھے تو چہرا ازمیر کے چہرے کے بلکل سامنے اسکی دہکتی سانسوں سے سرخ -------

پلیز ازمیر ۔۔۔۔"!وہ پتہ نہیں کیوں اسکی جان کو ہمیشہ ہی مشکل میں ڈال دیتا تھا"
اور آج ۔۔۔۔۔۔ آج تو وہ اسکی قربت میں سانس نہیں لے پارہی تھی ۔۔۔۔۔۔

"پلیز کی بچی ان دو دنوں کا حساب دو جن دو دنوں میں مجھ سے دور رہ کر تڑپایا ہے ۔"
اسکے گلے میں پہنی چین پر دلکشی سے اپنی انگلی پھیرتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔

آپ نے تو خود چھوڑا تھا وہاں ۔"وہ ٹوٹ ٹوٹ کر کہتی اسکی ہوتی تنگ گرفت میں مچلی"
۔۔۔۔۔۔

جاناں چھوڑا تھا مطلب یہ نہیں تھا شوہر کو ایک فون تک نا کرو اسے یکسر بھولا دو"
۔"کہتا وہ اسکی گردن میں جابجا اپنے دہکتے ہونٹوں کا لمس چھوڑنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔

وہ کیا جواب دیتی اس سے کوئی ی جواب نہیں بن پایا اسکی تو اب اسکی جنونیت پر
سانسیں اکڑنے لگی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

پا--پانی پیا--پیاس لگی ہے ۔"اچانک ہی اسے دھکا دیکر خود سے دور کرتے وہ لرزتی" بامشکل چلتی سائیڈ ٹیبل کے پاس آئی ی اور جگ سے پانی کا گلاس بھر کر منہ سے لگا گ ئی --------

ازمیر مسکراتا بالوں میں انگلیاں گھماتے بہکے انداز میں اسکے گلے سے اترتے پانی کو دیکھنے لگا ---------

زرتشہ پانی پی کر بیڈ پر بیٹھتی اپنی انگلیاں پٹخانے لگی --------

ازمیر نے اپنی گھڑی والٹ موبائل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا اور چلتے اسکے پاس آیا -------

بجھ گ ئی پیاس ۔"اسکے بالوں میں چہراہ چھپاتے گھمبیر سرگوشی کی -------"

جج ۔ جی "وہ لڑکڑاتی کہتی اسکے سینے پر اپنے کانپتے ہاتھ رکھ گ ئی --------"

مجھے بھی پیاس لگی ہے ۔ "اسنے شانوں سے تھام کر اسے بیڈ پر لٹایا اور روم میں" لائی ٹ آف کرتے نائی ٹ بلب روشن کردیا اور مسکراتے اسکا چہرا بلند کرتے اسکے ماتھے پر لب رکھتے بولا -------

تت ۔ تو پانی پی لیں "------ وہ اپنی دھڑکنوں سے گھبراتی کسمسائی ی --------"

پانی سے نہیں بجھے گی ۔"وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے اسکی بھاری پلکوں کو چھوتا بولا کہ" وہ سمٹ گ ئی ------

پھر کک ۔ کیسے بجھے گی ؟"وہ جھجھکتی بولی ------"

ایسے ----"کہنے کے ساتھ وہ اسکے کانپتے لبوں پر جھکا اور اپنی پوری شدت لٹاتا اسکی" نازک کمر میں حصار ڈال گیا -------

وہ اپنے تحت اسے رومانٹک کی انجوگرفی سمجھا رہا تھا جسے وہ سمجھتی کیا بس اسکی باہوں میں کبھی سمٹتی تو کبھی بکھرتی چلی جارہی تھی -------

زرتشہ نے بغیر جھجک اور التجا کے اسکے گرد اپنے بازوں ڈال کر اسے اپنا اپ سونپ دیا -----آخر وہ اسکا شوہر تھا جسکے لیئے اسکے جزبے بلکل خالص تھے جنہیں وہ اب چھپا کر بھی چھپا نہیں پارہی تھی ---------

✧✧✧✧✧"❤️"✧✧✧✧✧

میاں جی آپ خوش ہیں ؟"وہ بیڈ پر بیٹھی اپنے کانوں کے ائیرنگیز اتار رہی تھی اور" ضوریز کو کمرے کے دروازے پر مسکراتے چہرے پر سکون کی لہریں دیکھ کر پوچھنے لگی

کیوں نہیں ہونا چاہیئے زوجم ؟"ڈریسنگ مرر کے ٹیبل پر گھڑی رومال والٹ رکھتے مرر" سے اسے دیکھ الٹا سوال کیا کہ وہ مسکرادی -------

پر میں تو سیڈ ہوں مجھے عادت ہوگئی تھی مہمل کی اب کیسے رہوں گی اسکے بغیر؟"وہ"
مہمل کی رخصتی کو یاد کر نم آنکھوں کے ساتھ بیڈ کی چادر پر انگلی پھیرتی بولی

کورٹ اتار کر مسکرا کر ضوریز اسکے پاس آیا -------

Be continue

(بقیہ حصہ)

کچھ وقت کے بعد تمہارے ساتھی آنے والے ہیں اور تمہاری آمی بھی تو آجائے گی اور"
رہی خوش رہنے والی بات تو کیا ایک بھائی کو نہیں ہونا چاہیئے ؟ آج وہ اپنی بہن کا
فرض ساری دنیا کے سامنے عزت و احترام سے رخصت کرکے آرہا ہے ----- میں آج
اپنے فرض سے سبکدوش ہوکے آیا ہوں تو کیسے خوش نا ہوتا میری معصوم زوجم۔ "ضوریز
نے مسکراتے کہتے اسکے سوجے سرخ پاؤں کو اوپر اٹھایا اور سائیڈ ٹیبل کی دراز سے
جیل نکال کر اسکے پاؤں پر مساج کرنے لگا -------

یہ -- یہ آپ کیا کررہے ہیں میاں جی آپ خود تھک گئے ہوگے میں کرلوں گی"
۔"پریشان ہوتی اسکی بھاگ دوڑ کا خیال کرتی اپنے پاؤں چھڑوانے لگی پر اگلے ہی پل اسکی گھوری پر جھجک کر سہم گ ئی --------

یہ سچ تھا وہ اسے محبت دیتا تو وہ اسکے ساتھ ہنسی مزاق کرتی تھی اور جہاں جیسے ہی وہ زرا سی سختی کرتا وہ سہم بھی جایا کرتی تھی --------

کر رہا ہوں نا میں لیٹ جاؤ شباش"!اسکا مانگ ٹکا اتارتے ضوریز نے اسکے ہاتھ تھامے"
اور اسکے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے اسکا سر تکیئے پر رکھ دیا -------

وہ آرام سے لیٹی تھی کہ ضوریز مساج کے بعد اسکے خوبصورت سرخ پاؤں کی نچلی سطح پر باری باری اپنے لب رکھ گیا -------

وہ آنکھیں موندیں پڑی اسکے لمس کو محسوس کر زیرلب مسکرانے لگی ---------

تم بہت پیاری لگ رہی تھیں زوجم آج ویسے عموما ہی اچھی لگتی ہو لیکن میرے پسند" کے لائے گئے کپڑے پہنے مزید حسین لگ رہی تھی۔"کہتے اسنے اسکے بھرے بھرے پیٹ پر لب رکھتے جیب سے کنگن نکال اسکے ہاتھوں میں پہنایا اور حنا سے سجے سرخ بیل بوٹے بنے ہاتھوں کی انگلیاں کو چومنے لگا --------

وہ اسکے دوسرے کنگن کو ہاتھ محسوس کر ماں بننے والی بات کو سوچتی مسکراتی اسکے پیار استحاق بھرے لمس پر سمٹی --------

آپکو ڈارک کلر کافی پسند ہے ناں؟ پہلے وہ ریڈ ڈریس اور اب مہرون "!ضوریز اسکے پاس" آیا اور اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر اوپر کیا کہ وہ اسکی شہد رنگ خمار سے لبریز آنکھوں میں دیکھ بولتی سرعت سے اپنی سیاہ گھنی پلکیں گراگ ئی --------

ہاں !اور میری دلی خواہش تھی میں اپنی محرم بیوی کو یہ کلرز پہنے دیکھوں۔"ضوریز" اسکی بات سے ایگری کرتا اسکے مہرون لپ سٹک سے سجے لبوں کو دیکھتا بولا --------

وہ اسکی بات پر سرخ ہوتی اپنے لب دانتوں تلے دبا گ ئی -------

زوجم میں تمہیں کتنا پیار کرتا ہوں مگر تم نے کبھی جتائی ی ہے محبت ؟ تمہیں پتہ ہے" تم ایک بے قوف لڑکی ہو ۔ "وہ اسکے لبوں کو اپنے انگھوٹے کی مدد سے آزاد کرواتا گھمبیر بھاری لہجے میں کہتا بولا اور اسکے نچلے لب پر اپنا انگھوٹا پھیرنے لگا -------

رائی مہ نے حیرت سے آنکھیں پٹ سے اٹھائی یں --- باقی باتوں کو تو وہ نظرانداز کرگ ئی مگر اسکا شوہر اسے بے وقوف کہہ رہا تھا اب وہ اسے کیسے کہے وہ نا احمق ہے اور نا بری بس اس سے ہمیشہ نجانے کیوں برا ہوجاتا تھا -------

کیا دیکھ رہی ہو ایسے ؟ کبھی کس کیا اپنے شوہر کو؟ یہ بے قوف لڑکی کی ہی نشانیاں" ہیں ۔"وہ اسکے بالوں کو گردن سے دور کرتا اب خود وہاں اپنے لبوں کی مہر ثبت کرنے لگا --------

رائمہ نے اسکے سر کو گھورتی گردن میں بازوں ڈال دیئے -------

توبہ کریں میاں جی مم ۔ میں شرمیلی ہوں اور وہ لڑکیاں تھوڑی بولڈ ہوتی ہیں ۔"اسکے" بالوں میں انگلیاں پھیرتی وہ جتاکر بتانے لگی ---------

زوجم آج پھر بولڈ ہوہی جاؤ تم----"اس میں توبہ والی کونسی بات ہے ---تمہارا شوہر ہوں میں ----"وہ اسکی شہہ رگ سہلاتا ناک پر لب رکھتا بولا --------

لل۔ لیکن مم ۔ میں نہیں کرسکتی مجھے شرم آئے گی ۔"وہ اسکے سینے میں منہ چھپاکر" بولی -------

شرم کو سائیڈ پر رکھو اور کس کروں مجھے۔"کہتے ضوریز نے ابرو اٹھاکر اسے گھورا"

وہ اسے ایک پل کھڑوس سرد مزاج انسان نہیں بلکہ ہمران ہاشمی الٹرا پورمکس لگا

جسکا حکم اگر اسنے رد کردیا تو وہ ------،،، اگے وہ شرم سے سوچ نا سکی ---------

زوجم تمہارے اس ہمران ہاشمی سے بھی میں دو ہاتھ اگے ہوں میں ----- فلحال تو"
تم بکواس ساری سوچوں کو دماغ سے جھٹکوں ------ اور قریب آؤ میرے ۔ "نجانے
وہ اسکی سوچ کو کیسے پڑھ گیا وہ شرم سے دھری ہوتی گال یکدم دہک اٹھے --------

ٹھیک ہے کوئی ی بات نہیں اب میں کروں گا اور یقین کرو تمہیں ایک اضافی سانس"
بھی نہیں لینے دوں گا پھر چاہیں تمہاری سانسیں میری سانسوں میں بکھرتی ٹوٹ
جائیں لیکن تمہیں آزادی نہیں ملے گی ۔"کہتا وہ اس پر جھکنے لگا --------

ایک تو آ۔ آپ بھی ناں میاں جی ----- میں انکار تو نہیں کررہی ناں آپکو ----- کرتی"
ہونا -----"اسنے جلدی سے گھبراتے اسکی گردن کو جکڑا -------

اسکے فوراً سے پلٹنے پر ضوریز نے لبوں تلے مسکراہٹ دبائی ی اور نثار ہونے والی نظروں سے اسے دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ نظریں چراتی خشک لبوں پر زبان پھیرتی اسکی ماتھے کو دیکھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز تو اسکی سانسوں کی مہک میں بے خود سا سانس لینے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک کس کرنے میں پوری رات لگاؤ گی اب کیا ؟"وہ اسکے گال کو پکڑتا اسے بلکل" قریب کرگیا رائی مہ یکدم سر ہلا گ ئی جس پر ضوریز کے لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ نے چھوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ پیاسی نظروں سے اسکے سرخ لبوں کو دیکھ رہا تھا وہی وہ اپنی لرزتی نظروں سے کبھی اسکی مونچھوں کو دیکھتی تو کبھی اسکی ہلکی شیو کو لیکن جہاں دیکھنا تھا وہاں سے اسکی نظریں شرم سے بھاگ رہی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک لمبا سانس بھرتی آنکھیں موند کر اسکے قریب ہوئی ی باقی کا فاصلہ ضوریز نے خود طے کیا اسکی جھجک کو سمجھتے اور آہستہ سے اسکی نازک پنکھڑیوں سے لبوں پر گرفت جمائی ی کہ رائی مہ اسکی سانسوں میں سانس لیتی اسکے بالوں میں انگلیاں پھنسائی ی آنکھیں موند گ ئی ---------

وہ جانتی تھی اب وہ اسکے کان میں میٹھی میٹھی سرگوشیوں کے مانند اپنا حال دل سنائے گا اور محبت سے اسے اپنے نرم گرم آغوش میں سمٹ لے گا --------

وہ اسکی زندگی میں دھڑلے سے تو ضرور داخل ہوئی ی مگر وہ یہ بھی جانتی تھی وہ اسکی من چاہی بیوی پہلی اور آخری محبت تھی جسکے ساتھ ضوریز لشاری من عزیزم تک کا نہیں بلکہ من عشقم سے آگے تا عمر تک کا خوبصورت سفر طے کرنے والا تھا

✧✧✧✧✧"❤"✧✧✧✧✧

وجدان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اسے لاک کیا -------

سامنے ہی مہمل بیڈ پر بیٹھی اسکے دیئے گئے سفید بالوں والے کتے کے ساتھ باتیں کرتی نظر آئی کہ وجدان زور سے مٹھیاں بھینچتا خود پر ضبط کرتا اس تک پہنچا -------

جسے شاید باتیں کرتے خبر نہیں ہوئی وہ روم میں کب آیا --------

میرا گڈا میرا بے بی مجھے مس کیا تم نے ؟"وہ اب اسے گود میں اٹھاتی اسے سینے سے" لگاتی اسکے سلکی ریشمی سفید بال سہلاتی بولی --------

اس منظر پر تو وجدان کو جھٹکا لگا --------

میں نے تمہاری بیوی تمہاری ساتھی کتیاں تمہیں دی ہے ----تو تم اب یہاں میری" بیوی کے پاس کیا کر رہے ہو ؟ ایڈیٹ "!----- اسنے یکدم اگے بڑھتے اس کتے کو

نیچے پھینکا کہ مہمل سے الگ ہونے اور اچانک نیچے پھینکنے پر بھاؤ بھاؤ کرنے لگا

مہمل تو اپنے پپی کی آواز پہ دم سادھے تڑپ اٹھی اور اپنی سیاہ سجی بھاری پلکیں اٹھا کر سامنے لمبے چوڑے شیروانی میں ملبوس وجدان کو دیکھا جو اس بچارے کتے کو اپنی قہر برساتی نظروں سے دیکھتا اسکے گلے کے پٹے کو اپنی انگلی اور انگھوٹے سے چٹکی نما اسٹائل میں پکڑتا دروازے سے باہر کرتا دروازہ پھر لاک کرگیا اور آتا بیڈ پر مہمل کے مقابل بیٹھا ---------

آ۔آپ بلکل اچھے نہیں ہیں وجی ----- اپنے کیوں ایسا بی ہیو کیا میرے گڈے بے بی سے ؟"مہمل چیخ کر تڑپ کر بولی ---------

چپ بلکل چپ !وہ صرف ایک کتا ہے ناٹ بے بی گڈا ------ "اسے نیچے اترتے دیکھ کر وجدان اسکے دونوں ہاتھ پکڑتا غصے سے بولا ---------

آپ نے ہی اسے مجھے دیا ہے اور آپ ہی مجھ پر اسے پیار کرنے پر پابندیاں لگاتے" ہیں اگر اتنا ہی برا تھا تو کیوں دیا اسے مجھے ؟"وہ چلائی ی وجدان پر اور وہ حیرت سے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگا ---------

غلطی ہوگ ئی مجھ سے بے بی !بہت بڑی غلطی وہ اتنے قریب تھا تمہارے یقینا تم" اسے بوسے بھی دیتی ہوگی ----- مجھے تو رقیب لگنے لگا ہے وہ اپنا ---"وجدان اسے غصے بھری آنکھوں سے دیکھ آخری جملہ دل میں بولتا دھاڑا کہ ایک پل کو مہمل سہم گ ئی ---------

جائی یں آپ وجی مجھے آپ سے بات نہیں کرنی ----- مجھے واپس لاکر دیں میرا پپی گڈا" بچہ ----- میں نے اسے بہت مس کیا اور آ ۔ آپ نے کیا ---کیا اسکے ساتھ اتنا برا سلوک ۔ "کہتی وہ ہاتھوں میں چہرا چھپا کر رونے لگی --------

کیا وہ اس چھوٹے سے جانور سے جیلس ہورہا تھا ؟؟؟ ہاں ہو تو رہا تھا تبھی تو اس کتے کے بچے کو اسکی بیوی کتیاں گفٹ کی کہ اسکے ساتھ بزی رہے مگر وہ کتا اپنی بیوی کو دھوکا دے کر اسکی بیوی پر ڈورے ڈالنے چلا آیا تھا --------

وہ سوچتا اپنے دانت پیستا زور سے آنکھیں میچ گیا اور اپنے غصے پر قابو پانے لگا

اس کتے کے بچے نے آج کی خوبصورت رات کو بھی خراب کرتے چار چاند لگاتے" تہنس نہس کرکے رکھ دیا --------

شادی کا کیا فائدہ جب وہ اپنی بیوی کے پاس ہی نہیں ٹک رہا ؟؟ "وجدان کی ملازمہ نے اسکے پیچھے سے اسکے کتے اور کتی کی شادی کروادی تھی اور اپنا کارنامہ وہ وجدان کو بتاتے بہت خوش ہورہی تھی ---------

وجدان تو اس کتے پر رشک کررہا تھا ایک تو بیٹھے بیٹھائے بیوی مل گ ئی اور اسے ہزار پاپڑ بیلنے کے بعد ------ اسنے یکدم جلتے بھنتے اپنی آنکھیں وا کی ---------

تم نے ایک بار بھی مجھے مس کیا ؟؟ لیکن اس کتے کو پروپرلی مس کیا تم نے"
---خیر چھوڑو نا بے بی اس کتے کو ہم اپنی باتیں کرتیں ہیں ۔ "کہتا وہ اسے اپنے حصار میں لیتے ماتھے پر لب رکھنے لگا --------

ہاں لیکن آپ آئی بندہ میرے گڈا بچہ میرے بے بی پر غصہ نہیں کرینگے اور اسے"
مجھے لینے سے بھی منع نہیں کرے گے ؟ منظور "!اسکی شیو پر اپنا مہندی اور گہنوں سے سجا ہاتھ پھیرتے وہ مسکرا کر بولی تو وجدان بے بس ہوکر گھیرا سانس بھرتا ایسے اسکی بات اگنور کرگیا جیسے کچھ اسنے کہا ہی نا ہو -------

اور اسی رومنٹک موڈ کو بحال کرگیا جو یہاں آنے پر تھا لیکن اس کتے کو دیکھ کر یکسر جلدی روپ میں تبدیل ہوگیا تھا --------

تمہیں پاکر میں ہواؤں میں اڑ رہا ہوں ڈارلنگ !میرے پیر زمین پر ہی نہیں ٹک رہے"
------ تم بتاؤں تمہیں کیسا لگ رہا ہے ----- خوش ہو میرا ساتھ پاکر ؟؟"ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرہ اوپر اٹھایا---- مہمل اپنی خمدار پلکیں جھپک کر رہ گ ئی ----
اسکے لب لرز رہے تھے اور آنکھیں خوشی سے نم -------

وجدان اسکی کفیت سمجھ گیا تھا تبھی اسے اپنے سینے سے لگا گیا ---------

میں تو بہت خوش ہوں ڈارلنگ "!وہ اپنے لب اسکے سر پر رکھ کر گویا ہوا ---- مہمل" اسکی آواز میں ہی سرشاری محسوس کر گ ئی تھی --------

تم میری زندگی کی پہلی اور آخری لڑکی ہو جسکے لیئے میں پل پل تڑپا ہوں ----- تمہاری" آنکھوں میں آنسوں دیکھ تکلیف کی شدت میں نے بھی محسوس کی ہے ----- میں بہت خود غرض بن گیا تھا تمہیں تمہارے بھائی ی سے دور رکھا مگر کیا کرتا تمہارے دور جانے کا خوف میرے دل پر عذاب کی طرح گزرتا تھا ----- مجھے سب برداشت ہے لیکن تم سے دوری نہیں ------ بہرحال تم ایک مضبوط اور بہت بھادر لڑکی ہو ----- میرے دل کے بہت قریب ------ میں اس رب کا بہت شکرگزار ہوں اسنے "! مجھے تم جیسے حسین تحفے سے نوازہ ہے ----- آئی ی لو یو ڈارلنگ

مہمل کے چہرے پر جابجا اپنا لمس چھوڑتا وہ گھمبیر آواز میں بولتا گیا اور وہ آنکھیں موندیں اسکا دیوانہ پن محسوس کرنے لگی ۔۔۔۔۔ جو بارش بنکر اپنی محبت اس پر برسا رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

منہ دکھائی میں ۔۔۔۔۔۔۔ میں اپنا دل تمہارے لیئے لایا ہوں باقی تو مجھے کچھ بھی" تمہارے مقابلے کی چیز نا لگی ۔۔۔۔۔ بس میرا دل قبول کرو ڈارلنگ "!اسکی ناک میں پہنی نتھ کو نکال کر بولا کہ مہمل مسکرادی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ انمول ہے اس سے زیادہ اچھا کیا گفٹ ہوسکتا ہے بھلا ؟"وہ بے ساختہ بولی وجدان" نے اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

تم نے معاف کیا ؟"وہ اسکے گال پر اپنے لب رکھتے بولا ۔۔۔۔۔۔۔"

کس بات کے لیئے ؟"وہ اسکی شیروانی میں ملبوس چوڑے سینے پر اپنی انگلی پھیرتی بولی"

۔۔۔۔۔۔۔

تمہارے بھائی ۔۔۔۔۔،،، وہ کچھ بولتا کہ مہمل اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں معاف کیا کیونکہ آپ میرے بھائی ی کے بعد مجھے سب سے عزیز ہے ۔۔۔۔۔۔" میری سب سے پیاری چیز میرے ہسبینڈ ۔۔۔۔ آپکا کوئی ی قصور نہیں بلکہ آپ نے تو ایک نامحرم ہوتے ہوئے بھی میری اتنی زیادہ حفاظت کی ہے ۔۔۔۔ پیار دیا عزت دی ہے ۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے میں تو اس قابل بھی نا تھی مگر میرے اللہ نے مجھے میری چاہا " سے بڑھ کر ہی دے دیا ہے ۔۔۔۔ اسلیئے پلیز آپ ریگرٹ فیل مت کریں ۔۔۔۔۔ اسکے سینے پر سر رکھتی پیار سے بولی ۔۔۔۔۔وجدان تو ششدر تھا اپنی لے بی پر ۔۔۔۔۔ کیا مان تھا جو اسنے اسے بخشا تھا اتنی سی تھی لیکن باتیں ہمیشہ اسکا ضبط ازمانے والی کرجاتی تھی کبھی کبھار ۔۔۔۔۔۔۔۔

پیار کرتی ہو مجھ سے ؟"اسکے کندھوں سے تھامتے سرخ پھولوں سے سجے بیڈ پر اسے" لیٹا کر پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمل اسکی قربت پر چہرہ حنائی ہاتھوں میں چھپاگئی ------- پر اب کہاں وہ اسکے محبت کے سمندر میں ڈوبنے سے بچ سکتی تھی ------- اسکے سر ہلانے پر وہ اسکے گرد اپنا حصار ڈال کر اسے اپنے قریب کر گیا ---------

اور محبت بھرے استحاق سے اسکی شہہ رگ پہ اپنے دہکتے لب رکھے مہمل سمٹ کر اسکے چوڑے سینے میں چھپ گئی اور وجدان نے اسے اپنے سینے میں چھپالیا ہمیشہ کے لیئے اپنا بناکر --------

❤️ ---------- کچھ سال بعد ---------- ❤️

اسٹارٹ برو ۔ "بارلس کے کہنے پر جازم نے شرارتی مسکراہٹ لبوں پہ سجائی ایک" دوسرے کو آنکھ ونک کی اور جازم نے بائک کو فل ریس دیتے دھواں آڑاتا لے گیا

ھووو ھووو !دونوں کی تیز آوازیں ہواؤں کو چیرتی بائک کی تیز رفتاری کے ساتھ خالی سوسائٹی کے روڈ پر گونجنے لگی --------

اے شٹ !لفظ بے ساختہ جازم کے منہ سے نکلے تھے اور تیز چرچراہٹ کے ساتھ اسنے بریک پر پاؤں رکھا تھا کہ پیچھے بیٹھے بارلس کو بھی زور دار جھٹکا لگا --------

آہہہ عاش ---- !سامنے وہ معصوم اپنی بھوری شہد رنگ چمکتی آنکھوں سے انہیں انکی بائک سمیت دیکھتی چیخی --------

ان دونوں کے چہرے تو یکدم سفید پڑے اور جلدی سے اترے -------

بائک سے دومنٹ کا فاصلہ طے کر جازم بھاگتا اس ننھی چار سالہ کسوی کے پاس پہنچا کہ اچانک لڑکڑایا نیچے دیکھا تو مہمل کا پرانا خراب ہوا اسٹیتھوسکوپ پڑا نظر آیا اس پر سے پاؤں ہٹایا کہ اندر سے اپنی بہن کی آواز پر عرش گارڈن میں وائٹ لیلی کا پودا لگاتا ٹھٹکا اور گرین ہیزل رنگ آنکھوں میں ناگواریت پھیلی ضرور اس عاروشہ نے اسکی بہن کو مارا

ہوگا وہ کھیل کھیل میں اکثر اسے مار دیتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اور اسکی بہن بیچاری معصوم اسکے پھر دوسرے دن ویسے ہی کھیلنے لگ جاتی تھی جسے اس ڈائن نے کچھ کیا ہی نا ہو ۔۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں ابھی بھی کھیل کھیل میں گھر سے باہر نکل آئی ی تھیں چونکہ عرش کا دھیان زرا سا بھٹکا تھا کہ کسویٰ سوسائٹی روڈ کے بیچوں بیچ آچکی تھی جبکہ عاروشہ مین گیٹ پر کھڑی ہوئی ی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بارلس بھی وہاں آیا تو گیٹ پر کھڑی اپنی بہن کو دیکھ اسے اشارے سے پاس بلایا کہ چار سالہ کسویٰ کی ہی ہم عمر عاروشہ اپنے ننھے ننھے قدموں سے بھاگتی اس تک پہنچی

۔۔۔۔۔۔۔۔

یقیناً کچھ برا ہونا والا تھا ۔۔۔۔۔ وہ کسویٰ کے برعکس تیز دماغ بچی تھی ۔۔۔۔۔ وہ جانتی اس بندر جیسی شکل اور ایلین جیسے آنکھوں والے سے اسکے بھائیوں کا چھتیس کا اکڑا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر جو اسکے بھائیوں کا دشمن وہ عاروشہ کا بھی جگری دشمن تھا

۔۔۔۔۔۔۔

لفنگوں تم لوگ !عرش جیسے ہی وہاں پہنچا تو بائیک ان دونوں کا یہاں ہونا سارا معاملہ سمجھتا غصے سے دانت بھینچتا گیٹ سے دھاڑا اور جھٹ سے اپنی بہن کے پاس پہنچ نیچے بیٹھتا اسکا سرخ سفید گلابی چہرہ گلابی ہاتھ پاؤں سب چیک کرنے لگا --------

عاش کی جان کہیں لگی تو نہیں ؟"اسے دیکھ اسکے سرخ پھولے چھوٹے گال پر لب" رکھتا بولا -------

نو بائی ی ---- " !کسویٰ نے نفی میں سر ہلاتے بھورے بالوں والی دونوں پونیوں کو" جھلاتے کہا -------

آپ اندر جاؤ شباش بھائی ی ابھی آتے ہیں ۔ "اسے دیکھ کہا ---------"

وہ جھٹ سے اندر وجدان حمدانی پیلس کے مین گیٹ کی جانب بھاگی -------

آج یہ حادثہ نا ہوتا اگر وہ گیٹ پر کھڑے گارڈ موجود ہوتے چونکہ دوپہر کا ٹائم تھا تو وہ کھانا کھانے کوارٹر کے اندر چلے گئے تھے ------- ورنہ کسوی اور عاروشہ کو باہر نکلتے دیکھ وہ ضرور کوئی ی ایکشن لیتے --------

یہ کونسا نیا ایڈونچر ہے تم لوگوں کا ؟ بولو ؟؟؟ "عرش غصے سے اگے بڑھتا مقابل" کھڑے تیرا سالہ جوڑواں جازم اور بارلس کو اپنی گرین ہیزل آنکھوں جو اسنے اپنی ماں مہمل سے چرائی ی تھی انہیں دیکھ دھاڑا ---------

جن دونوں کی قد کاٹ رنگت سب کچھ ایک جیسا تھا اگر انہیں کوئی ی چیز ایک دوسرے سے مختلف بناتی تھی تو وہ تھا جازم کی دائیں آنکھ پر پیدائیشی کٹ مارک

وہ ایڈونچر جو تجھ جیسے بورنگ خشک ترین لوگوں کی بس کی بات نہیں ہے ۔"جازم اپنی" بھوری شہد رنگ آنکھیں اسکی گرین ہیزل آنکھوں میں گاڑ چبا چبا کر بولا اور برابر میں کھڑے بلکل اپنی کاپی بارلس کی جانب دیکھ کمینگی سے مسکرایا --------

ہاہاہاہا ۔۔۔۔۔ بارلس کے بھی چہرے پر کمینگی سے مسکراہٹ رینگی اسکی بھی بھوری شہد رنگ آنکھوں میں چمک ابھری اور دونوں نے مذاق اڑاتے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لفنگوں آج میری بہن کو کچھ ہوجاتا تو میں تمہاری بوٹیاں بوٹیاں کرکے کتوں کو کھلا دیتا" "۔۔۔۔۔ اور ویٹ ابھی برائے راست بتاتا ہوں ماموں کو انکے سپتوں کا کارنامہ ۔۔۔۔۔ دس سالہ عرش جبڑے بھینچتا وہاں سے اندر بڑھا ضوریز کو فون لگانے کے لیئے

۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ انکے سپوتوں سے اپنی اتنی سی عمر نہیں سنبھالی جارہی جو انکی موٹرسائیکل لیکر اپنے نئے ایڈونچر پر نکلے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔

ضوریز کافی حد تک فائی نشلی اسٹیبل ہوچکا تھا جسکے باعث اسنے بھی وجدان جیسے امیر زادوں کی سوسائٹی میں اپنی زوجم کی خوائی ش کو مدنظر رکھتے وہی پانچ منٹ کی دوری پر اپنا بڑا سا ہرآسائی یش سے بھرپور گھر لیا تھا -------

اتنی نزدیک ہونے پر اب وہ اکثر عاروشہ کو بھی کبھی کبھی کسوی کے ساتھ کھلینے کی ضد کو دیکھتا ضوریز اسے یہیں چھوڑ جاتا تھا اور لنچ کے وقت آفس سے فری ہوتا اسے واپس لے آتا تھا --------

اسلیئے عاروشہ آج بھی اپنی ضد کی وجہ سے یہاں موجود تھی ویسے اسے لینے جازم اور بارلس بھی جاتے تھے مگر کبھی کبھار کیونکہ انکے مطابق اس ایلین گابچا کو دیکھ ان دونوں کا سارا دن ملیا میٹ ہوجاتا تھا اور وہ یہی کہتے پھرتے کہ اس ایلین گابچا کی کالی نظر انکا پورا دن بھیڑا غرک کرگ ئی --------

عرش اپنی پرفیکٹ گری دکھا دکھا کر کہیں بار ان دونوں کو اپنے ماں باپ سے ڈانٹ بھی پڑواتا رہا تھا تھا جس میں ماں تو بیچاری ابلا ناری ان دونوں کو سلواتیں سناتی چپ ہوجاتی

تھی جبکہ ضوریز سلواتوں کے ساتھ ان کو دو تین جھڑتے اپنا ہاتھ بھی صاف کرلیتا تھا

اوئے رک اس ایلین گباچا کو ----"!!!وہ یقینا انکے باپ کم دشمن زیادہ کو فون کرنے" جارہا تھا -----کہ جازم عرش کی پشت دیکھ گڑبڑاتا بارلس کو دیکھ بولا -------

اور پھر جازم بارلس دونوں نے گھر کے اندر عرش کے پیچھے دوڑ لگادی --------

ہے لیو می "!عرش اپنی پشت پر دو مستنڈے جازم اور بارلس کو جکھڑا دیکھ خود کو انکی" مضبوط گرفت سے چھوڑوانے کی کوشش کرتا غصے و حقارت سے چلایا --------

اوئے ایلین گابچا انگلیش کی دکان بند کر اپنی یہ انگلیش انٹی کو ------ تجھ سے" بڑے ہیں ہم کچھ عزت دے لے بچے ورنہ "!!!جازم نے اسکے کان میں چبا چبا کر کہا اور بارلس انکی دھمکی کو کارآمد بنانے کے لیئے اسکے مقابل آتا اسکی کھڑی مغرور ناک کے

سامنے ہاتھ کا بنا مکا بناتے اسے ڈرانے لگا جبکہ جازم نے اسے پیچھے سے سختی سے پکڑا ہوا تھا کہ وہ ہل جل بھی نا سکے -------

سالے چھوڑ """!!!عرش اسکی سخت گرفت میں مچلا ------"

بناؤں گا تجھے سالہ لیکن بدقسمتی سے ابھی تھوڑا وقت ہے اور ہاں یہ سالے اور جیجا کا" سیکرٹ ہے ---- اسلیئے اپنے تک ہی رکھیو اسے -----"جازم نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے عرش کے کندھے سے اپنے جڑواں بھائی یا یوں کہوں کہ کرائم پارٹنر بارلس کو آنکھوں سے گارڈن میں رکھے گھملے کی جانب اشارہ کیا -------

عرش نے بنا جازم کی فضول گوئی پر دھیان دیئے ایسے سر جھٹکا جیسے کہا ہو بولتا رہ میرے سامنے تم دونوں کی حیثیت چڑیا گھروں میں بند جانوروں سے بھی گ ئی گزری ہے ------ جنکی میں فضول باتیں کم ہی سمجھتا ہوں --------

بارلس سمجھتا کمینگی سے مسکراتا ایک انکھ ونک کرگیا اور جیسے ہی اسکی حرکت عرش نے ناٹ کی تو یکدم مسکراہٹ چھپاتا بلکل کسی شریف معصوم انسان کی طرح ایکٹ کرتا کچھ سیکنڈ یوں ہی کھڑا رہا پھر جو پھرتی سے پلٹتا گھملے کی جانب بھاگا -------

I had such a beautiful plantation....

"خبیث سب برباد کردی تونے ---- میں آج پکا تم لوگوں کا قتل کردوں گا -------

گملے میں سے ایک ایک پلانٹ سر کی جو کی طرح چٹکی سے پکڑتے بارلس کو باہر نکالتے اور پھر گملے کی گیلی مٹھی کھاد کو گملے کو الٹا کر خالی کرتے دیکھ عرش پورے غضب سے دھاڑا ---------

جو اسکا فارغ اوقات میں فیورٹ مشغلہ تھا جیسے کہ آج اسکول کی چھٹی ہونے کے باعث وہ سرا انجام دے رہا تھا ---------

اے یو خبث اینڈ یو ہیڈ آآ خراب پوپلیشن "!!بارلس بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا یکدم" ہی جوابی کروائی ی کر اس ایلین گاباچا کہ ایکسپریشن دیکھنے لگا --------

عرش کے تاثرات بگڑ چکے تھے وہ یکدم اپنی پشت کو جکڑے نا دیکھ سکینڈوں میں اس تک پہنچتا کہ عاروشہ جھٹ سے بھاگتی اسکے پیر سے چمٹی اور اپنے دانت اتنی زور سے گاڑے کہ عرش درد سے بلبلاتا اس چھوٹی چلاک لومڑی کی اپنی بھائی ی کو اسکے قہر سے بچانے کے لیئے چلاکی دیکھ خود پر ضبط کرتا جبڑے بھینچتا رہ گیا اور نیچے اس چار فٹ بلا کو اپنی گرین ہیزل شعلہ بار آنکھوں سے گھورا کہ جیسے سالم ہی نگال جائے گا ------

جسے دیکھ وہ تھوگ نکلتی گڑبڑاتی فوراً پیچھے ہوئی ی ---------

اسنے اس جن سے پنگا لے تو لیا تھا مگر جانتی تھی وہ کس قدر اکڑو اور سرد مزاج قسم کا انسان تھا جسکے ماں باپ نے بھی اسے کبھی غلطی سے بھی ہنستے ہوئے نا دیکھا تھا

وہ ایسا ہی تھا لیئے دیئے لہجے کا مالک بلکل سیریس مگر ہر انداز میں پرفیکٹ --------

Hey sorry my sunshine ...

دروازے پر کھڑی گم سم سی وہ سب کو اپنی چھوٹی معصوم بھوری آنکھوں سے لڑتے جگڑتے دیکھ رہی تھی کہ جازم اسکے پاس آیا نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھا اور اسکے سفید سرخ گال کو سہلاتے وہاں اپنے آہستہ سے دانت گاڑ دیئے -------

کسویٰ اسکے جارحانہ عمل پر روتی چیختی کہ جازم سٹپٹا کر پیچھے ہوتا کھڑا ہوا اور ایک زور دار ہونٹوں سے سیٹی بجائی جسکا اشارہ سمجھ بارلس نے ناآؤ دیکھا ناتاؤ عاروشہ کو جلدی جلدی گود میں اٹھایا اور وہاں سے اندھا دھند بھاگا ------

انکے بھاگنے اور اتنی ہلچل پر مہمل کے بچے کیسپر)کتی (اور میکس)کتے (بھونکے ------بھو بھو بھو -------

ابے چپ !!!تیرا ٹینٹوا اچانک کیوں پھٹ پڑا ؟؟؟ جب فلم ختم ہوگئی تب اپنی" ناکام اداکاری دکھا رہے ہو سالے ---- "داخلی گیٹ کی دائیں جانب ڈوگی ہاؤس سے منہ نکالتے اس کتے اور اسکی وائف کتیا صاحبہ کو دیکھ جازم مسنوعی غصے سے دھاڑا

جسے دیکھ وہ چپ ہوئے اور انہیں دیکھنے لگے اور ایکدم اپنا اپنا منہ پھیر لیا -------

جیسے دل ہی دل میں کہا ہو تم جیسے شیطانوں کے باپوں کے آگے ہماری بھلا کہاں معصوم اداکاری ٹکے گی اس میں تو ٹاپر تم دونوں ہو -------

اب وہ الگ بات تھی اگر وہ دونوں ان بے زبان جانوروں کی بات سمجھ جاتے تو خوامخواہ شرمندہ ضرور ہوجاتے مگر یہ صرف خام خیالی ہی تھی وہ دونوں ڈھیٹ پروملکس تھے جس میں جازم لشاری نے تو پی ایچ ڈی کر رکھی تھی ---------

جازم ڈوگی ہاؤس میں موجود ان بے زبان جانوروں سے گویا تھا کہ باہر نکلتے ہی جازم نے بارلس سے عاروشہ کو اپنی گود میں لیا اور پھر ان دونوں کی اسپیڈ دیکھنے لائق تھی

برو یار بائک وہیں رہ گئی ۔"بارلس اپنے برابر میں جازم کو عاروشہ کو لیئے دوڑتے" دیکھ پھولی ۔۔۔۔سانسوں کے درمیان بولا ۔۔۔۔۔۔

یار اجائے گی موٹرسائیکل اسنے کہا جانا ہے بھلا یہاں کمیرہ فٹ ہیں ہر جگہ سخت" سکیورٹی ہے مگر ابھی فلحال اس ایلین گانچا کی ریاست سے نکلنا ضروری ہے کیونکہ اسکا غصہ ابھی ساتویں آسمان پر ہوگا ۔ "اسکے سامنے یکدم کسویٰ کا چہرہ گھما جو وہ اس معصوم کو چھوٹی سی تکلیف دے آیا تھا جسکی تکلیف سے اسے بھی شدت سے تکلیف possessive ہوئی ی تھی اور وہ یہ جانتا تھا عرش حمدانی اپنی بہن کے لیئے کتنا ہے وہ خراش تک برداشت نہیں کرستا تھا اپنی بہن پر اس قدر وہ اپنی بہن کے لیئے ٹچی تھا ۔۔۔۔۔۔

اور پھر یہ سب ان دونوں نے عرش کا خود سے دھیان ہٹانے کے لیئے ہی کیا تھا جس میں وہ اس معصوم کو تکلیف تو نہیں دینا چاہتا تھا لیکن پتہ نہیں کیوں اور کیسے دے گیا -------

انہیں علم تھا جبکہ تک وہ ایلین گباچا ان دونوں کو پھینٹی نا لگوادے اسکے کلیجے کو ٹھنڈک نہیں ملے گی مگر وقتی طور پر انہیں یہی ٹھیک لگا اپنے باپ کے چھیتڑوں سے خود کو بچانے کے لیئے -------

اور پھر انہیں اپنے نئے ایڈوانچر کو کورراپ کرنے اور سوچنے کے لیئے کچھ وقت بھی مل جاتا --------

ویسے برو ہم زندگی کو کاٹنے نہیں بھرپور جینے والوں میں سے ہیں ناکہ اس ایلین گابچا کی" سڑیل زندگی بنا نمک مرچ والے سالن کی طرح -------

اب بھلا وہ بات الگ ہے اس دنیا والوں کو عقل نہیں کہ اس دنیا میں دو نایاب ہیرے پیدا ہوئے ہیں مجال ہے جو زرا سی قدر کرلیں یہ دنیا والے ------ ہماری خود کی نظر میں اپنے اپنے لیئے کتنی عزت ہے اب وہ الگ بات ہے معاشرے میں نہیں ہے ------ "بارلس ایک بار پھر بھاگتے بھاگتے بڑبڑایا جسکی بات پر جازم اتفاق کرتا اثبات میں سر ہلاتا اپنی اسپیڈ مزید بڑھا گیا ---------

واٹ ہیپنڈ بھائی ی کی جان اینڈ وائے آر یو کرائی نگ ؟ "عرش اپنی جان عزیز بہن کی" آواز سنتا آیا اور گود میں اٹھاتے محبت سے اسے خود سے لگاتا اسکے سر پر اپنے لب رکھ بولا -------

جاز بھائی ی نے بائی ٹ کیا دال پر میلے --- "اسنے روتے روتے بتایا --------"

عرش کے ماتھے پر غصے سے بل پڑے جبڑے بھینچے سامنے دور جاتے دوڑ لگاتے ان دونوں کو اپنی بہن چلاک لومڑی عاروشہ کے ساتھ دیکھا اور ایک آخری سرد نگاہ انکی پشت پر ڈال روتی کسویٰ کو دیکھا --------

عرش کا غصہ انتہا کو چھورہا تھا وہ چاہتا تو ابھی کہ ابھی جاتا دونوں کو کہیں تھپڑوں سے نوازتے

چہرہ سجاتا اپنا غصہ ٹھنڈا کر آتا سب سے پہلے تو اس کارل کے مرید جازم کا اور پھر بارلس کا --------

عرش جانتا تھا جازم لشاری اس سارے جھمیلے میں اسکی معصوم بہن کو کیوں لایا ہے ؟؟؟-----

اسلیئے کہ کچھ دیر کے لیئے صیح اسکا دھیان ان دونوں سے ہٹ جائے وہ جانتا تھا اسکی بہن اسکی کمزوری ہے ------ اور اسنے اسکی کمزوری کو استعمال کیا تھا --------

پہلے کبھی بھی وہ دونوں کسوی کو کبھی بیچ میں نہیں لائے تھے اور یہی وجہ تھی کہ وہ ان دونوں کی ہر شرارت کو برادشت کر اپنا غصہ ہمیشہ خود تک ہی رکھتا تھا بس ضوریز کو بتا کر کبھی کبھار اپنے دل کی آگ ضرور ٹھنڈی کرلیتا تھا ورنہ وہ دونوں اچھی طرح جانتے تھے

عرش حمدانی کیا شے ہے ؟؟ وہ کسی سے قابو ہونے والا یا کسی کے سامنے جھکنے والا بچہ نہیں تھا بلکہ دوسروں کی غلطیوں پر انہیں قابو کر اپنے قدموں میں جھکا دینے والا تھا

بش میرا بچہ "!وہ اسکے قیمتی آنسوں اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتا خود سے لگاتا " اسکا سر سہلاتا اندر کی جانب قدم بڑھ گیا ---

****

ویسے یقیناً مام آپکے پاس بہت سے آپشن ہونگے لیکن پھر بھی یہ گمگھیر ڈیڈ کو کیوں چن i think you deserve لیا ---؟اپکو یہی ملے تھے شادی کرنے کے لیئے better سو کیا کہتی ہیں اپ اس بارے میں ----- زرتشہ کیچن میں شام کا کھانا تیار کررہی تھی کہ اسے پشت سے اپنے بارہ سالہ بیٹے عاذان کی آواز سنائی دی ---

وہ ہلکا سا مسکرائی اور پلٹتی سلیب پر رکھی کبابوں کی پلیٹ سے کباب کھاتے اپنے بھوری آنکھوں والے بلے کو دیکھنے لگی ---------

،،، غمگیر نہیں ازمیر ------

وہ اسکے ہمیشہ کے نام بگڑنے والی عادت کو لیکر کچھ بولتی کہ --------

ادھر آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں بچے تیری ماں کے پاس کتنے آپشن تھے اور کتنے نہیں ---" ازمیر غصے سے دانت بھینچتا اپنا دس نمبر والا جوتا تھامے کیچن میں آتا اپنے شرارتی مگر " کبھی کبھار سنجیدہ اولاد کے جانب تیزی سے بڑا -------

ارے یار ڈیڈ اپنی جوان ہوتی اولاد پر ایسے تشدد نہیں کرتے ڈومیسٹک وائلنس پر میں" میڈیا میں تشہیر کی اپکے خلاف پٹی چل وا دوں دوگا ---- بس پھر آپ ہونگے اور میڈیا کے چوزے ------ "اپنی باتوں میں اسے الجھائے وہاں سے دھیرے دھیرے سرکتا یکدم اندھا دھند بھاگا ---------

"اوئے کھوتے اپنے باپ کے خلاف پٹی چلوائے گا ٹھہر زرا تجھے بتاتا ہوں ------"
یکدم اسکی باتوں کو سمجھتا کیچن سے گھر میں اوپر جانے کے لیئے بنی سیڑھیوں پر بھاگتے عائدان کی پشت پر اپنا جوتا مارا ----- جو ناچاہتے ہوئے بھی اسکی کمر کو سلامی دے ہی گیا ------- مگر وہ بغیر پلٹے ہنستا ہوا اندر باران کے روم میں جاگھسا ---------

جبکہ پیچھے زرتشہ اپنے بچے کی حالت پر ارے ارے کرتی رہ گئ --------

یار بھائی ی کیوں ڈیڈ کو چھیڑتے ہو ----- ؟ "گیارہ سالہ باران نے اپنے بیڈ پر ہانپتے سانس درست کرتے عائدان کو دیکھا جسکے ہنسنے کے باعث بھوری آنکھیں ہلکی سی نم ہوگئیں تھیں --------

"! بس یار مزا آتا ہے ---"
کمینگی سے ایک ونک کر وہ باران کی سیاہ پرکشش آنکھوں میں دیکھ بولا ---------

باران کی آنکھیں عادتیں غصہ شرارت سب ازمیر پر جبکہ باران کی آنکھیں عادتیں دھیما نیچر سب کچھ زرتشہ پر گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حد ہے بھائی ی !آپکا کچھ نہیں ہوسکتا ۔۔۔۔۔ آپ لاعلاج ہیں ۔۔۔ "وہ اپنا سر جھٹک کر رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ جانتا تھا ازمیر اور عائدان کی بہت کم ہی ایک دوسرے سے بنتی تھی وجہ یہ کہ وہ زرتشہ یعنی اپنی ماں کی زندگی میں پہلے آیا تھا تو اس پر حق زیادہ اسی کا ہے ۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی ہمیشہ کی بات پر تو ازمیر کو پتنگے لگ جاتے میں اگر تیری ماں کو ماں نہیں بناتا تو ۔۔۔۔۔۔ توں بھی نا آتا ۔۔۔۔۔۔ اسلیئے اس پر حق ازمیر ملک کا ہے ناکہ عائدان ملک کا ۔۔۔۔۔۔ بس یہی کیوٹ سا معاملہ تھا جو آج تک حل نہیں ہوپایا تھا اور نا شاید آنے والے وقت میں ہونے والا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکے باعث وہ چلتے پھرتے گھر میں زرتشہ سے کوئی ی نا کوئی ایسی بات کہتا کہ ازمیر جل بھن اٹھتا اور پھر وہ ہوتا اور ازمیر کا جوتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا یار چھوٹے تو ان بے زبان بکس سے بور نہیں ہوتا ---؟ "باران کے ہاتھ میں پھر کوئی نئی کہانی کی بک دیکھ وہ منہ بناتا بولا --------

نہیں بھائی ----- یہ بے زباں تو ہوتیں ہیں لیکن پھر بھی بہت کچھ ایسا کہہ دیتی" ہیں----- جو ہر انسان کے دل کی عکاسی کرتا ہے ------ جو انسان نہیں کہہ پاتا وہ سب بعض دفعہ چھپکے سے یہ کہہ دیتی ہیں ---------

وہ کہتے ہیں ناکہ ایک عام انسان کے برعکس بکس پڑھنے والے لوگ ایک ساتھ کہیں زندگیاں جی لیتے ہیں ------- باران کہتا وہاں سے اٹھا اور سامنے لگے بک شیلف پر کتاب کو اسکی جگہ پر رکھا ---- اسکا فری وقت میں یہی مشغلہ تھا کہانیاں پڑھنا

""""!!اوو بس پلافسر بڈھی روح ----"

عائدان نے کہتے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے ---- جب بھی باران کوئی لمبا چوڑا لیکچر کتابوں کو لیکر دیتا تھا عائڈان کا ری ایکشن یہی ہوتا تھا ---------

باران کی بات پر ہر دفعہ کی طرح باران کا کمرے کی فضا میں چھت پھاڑ قہقہ گونجا تھا

****

یہ منظر ہے امریکا کے دوسرے بڑے شہر لوس اینگلیس کا جہاں کی مین آبادی کے بیچ وہ اسکیٹنگ سینٹر بنا ہوا تھا -------

اسکی جب بھی ایکڈمی سے چھٹی ہوتی یا کرتا ----اسکے پاس جب کبھی فری وقت ہوتا تو وہ اپنا ٹائم پاس کرنے وہاں اسکیٹنگ کرنے آجایا کرتا تھا اور اب بھی وہی کر رہا تھا

اسکا گھر اس خوبصورت عالیشان سے بنے اسکیٹنگ سینٹر سے تھوڑی ہی دور تھا جسکے باعث اسے یہاں آنے میں کوئی ی مشکل درپیش نہیں ہوتی تھی اور وہ آسانی سے اپنا کچھ وقت اچھا گزارنے کے لیئے یہاں آجایا کرتا تھا ---------

مجھے معلوم تھا تم یہیں ملو گے ؟"وہ اپنی پشت پہ کتابوں سے بھرا بیگ سنبھالے" یہاں آتی اسکی پشت دیکھ سپاٹ لہجے میں بولی --------

کیوں آئی ی ہو میرا ٹائم برباد کرنے ؟"پیچھے سے جانی پہچانی آواز سنتا وہ اپنے" اسکیٹنگ کرتے پیر وہی جمائے بولا -------

اکیڈمی نہیں چل رہے ؟"وہ اسے دیکھ بولی -------"

نہیں --- "!ایک لفظی جواب دیتا وہ اگے کی جانب اسکیٹنگ کرنے لگا ------

وہ تو اب اسکے اتنے اٹیٹیوڈ پر جل بھون کر رہ گ ئی وہ جتنا چاہتی تھی کہ غصے پر کنٹرول رکھے لیکن وہ کوئی ی کثر نہیں چھوڑتا تھا اسے تپانے میں اور آخر کار وہ بول ہی اٹھتی تھی -------

تم لگتے ہی نہیں ہو آغر انکل کے بیٹے ہو ---- بد اخلاق کہیں کے ----- وہ کہاں" اتنے پیارے انسان اور تم کہاں ------ "وہ غصے سے دبی دبی آواز میں چیخی

بول لیا نا؟ گیٹ آؤ ٹ "!وہ پیچھے مڑتا اپنی گرے چمکتی سرد آنکھیں اسکی نیلی اوشن" آنکھوں میں ڈال کر بولا --------

اف یو کائی نڈ یور انفرمیشن میں تم سے پانچ سال بڑی ہوں ----- اسلیئے تمیز کے" دائی رے میں مجھ سے بات کیا کرو ----- بہت ہی کوئی ی بدتمیز بچے ہو تم -----"وہ فل طیش میں جبڑے بھینچتی بولی ---------

تمہاری شادی کی عمر ہے لہذا تم کسی شریف انسان کے بیٹے شرفات سے نکاح کر" میرے سر سے کسی بلا کی طرح ٹل کیوں نہں جاتیں ؟ "وہ اسکے بڑے ہونے پر طنز کے تیر چھوڑتا بولا جبکہ بدتمیز لقب کو اسنے اپنے لیئے اعزاز کے طور پر قبول کیا تھا

اسکی حد سے زیادہ ہڈھرمی پر وہ زور سے اپنی ہاتھ کی مٹھیاں سختی سے بھینچ کر رہ گ ئی

کیا ہے ناں میری خوبصورت چمیاں میں چلی گ ئی تو میرا تمہارے بغیر دل نہیں لگے گا" بس اسلیئے شادی کرنے کا پیلن کینسل --- "اسنے مہبم مسکراہٹ کے ساتھ جان بوجھ کر کہا وہ جانتی تھی اسے چمیاں ورڈ سے کتنی نفرت تھی ---- آدم چوہدری اندر سے جل ہی تو گیا تھا --------

زبان سنبھال کر بات کرو ورنہ اس کینچی جیسی زبان کو دومنٹ نہیں لگاؤں گا کاٹنے" میں ۔"وہ سرد لہجے میں بولا -------

سترہ سالہ قائدہ راحیل دورانی بس اس بارہ سالہ اپنی عمر سے زیادہ کہیں دفعہ بڑی بڑی باتیں غصے میں بے دھڑک بول جانے والے اس عجیب بچے کو اپنی نیلی آنکھوں سے دیکھنے لگی -------

راحیل دورانی اپنی بہن زینیہ اور بیوی بچی سمیت کچھ سالوں پہلے ہی یہاں آیا تھا

اسے اللہ نے دوسری اولاد اپنی رحمت سے نوازہ تھا مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ وہ ننھا وجود انکی زندگیوں میں خوشیاں لیکر تو آیا تھا لیکن کچھ گھنٹوں کے لیئے --------

ڈیلیوری کے وقت راحیل کی بیوی کرن کی طبعیت اچانک بگڑچکی تھی جسکے باعث ڈاکٹرز نے اس سے اسکے لیگل پیپرز پر احتیاطاً سائن لیئے کہ وہ اسکی بیوی یا بچے میں سے کسی ایک ہی کو بچا سکتے ہیں ----- اور یہ وہ ازیت بھرا لمحہ تھا جس میں راحیل دورانی زینیہ کے بعد سے آج دوسری بار ٹوٹ کر بکھرا تھا -------

کسی ایک کو چننا اسکے لیئے مرنے کے مترادف تھا ۔۔۔۔۔۔ ایک اسکا دل تھی تو دوسری اسکی دھڑکن ۔۔۔۔۔۔۔

پھر وہ لمحہ بھی آیا جب اس گلابی کھنبل میں لپٹی اس ننھے وجود کو راحیل دورانی کی گود میں دیا گیا یعنی دونوں کی جان خطرے سے باہر تھی ۔۔۔ راحیل دورانی کے بے ساختہ تشکر بھرے آنسو اپنی ننھی سی گڑیا کے معصوم نا معلود چہرے پر گرے تھے ۔۔۔۔۔۔۔

لیکن کچھ ہی پل کا کھیل تھا کہ اس ننھے وجود کی چہکتے بھری کھلکھاریاں اسکے گھر میں گونجنے سے پہلے ہی اس رب نے اس ننھے وجود کو اپنے پاس بلالیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس ننھے سے وجود کو اچانک سانس کا مسئلہ درپیش آیا تھا جو سنبھلنے کے بجائے بگڑتا چلاگیا اور ایسے ہی وہ ننھی سی وجود زندگی ہار گئی ۔۔۔۔۔۔۔

اس دن کا دن تھا تب ہی کرن گم سم سی کھوئی ی کھوئی ی سے رہنے لگی راحیل باتیں کرتا تو وہ ہاں ہوں میں جواب دیتی ورنہ ایک کونے پر بیٹھی بیٹھی اپنے بے ساختہ آنسوں بہانے لگتی یا اپنی ننھی گڑیا کے نامعلود کپڑے جسکی اسنے اسکے ہونے سے پہلے شاپنگ کی تھی اسے بیڈ پر پھیلائے سینے سے لگائے بوسے لیتی گھنٹوں بیٹھی رہتی ان سب میں وہ اپنی پانچ سالہ بیٹھی قائ‌دہ اپنے شوہر راحیل دورانی اور زینیہ سے بلکل بے خبر ہوچکی تھی --------

وہ بُھلائی ی بُھلائی ی سی ماں اپنی بیٹی کی جدائی ی میں بلکل پاگل ہی تو ہوگ‌ئی تھی

ڈاکٹرز نے کہا تھا انہیں ان سب سے دور رکھ کر ہی انہیں دوبارہ واپس پہلے جیسا پاسکتے ہیں جس میں انتھک سب ہی اپنی اپنی سی پوری کوشش کرتے کہ کرن دوبارہ اپنی روٹین لائ‌ف کے جانب آجائے ------

یہاں تک ازمیر اور زرتشہ اپنے بچوں کے ساتھ وہاں ہفتے میں دو بار چکر لگاتے کہ انکے جانے سے ماحول کچھ تبدیل ہو جائے یا وہ کرن کو لیکر کہیں گھمانے پھیرانے لیکر جائے

یا ادھر ادھر کی باتیں کریں تو اسکا دماغ تھوڑا ڈائی یورٹ ہو اور وہ معمول پر آجائے

مگر یہ ہمیشہ انکی خام خیالی ہی رہتی ---- یا یوں کہوں وہ اپنی بیٹی کی یادوں سے باہر آنا ہی نہیں چاہتی تھی --------

یہی وجہ تھی کہ راحیل دورانی ایک فیصلے پر پہنچا اور کچھ اپنی دوستوں کی مدد کے باعث اپنی فیملی کو لیکر امریکا شفٹ ہوگیا ---------

جانتا تھا وہ اس گھر یا پاکستان میں رہے گی تو وہ سب کچھ کبھی نہیں بھول پائے گی اور یہی حالت کچھ زینیہ کی بھی رہتی تھی لیکن وہ خود کو ان بیتے سالوں میں سنبھال چکی تھی پر پھر بھی اپنی ندانیوں غلطیوں گناؤں کو سوچتے چھپکے چھپکے اکثر اندھیرے کمرے میں اسکی سسکیاں گونجتی تھیں -------

راحیل دورانی اپنی بہن اور بیوی دونوں سے ہی بہت محبت کرتا تھا ۔۔۔۔۔ دونوں کو ہی ایک بار پھر ہنستا مسکراتا دیکھنے کا خواہش مند تھا ۔۔۔۔۔۔۔

اس لیئے وہ پاکستان کو ہمیشہ کے لیئے خیرآباد کہتا امریکا جیسے رف اینڈ ٹف ممالک میں مقیم ہوگیا اور اب وہ یہی تھا اپنی بہن اور بیوی بیٹی قائدہ کے ساتھ ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں منہ سنبھال کر نہیں بلکہ لوگوں کا منہ توڑنے میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہوں۔ "یکدم" وہ بھڑک اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔

"i dont care

تم کس چیز میں دلچسپی رکھتی ہو اور کس چیز میں نہیں میری بلا سے تم بھاڑ میں جاؤ ۔۔۔۔۔۔"

وہ کہتا یہ جا وہ جا ۔۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے قاعدہ کلس کر رہ گئ اور ایک آخری نظر اسکی پشت پر ڈال وہاں سے باہر کو بھاگی

میں ہی پاگل ہوں جو گل انٹی کے کہنے پر اس سے اکیڈمی جانے کا پہنچنے آگئ ----"
بدلحاظ کہیں کا زرا جو تمیز ہو بات کرنے کی ---- بچہ تو کہیں سے ہے ہی نہیں بلکہ اس
جلاد کو بچہ بولنا تو دوسرے بچوں کی توہین ہوگی ----ہنہہ ---- "!وہ منہ ہی منہ میں
بڑبڑائی ی --------

اسکی اور آدم کی ٹیوشن اکیڈمی ایک ساتھ ہی تھی چونکہ اسے تو ویسے ہی دیر ہوگئ تھی
اسلیئے آدم پر لعنت بھیجتی مگر اپنے کڑوے کسیلے لفظوں میں اسے سلوتیں بیجھنا نہ
بھولی اور وہاں سے نکلتی چلی گ ئی -------

میں بھی ٹھیک ہوں تم یہ کونسا فلیور کیک کھارہی ہو؟"اسکرین کے اس سمیت اسی"
کی ہم عمر ننھی لڑکی نے اسے دیکھ پوچھا --------

چاکلیٹ فنج پاپا لے کر آئے تھے ۔۔۔۔۔ "اسے دیکھ جواب دیا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

اوو اچھا ۔۔۔ کیا تمہاری ویکیشن ہوگ ئی ہیں اس بار اجاؤ نا امریکا ماموں کے ساتھ" بہت مزہ کرے گے یہاں ہم سب تم میں بھائی ی قائی دہ آپ ۔۔۔۔۔۔ ،،، وہ کچھ اگے بولتی کہ پیچھے سے اسے اپنے بھائی ی کی آواز آئی ی ۔۔۔۔۔۔۔

عالیاب بچے کس سے بات کررہی ہو ؟ وہ اسکیٹنگ سینٹر سے آتا فریش ہوتا یہاں اپنی" چھ سالہ جان سے پیاری بہن عالیاب کے کمرے میں آیا تھا جو کمرے میں رکھے سنگل خوبصورت سے کاؤچ پر بیٹھی اپنے ننھے سے ہاتھوں سے آئی ی پیڈ تھامے اسکرین پہ یقینا کسی سے بات کرنے میں مصروف تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

وڈیو کال کی دوسری سمت وہ ننھی ہی چھ سالہ سانولی سی مگر پرکشش بچی اس بھاری آتی یکدم آواز پہ سہمی تھی اور فوراً ہی کال ڈسکنیکٹ کرگ ئی تھی ۔۔۔۔۔

اور اب کال ڈسکنیکٹ کرکے لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ -- وہ بھائی ی پاکستان سے کال تھی ----"وہ معصوم اپنی سیاہ آنکھیں گھماتی" جلدی سے آئی ی پیڈ سائیڈ رکھتی بولی --------

مقابل کی آنکھوں میں یکدم ہی ناگواریت اتری تھی جسے عالیاب دیکھتی لب دباگئی --------

اسے معلوم تھا کہ بھائی ی کو وہ لڑکی زرا اچھی نہیں لگتی تھی ------

میرا بچہ اگر پھر پاکستان سے کال آئے نا تو کاٹ دینا اور اگر مما پوچھے تو کہہ دینا موڈ" نہیں تھا بات کرنے کا ۔ "وہ کھڑا اسکے گلابی گال پر ہاتھ رکھتے ہر بار کی طرح اس بار بھی اسے سمجھانے لگا تو عالیاب سر ہلاگئی --------

بھائی ی آپ اس سے کیوں بات نہیں کرنے دیتے ---- جانان آپی بھی تو اسی کی سسٹر ہیں اپ انسے تو منا نہیں کرتے ؟"وہ معصومیت بھری آواز میں سامنے موجود گرے آنکھوں والے آدم اپنے بھائی ی کو

سیاہ چھوٹی آنکوں سے دیکھ بولی -------

آدم کی آنکھوں کا کلر گرے گل جبکہ عالیاب نے آنکھوں کا کلر آغر سے چرایا تھا ------ جو بھی تھا دونوں کی پرکشش بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں تھیں --------

بس کہہ دیا نا عالی بچے نہیں کیا کرو مطلب نہیں کیا کرو ---- اس بلیک بیوٹی کی وجہ سے ہمارا باپ ہمارا نہیں رہا --- ہم سے زیادہ تو وہ اسکا خیال کرتے ہیں ---- ہم سے بڑھ کر تو وہ انہیں عزیز ہے میرا دل کرتا ہے اس سیاہ فام لڑکی کو تو اپنے ہاتھوں سے گلہ دبا کر مار دوں ----- "پہلا جملہ بارہاں کہتے باقی کے دل میں بولتے اسکے آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح وہ منظر چلا تھا -------

آغر پاکستان اپنے کسی میشن کے تحت جارہا تھا اور گل کو پریشان کیئے بغیر کمرے میں اپنی پیکنگ کررہا تھا -------

آغر اور گل -----گل کے علاج کے بعد سے یہی تھے اور پھر مزید اسکے ایکسپیکٹ کرنے کا معلوم ہونے پر وہ اسکا وہی خیال رکھنے لگا تھا کیونکہ ڈاکٹر نے پریگنینسی میں کچھ ایشوز کی وجہ سے اسے سفر کرنے کے لیئے منع کر رکھا تھا اسلیئے آدم کی پیدائیش بھی وہی امریکا میں ہوئی ی تھی -------

وہ بہت خوش ہوا تھا آدم کی پیدائیش پر لیکن برا ہوا اسے جلد ہی پاکستان کسی میشن پر دو مہنیوں کے لیئے جانا پڑھ گیا تھا --- گل کی ایسی کنڈیشن نہیں تھی کہ اسے ساتھ لے جائے ---- اسنے جلد از جلد ایک فیمل کیئر ٹیکر ہائیر کی تھی ---- گل اور آدم کے لیئے -------

وہ تو گل کو ایسی نازک کنڈیشن جس میں شوہر کی ایک بیوی کو بہت ضرورت ہوتی ہے ایسی نازک کنڈیشن میں کیسے چھوڑ کر جاسکتا تھا بھلا -----وہ بلکل بھی جانا نہیں چاہتا تھا مگر اس دل کا کیا کرتا جس میں اسکا پیارا ملک بستا تھا -------

سب سے پہلا حلف ہی یہی اٹھایا تھا پہلے ملک پھر کچھ اور ------ تو کیسے وہ دستبردار ہوجاتا اپنے عہد سے ------

اوپر سے گل بھی اسکے فیصلے میں شانہ بشانہ کھڑی رہی تھی ---- وہ آغر کی کمزوری نہیں بلکہ ڈھال بنکر اسکے ہر فیصلے پر سرخم کرتی تھی -------

ڈیڈ یہ دوسری شوز کی جوڑی کس کے لیئے ؟ "آدم لاؤنج میں ٹیبل پر رکھے دو شوز کی" جوڑیوں میں سے ایک جوڑی شوز پیک اٹھاتا یہاں لایا تھا ----- اور انہیں دیکھ اپنی آئی برو اچکاتا پوچھا -------

ہاں یہ وہ ----- جانان کے لیئے ہیں اسے پسند ہیں ناں جوڑن کے شوز تو بس یہاں" سے لیکر جارہا تھا اور ایک جوڑی اپنی گڑیا عالیاب کے لیئے لایا تھا ------ "وہ اسے دیکھ اگے بڑھتے جلدی سے بے دھیانی میں جو وہاں شوز کا پیک چھوڑ آیا تھا اس سے لیکر بیگ میں رکھتا بولا --------

اوو جانان کے لیئے مجھے لگا اپ اس سیاہ فام لڑکی کے لیئے لیکر جارہے ہیں --؟ "وہ" جب بھی پاکستان جاتا تھا جانان اور اس معصوم گڑیا کے لیئے ضرور کچھ نا کچھ لیکر جایا کرتا تھا --- بعض دفعہ تو پورا ایک منی بیگ جانان اور دوسرا منی بیگ چیزوں سے بھرا اس معصوم کے لیئے ہوتا تھا ------

چونکہ ابھی ارجنٹ جانا پڑھ رہا تھا تو بس جلدی جلدی میں عالیاب اپنی بیٹی اور اسکی ہی ہم عمر وہ سانولی رنگت مگر پرکشش معصوم گڑیا کے لیئے شوز ہی لے پایا تھا -------

زبان سنبھال کر بات کرو آدم ---- "!!وہ اس لڑکی کے نام پر یکدم سخت لہجہ اخیار" کرتا بولا ---------

میرا یہی لہجہ ڈزرو کرتی ہے وہ ڈیڈ ----- مجھ سے اس سیاہ فام لڑکی کے لیئے عدب و" عاداب کی توقع مت رکھیں ------ ہوگی وہ آپکے لیئے اچھی پر میرے لیئے وہ میری جوتی کے برابر بھی نہیں -----

بہرحال !

Have a good jurney & good by

بامشکل بھڑکتے شعلوں کو دبا کر وہ نفرت سے بولتا بنا یہاں ایک سکینڈ ضائع کیئے باہر نکلتا چلا گیا -------

پیچھے آغر بس اپنے ضدی خودسر بیٹے کی پشت غصے سے گھورتا رہ گیا ------

سفر بہت مشکل ہوتا جارہا ہے اور منزل آسان دیکھتے ہیں تم اسے تسخیر کروگے یا اس" معصوم ------ ،،،، اگے وہ سوچتا اپنا سر جھٹکتا بیگ کو زپر کرنے لگا --------

خیر مٹی ڈالوں اس سیاہ فام لڑکی پر ---- "چلو عالی تمہیں کچھ بنادوں مام کے پیروں" میں درد ہے میں نے انہیں آرام کرنے کا کہا تھا ۔ "وہ اس منظر سے باہر آتا اسکے ماتھے پر بوسہ دیکر اسے لیئے کیچن کی جانب بڑھ گیا -------

****

گلابو کرلی بات عالی)عالیاب (سے ؟ کیا ہوا تمہارا منہ کیوں اترا ہوا ہے ؟ ابھی تو میں صیح چھوڑ کے گ ئی تھی تمہیں ؟"پاس پڑا کیک اور آئی پیڈ کی بلیک اسکرین پر سرسری سی نظر ڈال آٹھ سالہ جانان اپنی گرے پرکشش آنکھوں سے اپنی معصوم بہن کی چھوٹی سیاہ پرکشش آنکھوں میں دیکھتی بولی جسکا چہرہ مرجھایا سا لگا اسے --------

نن ۔ نہیں کچھ نہیں آپیا ---"اسکے پوچھنے پر اس معصوم کی آنکھیں برسنے کو بے" تاب تھیں ------

اچھا اب مجھ سے جھوٹ بولوگی گلابو -----؟ "جانان پیار سے اسے گلابو کہتی تھی" نجانے کیوں لیکن یہ نام اسے لیکر اسکی زبان پر چڑھ گیا تھا ------ اور اسے اچھا لگتا تھا اپنی معصوم بہن کو ایسے مخاطب کرنا --------

سچی اپیا ۔۔۔۔۔ "وہ اسے یقین دلانے لگی جو اسے مشکوک نظروں سے گھورتی کچھ"
جانچنے کی کوشش کررہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں آدم نے کچھ کہا ہے ؟"وہ اسے گھورتی چھوٹی آنکھیں کیئے اپنا اندازہ لگاتی بولی"
۔۔۔۔۔۔

نن ۔ نہیں وہ۔ وہ بھائی ی کیوں کچھ بولیں گے ۔۔۔۔۔"وہ معصوم اپنی لڑاکڑاتی"
دھیمی میٹھی آواز میں بولی اور پھر سچ بھی تو یہی تھا کہ آدم نے اسے کچھ نہیں کہا تھا
۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا تو بات تو پھر بہت دور کی بات تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بس اب تک ایک ہی بار پاکستان ایا تھا یہی کوئی ی چھ مہنے پہلے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی نظروں میں اپنے لیئے حقارت و نفرت اور لفظوں میں زہر دیکھ وہ معصوم اتنی سی عمر میں جان چکی تھی وہ اسے خاص اچھی نہیں لگتی اور بلکل یہی بات جانان نے بھی ناٹ کی تھی وہ جب تک یہاں تھا اس سے کھچا کھچا سا رہتا تھا جبکہ وہ جانان سے بھی کوئی ی زیادہ باتیں نہیں کرتا تھا ---------

بس کبھی بڑوں کی موجودگی میں اسنے جانان پر احسان کرنے والے انداز میں اپنے چند ایک لفظ ضائع کیئے تھے ------- ادروائی س وہ اس سے بھی کوئی ی بات نہیں کرتا تھا ---------

حویلی میں اچانک سے شور و گل رونق قہقوں کی گونج گنجی باہر سے آتیں کنزیش اسکے مامی ماموں اپنے باپ ابرار سکندر اور آغر کی آواز پہ ان دونوں پریوں کے چہرے پر یکدم ہی سرشاری دوڑی تھی خاص کر کے اس سانولی پرکشش ننھی سی جانان کی گلابو پر

اوئے گلابو لگتا ہے آغر پھوپھا آگئے --- "جانان اسے دیکھ چہکتی بولی ---------"

اور دونوں جلدی سے کمرے سے بھاگتی لاؤنج میں پہنچی جہاں واقعی آغر بیٹھا سب سے باتوں میں مصروف تھا --------

پھوپھا جانی----- "!!جانان کی آواز پہ اسنے سر اٹھاکر اسکی طرف دیکھا ---------"

سامنے ہی کچھ فاصلے پر کھڑی وہ دونوں ننھی پریاں اپنی اپنی چمکتی پرکشش آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں --------

پھوپھا کی پرینسسز ----- "!اسنے جھک کر اسے اٹھایا اسکے دونوں گالوں پر بوسہ دینے لگا ---------"

جبکہ وہ معصوم ننھی سی سانولی مگر پرکشش پری وہی اپنی جگہ پر جم کر کھڑی رہی

آغر نے اسے پیار کر کے نیچے اتارا اور اب اس ننھی سی جان کو دیکھا ---------

ائی یزل پرینسز ------ "!اسنے اسے محبت سے پکارا تھا -------"

بابا ------ "!وہ اپنی میٹھی آواز میں کہتی تقریبا روتی بھاگتی اس تک پہنچی ------ بنا" دیر کیئے آغر نے اسے اٹھایا اور خود میں زور سے بھینچ لیا اور بے ساختہ اسکے ماتھے گالوں آنکھوں پہ بوسے دینے لگا ---------

انہیں دیکھتے وہاں موجود سب تشکر بھری نظروں سے مسکراد یئے --------- وہ اسے اپنی زندگی سے بھی کہیں زیادہ پیاری تھی اور یہ بات وہاں موجود ہر ایک انسان جانتا تھا ----------

بابا کا بیٹا ------- "!!آغر نے مسکراتے اسکے آنسوں صاف کیئے -------"

آئی لو یو بابا ۔۔۔۔۔ "!وہ کہتی اسکے گال پر لب رکھتی گلے میں باوزو ڈال گ ئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے کہنے پر اسنے دوبارہ اسے خود میں بھینچا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اللہ کی اس کرم نوازی پر بہت خوش ہوا تھا کہ اللہ اس سے اتنا راضی ہے کہ اسے دو رحمتیں اور ایک نعمت دی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جن سب میں صرف اسکی ہی نہیں بلکہ گل کی بھی سانسیں بستی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔

****

وہ اندھیرے کمرے میں آنکھیں بند کیئے لیٹا تھا ۔۔۔۔۔۔

چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے پاک تھا لیکن سوچیں تھیں جو اسکا پیچھا ایک سیکنڈ نہیں چھوڑتی تھیں ۔۔۔۔۔۔

ان سوچوں کا اہم مرکز ہمیشہ وہ ننھی سانولی پرکشش آئی زل کا وجود ہی رہا تھا --------

میرا دل کرتا ہے تمیں ایسی جگہ تڑپا تڑپا کر مارو جس جگہ تمہیں پانی بھی نصیب نا ہو اور" تم خود ہی اپنی جان کی بازی ہار جاؤ ------ "کہتے اپنی معصوم بہن کا چہرہ یاد آیا جو آغر کو یاد کر روتی روتی سوئی ی تھی ---- وہ کافی اپچ تھی آغر سے ----- اسلیئے جب جب وہ پاکستان میشن پر جاتا تب تب وہ اسی طرح اسے روکر روکر یاد کرتی سوتی تھی

وہ جانتا تھا وہ میشن سے ایک دن پہلے کیوں گئے تاکہ اس سیاہ لڑکی کے ساتھ اسپینڈ کر سکیں ------- سوچتا غصے سے سر جھٹک گیا precious time

----

بابا کی منہ بھولی بیٹی شکر ہے تم یہاں موجود نہیں ورنہ تمہارا قصہ تو میں آج ابھی اسی وقت ختم کر دیتا ----- "اسکی اس گہری سیاہ ہوتی رات میں سات پار اس ننھے سے

وجود آئی زل ابرار سکندر خانزدہ کے لیئے سوچے بھی گہری سیاہ ہوتی جارہی تھیں

آدم کی نفرت تھی کہ دن با دن بڑھتی چلی جارہی تھی --- اسکے سینے میں روز آئی زل ابرار سکندر کے نام کے شعلے بڑھکتے تھے جس میں وہ اسے جلانے کا ارادہ رکھتا تھا

کیا سچ میں وہ شہزادی اس آگ میں جلے گی یا اسی آگ سے وہ سب کچھ جلا کر خاک کرے گی یہاں کہانی کا اختتام نہیں بلکہ ایک ن ئی کہانی جنم لیتی کتاب کے پنوں کو اپنی سیاہی سے لکھتی اسکے گرد لپٹتی جاری تھی ---

ختم شدہ !